الکوکب المنیر

شرح اردو نحو میر

مع

تراکیب بے نظیر

بالتحفۃ النادرۃ فی النکات النحویۃ

تالیف

مولانا ابو الحسن ابن کوثر علی صاحب

مکتبہ دانش دیوبند

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ لہ کہ

فائدۃ عجیبۃ المسمی بہ

شرح اردو نحو میر

مع

تراکیب بے نظیر

بالتحفۃ النادرۃ فی النکات النحویۃ

مولانا ابوالحسن سے

لمعۂ علی

کوکب المنیر شرح نحو میر

میر سید شریف کی شہرۂ آفاق کتاب نحو میر
کی اہمیت اور مقبولیت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں
کیا جا سکتا۔ عالم اسلام کے تقریبًا تمام دینی مدارس میں یہ کتاب داخل درس ہے
یہ کتاب علم نحو کے بے بہا موتیوں کا خزانہ ہے۔ میر سید شریف نے اصول
بیانی میں بڑی جامعیت اور اختصار کو اختیار کیا ہے جس بنا پر یہ کتاب تلخیص متن النحو
کا درجہ رکھتی ہے۔ بریں بنا بہت سے علماء اور ارباب علوم و فنون نے اسکی شرح
لکھ کر شائقین کو مستفید کیا ہے، لیکن کتاب "کوکب المنیر شرح نحو میر" کو ان تمام شروحات
پر ایک امتیازی فوقیت اور مقام حاصل ہے، میر سید شریف کی عبارتوں کی تشریح
مناسب حل، نکلتے ہوئے جزئیات کو اسکی تہ تک پہونچا دیا، اور ہر مسئلہ کی علت
اور دلائل سے مرصع۔ عالمانہ بحث، تدقیق، و تحقیق، تشریح کے ساتھ ساتھ
تدریسی لب و لہجہ، حشو و زوائد سے مبرا، سلاست اور شیرینیت
سے آراستہ، مسائل سے لبریز، دلائل سے بھرپور یہ
علم نحو کے شائق طلباء اور اساتذہ کیلئے بیش بہا قیمتی
اور ذریں سرمایہ، اور نایاب تحفہ، اور بیش بہا قیمتی
خزانہ ہے۔

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

یہ درس نظامی کی مشہور و معروف کتاب "نحو میر" کو علم نحو میں جو مقام حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے جب بندۂ ناچیز نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا اسی وقت سے دل میں یہ جذبہ ابھر رہا تھا کہ اسکی کوئی شرح لکھوں۔ لیکن وقت اور حالات اجازت نہیں دے رہے تھے، لیکن کچھ دنوں کے بعد دوستوں اور ساتھیوں کے اصرار پر بندۂ ناچیز اسمیں لگ گیا اور بحمد اللہ یہ کتاب مینے تیار کی دوران تالیف علم نحو کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ اور استفادہ کیا لیکن فیض المنیر جو حضرت مولانا عبید الحق کی تالیف ہے اس سے بہت استفادہ کیا اور بہت مواد اس سے مجھے دستیاب ہوا بہرکیف جو کچھ بن پڑا ناظرین کی نذر نظر ہے، اگر اسمیں کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی بغرض اصلاح حقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ اگلی ایڈیشن میں اسکا خیال رکھا جائے۔

(مولانا) ابوالحسن غفرلہٗ

تقریظ

حضرت مولانا علامہ نسیم احمد صاحب غازی مظاہری

شیخ الحدیث جامع الہدیٰ مراد آباد۔ یوپی

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ مولانا ابوالحسن سیف الدین صاحب کی کتاب کوکب المنیر شرح نحو میر کی زیارت ہوئی عدیم الفرصتی کے سبب بالاستیعاب اس کا مطالعہ نہ کرسکا، معتبر علماء نے اس پر بالاستیعاب نظر فرمائی ہے۔ کتاب بہت ضخیم اور مفید ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مولانائے موصوف کی اس گرانقدر کاوش کو قبول فرما کر طلبہ و اساتذۂ علم نحو کیلئے نافع و مفید بنائے آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

العبد

نسیم احمد غازی مظاہری خادم حدیث دارالعلوم جامع الہدیٰ

مراد آباد

۲۱ر شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ م ۱۴ر فروری ۱۹۹۳ء

یکشنبہ

تقریظ

حضرت مولینا مفتی
علیم الدین صاحب

مہتمم دارالعلوم دینیہ رحمت نگر مراد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ

ابوالحسن، زین الدین میر سید شریف کی معروف ومشہور کتاب نحو میر کا مقام اسکی ضرورت، مقبولیت اہلِ علم سے مخفی نہیں قواعدِ علم نحو کے قارئین کو سب سے پہلے اسی کتاب سے واسطہ پڑتا ہے بریں بنار اونچی سطح کے تمام دینی اداروں میں یہ کتاب داخلِ درس ہے یہ کتاب علم نحو کا بیش قیمت خزانہ ہے، میر سید شریف نے انتہائی اختصار اور جامعیت کو مدنظر رکھکر قواعد نحو کے اتھاہ سمندر کو مختصر سے کوزہ میں سمودیا ہے جس بنار پر یہ کتاب نحو میر کا شمار ملخصات اور متون میں ہے۔ بریں بنار اسکی بہت سی شرحیں لکھی گئیں لیکن مولانا ابوالحسن سیف الدین کی یہ کتاب کوکب منیر شرح نحو میر ان تمام شروحات میں بڑی امتیازی اور انوکھی معلوم ہوئی بغرض تفہیم از اوّل تا آخر اس کتاب کا بندہ ناچیز نے مطالعہ کیا اور حسب ضرورت ترمیم و توضیح بھی کی۔

واقعتًا اس کتاب کے اندر ہر مسئلے کی تحقیق کو اسکی تہہ تک پہنچا دیا گیا ہے اور ائمہ نحویین کے اختلافات مع دلائل وعلل ذکر کر دیئے گئے ہیں ساتھ ہی ترکیب کی جتنی صورتیں حضرات نحویین سے منقول ہیں وہ سب اس کتاب میں مذکور ہیں۔ ماشاء اللہ مولانا ابوالحسن صاحب نے بڑی محنت کی ہے یہ موصوف کی پہلی علمی کاوش اور جدّوجہد ہے جو طلبا۔ اور علمار کے ہاتھوں میں جارہا ہے۔ خدا کرے اور ہو زورِ قلم زیادہ، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور شائقین علم نحو کیلئے نفع بخش بنائے۔ آمین یارب العٰلمین

راقم الحروف:۔ العبد علیم الدین غفرلہٗ، خادم دارالعلوم دینیہ رحمت نگر مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

نحو کی ضرورت

امّا بعدُ :۔ واضح ہو کہ دنیا میں جتنی زبانیں ہیں ہر ایک کے لئے کچھ نہ کچھ خصوصیت لسانی ہے، جیسا کہ لسانِ بنگلہ کے لئے بنگالی خصوصیت اور لسانِ فارسی کے لئے فارسی خصوصیت ہے علیٰ ہٰذا القیاس لسانِ عربی کیلئے بھی کچھ خصوصیت ہے لیکن لسانِ عربی کی خصوصیت اور زبانوں کی خصوصیت سے اہم و ابلغ و اثقل و ادق ہے جیسا کہ لسانِ عربی میں رفع کی جگہ نصب یا بر عکس پڑھنے سے معنی میں تغیر فاحش ہو جاتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زید فاعل کو اگر مفعول بہ کی بنا پر نصب پڑھے تو یہ لازم آئے گا پہلی صورت میں زید ضارب تھا دوسری صورت میں مضروب بن گیا علیٰ ہٰذا القیاس یہ تو اجلی البدیہیات سے ہے کہ غیر اہلِ عرب بلکہ کم فہم عربی کے لئے بھی قواعد و ضوابط عربیہ کو حفظ و ضبط کرنا فرض کا سا ہے کیونکہ یہ تو کتابُ العظیم سمجھنے کے لئے ایک بڑی سیڑھی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی معرفت کیلئے وسیلہ ہے و باعثِ تحصیل خوشنودی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ حدیث میں مذکور ہے اصل حدیث اسطرح ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلاثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ ۔ بیہقی ۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عربی کو تین وجہ سے محبوب سمجھو اوّل میں قبیلہ عربی سے ہوں اور قرآن مجید و فرقانِ حمید بھی عربی ہے ۔ اور قیامت کے دن اہلِ جنت کی زبان بھی عربی ہے بناءً علیہ ہم پر بھی اسکو محبوب سمجھنا اور اسکے قواعد و ضوابط کو حفظ و ضبط کرنا ضروری و لابدی ہے ۔

ایضاً اسلامی فتوحات جب عرب سے عجم کی طرف منتقل ہونے لگے اسکے ساتھ ہی لسانِ عربی کی فتوحات بھی ارد پذیر یا دہونے لگیں تب عجمیوں کے لئے لسانِ عربی بولنا دشوار ہو گیا کیونکہ وہ عربی یوں نہیں سکتے ہیں اگرچہ کچھ پر قادر ہوں اسمیں بھی غلطی کر دیتے ہیں اب ایسے چند قواعد و ضوابط حفظ و ضبط کرنا ضروری ہیں جس سے اہلِ عجم بلکہ کم فہم عربی بھی لسانِ عربی کو اچھی طرح بول سکے اور حفاظتِ قرآن و حدیث و تصحیح عربی کا وسیلہ ہو سکے اس کو عِلم نحو کہتے ہیں ۔

تعریفِ عِلم نحو :۔ واضح ہو کہ لفظ نحو بفتح النون وسکون الحاء المہملہ کے معنی لغوی چند ہیں شاعر نے اپنے شعر میں

سات کو لایا جیسا کہ سہ ہفت معنی نحو دارد جملہ را از من بجو: قصد و مقدار و قبیلہ نوع دشرح وشبہ وتسو۔ نحو بمعنی طریق جیسے هٰذا انحوا سوی ای هٰذا الطریق المستوی۔ فصاحت جیسے ما احسن نحوک فی الکلام ای ما احسن فصاحتک فی الکلام۔ نحو بمعنی پھرانا جیسے نحوت بصری الیہ ای صرفتُ بصری الیہ میں اپنی آنکھ کو اسطرف پھرایا، نحو بمعنی اعراض کرنا جب صلہ عن ہو جیسے نحوت عنہ ای عرضتُ عنہ، نحو بمعنی اعتماد کرنا جیسا کہ نحوت علیہ ای اعتمدت علیہ نحو بمعنی میل کرنا اگر صلہ الیٰ ہو جیسے نحوت الیہ ای ملت الیہ اور اصطلاح نحاۃ میں نحو ایسے چند قواعد و ضوابط جاننے کو کہتے ہیں جسکو جان کر یاد رکھنے سے کلمہ ثلثہ کی آخری حالت معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے معلوم ہو اور کلمہ کی بعض جزو کو بعض کے ساتھ ترکیب دینے کی کیفیت و طریقہ معلوم ہو جیسے اسم کو فعل کے ساتھ اور فعل کو اسم کے ساتھ باہم ترکیب کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع علم نحو کلمہ اور کلام ہے اور بعض نے اس مرکب کو علم نحو کا موضوع قرار دیا جو اسناد اصل کے ساتھ مرکب ہو۔ موضوع شی اسکو کہتے ہیں جس کی گفتگو ما نحن فیہ میں کیا جاوے یا جسکے عوارض ذاتیہ سے بحث کیا جاوے اسکو موضوع کہتے ہیں

غرض علم نحو ذہن کی ان لفظی غلطیوں کے وقوع سے حفاظت کرنا جو معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے ہوتی ہے کلام عرب میں مگر بعض شارحین نے اس کا خلاف تعریف کی جیسا کہ فرمایا علم نحو کی غرض ترکیب عربیہ کو معانی وصفت اصلیہ پر مطابقت کرنا علم نحو کا غرض ہے۔ مگر وہ مبتدیان کے ذہن سے بعید ہونے کی وجہ سے ناچیز نے بیان نہ کیا فاحفظوا کما حفظہ۔

مدون علم نحو پوشیدہ نہ رہے کہ مدون علم نحو کے بارے میں مؤرخین کا مختلف قول ہے ناچیز عاری من العلم چند اقوال کو بیان کرتا ہے اس کو خوب غور و فکر سے حفظ و ضبط کرے تاکہ جمیع الاوقات اس سے فائدہ حاصل کریں اور ناچیز کے لئے دعائے خیر فرماویں۔

قول اوّلہ:۔ علم نحو کا واضع اولاً مدینۃ العلم علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ کذا فی

طریقہ تدوین یہ ہے کہ حضرت ابو الاسود دوئلی۔ جو کبار تابعین و صالحین میں تھے، نے کہا کہ ایک دن امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ . . . پہ میں داخل ہوا پس ان کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھا پس میں نے سوال کیا اے امیر المومنین کیا چیز ہے آپ نے جواب دیا کہ میں کلام عرب میں فکر کیا ہوں پس اس کو غلط و سلط و فساد پایا یہ غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عجمیوں کا عربی کے ساتھ مخالطت ہوا پس میں ارادہ کرتا ہوں کہ ایسی ایک چیز کو مدون کروں جسکی طرف سب راجع ہو اور اعتماد کرے اس بات کو کہہ کر علیؓ نے کاغذ کو میری طرف ڈال دیا اور اس کاغذ میں یہ لکھا ہوا تھا الکلام کلّہ اسمٌ و فعلٌ و حرفٌ فالاسم ما انبأ عن المسمّیٰ والفعل ما انبیٔ بہ والحرف ما افاد المعنی یہ کہہ کر کہا یہ نحو ہے اور اسمیں تو زائد کر جو تجھ میں ہے یعنی جو تم جانتے ہو تو اسکو اس کاغذ میں زائد کر پھر امیر المومنین نے پکار کر بولا اِعْلَمْ یا ابا الاسود انّ الاسماء ثلثۃ ظاهر مضمر و اسم

لا ظاهرٌ ولا مضمرٌ انما یتفاضل الناس یا ابا الاسود فیما لیس بظاہر ولا مضمر وارا دبذلک الاسم المبہم دیعنی جان لو اے ابوالاسود بے شک اسم تین قسم ہے اول اسم ظاہر۔ دوم اسم ضمیر سوم یہ کہ نہ ضمیر ہو نہ ظاہر بے شک لوگ ظاہر وضمیر کے درمیان فرق کرتے ہیں یا ابا الاسود جو ظاہر و مضمر نہیں وہ اسم مبہم ہے جیسا کہ اسم اشارات و موصولات پھر ابوالاسود دوئلی نے باب عطف ونعت پھر باب تعجب و استفہام کو لکھا یہاں تک کہ باب ان واخواتہا تک لایا بغیر لکن کے بحکم حضرت علیؓ لکن کو بھی حروف مشبہ میں داخل کیا پھر حضرت علیؓ کے سامنے پیش کیا حضرت علی نے اس کو دیکھ پڑھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ما احسن هذا النحو الذی قد نحوت :۔ یعنی جس نحو کو تو نے لکھا وہ کس قدر اچھا ہے اب حضرت کی زبان مبارک سے جو لفظ نکلا یعنی لفظ نحو اس کے ساتھ نام رکھدیا اسلئے شاعر نے اپنے قول میں فرمایا ہے

ابوالاسود کہ نحو تدوین کردہ .... بحو یکہ علی فرمان دادہ

بحکم حضرت علی کار کردند نحو کردہ مسمّی زاں نہادند

اور بعض نے طریقہ تدوین یہ بتایا کہ ایک اعرابی سے یہ سنا کہ لا یا کلہ الا الخاطئین جگہ میں الخاطئون کے پس علی نے علم نحو کو وضع کیا (۳) اور بعض نے طریقہ تدوین نحو یہ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک عورت حضرت معاویہؓ پر داخل ہوئی اور وہ داخل ہو کر بولی ابی مات وترک لی مالٌ" یعنی میرے باپ مرگئے اور میرے لئے مال چھوڑا، اصلی عبارت یہ ہوگا ابی مات وترک لی مالاً نصب کے ساتھ کیونکہ مفعول بہ ہے اب حضرت معاویہ نے اسکو برا سمجھا پس یہ واقعہ حضرت علی پر نقل کیا گیا پس حضرت علی نے علم نحو کے تدوین کرنے کیلئے ابوالاسود دوئلی کو ارشاد فرمایا پس علم نحو کو ابوالاسود دوئلیؒ نے وضع فرمایا ان تینوں روایات سے معلوم ہوا کہ واضع علم نحو علی مسند ابوالاسود دوئلی کے طرف ۔

قول دوم :۔ بعض مورخین فرماتے ہیں کہ اول واضع علم نحو خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ ہیں طریقہ تدوین یہ ہے کہ آپ کی خلافت کے زمانہ میں ایک اعرابی نے مدینہ منورہ میں آکر کہا کون شخص ہے کہ مجھکو وہ قرآن کچھ سکھلاوے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا پس ایک شخص نے سورۂ برات سے اس آیت کریمہ کو پڑھا۔ قولہ تعالیٰ ان اللہ بری من المشرکین ورسولِہ جر کے ساتھ جسکے معنی یہ بنتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بری مشرکین سے اور اپنے رسول سے العیاذ باللہ یہ خبر حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس پہونچی اور آپ نے اعرابی کو بلایا اور کہا کہ تم اللہ کے رسول سے بیزار ہو تب اعرابی نے واقعہ مذکورہ کو بیان کیا اب واقعہ کے مطابق ہیں رسول سے بیزار کا قائل ہوا۔ آپ نے فرمایا آیۃ اس طرح نہیں بلکہ رسولُ بالضم لفظ اللہ پر عطف ہے آیۃ اصلی اسطرح یہ ہے اِنَّ اللہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ المُشرِکِینَ وَرَسُولُہٗ پھر اعرابی نے کہا ای امیر المومنین یہ تو ہمارا قصور نہیں اب اعرابی نے قرأۃ صحیح کو سنکر کہا ان مشرکوں سے بری و بیزار ہوں جس سے خدا اور اسکا رسول بیزار ہے پس عمر نے عمومی طور پر حکم کیا کہ قرآن کو عالم باللغۃ العربیۃ کے بدون کوئی نہ پڑھے پھر حضرت نے ابوالاسود دوئلی کو علم نحو کے تدوین کا حکم فرمایا پس آپنے مذکورہ طریقہ پر علم نحو کو وضع کیا۔

قولِ سوم:- بعض مؤرخین نے اوّل واضع علم نحو زیاد بن ابیہ کو تصریح کیا طریقۂ تدوین یہ ہے زیاد نے ایک شخص کو ابوالاسود دوئلی کی طرف مبعوث کیا اور فرمایا کہ عجمی اب عرب میں زیادہ ہوگئے اور اختلاطِ عجمی سے لسانِ عربی میں فساد آگیا لہٰذا تم ایک ایسی چیز تیار کرو جس سے وہ کلام عرب میں زیادہ رہ کر لسانِ عربی کو صحیح بول سکے پس ابوالاسود نے انکار کر دیا پھر دوسری مرتبہ اور ایک شخص کو اسکے پاس بھیج دیا اور فرمایا کہ ابوالاسود جس راستہ پر خروج فرمائے اس پر بیٹھ رہے اگر وہ نکلے تو کسی آیۃ قرآنیہ کو قصداً غلط پڑھ دے پس وہ شخص بیٹھا رہا ابوالاسود دوئلی باہر نکلے تب قصداً ان اللّٰہ بری من المشرکین ورسولِہٖ آیت کو غلط پڑھ دیا پس ابوالاسود نے تعجب ہوکر کہا کہ تو اللہ کے رسول سے بیزار ہے پس فوراً زیاد کی طرف گئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں اس ارشاد کا جواب دوں یعنی علم نحو کو جمع کروں پس جمع کرنے لگے۔

قولِ چہارم:- بعض مؤرخین نے فرمایا کہ اوّل واضع علم نحو عبدالرحمٰن ہرمز الاعرج ہے جو ابوالاسود دوئلی کا متعلم ہے۔

قولِ پنجم:- بعض کے نزدیک نصر بن عاصم ہے۔

قولِ ششم:- بعض مؤرخین اول واضع علم نحو میمون الاقرن ہے۔

قولِ ھفتم بعض مؤرخین نے واضع علم نحو متاخرین کو کہا ہے۔

قولِ ھشتم بعض نے ابوالاسود دوئلی کو کہا کیونکہ اس کو آپ کی لڑکی نے کہا ما احسن السماء یعنی کس چیز نے آسمان کو حسین کیا ابوالاسود نے جواب دیا لبھا نجومُھا یعنی ستارہ نے آسمان کو اچھا کیا پس عورت نے کہا کہ میں تو ستارے کو نہیں دیکھتا ہوں۔ بے شک تعجب کرتا ہوں اس کے حسن سے فقال لہا اذن پس عورت نے کہا مَا احسن السماء جگہ میں ما احسن السماء بالنصب پس اس واقعہ پر ابوالاسود دوئلی نے علم نحو کی تدوین و جمع کرنا شروع فرمایا۔ الحاصل صحیح یہ ہے کہ پہلے علم نحو کے واضع حضرت علیؓ اور سند ہے ابوالاسود دوئلی کی طرف۔ دلیل یہ ہے کہ ابوالاسود دوئلی سے سوال کیا گیا علم نحو کہاں سے پایا آپ نے جواب میں فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسوجہ سے واضح ہے اور قول اول کی سند قال ابوالقاسم الزجاجی فی الامالیۃ حدثنا ابوجعفر محمد بن رستم الطبری حدثنا ابوحاتم سجتانی حدثنی یعقوب بن اسحٰق الخضرمی سعید بن سلیم الباھلی حدثنا عن جدّی عن ابی الاسود وقال عن جدّی ابی الاسود وقال دخلت علی امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ پھر حضرت ابوالاسود دوئلی سے بہت لوگوں نے علم نحو حاصل کرلیا جن کی تعداد معلوم نہیں مگر مشہور چند حضرات کے نام کو بیان کرتا ہوں۔ (۱) عنبسۃ الفیل (۲) میمون الاقرن (۳) نصر بن عاصم (۴) عبدالرحمٰن ہرمز الاعرج (۵) عمر بن یعصم (۶) یحییٰ بن یعمر۔ ان حضرات سے جم غفیر اور بے شمار لوگوں نے علم نحو کو حاصل کیا اسکے

بعد مسلسل زمانہ بعد زمانہ سلسلہ چل رہا ہے یہاں تک کہ زمانہ ہارون الرشید میں خلیل بن احمد فراہدی نے ابواب ابواب کرکے مدون کیا پھر اس سے سیبویہ نے علم نحو کو حاصل کیا اور علم نحو کو تفصیلی طور پر اس نے تہذیب وسستا کیا اور کتاب السیبویہ سے ایک کتاب لکھ دیا جو سلف کی تمامی کتابوں کا واصل وماخذ تھی۔ پھر ابو علی فارسی اور ابو القاسم زجاج نے مختصر رسالہ لکھا پھر اسکے بعد اہلِ کوفہ وبصرہ کے درمیان اختلاف کثیر واقع ہوا اسکے بعد لاعلی التعیین لوگوں نے علم نحو میں مختصر ومطول رسالہ لکھا ان میں سے مقبول عام کتاب نحو میر ہے جو سید صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

بصرہ وکوفہ سے متاخرین کا مرتبہ ہے جیسے ابن حاجب وصاحب مفصل وغیرہ اہل بصرہ سے اکثر اوقات یہ حضرات مقصود ومراد ہوتے ہیں (۱) سیبویہ (۲) یعقوب (۳) اخفش (۴) یونس (۵) حضرمی (۶) ابو علی بن مہران (۷) علی بن عیسٰی الکرمانی (۸) ابو اسحٰق زجاجی (۹) مبرد (۱۰) ابن درستویہ (۱۱) ذاتیر۔ اور کوفیان سے مراد چار ہیں (۱) کسائی (۲) فرا (۳) حمزہ (۴) مازنی کذا فی جامع الغموض۔

نکتہ :۔ نحو میر کے معنی میر سید شریف کے لکھے ہوئے قواعد نحو

تذکرہ صاحب نحو میر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

مخفی مباد کہ صاحب نحو میر کا اسمِ گرامی علی اور آپ کے باپ کا نام محمد اور دادا کا نام علی آپکا نسب مبارک علی بن محمد بن علی الحنفی الخ آپکا لقب زین الدین اور عرف مشہور میر سید شریف صاحب اور کنیت ابو الحسن مگر بعض مؤرخین نے آپ کا نام محمد لکھا ہے یہ غلط ہے کما لا یخفی علی اہل باب التحقیق آپ کی پیدائش قریہ طاغون ملحقات استرآباد میں ۲۲ رشعبان المکرم ۷۴۰ھ میں آپ کی وفات ملک سمرقند میں روز چہار شنبہ ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ بعمر ۷۶ میں ہوئی سقاہ اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ آپ نہایت ذکی تھے صغر سنی میں ہی عقل کا سورج چمک رہا تھا آپ صغر سنی میں علوم ادبیہ کو تحصیل کرنے کے بعد علوم عقلیہ تحصیل کرنے کیلئے متفتش ہوئے مگر آپ کے دل میں ہمیشہ اس بات کا شوق تھا کہ ہر ہر کتاب کو اس طرح پڑھنے کا موقعہ نہ مل سکا کیونکہ شرح المطالع وقطبی پڑھنے کے لئے مؤلف علامہ قطب الدین کے پاس گئے لیکن بحکم الٰہی وہ بڑھاپے کی وجہ سے پڑھانے سے معذور ہوگئے تھے انہوں نے مبارک شاہ کو جو انکے بڑے شاگردوں میں سے تھے کے پاس ایک خط لکھا جسمیں مبارک شاہ کو قاہرہ کا اکابر العلماء لکھا گیا۔ پس میر سید شریف صاحب اس خط کو لے کر مبارک شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے پھر مبارک شاہ نے اپنے استاد کا خط دیکھنے کے بعد غور وفکر

سے سید صاحب کو اپنا مدرسہ میں داخل ہو کر کے بعد شرح المطالع اور قطبی پڑھایا بعدہٗ علوم عقلیہ و نقلیہ کو آپ نے مبارک شاہ سے حتی الامکان حاصل فرمایا وایضاً شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی سے جو صاحب عنایہ حاشیہ ہدایہ کو لکھا اس سے مفتاح العلوم کتاب کے علوم کو حاصل کیا اور نور طاوسی شارح مفتاح سے علم کتاب مفتاح سے تحصیل فرمایا الحاصل آپ ہر قسم کے علوم میں خواہ عقلیہ ہو خواہ نقلیہ آپ اسائی فائز ہوا مبارک شاہ کا مکان مدرسہ سے متصل تھا اور مبارک شاہ طالب علم کے علمی تکرار و بحث تفتیش کرنے کے لئے ایک مرتبہ نصف رات میں مدرسہ میں تشریف لائے اور مدرسہ کے صحن میں کچھ وقت پھرنے کے بعد میر سید صاحب کے حجرہ کے پاس کھڑے ہو کر دیکھا کہ وہ کس حالت میں ہیں اب مبارک شاہ نے ان کو روزانہ خواندہ اسباق کے مطالعہ کرنے میں پایا اور دیکھا آپ اس بات کو کہتے تھے اس مسئلہ کے اندر مصنف نے کیتا فرمایا اور شارحین نے کیا فرمایا اور استاد نے کیتا کہا مگر میرا خیال یہ ہے مبارک شاہ کو اس واقعہ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور اس کے بعد صبح سے سید صاحب کے لئے مستقل درس کو مقرر کیا اور مبارک شاہ سے بہت علوم عقلیہ نقلیہ کی تحصیل فرمائی یہ سب تو علوم ظاہری کی بات چیت تھی۔ آپ علوم باطنہ میں بھی بھرپور تھے آپ علوم تصوفیہ میں خواجہ علاء الدین محمد بن محمد عطاء الدین بخاریؒ کے خلیفۂ خاص ہیں اور خواجہ، خواجگاں سید بہاء الدین سے بھی حاصل کیا تھا، آپ علوم تصوفیہ میں بھی اپنے ہم عصروں سے بڑے تھے اس کی دلیل ان کی تصنیفات میں آپ کی تصانیف تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تینتالیس سے زائد تھیں مگر اس کا بیان آنے والا ہے اور ناچیز نے مختصراً قدر کافی وشافی آپ کے حالات کو ذکر کیا تاکہ مبتدیان کے خاطر مطمئن ہو جاویں اور آپ کے بارے میں کچھ واقف ہو جاویں بندہ نے فوائد نحو میر کے بارے میں کچھ نہ لکھا کیونکہ یہ تو ظاہر و باہر بات ہے کہ سب علوم کی جڑ اور عربی خواہ کے لئے مفتاح کی مانند ہے، —

تصانیف میر سید شریف صاحب

(۱) شرح فوائد غائیہ (۲) شریفیہ شرح فارسی کافیہ (۳) شرح مواقف (۴) شرح مفتاح العلوم (۵) شرح منتہی السؤال والامل فی علم الاصول والجدال لابن حاجب (۶) شرح ایساغوجی (۷) وافیہ شرح کافیہ (۸) صغری (۹) کبری فی المنطق (۱۰) صرف میر فی الصرف (۱۱) نحو میر فی النحو (۱۲) حاشیہ لوامع الاسرار (۱۳) شرح مطالع الانوار۔ (۱۴) حاشیہ بر رسالہ مرشح شرح کافیہ (۱۶) حاشیہ فی شرح الوقایہ (۱۷) حاشیہ بیضاوی فی التفسیر (۱۸) حاشیہ مشکوٰۃ (۱۹) حاشیہ ہدایہ (۲۰) حاشیہ بر (۲۱) حاشیہ علی عوامل جرجانیہ (۲۲) شریفیہ شرح سراجیہ فی الفرائض (۲۳) شرح اصفہانی (۲۴) حاشیہ بر تذکرہ نصیریہ (۲۵) حاشیہ بر تلویح (۲۶) حاشیہ بر شرح حکمۃ العین (۲۷) حاشیہ شرح مطالع (۲۸) حاشیہ مطول (۲۹) حاشیہ خلاصہ فی اصول الحدیث۔

(۳۰) تعلیق بر نصاب البیان (۳۱) تعلیق بر اربعۃ التوضیح (۳۲) تعلیق بر عوارف المعارف (۳۳) تعریفات العلوم (۳۴) تفسیر الزہراوین (۳۵) رسالہ فی الانس والافاق (۳۶) رسالۃ البہائم (۳۷) رسالہ فی تقسیم العلوم (۳۸) رسالہ مرتبہ (۳۹) رسالہ فی الاوراد (۴۰) رسالہ فی الوجود (۴۱) شرح چغمینی وغیرہ وغیرہ ان تصانیف سے بھی معلوم ہوا کہ وہ تمام فنون میں ماہر تھے ۔ فتامل ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ :- شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے :-
جنس حمد یا جمیع حمد یا مخصوص حمد اللہ بزرگ برتر کے لئے مخصوص ہے جو عالمین کا رب وحافظ ہے اور خیر العاقبۃ یا عاقبۃ محمودہ متقیوں کے واسطے مخصوص ہے اور رحمت کاملہ اور سلام دائم نازل ہوجیو اسکی بہترین مخلوق پر جس کا نام گرامی محمدؐ ہے اور آپ کی آل وعیال پر سب کے سب پر ۔

تشریح :- واضح ہو کہ مصنفؒ نے چند وجہ سے اپنی تصنیف کو تسمیہ کے ساتھ شروع فرمایا اول اتباع حدیث کے لئے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ کل امر ذی بال لم یبدأ بسم اللہ فہو ابتر او اقطع او اجزم ای ممحوق عن البرکۃ یعنی ہر ذی شان کام جو تسمیہ کے ساتھ نہ ہو وہ دم بریدہ اور برکت سے خالی ہوگا ۔
(۲) اقتدار کتاب اللہ کے لئے یعنی قرآن کے جیسا کہ بسم اللہ سے شروع کیا مصنفؒ نے بھی اپنی تصنیف کو بسم اللہ سے شروع کیا ۔
(۳) اتباع سلف صالحین کے کیونکہ سلف صالحین کسی تصنیف کے وقت بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں اور مصنف نے اتباع سلف کیا ہے (۴) رد الکافرین یعنی کفار کسی کام کو اِلٰہ باطلہ کے نام سے شروع کرتے ہیں جیسے کہتے ہیں باسم اللات والعزیٰ پس ہم مسلمانوں کے لئے تردیداً ہمارے معبود برحق کے نام کو کار ذی شان کے ابتدار کی وقت لینا چاہیئے (۵) رجم الشیاطین کیونکہ شیطان مرجوم ہر کار خیر میں وساوس باطلہ پیدا کرتا ہے لہذا تسمیہ کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے، تسمیہ کے ساتھ شروع کرنے سے شیطان وسوسہ باطلہ کو پیدا نہ کرسکے گا کیونکہ تسمیہ کے ذریعہ شیطان اس طرح پگھل جاتا ہے جیسا کہ شیشہ پگھل جاتا ہے آگ میں جیسا کہ حدیث نبویہ میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یذوب الشیطان کما یذوب الرصاص فی النار (۶) تحصیل شفارش ملائکہ کے لئے کیونکہ حدیث شریف

میں ہے جس شخص نے تسمیہ کو پڑھا ہے اور تسمیہ میں جتنے حروف ہیں ہر ہر حرف کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک ایک فرشتہ کو تیار کر دیتے ہیں اور وہ فرشتہ تسمیہ پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں حتی یوم القیامۃ (۷)، تسمیہ کو برکت حاصل کرنے کی مقصود سے ابتداء کتاب میں لایا یعنی عربی حرف میں ایک ایک برکت ہے جیسے بار سے برکت و تار سے توبہ اور ثار سے ثواب اور جیم سے جنۃ الخ اب تصنیف تو احوج الی البرکۃ ہے اسلئے تحصیل برکت کے لئے تسمیہ کے ساتھ شروع کیا (۸) حدیث قدسی کے متابعہ اور تحصیل برکت کی غرض ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ للقلم بعد خلقہ اکتب قال ما اکتب قال اکتب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

قولہ بِسْمِ اللّٰہِ باحرف جر وہ بحسب استقرار و مشہورا بارہ معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ علامہ جرجانی نے مائۃ عامل میں دس معنی کو تصریح فرمایا فاطلب ہناک اور یہاں بار استعانت و مدد چاہنے کیلئے بار استعانت اس کو کہتے ہیں جس بار کے ذریعہ متکلم مدخول بار سے مدد تلاش کرے جیسے مصنفؒ نے اسم اللہ کی برکت سے اپنی تصنیف کو شروع فرمایا اب لفظ اسم کی تحقیق بحث کلم میں تفصیلاً مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ اب ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ باکو کسرہ کیوں ہوا عامل جار تو نہیں۔ جواب یہ ہے تمامی حروف مبنی ہے اور مبنی کی اصل سکون ہوتا ہے اب اسم کے الف حذف ہونے کے بعد سین ساکن ہوا اب دو ساکن جمع ہوا بار اور سین کے درمیان بار کو کسرہ دیا اور ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ الف کو حذف کرنے کی وجہ کیا ہے۔
جوابُ اس کا متعدد ہے۔ الجوابُ الاوّل۔ حدیث کی موافقت کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا جیسے حدیث میں بغیر الف باسم الخ مصنفؒ نے بھی بغیر الف لایا۔ جواب دُوم کثرۃ الاستعمال کی وجہ سے الف کو حذف کیا۔ جواب سوم :- کافرین مفیلین کے روکے لئے کیونکہ کافرین مفیلین الٰہ باطلہ کے نام کو الف کے ساتھ لکھتے ہیں۔ پس ہم پر واجب ہوا کہ الف کو حذف کریں جواب چہارم :- بعض آیۃ قرآنیہ بھی بغیر الف ہے جیسے بسم اللہ مجریہا الخ اقرأ باسم کے ساتھ اعتراض وارد نہ ہوگا کیونکہ وہ قلیل ہے۔ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بک و بزید میں بار کو درازی سے نہیں لکھتے ہیں باوجود حرف جر کے اب مصنفؒ نے بار کو درازی سے کیوں لکھا۔ الجوابُ الاوّل بار کو دراز کرکے اس لئے لکھا ہے تاکہ وہ الف محذوفہ پر دلالت کرے۔ جواب ثانی۔ کتابت کے رسم خط موافق ہونے کے لئے کیونکہ تحسین کتابت کیلئے حروف اوّل کو درازی سے لکھتے ہیں اسلئے بار کو درازی سے لکھا کما لا یخفیٰ علی ارباب الکتاب
جواب سوم بار کو اسلئے دراز لکھا تاکہ معبود برحق کے نام اور غیر معبود برحق کے درمیان فرق تام ہو جاوے۔
جواب چہارم۔ اظہار علویت الٰہی کے لئے مصنفؒ بار کو دراز لکھا۔ جواب پنجم عمر بن عبدالعزیز بزرگوں میں سے ایک بڑے بزرگ ہیں ان کے حکم کی تابعداری کرنے کیلئے کیونکہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ حکم عام کئے طوّلوا ورس الباء و اظہروا السین و دوّروا المیم یعنی بار کو دراز کر اور سین کو ظاہر کر اور میم کو گول کرکے لکھو۔

قولہ اللہ ۔ لفظ اللہ کے معنی لغوی معبود برحق کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ ایسی ذات واجب الوجود کا نام ہے جو جمیع حمد اور صفات کمالیہ کا مستجمع ہے اور نقصان زوال سے مبرّہ و منزّہ ہو پھر لفظ اللہ کے بارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کے نزدیک لفظ اللہ اسم ذات ہے کیونکہ وہ صفت نہیں ہوتا ہے مگر اس کی صفت بیان کی جاتی ہے مگر بعض نے اسم کو اسم صفت قرار دیا اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ لفظ اللہ اقوال مختلفہ سے متغیر ہے کیونکہ وہ بعض مذہب کے نزدیک مہموز فاء ہے اور بعض کے نزدیک مثال واوی ہے اور بعض مذہب کے نزدیک لفظ عربی نہیں بلکہ لفظ سریانی و یونانی عبرانی ہے اب علم وہ چیز ہے جو تغیر و تبدل سے محفوظ ہو یہ تو علم ہونے کیلئے شرط ہے فاذا فات الشرط فات المشروط اب وہ علم نہیں کیونکہ وہ متغیر ہے لفظ اللہ کے بارے میں تین مذہب ہے۔

مذہب اوّل ۔ لفظ اللہ اصل میں إلٰہ تھا مہموز فاء بمعنی معبود ہمزہ کو حذف کرکے اس کی عوض میں الف و لام تعریفی لایا اور لام کو لام میں ادغام کیا اللہ ہوا۔

مذہب دوم ۔ اصل میں الولاہ تھا مثال واوی واو مفتوحہ کو امر واناۃ کی قاعدہ سے ہمزہ کے ساتھ بدل گیا اور الالٰہ ہوا اب حرکت ہمزہ کو نقل کرکے ماقبل لام میں دیا بقاعدۂ یسل کر اصل میں یسئل تھا پھر ہمزہ کو حذف کرنے کے بعد لام کو لام میں ادغام کیا اللہ ہوا۔

مذہب سوم ۔ اصل میں تھا اسم معرب بالفتح راء مہملہ کی قاعدے سے اس پر الف ولام کو داخل کیا پھر لام کو لام میں ادغام کیا اللہ ہوا اسم معرّب اس کو کہتے ہیں جو غیر عربی تھا اس پر الف ولام یا فارسی حرف کو کوئی ہم موافق عربی لفظ کے ساتھ بدل کرے جیسے جنگ جنج وغیرہ اب گاف فارسی کو جیم کے ساتھ بدل گیا کذا فی پنج گنج ۔ اور بعض الولاۃ سے ماخوذ ہونے کے قائل ہیں لیکن یہ صحیح نہیں اب لفظ اللہ جامد ہے یا مشتق ۔ اس کے بارے میں علمائے اسلام کا اختلاف ہے مذہب اوّل جمہور علماء و امام الحرمین و شافعی و حسین بن محمد و نعمان بن ثابت یعنی امامنا الاعظم رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ اسم جامد اور علم ہے۔

مذہب دوم ۔ بعض الناس کے نزدیک اسم مشتق ہے کیونکہ وہ مختلف اقوال و مادہ و متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہو وہ علم نہیں ہوتا ۔ مگر مذہب اوّل یعنی لفظ اللہ جیسا کہ تغیر و تبدل سے پاک ہے اس کا اسم ذاتی بھی تغیر و تبدل سے پاک ہے اس کو اسم صفت اور اسم مشتق من الولاہ الالہ سے کہنا مناسب نہ ہوگا ۔ ایضاً بعض مؤرخین سیبویہ کے واقعہ کو لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے سیبویہ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے سوال کیا کہ تو کس سبب سے دوزخ کی آگ سے رہائی پایا آپ نے فرمایا مجھکو اس قول نے نار جہنم سے رہائی دیا جو دنیا میں لفظ اللہ کو اعرف المعارف و جامد قرار دیا ہوں اس واقعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اللہ کا اسم جامد و علم ہونا یقینی ہے۔ کما لا یخفی علیٰ ارباب العقول

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۔ دونوں لفظ صفت مشبّہ ہے اور اسم فاعل ومبالغہ ہونے میں علماء کے نزدیک اختلاف ہے۔ مذہب اوّل الرَّحمٰن بفتح الرّا مہملہ بغیر الف علی المیم صفت مشبّہ اور الرّحیم بروزن فعیل اسم فاعل مبالغہ ہے۔ مذہب دوم دونوں صفت مشبہ۔ مذہب سوم۔ دونوں اسم فاعل مبالغہ ہے۔ دونوں کے معنی لغوی رقّت قلب یعنی قلبؔ نرم ہونا مگر دونوں کا لفظ اللہ کے حق میں استعمال ہونا مجازی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قلب نہیں وہ قلبؔ سے منزہ ہے مگر معنی حقیقی ومجازی کے درمیان مناسبت ہے التزاما کما ہو الظاہر اور علامہ تھانویؒ برعکس کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قلب ہے من قدرتہٖ ہمارے قلب کا سا نہیں۔ اور اصطلاح میں بخشش کرنے والے کو رحمٰن اور رحیم کہتے ہیں مگر دونوں کے درمیان فرق ہے اب بیان سابق سے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الخ ۔ واضح ہو کہ ظرف دو قسم ہے اوّل ظرف لغو۔ دوم ظرف مستقر ظرف لغو اس کو کہتے ہیں جس کا متعلق ملفوظ ہو جیسے ذَهَبْتُ بِزَيْدٍ۔ دوم ظرف مستقر اس کو کہتے ہیں جس کا متعلق ملفوظ نہ ہو بلکہ مقدر ہو۔ جیسے بسم اللہ الخ کے متعلق ملفوظ نہیں اب بسم اللہ الخ بالاتفاق ظرف مستقر ہے پھر ظرف مستقر کے بارے بصری وکوفی کا اختلاف ہے بصریوں کے نزدیک فعل مقدر رہتا ہے کیونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور کوفی کے نزدیک محل خبر میں شبہ فعل واسم مشتق کو مقدر ماننا اولیٰ ہے کیونکہ خبر کی اصل مفرد ہونا ہے اور اس محل کے غیر میں بصری کے ساتھ موافق ہے پھر فعل مقدّر ہونے میں اختلاف ہے کہ افعال عامہ مقدر مانا جائے یا افعال خاصّہ عموماً افعال عامہ ماننا اولیٰ ہے مگر کسی قرائن کی وجہ سے افعال خاصّہ مقدر مانا جاوے جیسے قرینہ ابتداء کی وجہ سے ابتدی و اصنف واشرع مقدر مانا جاوے مگر بعض کے نزدیک صرف افعال خاصہ مقدر مانا جائے گا پھر یہ بات رہ گئی کہ فعل مقدم مانا جاوے یا مؤخر مگر مؤخر کی صورت میں مقدر ماننا اولیٰ ہے تاکہ حدیث کے موافق ہو مگر مقدم بھی جائز ہے لیکن اولیٰ نہیں اب تقدیم وتاخیر سے چند صورتیں حاصل ہوں گی۔ اوّل فعل مقدر ومؤخر ہو تسمیہ سے مگر وہ فعل مقدر افعال خاصّہ سے ہو تقدیر عبارت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُصَنِّفُ، دوم مؤخر بِسْمِ اللّٰہ سے مگر فعل عامّہ ہو اس وقت تقدیر عبارت یہ ہوگی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَثْبُتُ ۔ سوم ۔ شبہ فعل خاصّہ مؤخر بسم اللہ الخ سے تو اس وقت عبارت یہ ہوگی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُلَابِسٌ تصنیفی چہارم شبہ فعل عامہ بسم اللہ سے مؤخر ہو تقدیر عبارت یہ ہوگی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثَابِتٌ ۔ اب فعل وشبہ کی تقدیم کی بھی چار صورتیں ہیں۔ پنجم اُصَنِّفُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ششم۔ اَثْبُتُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ہفتم۔ تصنیفی مُلَابِسٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہشتم تصنیفی ثَابِتٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ فعل مقدرات ولوشیدہ کے مناسب اور فعلوں کو بھی ماننا جائز ہے۔ راقم الحروف شہرت کی بنا پر آٹھ ترکیبیں بیان کیں ورنہ تسمیہ کے

[illegible]

کی ترکیبیں سینکڑوں ہیں مطولات میں مذکور ہے یہ مختصر اتنی ترکیبوں کا حامل نہیں اسلئے ناچیز نے نہ لایا۔
ہٰذا کلہ ماخوذ من استاذنا المکرم حضرتنا مولانا مرشدنا عزیز اللہ صاحب مدظلہ) ترکیب افعال خاصّہ مقدم ۔ اُصنف بسم اللہ الرحمٰن ۔ اصنف فعل ضمیر انا مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل با حرف جار اسم مضاف لفظ اللّٰہ موصوف الرحمٰن صفت اوّل الرحیم صفت ثانی موصوف اپنے دونوں صفتوں سے مل کر مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا حرف بار جار کا جار اور مجرور ملکر متعلق ہوا اصنف فعل کا اضیف فعل اپنے فاعل سے ملکر اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ یا تو انشائیہ (البصورت خبریہ مع اختلاف القولین) ہوا ۔ (۲) اثبتُ بسم اللہ الرحمان الرحیم کی ترکیب بعینہ وہ ترکیب ہے جو اصنف والی الخ گذری لیکن فرق یہ ہے کہ اول میں فعل اصنف خاصّہ اور ثانی میں اثبتُ عامہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اصنف یا اثبتُ ان دونوں کی ترکیبُ اوپر کی ترکیب کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے پہلے دونوں میں فعل پہلے تھے آخری دونوں صورت میں فعل آخری ہوگا پس اوپر سے قیاس کرو ۔
ترکیب شبہ فعل خاصّہ مقدم تصنیفی ملابسٌ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ تصنیف شبہ فعل مضاف یا متکلم ضمیر مجرور متصل فاعل مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور فاعل مضاف الیہ مل کر مبتدا ملابسٌ بصیغہ اسم فاعل شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل راجع تصنیفی کی طرف۔ حرف جار اسم مضاف لفظ اللہ موصوف الرحمان صفت اول الرحیم صفت ثانی موصوف دونوں صفتوں سے مل کر مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ملابسٌ شبہ فعل کا ملابسٌ شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوا تصنیفی مبتدار کا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ یا انشائیہ مع اختلاف القولین ۔
ترکیب شبہ فعل عامہ مقدم ۔ تصنیفی ثابتٌ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس کی ترکیبُ گذری ہوئی ترکیب کے مانند ہے مگر اوّل میں شبہ فعل عامہ ملابسٌ ہے ثانی میں فعل عامہ ثابت ہے قس علی المذکور۔
ترکیب شبہ فعل خاصّہ مؤخر ۔ ملابسٌ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تصنیفی ملابسٌ شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل راجع تصنیفی کی طرف بارحرف جار اسم مضاف اور لفظ اللہ موصوف الرحمٰن الرحیم دونوں صفت سے مل کر مضاف الیہ اسم مضاف کا مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور باحرف جار کا جار و مجرور سے مل کر متعلق ہوا ملابسٌ شبہ فعل کا شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم تصنیفی ترکیبُ اضافی ہو کر مبتدا مؤخر خبر مقدم مبتدا مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معناً انشائیہ ہوا اگلی کی مانند اختلاف ہے خبریہ و انشائیہ کے سلسلے میں ۔ ترکیب شبہ فعل مؤخر عامہ :۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ثابت تصنیفی اس کی ترکیبُ مذکورہ ترتیب پر قیاس کرو بعینہ ہے ۔

چند اعتراضات کے جوابات

سوال اوّل کسی وہم کرنے والے کے وہم میں یہ بات گذر سکتی ہے کہ حدیث میں تو لفظ اللہ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ کام شروع کرنے کے لئے حکم آیا اب لفظ اسم کو کیوں لایا

جوابُ اوّل :۔ اگر بار کو لفظ اللہ کے ساتھ ملا کر لکھے تو بار قسمیہ کے ساتھ التباس ہوگا اور التباس جائز نہیں۔ جواب دوم :۔ حدیث شریف میں بار لفظ اللہ کے ساتھ مل کر نہ آیا بلکہ لفظ اسم کے ساتھ متصل ہو کر آیا اب حدیث میں جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا اس طرح لکھا گیا اب مطابق حدیث ہوگیا اب کوئی خرابی نہیں۔

سوال :۔ لفظ اللہ کو رحمان اور رحیم پر کیوں مقدم کیا۔ جواب :۔ لفظ اللہ اسم ذات ہے رحمٰن و رحیم اسم صفت ہے اسم ذات اسم صفت پر مقدم ہوتا ہے کیوں کہ اسم ذات اصل ہے اسلئے لفظ اللہ کو رحمٰن اور رحیم پر مقدم کیا۔ سوال :۔ رحمٰن کو رحیم پر کیوں مقدم کیا۔ اسکے چند جوابات ہیں۔ جواب اوّل :۔ رحمٰن عام ہے اور رحیم خاص ہے اب عام کو عموماً ہمیشہ خاص پر مقدم کرتے ہیں اسلئے رحمٰن کو رحیم پر مقدم کیا وجہ عموم یہ ہے کہ رحمٰن یہ دنیا و آخرۃ دونوں کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے یا رحمٰن الدنیا والآخرۃ مگر رحیم خاص ہے کیونکہ وہ صرف آخرۃ کے لئے مستعمل ہوتا ہے پس یا رحیم الدنیا کہنا صحیح نہ ہوگا مگر بعض نے اسکے برعکس کہا۔ کذافی المطولات۔ جواب دوم۔ لفظ رحمٰن یہ بمنزلہ ذات ہے کیونکہ لفظ رحمٰن کا کبھی اسم ذات کے مقابلہ میں اطلاق ہوتا ہے نہ کہ رحیم کا جیسے قولہ تعالیٰ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرَّحمٰن۔ آیۃ کریمہ میں الرحمٰن لفظ اللہ کے مقابل و قائم مقام ہوا اب بمنزلہ ذات ہونے کی وجہ سے رحیم صفت پر مقدم کیا۔

جواب سوم :۔ ایک قاعدہ مسلمہ ہے کہ وزن فعلان فعیل پر اور فعیل فاعل پر ہمیشہ مقدم ہوتا ہے اس قاعدہ سے رحمٰن رحیم پر اور رحیم راحم پر مقدم ہوتا ہے بمطابقہ قاعدہ رحمٰن کو رحیم پر مقدم کیا گیا۔

جواب چہارم :۔ لفظ رحمٰن بغیر اضافۃ اللہ کے غیر پر اطلاق نہیں ہوتا ہے بخلاف رحیم کے کہ اسکا بغیر اضافت بھی غیر اللہ پر اطلاق ہوتا ہے جیسے رحیم کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بغیر اضافت کے اطلاق ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ بالمومنین رؤف الرَّحیم یہاں آیت کریمہ میں لفظ رحیم کا رسول پر اطلاق ہوا کیونکہ رحیم سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مذکورہ چند وجوہات سے رحمٰن کو رحیم پر مقدم کیا مگر یہ بات رہ گئی کہ تعریف تو ادنیٰ صفت سے اعلیٰ کی طرف جاتی ہے اب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اس کے خلاف کیوں ہوا کہ پہلے اللہ اسم ذات ہوا پھر رحمٰن پھر رحیم حالانکہ قاعدہ کے مطابق رحیم رحمٰن اللہ ہونا ہے جواب کا قبیلہ اللہ کے بدون کسی کو اسکا علم نہیں پس اللہ جس طرح کیا اسکو تسلیم کر لینا ہی باعث نجات ہے۔ واللہ اعلم بمرادہٖ۔

(فائدہ) رحمٰن کے میم کے بعد الف نہیں لکھتے ہیں کیونکہ رحمان مسیلمہ الکذاب کا نام تھا جس ملعون نے دعوائے

نبوّت کیا تھا۔ اب اللہ کی صفت اور اس ملعون کے نام کے درمیان فرق ہونے کیلئے میم کے بعد الف نہیں لکھتے ہیں۔ قولہ: اَلحمدُ للہ۔ حمد کے لغوی معنی ستودن تعریف کرنا اور بعض کے نزدیک فعل خیر وجمیل کو حمد کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک حمد اس وصف کو کہا جاتا ہے جو تعظیم و تکریم کے قصد سے کیا جاتا ہے اور اصطلاح میں حمد بمعنی تعریف کرنا زبان کے ذریعہ اختیاری طور پر خواہ نعمت کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو مگر نعمت دینے والے کی تعظیم کے قصد سے ہونا شرط ہے اب حمد کے متحقق ہونے کیلئے تین شرطیں ہیں۔ (۱) زبان کے ساتھ ہونا (۲) علی قصد التعظیم ہونا (۳) اختیاری خوبی پر ہونا۔ شکر کا معنی لغوی شکریہ ادا کرنا اور اصطلاح میں شکر بمعنی تعریف کرنا نعمت کے مقابلہ میں خواہ زبان کے ساتھ ہو یا تو اعضاء وجوارح وغیرہ زبان سے ادا ہو۔ مدح: کے معنی لغوی مدح کرنا اور اصطلاح میں تعریف کرنا کسی کار خیر پر مطلقاً یعنی خواہ وہ تعریف اختیاری خوبی پر ہو یا نہ ہو جیسے مدحت اللؤلؤ کہا جاوے گا مگر حمدتُ اللولؤ نہ کہا جائے گا کیونکہ موتیوں کو جمیل اختیاری نہیں ہر کے ایک کے مابین کی نسبت مطولات شرح تہذیب وغیرہ میں مذکور ہے فاطلب ھناک اذا شئتَ

قولہ: لفظ اللہ کا بیان تسمیہ میں مذکور ہوا قولہٗ رَبّ العٰلمین۔ لفظ ربّ کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک رب مصدر ہے بمعنی کسی چیز کو آہستگی کے ساتھ کمال حد میں پہونچانا مگر اس لفظ کا اللہ ذات پر اطلاق ہونا یعنی صفت ہونا علی وجہ المبالغہ ہے جیسے زَیدٌ عَدلٌ کہتے ہیں۔ زید کو کثرۃ عدل سے بعینہ ذات عدل کہتے ہیں۔ کما فی الکشاف اور بعض کے نزدیک ربّ اسم فاعل ہے، اصل میں رَابِبٌ تھا بروزن فاعل کثرتِ استعمال کی وجہ سے الف کو حذف کیا گیا اور باء کو باء میں ادغام کیا ایک جنس کا حرف ہونے کی وجہ سے ربٌّ ہوا۔ رب کے معنی لغوی پالنے والا اور اصطلاح میں ربّ اس کو کہتے ہیں جو شروع میں ماں سے پیدا کرنے والا ہے اور حالتِ زندگی میں پالنے والا ہے اور موت کی بعد گناہوں کو معاف کرنے والا ہے فی الھامیہ۔ اور بعض نے کار خیر کی تربیت دینے والے کو رب کہا ہے اور بعض کے نزدیک ربّ وہ واجب الوجود ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے نقصان و زوال سے پاک ہو یہ معنی اولیٰ ہے۔ اور بعض کے نزدیک لفظ ربّ صفت مشبہ بروزن صَعبٌ بار کو بار میں ادغام کر ڈالا ربّ ہوا معنی لغوی اس وقت مالک ہوگا۔ یہ وہم کرنا غلطی سے خالی نہیں کہ ربّ یہ تو فعل متعدی ہے۔ اب فعل متعدی سے صفت مشبہ کس طرح آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی فعل متعدی سے صفت مشبہ کے معنی کو ادا کرنا مقصود ہو تو اس فعل متعدی کو لازم کی طرف نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس سے صفت مشبہ بناتے ہیں جیسا کہ علم الصیغہ میں بالتفصیل مذکور ہے اس بناء پر ربّ سے صفت مشبہ بنانا جائز ہوگا۔ اور رب بتخفیف باء بھی پڑھا جاتا ہے جیسا کہ علامہ ازہری نے اپنی تصنیفات میں ذکر کیا فلیطالعہ۔ فائدہ لفظ رب غیر اضافت کے وقت اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے غیر اللہ پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا بخلاف حالت اضافت کے کیونکہ حالت اضافت میں غیر اللہ پر

بھی اطلاق کیا جاتا ہے جیسے رَبّ المال و ربّ الدار یعنی مال کا صاحب اور گھر کا صاحب۔ لیکن اضافت میں بھی غیر اللہ پر اطلاق کرنا مکروہ ہے جیسا کہ عُلمائے محققین یہ دلیل لاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قال قال رَسُول اللّٰہِ صلے اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلّم لا یقل احدکم ربی و لیقل مولای و سیدی الحدیث۔ یعنی تم غیر اللہ کسی کو رَبّی باضافت مت کہو اگر اس رب کی معنی ادا کرنیکی غیر اللہ پر ضرورت پڑے تو مولای و سیدی کہے اور پہلے قول کی تائید کیلئے قرآن کی ایک آیت کریمہ موجود ہے جیسا کہ قولہ تعالیٰ فارجع الی ربّک واذکرنی عند ربّک یہاں رب اضافت ہونے کے باوجود بھی غیر اللہ تعالیٰ پر اطلاق واستعمال ہوا تھا۔ قولہ العالمین۔ جمع ہے عَالَم کی بالفتح کی صیغہ اسم آلہ فاعَلٌ کے وزن پر جیسا کہ خاتَم و عالَم یہ دونوں اسم آلہ نادر وزن پر ہے کذا فی علم الصیغہ عالم بفتح اللام کا معنی لغوی مَایعلم بہ الشئی کو عَالَم کہتے ہیں یعنی جس چیز کے ذریعہ شئی کا علم حاصل ہو اس کو عالم بالفتح کہتے ہیں عَالَم کو اسلئے عالم کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا وجود الٰہی پر دلیل و عَلامت ہے جیسا کہ علامہ جامی فرماتے ہیں ؎

زہر ذرہ بدو روئے دیگر راہ ست　　　براثبات وجود او گواہ است

مگر بعض کے نزدیک عَالَم اصل میں علم تھا اشتباہ کے لئے عین کی بعد الف کو زائد کیا۔ عَالَم بالفتح ہوا اب علم بمعنی علامت عَالَم کو اسلئے عَالَم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ وجود واجب الوجود تعالیٰ پر بڑی علامت ہے اور اسکی بارے میں اور مختلف قول ہے مگر ناچیز طوالت کے خوف کی وجہ سے نقل نہیں کیا۔ اور اصطلاح میں بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا تمامی چیزیں کو عَالَم بفتح اللام کہا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک تین قسم ذی روح کو عَالَم کہا جاتا ہے (۱) عالم انسان (۲) عَالَم ملائکہ (۳) عَالَم جن اور بعض کے نزدیک انسانی ذاتوں کو عَالَم کہا جاتا ہے کیونکہ نفوس انسانی عَالَم صغیر ہے چونکہ نفوس انسانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمامی چیزیں علم و دانش انسانی نفوس سے ہوتی ہے اسلئے نفوس انسانی کو عالم کہتے ہیں یہ صاحب بیضاوی نے اختیار کیا الحاصل معنی اول اولیٰ واقرب ہے اب بظاہر ایک اعتراض وارد ہوتی ہے جبکہ ماسوا اللہ تعالیٰ کو عَالَم کہا جاتا ہے اب عَالمین جمع بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ جواب مصنفؒ عالمین کو جمع لاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اسکے بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک عَالَم بفتح اللام کلی افرادی ہے۔ کلی افرادی اس کو کہتے ہیں جو ہر افراد کو شامل کرنے والا ہے جیسا کہ انسان سے تمامی انسان کو شامل کرتی ہے اور افراد کی لفظ سے تمامی گھوڑا شامل کرلیتے ہیں یہ عَالَم بھی ماسوا اللہ تمامی کو شامل کرلیتے ہیں اور ابن مالک کے نزدیک عالم بفتح اللام اسم جمع ہے اسم جمع اس کو کہتے ہیں جسمیں معنی جمعیت موجود ہو لیکن اس کا مفرد مستعمل نہیں کذا فی بعض الحواشی۔

اس بعض کے نزدیک اسم جنس ہے اسم جنس اس کو کہتے ہیں جو قلیل وکثیر دونوں پر صادق آئے۔

مذکورہ تینوں معانی کے لیے جمع بنانے کی کوئی ضرورت نہیں مگر مصنفؒ متوہموں کے وہم کو دور کرنے کیلئے جمع لائے کیونکہ بعض گمان کرتے ہیں کہ عَالَم بالفتح جب کہ اسم جنس ہے اس کی جمع مستعمل نہیں ہوتی ہے اب مصنفؒ اس وہم

کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں عالم مذکور معنیوں کے لئے جیسے آتا ہے دنیا ہی معنی جمعیت کے لئے بھی آتا ہے ورنہ
اللہ تعالیٰ کی پرورش جنس واحد کے لئے مخصوص ہوگا حالانکہ یہ باطل البطلان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمامی چیزوں
کی پرورش کرتے ہیں اب اس پر اور ایک اعتراض وارد ہوتا ہے اب ماسوا اللہ دنیا میں دو قسم ہے۔ (۱)
ذوی العقول (۲) غیر ذوی العقول۔ اب صرف مصنفؒ ذوی العقول کے لئے واؤ نون کے ساتھ کیوں جمع لائے
حالانکہ اسمیں غیر ذوی العقول ہے۔ جواب یہ ہے کہ بات مسلم و صحیح کہ ماسوائے اللہ میں ذوی العقول و غیر ذوی العقول
دونوں مشترک ہے لیکن ذوی العقول غیر ذوی العقول سے اولیٰ و اشرف ہے اب مصنفؒ صناعت تغلیب کو
اختیار کر کے واؤ نون کے ساتھ جمع لائے۔ صناعت تغلیب اس کو کہتے ہیں جسمیں دو شئی یا اس سے زائد ہے لیکن ایک
دوسرے سے اولیٰ و اکمل ہے اب جمع و تثنیہ لاتے وقت جو اولیٰ و اکمل ہے اس کے ساتھ جمع لاتا ہے اور جو غیر
اولیٰ و اکمل ہے اس کو تابعۃً اس میں داخل کرتے ہیں جیسا کہ عرف میں ماں اور باپ کو والدین اور دادا اور دادی
سے جدین کے ساتھ جمع لاتے ہیں کیونکہ ماں اور باپ میں باپ اولیٰ و اکمل ہے اسلئے اس کی ساتھ جمع لایا قس علیٰ ہذا
اب واو و نون کے ساتھ جمع لانے سے کوئی خرابی لازم نہیں آ۔ جواب دوم متقین واجمعین دونوں کے ساتھ
ہم وزن ہونے کے لئے عالمین یا و نون کے ساتھ جمع لایا۔ جواب سوم شمول اجناس کے لئے جمع لایا کیونکہ دنیا
میں بہت قسم کی جنس ہے اگر جمع نہ لاوے تو دنیا کی تمامی جنسوں کو شامل نہ کرے گا۔ اب سب کو شامل کرنے کے لئے
واؤ و نون کے ساتھ جمع لائے اگر کوئی اعتراض کرے کہ بسم اللہ الخ کے بعد الحمد للہ کو کیوں لیا جواب اس کا متعدد ہے
جواب اول۔ قرآن کے اتباع کے لئے یعنی قرآن مجید و فرقان حمید میں جیسے بسم اللہ کی بعد الحمد کو لایا مصنفؒ بھی
اپنی تصنیف میں بسم اللہ کے بعد الحمد کو لائے۔ جواب دوم۔ اتباع حدیث کے لئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر
وہ کلام جو الحمد للہ سے شروع نہ کیا جاوے وہ بے برکت و دم بریدہ ہوگا۔ سوال واضح ہو کہ ہر شئی کی ابتدا
و شروع ایک ہوتی ہے اب بسم اللہ کی حدیث مذکور نے بھی شروع کو تقاضا کرتے ہیں اب دونوں کے
درمیان تعارض وارد ہوا اب تطبیق کا طریقہ کیا ہے جواب اصول فقہ میں یہ قاعدہ مسلمہ ہے اگر کہیں قرآن و حدیث
میں تعارض ہو جاوے تب غور و فکر کرنا چاہیئے اگر دونوں کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہو تب تو عمل کرے گا ورنہ
قرآن پر عمل کرے اور حدیث شریف کو ترک کر دے اب یہاں بھی ایسا واقعہ ہوگا اب فکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ
ظاہر ہوا کہ یہاں دونوں کے ساتھ تطبیق و عمل کرنا ممکن ہے۔ طریقہ یہ ہے ابتدا تین قسم کی ہے (۱) ابتدا حقیقی۔
(۲) ابتدار اضافی (۳) ابتدار عرفی۔ ابتدا حقیقی اس کو کہتے ہیں جو تمامی چیز خواہ مقصود یا غیر مقصود سب پر مقدم ہو
جیسا کہ بسم اللہ۔ ابتدا اضافی اس کو کہتے ہیں جو مقصود سے پہلے اور غیر مقصود کے بعد ہو جیسا کہ الحمد للہ یہ بسم اللہ
غیر مقصود کے بعد اور مقصود سے پہلے ہوا۔ ابتدار عرفی اس کو کہتے ہیں جو مبدار معین کے مقصود سے نظر کرتے ہوئے
ابتدار ہوا اور اس کے پہلے کوئی عبارت ہو۔ تطبیق یہ ہے کہ بسم اللہ کی حدیث کو اسکے برعکس ابتدار حقیقی
کی بنا پر سب سے شروع میں مقدم کیا اور الحمد للہ کی حدیث کو ابتدار و شروع اضافی و عرفی کی بنا پر بسم اللہ

کے بعد لایا قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہوگیا اور اس کے برعکس بِسم اللہ کو ابتداء اضافی وعرفی پر اور
الحمد اللہ کو ابتداء حقیقی پر حمل نہ کیا کیونکہ بِسم اللہ اصل ہے کیونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں (۱) اللہ
(۲) الرَّحمٰن (۳) الرَّحِیم۔ الحمد للہ فرع ہے کیونکہ اسمیں ایک نام صرف اللہ ہے اب ابتداء
حقیقی بھی اصل ہے اب بسم اللہ، اصل کو ابتدائی حقیقی اور الحمد للہ فرع کو ابتداء فرعی، اضافی وعرفی پر حمل کیا
سوال:۔ مصنفؒ الحمد للہ الرحمٰن الرَّحیم کیوں نہ کہا۔ جواب:۔ اگر اس طرح کہتا تو قرآن وحدیث کے مخالف ہو
جاتا اور مخالفت قرآن وحدیث کرنا جائز نہیں اسلئے مصنفؒ نے ایسا کیا وایضاً مصنف نے الشکر للہ نہ کہا کیونکہ
شکر سے حمد عام ہے اور محل تعریف میں لفظ عام ہونا اصل ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ سوال:۔ لفظ اللہ اسم ذات
ہے الحمد یہ صفت ہے قاعدہ ہے کہ ذات صفت پر مقدّم ہو اب الحمد صفت کو ذات پر کیوں مقدم کیا للہ
الحمد کیوں نہ کہا۔ جواب اول وہ صفت جو ذات موصوف کے لئے مخصوص ہو اس کو ذات پر مقدّم کرنا جائز ہے۔
کیونکہ وہ بمنزلہ ذات ہوجاتی ہے تقدیم الصفت علی الذات لازم نہ آیا۔ جواب دوم اگر بیان متکلم سے کسی
ذات کے وصف کو بیان کرنا مقصود ہو تو اس وقت صفت کو مقدم کرنا واجب ہے تاکہ وہ صفت وموصوف
کے ساتھ متعلق و وابستہ ہو کیونکہ صفت اگرچہ ذات نہ ہو مگر مقصود متکلم ہونے کی وجہ سے بمنزلہ ذات
ہوگئی۔ ذات اگرچہ وہ ذات ہو مگر مقصود متکلم نہ ہونے کی وجہ سے وہ بمنزلہ صفت ہوگئی اسلئے الحمد للہ
کہنا صحیح ہوگا۔ سوال:۔ الحمد للہ الرحمٰن الرَّحیم کیوں نہ کہا۔ جواب اللہ اسم ذات ہے وہ بمنزلہ مفرد ہے
کیونکہ وہ صرف ذات پر دلالت کرتا ہے بخلاف الرحمٰن الرَّحیم کے وہ اسم صفت ہے، مرکب ہے کیونکہ
وہ ذات مع الوصف ہے مفرد کے ساتھ بیان شروع کرنا اولیٰ ہے مرکب سے اسلئے مصنفؒ الحمد للہ
کہا۔ سوال۔ لفظ اللہ موصوف ہے رَبُّ العٰلمین جو اضافتِ لفظی ہے وہ صفت ہے جو نکرہ کا فائدہ
دیتی ہے اب وہ لفظ اللہ جوکہ علم ذات معرفہ ہے اسکی صفت واقع ہونا کس طرح صحیح ہوا جواب رب اسم
فاعل بقول بعض یا صفت مشبہ بقول بعض اب وہ اضافت لفظی اسوقت ہوگا جب کہ زمانہ حال یا
استقبال کی معنی میں ہو مگر جب کہ ماضی کے معنی میں ہوگا تو اسوقت اضافت معنوی کا فائدہ دیتی ہے اور اضافت
معنوی تعریف کا فائدہ دیتا ہے اب رَبّ العٰلمین میں رب سے زمانہ ماضی مراد ہے اب وہ معنی معرفہ کا فائدہ دیا
اب لفظ اللہ جیسے معرفہ ہے رَبُّ العٰلمین بھی معرفہ ہوا اب لفظ اللہ موصوف و صفت کے درمیان مطابقت ہوگئی
فلا اشکال جیسا کہ قولہ تعالیٰ خَالِقُ اللیل والنہار۔ (کذا فی الفوائد) الضیائیہ۔
قولہ۔ العَاقبۃ للمتقین۔ عاقبۃ کے معنی لغوی انجام کار اور اصطلاح میں عالم آخرۃ کو عاقبۃ کہاجاتا
ہے۔ العَاقبۃ میں الف ولام عہد خارجی ہے یعنی العَاقبۃ المحمودہ یہ مفتی اعظم حضرت مولانا فیض اللہ صاحب
مرحوم مغفور کا مختار ہے اور بعض کے نزدیک الف ولام عوض مضاف ہے

اصل میں خیر العاقبۃ تھا اب مضاف خیر یا منافع کو حذف کر کے اس کے عوض میں الف و لام عوض کو لایا العاقبۃ ہوا۔ قولہ مُتقین یہ جمع مذکر سالم ہے واحد متقی اسم فاعل از باب افتعال مادہ تقی بمعنی پرہیز کرنا اور اصطلاح صوفیہ میں مختلف اقوال ہیں مذہب اوّل۔ بعض کے نزدیک متقی اس کو کہتے ہیں جو شرک و گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے۔ مذہب دوم۔ متقی اس کو کہتے ہیں جو شرک و گناہ کبیرہ و صغیرہ و شبہات سے بھی بالکلیہ پرہیز کرے مذہب سوم۔ بعض کے نزدیک متقی اس کو کہتے ہیں جو اپنے کو کسی سے بہتر نہ سمجھے

۔ مذہب پنجم۔ متقی اس کو کہتے ہیں جو ایسے کاموں سے احتراز کرے جو آخرت میں ضرر و نقصان میں ڈالے خواہ وہ کام اعتقاداً ہو یا عملاً یا خصلتاً باتی طریق کان سب سے احتراز کرے مگر اصطلاح فقہ میں متقی کے تین درجے ہیں جو بیان کئے جا رہے ہیں۔ اوّل وہ جو صرف جہنم کی آگ سے مامون ہونے کیلئے شرک سے احتراز کرے۔ دوم۔ وہ جو کہ صرف گناہ سے احتراز کرے۔ سوم وہ جو شرک و گناہ صغیرہ و گناہِ کبیرہ و شبہات سے بھی احتراز کرے۔ کذا فی الصوفیہ و اکثر ہا فی تصانیف ابو الحسنات مولانا عبد الحی صاحبؒ۔ سوال اس جملہ معترضہ کو کیوں لاتے ہیں۔ جواب اول۔ اس جملہ کو لا کر بعض متوہمین کے وہم کو دور کرتے ہیں کیونکہ بعض وہم کرتے ہیں کہ ربّ العالمین دنیا میں جیسا کہ کافروں کی پرورش کرتا ہے آخرت میں بھی پرورش کرے گا اب اعمال صالحہ کرنے سے کیا فائدہ ہے اس کا جواب یہ جملہ معترضہ ہے یعنی کفار پر آخرت میں ربّ العلمین رحم نہ کرے گا بلکہ متقیوں کو رحم کرے گا۔ جوابِ دوم۔ یہ جملہ معترضہ نہیں بلکہ حمد سے ہے واو عاطفہ ہے فلا حرج۔

قولہ الصلوٰۃ والسلام الخ صلوٰۃ کے معنی لغوی چار ہیں جیسا کہ شاعر نے فرمایا ؎

صلوٰۃ را معنی آمد در لغت چار ⁂ درود و تسبیح و رحمت و استغفار

تفصیل یہ ہے صلوٰۃ کے معنی رحمت ہے جب کہ لفظ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو (۲) صلوٰۃ بمعنی استغفار جب کہ لفظ صلوٰۃ ملائکہ کی طرف منسوب ہو (۳) صلوٰۃ بمعنی دعا جب کہ لفظ صلوٰۃ بندہ کی طرف منسوب ہو (۴) صلوٰۃ بمعنی تسبیح جب کہ لفظ صلوٰۃ وحوش و طیور کی طرف منسوب ہو۔ کذا فی بعض الحواشی۔ اور اصطلاح میں صلوٰۃ اس ارکان مخصوصہ کو کہا جاتا ہے جو ہیئۃ مخصوصہ پر فعل مخصوص کو ادا کیا جاتا ہے۔ قولہ السلام۔ یہ باب تفعیل کا مصدر ہے۔ معنی لغوی تسلیم کرنا یا سلامتی بھیجنا اور اصطلاح میں اس کلام کو کہا جاتا ہے جو مسلمانوں اور ایک مسلمان بھائیوں کو تعظیم کے طور پر شریعت سے منقول شدہ لفظ کے ساتھ اہل ایمان عرف میں بولتے ہیں۔

قولہ خیر۔ یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ معنی لغوی بہتر اور اصطلاح میں خیر وہ ہے جو دوسرے کے اعتبار سے اچھا ہو۔ یا تو خلاف قیاس نہیں بلکہ مع القیاس ہے وہ یہ ہے کہ خیر اصل میں اَخیر تھا حرکت یار کو ماقبل حرف صحیح ساکن ہونے کی وجہ سے ماقبل میں دیا پھر ابتدار بالسکون لازم نہ آنے کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دیا مگر بعض اسکے قائل نہیں بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ برا سہ خلاف قیاس اسم تفضیل ہے۔ کما لا یخفی علی اهل الصرف۔ کذا فی جامع الغموض فی بحث مفعول المطلق۔

نکتہ ۔ لفظ صلوٰۃ خاص ہے کیونکہ وہ صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے نہ کہ آپ کے غیر کیلئے جیسے آدم علیہ السلام نہ کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ قولہ خلقہٗ ۔ خلق مصدر بمعنی مفعول بمعنی مخلوق کیونکہ مصدر دو قسم پر ہے ۔ اول مصدر بمعنی اسم فاعل جیسے خلق بمعنی خالق دوم مصدر بمعنی اسم مفعول جیسے خلق بمعنی مخلوق یہاں معنی ثانی مراد ہے ۔ کذا فی الکافیہ لابن حاجب ۔ قولہ مُحمّد ۔ یہ صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل معنی لغوی بطور مبالغہ تعریف کیا ہوا کو محمد کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں وہ عَلَمْ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف کا ۔ محمد کو اسلئے محمد کہا جاتا ہے کیونکہ اسمیں معنی محمودیت زیادہ ہے ۔ سوال حمد کے بعد صلوٰۃ وسلام کو کیوں لایا گیا ۔ جواب ۔ اتباع قرآن کے لئے قولہٗ تعالیٰ قل الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ یعنی قرآن میں جیسے حمد کے بعد سلام مصنفؒ بھی حمد کے بعد سلام کو لائے تاکہ مطابقت بالقرآن ہو جائے جواب دوم ۔ اتمام و اکمال کے لئے حمد کے بعد سلام کو لائے ۔ جواب سوم اتباع حدیث شریف کیلئے کیوں کہ حدیث شریف میں ہے قال قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ اذا ذکرتم اللّٰہ فاذکرونی معہ ۔ یعنی جب کہ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تو مجھکو بھی یاد کرو اس کے ساتھ یعنی مجھ پر درود پڑھو ۔ جواب چہارم ۔ فضائل غیر متناہی درود کو حاصل کرنے کیلئے ۔ سوال ۔ صلوٰۃ کو سلام پر کیوں مقدم کیا جواب اتباع قرآن مجید کیلئے جیسا کہ قرآن میں ہے ۔ قولہ تعالیٰ یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (پارہ ۲۲ احزاب)

یہاں آیت کریمہ میں صلوٰۃ کو سلام پر مقدم کیا اب مصنفؒ نے بھی صلوٰۃ کو سلام پر مقدم کیا ۔ جواب دوم اتباع حدیث کے لئے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہے یہ تو دلیل نقلی ہے دلیل عقلی یہ ہے کہ بندہ ذات صمدانی سے بالنظر الی المجاز بعید ہے کیونکہ بندہ کسی عبادت کو عبودیت للہ کے لائق نہیں کر سکا اسلئے ایک وسیلہ کے ساتھ اسکو بھیجا اب وسیلہ الدارین جو اعلیٰ ماوی ہے یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے باری تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں تاکہ وسیلے سے قبول ہو کیونکہ آپ حبیب و محبوب خدا ہیں ۔ قولہ والہٖ ۔ یہ مشہور قول کے مطابق اسم جمع ہے ۔ اسم جمع اس کو کہتے ہیں جسمیں معنی جمعیت ہیں لیکن اسکا واحد مستعمل نہیں ہوتا مانند قوم و رھط وغیرہ کے ۔ اٰل کا معنی لغوی فرزند اور اصطلاح میں یگانوں کو آل کہا جاتا ہے ۔ خواہ فرزند ہو یا نہ ہو اب آل سے مراد کون ہے اسکے بارے میں سخت اختلاف ہے مذہب اول جابر بن عبد اللہ و سفیان ثوری و بعض شوافع کے نزدیک اٰل النبی سے متبع النبی مراد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے ۔ من سلک طریقی فھو آلی الحدیث ۔ یعنی جو میرے راستہ کو اختیار کر کے اسکی تابعداری کرے پس وہ میری آل میں داخل ہے مذہب دوم اکثر شوافع کے نزدیک ال النبی سے مراد بنی عبد المطلب و بنی ہاشم مراد ہے ۔ مذہب سوم ۔ حنفی و مالکی کے نزدیک اٰل النبی سے مراد صرف بنی ہاشم ہے ۔ مذہب چہارم ۔ بعض کے نزدیک اٰل النبی سے مراد امہات المومنین ازواج مطہرات و اولاد رسول صلے اللہ علیہ وسلم ۔ مذہب پنجم ۔ بعض کے نزدیک اٰل علی و اٰل عباس و آل جعفر و آل عقیل

وآل حارث بن عبدالمطلب مراد ہے ۔ کذا فی القدوری ۔ پھر لفظ آل کی بارے میں مختلف قول ہے ۔ قول اوّل آل اصل میں "أأل" تھا جس کی اصل اھل تھا خلاف قیاس ھا کو الف کے ساتھ بدل ڈالا دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اُھیل آتی ہے تصغیر کی وجہ سے اسم کی اصل کو معرفت ہوتی ہے یہ قول بصریین کا ہے ۔ قول دوم ۔ کسائی کے نزدیک آل اصل میں اول تھا پھر واؤ کو الف کے ساتھ بقاعدہ یقال بدل ڈالا آل ہوا دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اویل آتی ہے ۔ امام اصمعی سے منقول ہے کہ وہ فصیح عرب سے اُلّ اھیل" و آلّ واویل" دونوں طرح مستعمل ہونے کو سنا ۔ مذہب اوّل مشہور ہے مگر خلاف قیاس لازم آتا ہے اور مذہب ثانی اولیٰ ہے کیوں کہ خلاف قیاس لازم نہیں آتا ہے ۔ کمافی المطولات ۔ اب یہ بات رہ گئی کہ الّ واہل دونوں ایک ہے یا متغائر اس کے جوابات متعدد ہیں ۔ جواب اوّل :۔ بعض کے نزدیک آل واہل دونوں ہم معنی ہیں ۔

جواب دوم :۔ بعض حضرات دونوں کے درمیان فرق فرماتے ہیں اس طرح کہ آل خاص ہے اور اہل عام ہے کیونکہ اہل شرافت کو آل" کہا جاتا ہے جیسے آل موسیٰ وآل فرعون یہاں شرافت سے مراد عام ہے خواہ دنوی ہو یا اخروی اور اہل شرافت وغیر شرافت دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے اہل سلطان برائے شرافت ۔ اہل حجام برائے غیر شرافت ۔ جواب سوم ۔ آل کی صرف ذوی العقول کی طرف اضافت کی جاتی ہے ۔ بخلاف اہل کے اضافت دونوں کی طرف ہوتی ہے جیسے آل رسول صلے اللہ علیہ وسلم وآل فرعون کی اہل زید وعمرو وبکر واہل زبان واہل مکان وغیرہ ۔ جواب چہارم ۔ آل کی اضافت اسم ظاہر وضمیر دونوں کی طرف کی جاسکتی ہے ۔ بخلاف اہل کے آل اسم ظاہر کی مثال گذرا ۔ ضمیر کی مثال آلی کل مومن تقی یہاں آل یائے متکلم کی طرف مضاف ہوا ۔ قولہ اجمعین ۔ یہ جمع مذکر سالم اجمع کی بمعنی جمع کرنا یا تو ہونا یہ تاکید معنوی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے کذا فی بحث التاکید ۔ اجمعین کو روافض وخوارج جو دونوں فرقہ باطلہ ہیں ان دونوں کو رد کرنے کیلئے مستعمل ہوا کیونکہ ان میں سے بعض کل اصحاب رضی اللہ عنہم کو عدول نہیں مانتے ہیں اور بعض اصحاب کو مانتے ہیں اور بعض کو العیاذ باللہ سب وشتم کرتے ہیں ۔ لعن اللہ الملحدین فی الدین ۔ کی تفصیل شرح عقائد وغیرہ میں مذکور ہے ۔ نکتہ بندہ سیاہ کار ان تقریرات بسم اللہ الرحمن الرحیم بعض ضرورت کی وجہ سے لایا ہے اب مجھ پر اعتراض نہ کرسکے گا کیونکہ بعض طلباء ازکیاء کے ذہن میں مذہون ہو رہوں رہ سکتے ہیں ۔

امابعد بداں ارشدہ اللہ تعالیٰ کہ ایں مختصریست مضبوط در علم نحو کہ مبتدی بعد از حفظ مفردات لغت ومعرفت اشتقاق وضبط مہمات تصریف بآسانی بکیفیت ترکیب بی راہ نماید وبزودی در معرفت اعراب وبناء وسواد خواندن توانائی دہد بتوفیق اللہ تعالیٰ دعواہ

ترجمہ: ۔ بہرحال حمد وصلوٰۃ کے بعد جان تو سیدھا راستہ دکھلادے اللہ تعالیٰ تجھکو کہ یہ ایسا مختصر ہے جو علم نحو کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ مبتدیان طالبان علم نحو کو مفردات لغات اور مشتق منہ کے قواعد کو پہچاننے کے بعد اور علم صرف کی مہمات یعنی قواعد اور قانون صرفی کو ضبط کرنے کے بعد ترکیب عربی کی کیفیت کی طرف آسانی کے ساتھ راستہ دکھلادے اور معرب اور مبنی کو جلد سے جلد پہچاننے کی طرف راستہ دکھلادے اور عربی عبارات وتحریرات پڑھنے کی طرف سہولت کے ساتھ راہ نمائی کرے توفیق الٰہی اور اسکی مدد سے

تشریح: ۔ فائدہ ۔ واضح ہو کہ ہر علم کے جاننے سے پہلے رؤس ثمانیہ کو معلوم کرنا چاہیئے تاکہ وہ علم علی وجہ البصیرت مخاطب کو معلوم ہو اب مصنفؒ نے اپنی عبارت کے اشارہ سے اسکی تصریح فرمائی جیسا کہ اوّل یہ کہ کتاب کس علم میں ہے یہ مضبوط در علم نحو سے معلوم ہوا ۔ دوم ۔ یہ کہ کتاب کس درجہ کے طالب علم کو پڑھانا چاہیئے بعد از حفظ مفردات الخ سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب علم صرف اور مفردات لغت جیسے میزان وغیرہ میں جو مصدر ہے اور صفت المصادر کے متنوں کو حفظ وضبط کرنے کے بعد پڑھنا چاہیئے ۔ سوم ۔ یہ کہ اس کتاب کو پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا یہ تو بکیفیت ترکیب عربی و بزودی در معرفت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کو ضبط اور حفظ و سمجھ کر پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا ۔ چہارم علم کی تعریف ۔ اور پنجم علم کا موضوع ۔ ششم ۔ غرض علم ۔ ہفتم احوال مصنفؒ ہشتم ۔ ان سب امور کو سیاہ کار عاری عن العلم نے مقدمہ میں لکھا ہے ۔

قولہٗ اَمّا ۔ بفتح الہمزہ مع تشدید المیم حرف شرط اور اس کی اصل کے بارے میں علمائے نحویان کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض کے نزدیک یہ امّا برأسہٖ کلمہ ہے اسمیں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہے کیونکہ حرف کی اصل تغیر و اور تبدل نہیں ہے کیونکہ حرف کی اصل تغیر اور تبدل نہ ہونا ہے (۲) اور بعض کے نزدیک امّا برأسہٖ اصل میں ما ما تھا ہمزہ کے و صدارت کلام کو مقتضی ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو مقدم کیا پھر میم کو میم میں متجانس حرف ہونے کی وجہ سے ادغام کیا امّا ہوا ۔ (۳) اور بعض کے نزدیک امّا اصل میں مہما تھا ہا کو ہمزہ کے ساتھ بدل کیا بقاعدہ ازت اصل میں ہزت تھا پھر ہمزہ کو صدارت کی وجہ سے مقدم کیا پھر میم کو میم میں ادغام کیا امّا ہوا ۔ (۴) اور بعض کے نزدیک امّا اصل میں اِن ما تھا اب نون کو میم کے ساتھ بدل کیا پھر میم کو میم میں ادغام کیا امّا ہوا مگر امّا تردیدیہ کے ساتھ التباس ہونے کی وجہ سے کسرۂ ہمزہ کو فتح کے ساتھ بدل ڈالا امّا ہوا (۵) اور بعض کے نزدیک امّا اصل میں ای ما تھا ای اسم شرط ما ابہامیہ پھر یٰ کو میم کے ساتھ بدل ڈالا اور میم کو میم کے اندر ادغام کیا امّا ہوا ۔ پھر امّا مذکورہ دو قسم ہے اوّل تفصیلیہ ۔ دوم استینافیہ ۔ اور امّا تفصیلیہ اس امّا کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ مانی الضمیر کا اظہار کیا جاتا ہے یا تو کسی کلام مجمل کی تفصیل کیجاتی ہے اور امّا تفصیلیہ کی صورت میں تکرار ہوتا اور اس کے جواب میں فاء لانا واجب ہے اور حذف فعل بھی واجب ہے اور امّا استینافیہ اس کو کہتے ہیں جو کسی اجمال کی تفسیر نہیں کرتا ہے مگر اوائل و شروع کتاب میں ذکر کیا جاتا ہے

اور اس کا حکم اما تفصیلیہ حکم کے مغائر ہے مگر رہی یہ بات کہ اَمّا تفصیلیہ اور استینافیہ دونوں شرط کے معنی متضمن ہے اس مذہب پر مہما یکن من شئ بعد الحمد والصلوٰۃ ہوگا اور بعض کے نزدیک اَمّا تفصیلیہ معنی شرط متضمن ہے مگر استینافیہ شرط کو متضمن نہیں۔ مگر اَمّا نہ ہوگا کیونکہ عاطفہ کے ساتھ التباس ہوگا اور تخفیف میں بھی نہ ہوگا کیونکہ حرف تنبیہ کے ساتھ التباس ہوگا۔ قولہ بَعْدُ۔ یہ مبنی علی الضم ہے یہ اسمائے لازمہ الاضافۃ ہے اس کی تفصیل آئندہ اسم ظرف میں مذکور ہوگی۔ قولہ بداں۔ یہ فارسی میں امر کا صیغہ ہے یہ صیغہ عادتِ مصنفین میں جاری ہے کسی بات سے شروع کرتے وقت اس قسم کے کلمہ کو لاتے ہیں تاکہ مخاطب غور فکر کے ساتھ اس بات کی طرف مائل ہو اور کوئی بات سمجھنے سے نہ رہ جاوے خوب سمجھ لیوے یا تو کسی سوال کا جواب دینے کیلئے یا کسی فوائد کی طرف اشارہ کرنے کیلئے۔ قولہ اَرْشَدَكَ اللهُ تعالیٰ۔ اور مصنف کے دعا کو عربی میں اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لسانِ عربی عند اللہ مقبول واقرب ہے اور جملہ معترضہ وجملہ دعائیہ ہے اور دعا رکھ کر مبتدیوں کو تحریض وترغیب الی التحصیل دیا ہے۔ ارشدک اللہ یعنی اللہ تعالیٰ تجھکو بھلائی کی طرف راستہ دکھلا دے ارشد یہ صیغہ واحد غائب بحث ماضی معروف مصدر الارشاد دراہ نمودن یہاں ماضی بمعنی مضارع ہے کیونکہ دعا کی جگہ میں ماضی بمعنی مضارع ہوتا ہے جیسا کہ میزان اور منشعب کے حاشیہ میں مذکور ہے۔ قال شاعرے

آمدہ ماضی بمعنی مضارع چند جا	عطف ماضی بر مضارع در مقام ابتدا
بعد موصول و نداء ولفظ حیث کلما	در جزاء وشرط عطف ہر دو باشد در دعا

لفظ اللہ کی تحقیق مذکور ہوئی۔ تعالیٰ ماضی کا واحد غائب بحث ماضی معروف تَعَالُوٌ تھا۔ تَعَالُیٌ کے وزن پر از باب تفاعل واؤ متحرک ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے اس کو الف کے ساتھ بدل ڈالا تعالیٰ ہوا مصدر علوّ سے بمعنی بلند۔ تعالیٰ بمعنی بلند برتر ہے۔

ترکیب:۔ ارشد فعل کاف خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ لفظ اللہ موصوف تعالیٰ فعل ضمیر ہو فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوکر محلاً مرفوع صفت موصوف اور صفت مل کر فاعل لفظ اللہ ذوالحال تعالیٰ جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلاً منصوب حال۔ ذوالحال اور حال مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور انشائیہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن دعا کی جگہ استعمال ہونے کی وجہ سے انشائیہ ہوجاتا ہے۔

قولہ این مختصریست الخ این اسم اشارہ اس کا مشار الیہ محذوف ہے، محذوف مشار الیہ دو ہو سکتا ہے (۱) وہ چیز جو ذہن میں متصور ہو (۲) کتاب یعنی خطبہ اور خطبہ دو قسم ہے (۱) خطبہ ابتدائیہ (۲) خطبہ الحاقیہ۔ این کا مشار الیہ اگر خطبہ ابتدائیہ ہو تو وہ ہے جو ذہن میں حاضر اور حاصل ہے اگر خطبہ الحاقیہ ہو تو این کا مشار الیہ

کتاب ہوگا۔ اور خطبہ ابتدائیہ اس کو کہتے ہیں جو مقصودات سے پہلے لکھا جائے۔ اور خطبہ الحاقیہ وہ ہے جو کتاب کو لکھ کر اس کے بعد آخر میں الحاق کر دیا جائے۔ سوال۔ ایں اسم اشارہ کا مشارٌ الیہ شئی محسوس ہونا ضروری ہے اب کتاب اور ماحضر فی الذہن محسوس نہیں کیونکہ وہ دیکھا اور چھویا اور سونگھا بھی نہیں جاتا ہے۔ جواب ماحضر فی الذہن اور کتاب اگرچہ محسوسات سے نہیں لیکن وہ جب ذہن میں سماتا ہے اب اسکا بھی محسوسات کی میں شمار ہوگا۔ کیونکہ وہ کتاب ذہن میں حفظ کی جاتی ہے اب مشارٌ الیہ غیر محسوس ہونا لازم نہیں آیا قاعدہ مسلمہ ہے معقولات کا مرتبہ محسوسات کے منزلہ میں ہے کیونکہ دونوں کے درمیان مناسبت ہے۔ قولہ مختصر یہ خبر ہے ایں اسم اشارہ کی مختصر صیغہ واحد اسم مفعول از باب افتعال مصدر الاختصار یعنی کمی کرنا اور مختصر اس کو کہتے ہیں جسمیں عبارت کم ہو اور معنی و مطلب زیادہ ہو اب مصنفؒ کی کتاب بھی اگرچہ چھوٹی ہے لیکن علم نحو کو حاوی و جامع و نافع ہے جیسے اس قول سے ظاہر ہے اور ایک اس کا الٹا یعنی مقتصر قاف کی ساتھ اور مقتصر اس کو کہتے ہیں جسمیں عبارت زیادہ ہو اور معانی کم ہو اور ایک مطوّل ہے جسمیں عبارت و معانی دونوں زیادہ طول و طویل ہو جو ملالِ طبع کے لئے آلہ ہے مصنفؒ کی تصنیف انشاء اللہ تعالیٰ ایسی ہی ہوگی۔

قولہ مضبوط در علم نحو۔ مضبوط یہ صیغہ واحد اسم مفعول از باب نصر ثلاثی مجرد مصدر ضبطٌ بمعنی ضبط رکھنا حفظ بمعنی حفاظت کرنا دونوں کے درمیان بعض کے نزدیک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ حفظ صرف یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ اور ضبط حفظ کے بعد خوب تکلیف اور مشقت سے بار بار پڑھنے کو کہا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک حفظ اور ضبط دونوں مرادف لفظ ہے قولہ در علم نحو۔ یہ جار مجرور متعلق ہوا مختصر کے ساتھ تو اس وقت عبارت یہ ہوگی ایں مختصریست در علم نحو مضبوط۔ ترجمہ یہ ہوگا یہ ایسا ایک مختصر ہے علم نحو میں جو حشو و زیادت سے محفوظ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مضبوط کے ساتھ متعلق ہو تو اس وقت عبارت یہ ہوگی۔ جیسے کتاب میں ہے ترجمہ یہ ہوگا ایسا ایک مختصر ہے جو علم نحو میں مضبوط بمعنی محفوظ یعنی جو محفوظ ہے حشو زوائد سے اور بعض نے مضبوط بمعنی مکتوب لکھا تو اس وقت معنی یہ ہوگا یہ ایسا ایک مختصر ہے جو علم نحو کے بارے میں لکھا گیا یعنی یہ ایسا ایک رسالہ ہے جو اپنے قواعد اور قوانین میں مکتوب ہے جس کے ذریعہ کلمہ ثلاثہ یعنی اسم و فعل و حرف کی آخری حالت معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے معلوم ہو اب علم نحو کی تعریف اور موضوع اور غرض سب مقدمہ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ قولہٗ کہ۔ کاف بیانیہ ہے ایں مختصر کا مبتدی صیغہ اسم فاعل از باب افتعال مصدر الابتداء۔ بدء بالہمزہ بمعنی شروع کرنا اور بدوٌ بالواو بمعنی ظاہر کرنا یہاں بدء ہمزہ کے ساتھ اور اصطلاح میں نئے کام کے شروع کرنے والے کو مبتدی کہتے ہیں یہاں مبتدی سے مطلق مبتدی مراد نہیں ہے بلکہ مبتدیان علم نحو مراد ہیں کیونکہ وہ کتاب علم نحو کی ہے۔ قولہ بعد حفظ۔ حفظ کے معنی لغوی نگاہ داشتن اور اصطلاح میں کسی چیز کے یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ قولہٗ مفردات۔ جمع ہے مفرد کی نہ کہ مفردۃ کی دلیل یہ ہے کہ مفرد اسم کی صفت ہے

موصوف اور صفت کے درمیان مطابقت شرط ہے اب اسم مفرد کہیں گے نہ کہ مفردۃ ۔ سوال :۔ مفرد کی جمع
تو مفردون آتی ہے مفردات نہیں ۔ جواب اول :۔ موصوف مذکر لایعقل کی صفت الف اور تار کے ساتھ بھی آتی
ہے جواب دوم :۔ خلاف قیاس سنون وارضین کے مانند ہے یہ بھی خلاف قیاس الف تار کے ساتھ لائی گئی ہے
قولہٗ لغت جمع اسکی لغات ہے یہ اصل میں لغوٌ تھا واو کو الف کے ساتھ بدل ڈالا اب دو ساکن جمع ہوا الف
اور نون ساکن کے درمیان اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا اب الف محذوفہ کے عوض میں تار کو
لایا لغت ہوا اور لغت اس آواز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان کے مقاصد اور مطالب کو ظاہر کیا جاتا ہے
اور اصطلاح میں لغت اس کو کہتے ہیں جسمیں چند مفردات معنی کا اجتماع ہو ۔ قولہٗ در معرفت بفتح المیم و
سکون تار مصدر میمی عَرَفَ سے بمعنی پہچاننا اور اسکے بنانے کا طریقہ علم صرف میں مذکور ہے ۔ قولہٗ اشتقاق
مصدر از باب افتعال شقٌ سے بمعنی پھاڑنا اور اصطلاح میں وہ علم ہے جس کے ذریعہ مصدر وجامد سے کلمات
کے بنانے کا طریقہ معلوم ہو اور اس کو عالم الاشتقاق کہتے ہیں مثال مصدر جیسا کہ نصرٌ سے نَصَرَ فعل بنایا جاتا
ہے اسی طرح ناصر اور منصور وغیرہ اسم فاعل اور مفعول وظرف وآلہ وتفضیل بھی مثال جامد جیسا کہ تمرٌ سے تامر
اور لبنٌ سے لابن اور اس کو فاعل ذی کذا بھی کہتے ہیں جیسا کہ علم الصیغہ میں مذکور ہے ۔ قولہٗ مہمات
بضم میم وتشدید ہار مہملہ جمع مؤنث سالم مہمۃٌ کا اسم فاعل از باب افعال اہمامٌ بمعنی غم و پریشانی میں ڈالنا
اب مہمات بمعنی پریشانی میں ڈالنے والے اور عرف میں ایسے امر عظیم کو کہتے ہیں جس کے حصول میں تکلیف ہو
قولہٗ ۔ تصریف کے معنی لغوی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف پھرانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں واحد کو
مختلف اوزان کی طرف نقل کرنا تاکہ معانی مختلفہ پر دلالت کرے جو مقصود متکلم ہے جیسا کہ نَصَرَ نَصَرَا وغیرہ
فائدہ :۔ اس حفظ مفردات لغت سے مقصود میزان ومنشعب وصفوۃ المصادر وغیرہ کو حفظ کرنا
اور جو کثیر الاستعمال لغت ہے اس کو معلوم کرنا قولہٗ معرفت اشتقاق سے مراد مشتق ومشتق منہٗ اور طریقہ
اشتقاق کے قواعد کو معلوم کرنا اور تصریف سے مراد علم صرف کی تعلیل وتبدیل وتخفیف وتحذیف کے قواعد و
ضوابط کو حفظ وضبط کرنا لیکن بعض نے مطلق گردان کو مہمات تصریف سے مراد لیا لیکن یہ ذہن سے بعید ہے
کیونکہ وہ تو پہلے سے معلوم ہوا ۔ قولہٗ بآسانی اسم جامد بمعنی سہولت وخفت مصنفؒ ترغیب مبتدیان کے لئے لفظ
بآسانی و بزودے کو ذکر کیا یعنی طلبار نحو کی طبیعتًا ابتداءً فن نحو سے خوف زدہ ہونگے اور ملال پذیر ہونگے اس کی ذریعہ
منزل مقصود سے محروم رہیں اسلئے بآسانی اور بزودی کو زائد کیا ۔ قولہٗ ، کیفیت شکل وصورت کو کہتے ہیں ۔
ترکیب کے معنی لغوی مرکب کردن شی یعنی کسی شئی کو مرکب کرنا اور اصطلاح میں دو کلمہ یا اس سے زائد کلمہ کو ایک کرنا
یعنی اس طرح ملانا جس کے اوپر ایک کلمہ کو صادق کرنا صحیح ہوے جیسا کہ عبداللہ ایک شخص کا نام رکھا اسمیں عبد ایک
کلمہ ہے اور لفظ اللہ ایک کلمہ ہے ۔
قولہٗ ، عربیٌ اسم منسوب ہے جو عرب کی طرف نسبت کیا یعنی لسان عربی کو ۔ قولہٗ اعراب مصدر از باب افعال بمعنی

معرب ہے ظاہر کرنا یہاں مصدر بمعنی اسم مفعول معرب ہونا۔ قولہٗ بنا رمصدر ہے فعال کا وزن پر مبنی بر قرار رہنا از باب مفاعلۃ دونوں کی تحقیق معرب اور مبنی کے بحث میں مذکور ہو گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔
قولہٗ سواد بالفتح یا بالکسر بمعنی عبارت پڑھنے کی قدرت حاصل ہونا اور کتاب کو نقل کرنا اور توانائی بمعنی قدرت
قولہٗ توفیق۔ مصدر از باب تفعیل بر وزن تعریف اور معنی لغوی کسی شخص کو کار خیر و شر میں قدرت اور مدد دینا اور اصطلاح میں کار خیر کے لئے اسباب کو مہیا اور تیار کرنا جس سے مقصود کو سہولت کے ساتھ حاصل کر سکے۔
سوال۔ اس عبارت کو عربی میں کیوں لایا گیا۔ جواب۔ اس عبارت سے مصنفؒ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ طالب علم جس قدر ذکی و جید ہو لیکن یہ علم اللہ پاک کی توفیق بغیر حصول ناممکن ہے اور علامہ سید صاحبؒ مقدمہ سے چند امور کی طرف تضمیناً اشارہ فرمایا جس کو اصطلاح میں رؤس ثمانیہ کہتے ہیں جیسے علم کا موضوع اور غرض اور مصنف کا نام جیسا کہ ظاہر ہے۔ قولہٗ۔ مضبوط در علم نحو سے معلوم ہوا کہ یہ علم نحو ہے پھر بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط حیات سے ظاہر ہو گیا کہ اس علم کو اور خاص طور سے اس کتاب کو کن علوم کے بعد پڑھنا چاہیے۔ قولہٗ باسانی الخ معلوم ہو گیا کہ اس کتاب سے کیا فائدہ ہوگا اور باقی پانچ چیزوں کو ناچیز بالتفصیل ذکر کر چکا ہے جیسا کہ (۱) تعریف (۵) علم کا موضوع (۶) علم کی غرض۔

فصل ۱۔ بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم ست مفرد و مرکب مفرد لفظے باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی و آں را کلمہ گویند و کلمہ بر سہ قسم ست اسم چوں رجل و فعل چوں ضرب و حرف چوں ھل چنانکہ در تعریف معلوم شدہ است اما مرکب لفظے باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است مفید و غیر مفید مفید آنست کہ چوں قائل براں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبے معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز پس جملہ بر دو قسم ست خبریہ و انشائیہ۔

تشریح:۔ واضح ہو کہ مصنفؒ مقدمہ سے فارغ ہونے کے بعد اب اصل مقصد کو بیان فرما رہے ہیں۔
قولہٗ فصل بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم ست۔ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ زبان عرب میں استعمال ہونے والا لفظ دو قسم پر ہے مفرد اور مرکب۔ قولہٗ فصل کے معنی لغوی جدا کرنا از باب ضرب اور اصطلاح میں کلام ایک ایسے ٹکڑے کا نام ہے جسمیں مختلف قسم کے مسائل مذکور ہوں جیسا کہ فصل مذکور میں مفرد و مرکب مفید اور غیر مفید وغیرہ کے مختلف مسائل ہیں اور لفظ فصل کو اسلئے استعمال کیا تاکہ وہ اس بات پر دال ہو کہ ماقبل کے مضمون کا مابعد کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں بلکہ منافات ہے۔ سوال نحو میر نصف اول کو فصل کے ساتھ کیوں ذکر کیا حالانکہ نصف آخر میں باب اول و دوم و سوم سے تعبیر کیا۔

جواب اوّل :۔ مصنفؒ نصف اوّل میں مجازاً فصل کہا۔ ورنہ باب کہنا زیادہ اولیٰ تھا۔ جواب دوم :۔ نصف اوّل میں مسائل مختلف قسم کے ہیں بخلاف نصف آخر کے کہ اس کے ہر ایک باب میں ایک قسم کا مسئلہ ہے ہر باب ایک قسم مسئلوں پر مشتمل ہے جیسا کہ باب اوّل میں صرف حروف کا باب اور باب دوم میں صرف فعلوں کے باب علیٰ ہٰذا القیاس۔ جواب دوم اور کبھی مطلقاً جز و کو بھی فصل کہتے ہیں خواہ اس میں متفق علیہ مسئلے ہوں یا مختلف فیہ۔ قولہٗ لفظ یہ مصدر ہے بمعنی پھینکنا ڈالنا اور ڈالنا یہ دو قسم پر ہے اوّل یہ کہ زبان سے اور دوسرا غیر زبان سے اور زبان جس چیز کو پھینکتی ہے اسکی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ زبان نے لفظ پھینکا جیسا کہ زیدؔ و عمرو و بکر وغیرہ منھ سے پھینکا یا منہ سے غیر لفظ کو پھینکا جیسا کہ اکلتُ التمرۃَ وَ لفظتُ النواۃ یعنی میں نے کھجور کو کھایا اور اسکی گٹھلی پھینک دی اور لفظت بمعنی ڈالنا ہے جو غیر زبان سے غیر لفظ کو ڈالے جیسے لفظت الرحی الدّقیق۔ یعنی چکی نے آٹا کو ڈالا اور اصطلاح میں ما یتلفظ بہ الانسان ابتدائً او نقلاً حقیقتاً او حکماً موضوعاً او مھمولاً مفرداً او مرکباً کو کہتے ہیں اب ناچیز نے ان قیودات کو زائد کر کے بہت سے سوالات کا جواب دے دیا ہے یعنی لفظ کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ انسان جس کے ذریعہ بات چیت کر سکے ابتدائً جیسا کہ انسان نے زید اور عمرو اور بکر سے تلفظ کیا اور جیسا کہ کلام اللہ و کلام الجنات و کلام الملائکہ کو انتقالاً تلفظ کرے اور حقیقتاً اور حکماً جیسا کہ جو کلمات منوی ہے وہ داخل ہوگئے جیسا کہ زیدٌ ضرب میں ھُوَ اور اضرب میں اَنْتَ یہ منوی ہے لیکن یہ تلفظ نہ کیا جا سکتا ہے بلکہ استعارہ احکام لفظی کو جاری کئے اب یہ حکمی ہے اب یہ سوال نہ کیا جائے کہ کلام اللہ اور کلام جنات اور کلام ملایکہ لفظ نہ ہوگا کیونکہ وہ انسان کے منھ سے نہیں نکلا ہے جیسا کہ کلام اللہ کی بات تو ظاہر ہے اور ملائکہ کا قول جیسا کہ عمؑ فی مدح الامامین انّ فی الجنۃ نھراً من لبن۔ لعلی وحسین وحسن اور کلمات جنات جیسا کہ ۔ قبر حرب بمکان قفر :۔ لیس بقرب قبر حرب قبر۔ کلمات جنات جیسا کہ لم تکا کاتم علیٰ کتکاتکم علیٰ ذی الجن افرنقعوا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ کلمات جنات نہیں بلکہ یہ ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص پر چند لوگ جمع ہو گئے اس شخص نے جملہ ادا کیا لیکن اصح قول یہ ہے کہ جنات کا قول ہے کیونکہ جس شخص کو جنات پکڑتا ہے اور غالب ہو جاتا ہے اور غالب ہو کر تب یہ الفاظ کہتا ہے اور یہ کلمات جنات سے صادر ہوتے ہیں جنات کی آواز ہے۔ بیان مذکورہ سے لفظ کی چار صورت ہوئی (۱) یہ کہ ابتدائً وہ لفظ جو انسان کے منھ سے نکلا ہو (۲) کلام الٰہی ہو (۳) کلمات ملائکہ (۴) کلمات جنات۔ قولہٗ مستعمل صیغہ اسم مفعول از باب افتعال مادہ عمل بمعنی کوئی کام کرنا اور اصطلاح میں جس چیز کو کسی کام میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو مستعمل کہتے ہیں۔ قولہٗ سخن اسم جامد بمعنی بات اور کبھی عبارت و الفاظ و شعر پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے اور عرب میں ایک خاص زبان کا نام ہے قولہٗ قسم جس کو ٹکڑا ٹکڑا کیا جائے اس کو مقسم بفتح سین کہتے ہیں اور ٹکڑے کو قسم کہتے ہیں اور ٹکڑا ٹکڑا جو ایک دوسرے سے بڑا و چھوٹا ہو اس کو قسیم کہتے ہیں جیسا کہ لفظ مستعمل مقسم ہے

اور مفرد اور مرکب قسم ہے اور مفرد اور مرکب ہر ایک دوسرے کیلئے قسیم ہے اسی طرح کلمہ مقسم اور اسم وفعل وحرف قسم اور ہر یک دوسرے کے لئے قسیم ہے۔ فائدہ ہر ایک لسان خواہ عربی ہو خواہ عجمی دو قسم پر ہے اول معنی دار اس کو لفظ موضوع اور لفظ مستعمل کہتے ہیں اور جس کا معنی نہیں اس کو لفظ مہمل اور غیر مستعمل کہتے ہیں مصنف کو لسان عربی بیان کرنا مقصود ہے۔ اسلئے لسان عربی کے لفظ کو تقسیم کرنا شروع فرمایا اور کہا لفظ مستعمل در سخن عرب مصنف نے لفظ مستعمل کو اختیار کیا کیونکہ لفظ مہمل کے ساتھ بحث نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔ سوال۔ لفظ مستعمل بر دو قسم کیوں کہا۔ جواب:۔ لفظ مستعمل کی دو حالت ہے اول یہ کہ وہ لفظ ایک معنی والا ہو یا نہ ہو مگر ایک معنی والا ہو تو اس کو مفرد اگر ایک معنی سے زائد والا ہو تو اس کو مرکب کہتے ہیں اب دو قسم سے زائد ہونا تو محال ہے سوال مفرد کو مرکب پر کیوں مقدم کیا حالانکہ مرکب ومفرد کہنے سے بھی مقصود حاصل ہو جاتا۔ جواب اول۔ مفرد جزو ہے اور مرکب کل ہے اور کل کا وجود بغیر وجود جزء کے محال ہے اسلئے مفرد کو مرکب پر مقدم کیا۔ جواب دوم:۔ مفرد کو مقدم کرنے سے کوئی نقصان نہیں اگر مرکب کو مقدم کیا جاتا تب بھی اعتراض سے خالی نہ ہوتا۔ قولہ مفرد صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب افعال مصدر افراد بمعنی اکیلا ہونا اور اصطلاح میں مفرد تنہا لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنی پر دلالت کرے۔ قولہ مرکب یہ بھی صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعیل مصدر ترکیب اس کا معنی لغوی واصطلاحی سامنے آنے والا ہے سوال۔ مؤلف کیوں نہ کہا جواب۔ مرکب اور مؤلف میں فرق ہے مرادف نہیں ہے مرکب مطلقاً دو جزو یا اس سے زائد کو ایک کرنے کو کہتے ہیں خواہ ان دو جزو کے درمیان مناسبت ہو یا نہ ہو اور مؤلف اس کو کہتے ہیں جہیں دو جزو یا اس سے زائد کو ایک کیا گیا ہو لیکن دونوں جزو ایسا ہو جس کے درمیان مناسبت ہو الحاصل مرکب عام ہے مؤلف سے اس لئے مصنف نے لفظ عام کو اختیار فرمایا۔ قولہ لفظے میں جو یا ہے وہ یا موصوف ہے لفظ تنہا اسکی صفت ہے۔ فائدہ اہل عرب کے نزدیک لفظ مفرد کے چار معنی ہیں۔ (۱) مرکب نہ ہونا جب کہ لفظ مفرد مفرد ومرکب کے بحث میں مستعمل ہو۔ (۲) مفرد بمعنی تثنیہ وجمع نہ ہونا جبکہ لفظ مفرد اعراب کی بحث میں مستعمل ہو جیسا کہ مفرد منصرف صحیح وغیرہ (۳) مفرد بمعنی مضاف اور شبہ مضاف نہ ہونا جب کہ لفظ مفرد لائے نفی جنس کی بحث میں مستعمل ہو جیسا کہ قول مصنف اگر اسم لائے نفی جنس نکرہ مفرد باشد الخ (۴) مفرد بمعنی جملہ اور شبہ جملہ نہ ہونا اگر لفظ مفرد تمیز کی بحث میں مستعمل ہو جیسا کہ اگر تمیز مفرد باشد الخ اور منطقیوں کے نزدیک بھی لفظ مفرد کے معنی چار ہیں اول یہ کہ ایسا مفرد جس کا کوئی جز نہیں جیسا کہ ہمزہ استفہام اس کا کوئی جز نہیں۔ دوم۔ لفظ کا جز ہو لیکن اسکا معنی نہ ہو جیسا کہ زید اس کا جز ز، ی، د ہے لیکن اس کا علیحدہ ز ی د کے معنی نہیں ہیں سوم لفظ کا جز بھی ہو اور اس کا معنی بھی ہو لیکن وہ معنی مقصود نہ ہو جیسے عبداللہ کو اگر ایک شخص کا نام رکھا جائے تو نام کے پہلے جو عبد عبودیت پر اور اللہ الہیت

پر دلالت کرتا وہ نہ رہے گا بلکہ ایک شخص معین کا نام ہو گیا (۴) چہارم لفظ کا جزو ہو اور اس کا معنی مقصود بھی ہو لیکن وہ معنی مقصود نہ ہو۔ جیسے حیوان ناطق میں سے لفظ حیوان حیوانیت پر دلالت کرتا ہے اور لفظ ناطق نطقیت پر دلالت کرتا ہے لیکن حیوان ناطق سے مراد حیوان ناطق کہنا مقصود نہیں بلکہ ایک کا نام رکھا اب تعریف مفرد سے آخری دو قسم یعنی عبداللہ اور حیوان ناطق مفرد کی تعریف سے خارج ہو گئے پہلے دو قسم داخل رہے علت یہ ہے کہ نحاۃ اعراب سے بحث کرتے ہیں اب جسمیں ایک اعراب ہو تو وہ ایک کلمہ ہے اور جس میں لفظ کے اعتبار سے دو اعراب ہے لیکن معنی کے اعتبار سے ایک ہے اب وہ لفظ مرکب ہوگا معنی مفرد کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ نحویوں کا مقصود نہیں اب عبداللہ اور حیوان ناطق مرکب ہوگا نہ کہ مفرد کیونکہ دونوں میں دو اعراب ہے اگرچہ معنی کے اعتبار سے ایک شخص معین کا نام ہے یہ مذہب زمخشری کا ہے مگر ابن حاجبؒ فرماتے ہیں اگرچہ اعراب دو ہے لیکن معنی ایک ہے لہٰذا وہ مفرد ہوگا نہ کہ مرکب اسلئے ابن حاجبؒ نے الکلمۃ لفظ کہا نہ کہ لفظۃ۔ الحاصل حیوان ناطق اور عبداللہ حالت علمیت میں ابن حاجبؒ کے نزدیک مفرد ہوگا اور زمخشری کے مذہب کے مطابق وہ مرکب ہوگا اور غیر حالت علمیت میں سب کے نزدیک مرکب ہے۔ قولہٗ لفظ اس کی تحقیق گذر گئی لفظے کی یاء یاء موصوفہ ہے اور موصولہ بھی ہو سکتی ہے۔ سوال۔ مصنفؒ نے لفظ تنہا کا کیوں اضافہ فرمایا۔ جواب۔ لفظ تنہا کو لاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ عبداللہ اور حیوان ناطق وغیرہ مفرد کی تعریف سے نکل گیا۔ کیوں کہ وہ لفظ تنہا نہیں ہے کیونکہ اسمیں دو اعراب ہے۔

الحاصل:۔ مثل عبداللہ وحیوان ناطق حالت علمیت میں سید صاحبؒ اور زمخشری کے مذہب کے مطابق مرکب ہوگا۔ کیونکہ اعراب دو ہے اور ابن حاجبؒ کے نزدیک مفرد ہوگا کیونکہ مصداق کے اعتبار سے ایک ہے اور عبداللہ غیر علمیت کی صورت میں بالاتفاق مرکب ہے کیونکہ اعراب دو ہے اور مصداق بھی دو ہے عبد سے عبودیت اور اللہ سے الہیت۔ قولہٗ معنی اور معنی کی معنی لغوی مطلقاً قصد کرنا اور اصطلاح نحاۃ میں ما یتعلق بہ القصد مفرداً او مرکبا حقیقتاً او حکماً یعنی جس چیز کے ساتھ قصد متعلق ہوتا ہے اسکو معنی کہا جاتا ہے خواہ وہ شئی مفرد ہو یا مرکب ہو حقیقی ہو یا حکمی ہو قیود ات قولہ لفظے تک سب شامل ہیں خواہ مفرد خواہ مرکب مفید ہو یا غیر مفید پس لفظ تنہا سے وہ مفرد خارج ہو گیا جس کے لئے لفظ کا جزء اور معنی کا جزء ہے لیکن لفظ کے جزء کا معنی کے جزء پر دلالت مقصود نہ ہو جیسا کہ عبداللہ اور حیوان ناطق وغیرہ۔ اور قولہ ہر یک معنی سے مرکب مفید اور غیر مفید سب خارج ہو گیا کیونکہ ایک معنی والا نہیں ہے قولہ کلمہ مخفی مباد کہ لفظ کلمہ جامد ہے یا مشتق اسکے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کلمہ وکلام دونوں اسم جامد ہے مشتق نہیں اس کو واضع نے عند الوضع اسی طرح وضع کیا ہے کیونکہ اگر مشتق ہوتا تو مشتق منہ اور مشتق کے درمیان مناسبت ہوتی اب وہ نہیں۔ اور بعض کے نزدیک کلمہ یہ مشتق ہے۔ کَلِمَۃٌ فتح کاف اور کسر کاف وسکون لام سے نہ کہ کسرہ لام کیونکہ وہ جمع ہے اب مفرد کو جمع سے بنانا ضعیف و ناجائز ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ کلمہ اور کلام کلم سے مشتق ہے کیونکہ

لفظاً ومعناً مشتق اور مشتق منہ کے درمیان مناسبت ہے اور مناسبت لفظی جیسا کہ صورۃً ظاہر ہے اور معنایہ کہ کلم بفتح کاف وکسر کاف وسکون لام یعنی جیسا کہ اس کا معنی زخمی کرنا ہے اسی طرح کلمہ سے بھی انسان زخمی ہوجاتا ہے اب مشتق اور مشتق منہ کے درمیان مناسبت تامہ حاصل ہوگئی جیسا کہ حضرت علیؓ کا قول ہے ؎

جراحة السنان لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان

ترجمہ:۔ یعنی تیروں کے زخمی کیلئے تو دوا ہے مگر زبان کے زخمی کے لئے دوا نہیں ہے اب اس سے معلوم ہوگیا کہ کلمہ بمعنی زخم ہے ۔سوال کلمہ کی مناسبت مشتق اور مشتق منہ سے لفظاً ظاہر ہے معناً تو نہیں ہے کیونکہ اصطلاح میں کلمہ لفظ وضع بمعنی مفرد الخ کو کہتے ہیں ۔جواب:۔ مناسبت تین قسم پر ہے مطابقی وتضمنی والتزامی یہاں اگرچہ مطابقی اور تضمنی نہ ہو۔ مناسبت التزامی ہے یعنی کلمہ کے لئے جراحت لازم ہے اب مناسبت التزامی کافی ہے ۔پھر لفظ کلم اسم جنس ہے یا جمع اسکے بارے میں بھی اختلاف ہے ۔جمہور کے نزدیک اسم جنس ہے نہ کہ جمع اور اسم جنس اس کو کہتے ہیں جو قلیل وکثیر پر صادق آئے اور جمہور کی دلیل اول قولہ تعالیٰ یصعد الیہ الکلم الطیب یہاں الکلم موصوف ہے ،الطیب صفت ہے اگر الکلم جمع ہوتا تب الطیبۃ ہوتا کیونکہ موصوف اور صفت کے درمیان واحد وتثنیہ وجمع مذکر وتانیث میں مطابقت ضروری ہے جب مطابقت نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ جمع نہیں بلکہ اسم جنس ہے ۔ دلیل دوم یہ مرکبات کی تمیز واقع ہوسکتی ہے جیسا کہ قرأت احد عشر کلما یعنی گیارہ کلموں کو پڑھا ہیں ۔اب گیارہ کی تمیز تو مفرد ہونا ضروری ہے جب کہ کلما تمیز واقع ہو معلوم ہوا کہ وہ جمع نہیں ہے ۔ دلیل سوم کلم کی تصغیر کُلَیْم آتی ہے کلم اگر جمع ہوتا تصغیر لانا صحیح نہ ہوتا اب تصغیر سے معلوم ہوا کہ جمع نہیں ،اور بعض نحاۃ لفظ کلم کو جمع کہتے ہیں اور جمہور کے نزدیک اسم جنس تین دلیل کے ساتھ فرمایا ہے اور جمہور کی دلیل اول کے چند جواب ہیں اول یہ کہ الیہ یصعد الکلم الطیب میں لفظ کلم جمع ہے اور الطیب میں تاء نہ لانے کی وجہ یہ ہے کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے وہ جمع جس کو تاء کیساتھ واحد اور جمع کے درمیان فرق کرتے ہیں یعنی اگر بدون تاء ہو تو جمع ورنہ واحد ایسی جمع کی صفت بغیر تاء کے آتی ہے اب الکلم بھی ویسا ہی ہے اسلئے اسکی صفت میں تاء کو نہ لایا جواب دوم یہ کہ آیت کریمہ عــہ میں آدر دہ یہ ہے کہ لفظ کلم آیۃ مذکورہ میں موصوف نہیں بلکہ موصوف محذوف ہے بلکہ الطیب موصوف محذوف کی صفت ہے اصل میں بعض الکلم الطیب تھا اب لفظ بعض جیسا کہ مفرد مذکر ہے اسکی صفت بھی مفرد مذکر ہوگی اب موصوف اور صفت کے درمیان مناسبت ہوگئی مرکبات کی تمیز واقع ہونا یہ قلیل ہے القلیل کالمعدوم کے قاعدہ سے وہ مسلم نہیں کلم کی تصغیر کلیمۃ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ جمع ہوگا نہ کہ اسم جنس اور یہ قول قوی اور صحیح ہے مگر جمہور اسکی تاویل کرتے ہیں اور بغیر ضرورت کے تاویل جائز نہیں ہے قولہ کلمہ بر سہ قسم است ۔سوال کلمہ کو تین قسم پر منحصر کیوں کیا ۔جواب حصر دو قسم پر ہے اول استقرائی یعنی تلاش کرکے جو تقسیم مصنفؒ فرماتے ہیں

عــہ نہیں ہے بلکہ تحکیم ہے الی اصل عبارت

اس کو حصر استقرائی کہتے ہیں دوم حصر عقلی جو عقلاً تقسیم کیا جاتا ہے حصر استقرائی کے سوا اور ایک قسم پایا جائیکا امکان ہے بخلاف حصر عقلی کے کہ عقل نے جو تقسیم کیا اس کا غیر پایا جانا محال ہے اور بعض نے چار قسم تبلایا ہے (۱) عقلی (۲) استقرائی (۳) قطعی (۴) جعلی۔ ہر ایک کی تفصیل مطولات میں مذکور ہے۔ اب مصنفؒ حصر عقلی کے طور پر فرماتے ہیں کہ اوّل کلمہ دو حال سے خالی نہیں یا تو معنی مستقل پر دلالت کرے یا نہ کرے اگر دلالت نہ کرے تو حرف ہے اگر دلالت کرے تو پھر دو حال سے خالی نہیں اوّل یہ کہ زمانہ سے خالی ہو یا نہ ہو اوّل اسم ہے اور ثانی فعل ہے اب دلیل سے حصر تین قسم ہوا نہ کہ اس سے زائد اور معنی مستقل کا مطلب یہ ہے کہ بدون ملائے دوسرے کلمہ اس کے معنی سمجھ میں آجاویں۔ سوال کلمہ اسم فعل و حرف مجموعہ مل کر ہوا جیسے اوپر سے معلوم ہوا کیونکہ واوٗ عاطفہ جمعیت کے لئے آتا ہے۔ جواب تقسیم دو قسم ہے تقسیم الکل الی الاجزاء یعنی کل کو جز کی طرف تقسیم کرنا جیسا کہ سالن یہ کل ہے یہ تقسیم ہوتا ہے ترکاری اور مچھلی اور نمک وغیرہ کی طرف جو اجزاء ہے اور دوسری تقسیم الکلی الی الجزئی جیسا کہ انسان تقسیم ہوتا ہے زید اور عمر اور بکر اور خالد وغیرہ کی طرف اور تقسیم الکل الی الاجزاء میں عطف مقدم اور حکم مؤخر ہوتا ہے یعنی اعتراض سائل نے تقسیم کلمہ پر کیا وہ اس وقت جبکہ تقسیم الکل الی الجزء ہو یہ تو تقسیم الکلی الی الجزئی ہے۔ اب اسمیں حکم مقدم اور عطف مؤخر ہے یعنی ہر ایک قسم کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں جیسا کہ اسم کا حکم علیحدہ اور فعل کے احکام علیحدہ علی ہٰذا القیاس۔ قولہٗ اسم۔ اسم ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو معنی مستقل پر دلالت کرے اور اسکے معنی میں زمانہ ضمنی طور پر پایا جائے اب اسماء افعال وغیرہ تعریف میں داخل ہو گیا کیونکہ اسمیں وضعاً زمانہ نہیں جیسا کہ رجل اسم جامد کی مثال ہے مصنفؒ اسم صفت کا مثال نہ لائے کیونکہ اسم جامد اصل ہے اب جب اصل کو ذکر کیا فرع کی کوئی ضرورت نہیں یا تو اسم صفت کا بیان سامنے آنیوالا ہے یا تو بطور مثال ایک کو لے آئے اس کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ سوال۔ مصنفؒ نے اسم کی تعریف کیوں نہیں کیا۔ جواب اول مشہور ہونے کی بناء پر۔ جواب دوم۔ علم صرف میں اس کا بیان و تعریف مذکور مثل پنج گنج و مصدر فیوض میں مذکور ہونے کی وجہ سے ذکر نہ کیا۔

سوال۔ اسم کی اصل کیا تھا۔ جواب روشن باد کہ اسم کی اصل میں بصریان اور کوفیان کے درمیان اختلاف ہے اور بصریان کے نزدیک اسم اصل میں سِموٌ تھا بکسر سین و سکون المیم تھا معنی لغوی بلند ہونا اور اسم کو اسم اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دونوں قسموں یعنی فعل اور حرف پر بلند ہے کیونکہ وہ مسند اور مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے جیسا کہ سابقہ میں آنے والا ہے اسلئے صاحب ہدایۃ النحو فرماتے ہیں یسمّٰی اسماً لسموّہٖ علی قسیمیہ ای لعلوہٖ علی قسیمیہ یعنی اسم اصل میں سِموٌ تھا اب آخری کلمہ میں واوٗ پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ ضمہ کو گرا دیا اور ابتداء بالسکون کی وجہ سے شروع میں ہمزہ کو لایا اب سین کے کسرہ کو ہمزہ کی طرف نقل کیا اور میم کو ضمہ دیا کیوں کہ اہل عرب کے نزدیک اسم کے آخر میں اعراب ہونا ضروری ہے اسی لئے میم کو تنوین دیا اسمٌ ہوا دلیل یہ ہے کہ اسکی

جمع اسمائٌ اسامی اور تصغیر سمیٌّ آتی ہے جو اسم کو اصل کی طرف لوٹا دیتی ہے اور کوفیوں کے نزدیک اسم اصل میں وسمٌ بکسر
واؤ وسکون سین یعنی علامۃ اور داغ ہے اب احدٌ اور اناۃ کے قاعدہ سے واؤ کو الف کے ساتھ بدل ڈالا اسم
ہوگیا اور اس کی جمع کوفیان کے نزدیک اوسام اور تصغیر وُسیمٌ ہے اب مذہب کوفیان مغلوب ہوا کیونکہ
اب اسم اگر وسمٌ سے مشتق ہوتا تو بمعنی داغ اور علامت ہوتا پس فعل کو بھی اسم کہنا لازم آتا کیونکہ فعل بھی اپنے معنی
کے لئے علامت اور داغ ہے حالانکہ فعل کو کوئی اسم نہیں کہتا۔ قولہ فعل الخ فعل اس کلمہ کو کہتے ہیں جو معنی مستقل
پر دلالت کرے اور اسکے معنی میں تین زمانہ سے کوئی ایک زمانہ پایا جاوے جیسے ضَرَبَ اس نے مارا یضربُ واضربْ
وغیرہ اور فعل کی مثال ضَرَبَ کیوں لائے اسکی علت مثل علت اسم رجل کے ہے۔ فلا فرق بینھما بذالک
وجہ تسمیہ اور فعل کا معنی لغوی کرنا کسی کام کا فعل کو فعل اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقت میں مصدر ہے اور مصدر
حقیقت میں فاعل کا فعل ہے جیسا کہ ضَرَبَ میں ضربٌ فعل ہے اب مصدر جب کہ حقیقت میں فاعل کا فعل ہے اب
وہ فعل لغوی ہے اب فعل لغوی کے نام سے فعل اصطلاحی کو بھی فعل کہتے ہیں تاکہ معنی لغوی اور اصطلاحی کے درمیان مناسبت
ہو یا تو فعل اصطلاحی متضمِن بکسر میم اسم فاعل کیونکہ وہ معنی حدثی اور اقتران بالزمان اور نسبۃ الی فاعل ما کو ضمن میں
لینے والا ہے اور مصدر متضمَن بفتح المیم اسم مفعول کیونکہ اس کو ضمن میں لیا ہوا ہے اب متضمَن بالفتح کے نام سے متضمِن بالکسر
کا نام رکھدیا اسلئے علامہ صاحب الحاشیہ فرماتے ہیں کہ یسمی بالفعل لتضمنہ فعلاً لغویاً فیکون تسمیۃ فعل الاصطلاحی باسم
الفعل اللغوی او تسمیۃ المتضمِن باسم المتضمَن۔ قولہ حرف الخ اور حرف اس کلمہ کو کہتے ہیں جو غیر مستقل معنی پر
دلالت کرے یعنی بغیر ملائے ہوئے دوسرے کلمہ کو اس کے معنی سمجھ میں نہ آوے جیسا کہ مِن ابتدائیہ بمعنی شروع اب
یہ اپنا معنی سمجھانے کیلئے دوسرے اسم کی طرف محتاج ہے جیسا کہ سرتُ من البصرۃ الی الکوفۃ یا تو فعل
کی طرف محتاج ہو جیسا کہ قَدْ ضرب اور حرف کو حرف اسلئے کہا جاتا ہے کہ حرف کے معنی لغوی طرف کے ہیں یعنی
وہ کلام کا کوئی جزء نہیں ہوسکتا ہے نہ مسند اور نہ مسند الیہ بلکہ وہ کلام کے ایک طرف میں رہ جاتا ہے
اسلئے حرف کہتے ہیں۔ سوال اسم کو کیوں مقدم کیا فعل وحرف پر۔ جواب اول۔ اسم مسند اور مسند الیہ ہوسکتا
ہے بخلاف فعل کے وہ صرف مسند ہوسکتا ہے نہ کہ مسند الیہ اور حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ اب صرف
اسم سے کلام حاصل ہوتا ہے اسلئے اس کو مقدم کیا۔ جواب دوم۔ اسم مشتق منہ ہے اور فعل مشتق ہے مشتق منہ اصل
ہے مشتق سے لہٰذا اصل کو فرع پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جواب سوم۔ اسکی علت وجہ تسمیہ میں مذکور ہوئی۔
جواب چہارم۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبان سے اسم مقدم الکلام ہے اسی طرح پر مقدم رکھدیا تاکہ کمال بغفلت موافقت
و باعث برکت ہو۔ اور فعل کو حرف پر مقدم کرنے کی علت یہ ہے کہ فعل مسند ہوتا ہے لہٰذا وہ حرف سے مستحق
تقدیم ہے یا تو مطابقت مذکورہ کے لئے یا یہ سمجھانے کیلئے کہ حرف بمعنی طرف ہے مؤخر کیا۔ سوال۔ ضَرَبَ فعل کی مثال
دینا کس طرح صحیح ہوگا کیونکہ فعل تو مفرد ہے اور ضَرَبَ یہ تو مرکب ہے۔ جواب اول۔ ضَرَبَ مرکب نہیں بلکہ

مفرد ہے کیونکہ وہ ہیئت فعل ہے نسبت الیٰ فاعل تا اور زمانہ سے قطع نظر ہے۔
جواب دوم۔ ضرب کا دو حال ہے اول اس کا فاعل اسم ظاہر نہ ہو تو اس وقت مرکب ہوگا دوسرا یہ کہ مفرد اگر اس کا فاعل اسم ظاہر ہو جیسا کہ ضَرَبَ زیدٌ تو اس وقت مفرد ہو اب مصنفؒ نے جو مثال دی یہ فاعل اسم ظاہر ہونے کی مثال ہے اس سے فاعل کو حذف کرکے صرف فعل کو لایا ہے اب بغیر فاعل تو وہ مفرد ہوگا۔ ورنہ مصنفؒ کی مثال غلط و قبیح ہوگی قولہٗ اَمّا تفصیلہ ہے اب مفرد اور مرکب کو اجمالاً ذکر کرکے اس کے بعد تفصیل کو شروع کیا قولہٗ مرکب لفظے باشد ان دونوں کی تحقیق اوپر مذکور ہوئی اور مرکب کا معنی لغوی ملایا ہوا یعنی وہ چیز جس کے ذریعہ انسان بات چیت کرتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کو کلام کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس لفظ کو کہتے ہیں جو دو کلمہ یا اس سے زیادہ سے مل کر بنا ہو اور دونوں کلمہ مستقل ہو حقیقتاً ہو یا حکماً ہو یا صراحتہً ہو یا تاویلاً لفظاً ہو یا تقدیراً اب ان قیودات سے بہت سے سوال کا جواب ہوگیا اور تعریف مرکب خالص اور بے غبار ہوگئی۔ سوال۔ اِضرِبْ کو کلام کہنا صحیح نہ ہوگا کیونکہ ایک کلمہ ہے۔ جواب اضرب کلام ہے کیونکہ اسمیں دو کلمہ ہے اوّل اضرب فعل اور دوسرا انت فاعل اب دو کلمہ ہوگیا اور دو کلمہ ہونا عام خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً ہو۔ سوال دیز مقلوب زید اور دیز مہمل یہ کلام نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ لفظ دیز و جسق یہ دونوں کلمہ نہیں کیوں کہ دونوں لفظ مہمل و بے معنی ہے۔ کلمہ ہونے کیلئے لفظ موضوع ہونا ضروری ہے جواب کلام کے اندر دو کلمہ ہونے میں عموم ہے۔ خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً اب دیز مقلوب زید کو لہٰذا لفظ مقلوب زید اور جسق مہمل کو ہٰذا اللفظ مہمل کی تاویل کرتے ہیں اگرچہ دیز و جسق لفظ مہمل ہے لیکن وہ تاویلاً اسم کلمہ ہے اب دونوں کو اگرچہ صراحتہً نہ لایا لیکن حکماً کیا ہے جیسے دیز و جسق کے معنی ہیں اسلئے یہ دونوں حکمی ہے اور دوسرا حقیقی ہے۔ سوال۔ زیدٌ ضَرَبَ ابوہٗ عمرًا کلام نہ ہوگا کیونکہ یہاں دو کلمہ سے زائد ہے مسند ہوا یعنی ضرب زید عمرًا مجموعہ خبر و مسند ہے۔ جواب اول دو کلمہ ہونا عام ہے خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً ہو۔
جواب دوم کم میں دو ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں اب مذکورہ مثال مرکب ہوگا اگرچہ دو سے زائد ہو۔
فَائدہ۔ مرکب لفظے باشد کہنے سے مفرد و مرکب موضوع اور مہمل سب مرکب کی تعریف میں داخل ہوگئے اور دو کلمہ کی قید سے مفردات اور مہملات سب خارج ہوگئے کیونکہ کلمہ سے کلمہ مستقل اور موضوع مراد ہے۔
قولہٗ کلمہ سے عقلی چھ صورت حاصل ہوتی ہے اول جنس واحد کے اعتبار سے جیسا کہ دو اسم سے اسم اسم۔ (۲) فعل و فعل سے (۳) حرف و حرف سے دو جنس سے (۴) اسم و حرف سے (۵) اسم و فعل سے اور فعل و حرف سے جیسا کہ ناظم نے فرمایا ؎

اسم و اسم و فعل و فعل حرف و حرف   اسم و فعل و حرف و اسم و حرف

اب دو صورت سے کلام حاصل ہوتا ہے اول یہ کہ اسم و فعل سے دوم اسم و اسم سے کیونکہ دونوں صورت مذکورہ میں مسند و مسند الیہ ایک ہی ساتھ پایا جاتا ہے بخلاف اس کے غیر میں فعل و حرف میں مسند ہے اور مسند الیہ

نہیں ہے حرف و حرف میں مسند و مسند الیہ دونوں مفقود ہے اور اسم و حرف میں مسند الیہ ہے یا مسند اور
فعل و حرف میں مسند ہے اور مسند الیہ نہیں ہے کیونکہ حرف مسند اور مسند الیہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے ۔
پھر مرکب افادہ کے اعتبار سے دو قسم ہے اول مفید اور دوم غیر مفید ۔ سوال مفید کو غیر مفید پر کیوں مقدم کیا ۔
جواب اول ۔ وہ نحاۃ کا مقصود ہے (۲) یا تو اس کے ذریعہ فائدہ حاصل ہوتا ہے اب جو فائدہ دیتا ہے وہ غیر فائدہ
دینے والا پر مقدم ہوتا ہے ۔ (۳) یا تو مفید وجودی ہے اور غیر مفید عدمی ہے پس وجود عدم پر مقدم ہوتا ہے یہ
مشہور قاعدہ ہے ۔ قولہ، مفید یہ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال مصدر افادۃ فائدہ پہنچانا ۔
اصل میں مفوِدٌ تھا مکرمٌ کے وزن پر میزانؒ کے قاعدہ سے واؤ یا ہو گیا مفید ہوا اور اصطلاح میں مفید اس
مرکب کو کہتے ہیں جس کا قائل جب اپنے قول پر سکوت کرے تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو
اس سے اسی تقسیم کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو فائدہ اس کو کہتے ہیں جس کو
سنتے ہی مخاطب کو نفع حاصل ہو جیسا کہ ضَرَبَ زیدٌ عمراً اور یہ مرکب مفید ہے جوں ہی متکلم اسکو ادا کرتا ہے مخاطب
سمجھ لیتا ہے کہ زید نے عمر کو مارا ۔ اور خبر اسکو کہتے ہیں جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جائے جیسا کہ مثال مذکور
میں زید نے عمرو کو مارا یہ فی الواقع مارنے کا بھی احتمال ہے اور نہ مارنے کا بھی دونوں مساوی ہے ۔ انشائیہ اس
کو کہتے ہیں جس کے کہنے والا کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے جیسا کہ اضرب مار تو اب اسمیں مارنے میں کوئی احتمال کذب ہے
اور مرکب مفید کو جملہ بھی کہتے ہیں اور کلام بھی اب مرکب مفید کے چند نام ہیں ۔ (۱) جملہ (۲) کلام (۳) مرکب اسنادی
کیونکہ اسمیں اسناد موجود ہے (۴) مرکب تام کیونکہ اس کے ذریعہ فائدہ تامہ حاصل ہوتا ہے قولہ کلام کی
تحقیق کلمہ میں مذکور ہو چکی ہے اور بعض نے کہا کہ کلام مصدر ہے ورنہ کلمتُ کلاماً میں مفعول مطلق واقع
ہونا کس طرح صحیح ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ کلام اگرچہ مصدر کے وزن پر ہے لیکن مصدر نہیں لیکن کبھی
غیر مصدر مصدر کی جگہ میں مستعمل ہو سکتا ہے اس بنا پر کلام کا مفعول مطلق واقع ہونا صحیح ہوا ورنہ فی الحقیقہ
مصدر نہیں بلکہ کَلْم سے مشتق ہے اور معنی لغوی ما یتکلم بہ الانسان قلیلاً او کثیراً کو کلام کہتے ہیں
یعنی وہ چیز جس کی ذریعہ انسان بات چیت کرتا ہے اس کو کلمہ کہتے ہیں خواہ قلیل ہو یا کثیر اصطلاح میں جو
دو کلمہ یا اس سے زیادہ سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ کما قال ابن حاجب الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد
قولہ، جملہ یہ واحد ہے جمع جمل بمعنی تمام، اور اصطلاح میں جملہ کی تعریف وہی ہے جو کلام کی ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تعریف ہے ۔ سوال :۔ جملہ اور کلام دونوں مرادف ہے یا غیر ۔ جواب ۔ واضح ہو کہ اس کے بارے
میں نحاۃ کا اختلاف ہے صاحب مفصل اور صاحب اللباب اور ابن حاجب کا مذہب یہ ہے کہ جملہ اور
کلام دونوں مرادف لفظ ہے یعنی جس پر جملہ کی تعریف صادق آتی ہے اس پر کلام کی تعریف بھی صادق آتی ہے
جیسا کہ صاحب اللباب فرماتے ہیں کہ جو شئ دو کلمہ یا اس سے زائد سے مرکب ہو اس طرح کہ مخاطب کو

فائدہ تامہ حاصل ہو جائے اس کو جملہ اور کلام کہیں گے اسلئے مصنفؒ نے فرمایا کہ آں را جملہ و کلام نیز گویند الخ مگر صاحب تسہیل فرماتے ہیں کہ کلام جملہ سے خاص ہے کیونکہ کلام اس کو کہتے ہیں جو دو کلمہ یا اس سے زیادہ سے مرکب ہو لیکن دونوں کلمہ کے درمیان اسناد مقصود و فائدہ کامل ہو بخلاف جملہ کے فی الواقع ہو اخبارًا یا اوصافًا اور بعض کے نزدیک جملہ خاص ہے اور کلام عام ہے کیونکہ جملہ کے لئے افادہ تامہ شرط ہے بخلاف کلام کے الحاصل بعض کے نزدیک دونوں مرادف اور بعض کے نزدیک کلام خاص اور جملہ عام ہے اور بعض کے نزدیک جملہ خاص اور کلام عام ہے کذا فی اللباب۔ قولہ پس جملہ بر دو قسم ست خبریہ وانشائیہ الخ یعنی جملہ دو قسم پر ہے خبریہ وہ جس میں خبر مقصود ہو انشائیہ جسمیں طلب مقصود ہو یہ مصنفؒ نے حصر عقلی کہا کہ کلام دو حال سے خالی نہیں یا تو خبر معلوم ہو اگر خبر معلوم ہو تو خبریہ ورنہ انشائیہ اسی طرح مرکب تام خبریہ اور مرکب تام انشائیہ مرکب اسنادی خبریہ اور مرکب اسنادی انشائیہ۔ سوال خبریہ کو انشائیہ پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اوّل۔ جملہ خبریہ وجودی ہے کیونکہ وہ صدق اور کذب کا محتمل ہے اور جملہ انشائیہ عدمی ہے وجودی عدمی پر مقدم ہوتا ہے اسلئے خبریہ کو انشائیہ پر مقدم کیا۔ جواب دوم۔ خبریہ زمانہ ماضی سے تعلق رکھتا ہے بخلاف انشائیہ کے کہ وہ زمانہ مستقبل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ماضی مستقبل پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا کیونکہ انشائیہ کے معنی لغوی نو پیدا کرنا جیسا کہ اضرب ضرب کو پیدا کر اور لاتضرب ضرب کو پیدا مت کر زمانہ مستقبل میں اور ماضی مستقبل پر طبعًا وضعًا مقدم ہوتا ہے اسلئے مقدم کر دیا۔ جواب سوم جملہ خبریہ کثیر الاستعمال ہے کیونکہ وہ خبر اور صفت اور صلہ وغیرہ ہو سکتا ہے بخلاف انشائیہ کے وہ بلا تاویل صفت اور صلہ اور خبر وغیرہ نہیں واقع ہو سکتا ہے۔ اور کثیر الاستعمال قلیل الاستعمال پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے خبریہ کو انشائیہ پر مقدم کیا۔

فصل:۔ بداں کہ جملہ خبریہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تواں کرد و آں بر دو نوع ست اوّل آں کہ جزو اوّلش اسم باشد و آں را جملہ اسمیہ گویند چوں زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید داناست جزو اوّلش مسند الیہ ست و آں را مبتدا گویند و جزو دوم مسند ست و آں را خبر گویند دوم آں کہ جزو اوّلش فعل باشد و آں را جملہ فعلیہ گویند چوں ضَرَبَ زَیْدٌ بزد زید جزو اوّلش مسند ست و آں را فعل گویند و جزو دوم مسند الیہ ست و آنرا فاعل گویند و بدانکہ مسند حکم ست و مسند الیہ آنچہ بر وے حکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ۔

تشریح :- قولہ بدانکہ جملہ خبریہ الخ واضح ہو کہ مصنفؒ ہر ایک کی تفصیل بیان فرما رہے ہیں اور خبریہ میں یائے نسبتی ہے یعنی خبر والا جیسا کہ بانسکھالی سے بانسکھالی یعنی بانسکھالی میں رہنے والا اور خبریہ اسلئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ کسی واقعہ کی خبر دی جاتی ہے اور اصطلاح میں جملہ خبریہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو نفس جملہ کے اعتبار سے بغیر لحاظ امور خارجیہ کے سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ اب بغیر لحاظ امور خارجیہ کے قید سے ان جملوں سے اس تعریف پر اعتراض وارد نہ ہوگا جن کے بولنے والے کو واقع میں کسی طرح کاذب نہیں کہہ سکے بلکہ وہ بہر حال صادق ہی صادق ہے جیسا کہ قل ھو اللہ احد ولا الٰہ الا اللہ الخ یا خواہ مخواہ ظاہر صحیح رکھنے والا شخص کا قول السماء فوقنا والارض تحتنا یعنی آسمان ہمارے اوپر ہے اور زمین ہمارے نیچے ہے اور عطر خوشبو ہے اور مجھ کو میرے باپ دادا اور بھائی نے کھانا کھانے کیلئے بلایا ہے ان جملوں سے بھی اعتراض وارد نہ ہوگا کیونکہ اوپر مذکورہ چیز صادق ہے فقط کذب کا محتمل نہیں ہے یہ نفس جملہ پر نظر کرتے ہوتے نہیں بلکہ امور خارجیہ یعنی باہر کی علامت دیکھنے سے اور سننے سے اور اللہ اور رسول کے اعتبار سے صادق ہے کاذب نہیں ورنہ نفس جملہ خبر ہونے کی حیثیت سے کذب کا محتمل ہے ایسا ہی السماء تحتنا والارض فوقنا وغیرہ سب کاذب ہے امور خارجیہ کے اعتبار سے الحاصل دونوں قسم کے جملہ کو جملہ خبریہ کہا جائے گا۔ کیونکہ قسم اول صرف صادق اور قسم دوم صرف کاذب پر دلالت کرتا ہے مشاہدہ کے ذریعہ ورنہ جملہ کی حیثیت سے بغیر لحاظ امور خارجیہ کے دونوں کا محتمل ہے۔ سوال لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ والسماء فوقنا والارض تحتنا۔ یا اسکے برعکس سب جملہ انشائیہ ہوگا کیونکہ کذب کا محتمل نہیں کیونکہ وہ تو سراپا صدق ہے۔ جواب اول اس کا بیان اوپر الآن بیان ہوا۔ جواب دوم۔ صدق وکذب کے درمیان جو واؤ عاطفہ ہے وہ او کے معنی میں ہے اب جملہ خبریہ کی تین شاخ ہے اول یہ کہ صدق اور کذب کا محتمل ہو جیسا کہ ضرب زید عمرواً یعنی زید نے عمرو کو ماریا متکلم نے جو اس جملہ کو ادا کیا وہ فی الواقع سچ بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹ بھی ہو سکتا ہے (۲) یا تو صرف کذب پر دلالت کرے جیسا کہ السماء تحتنا والارض فوقنا وغیرہ (۳) یا تو صرف صدق پر دلالت کرے جیسا کہ لا الٰہ الا اللہ اب مذکورہ تینوں قسم سے جملہ خبریہ متحقق ہوتا ہے۔ جملہ خبریہ اس کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے یہ جملہ خبریہ کی دوسری تعریف ہے اب دونوں تعریف کے درمیان فرق یہ ہے تعریف اول میں صدق اور کذب متکلم کی صفت ہے اور تعریف دوم میں صدق اور کذب قول کی صفت ہے کما فی سائر کتب النحو والمیزان " سوال۔ صدق اور کذب اور باطل میں کیا فرق ہے۔ جواب یہ کہ اگر حکم واقع کے مطابق ہو تو اس کو صدق کہتے ہیں اور ثانی یہ کہ اگر واقع حکم کا مطابق ہو تو اس کو حق کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ اگر حکم واقع کے مطابق نہ ہو تو اس کو کذب کہتے ہیں۔ رابع یہ کہ اگر واقع حکم کے مطابق نہ ہو تو اس کو باطل کہتے ہیں "

کذا فی التحفہ ص۱۰۶ ۔

قولہٗ واں بر دو نوع ست الخ یعنی جملہ خبریہ دو قسم ہے اور وجہ حصر یہ ہے کہ جملہ کا جزو اول یا تو اسم ہوگا یا نہیں اگر اسم ہو تو اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں اور اگر جزو اول فعل ہو تو اس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔

الحاصل۔ جملہ اسمیہ اور فعلیہ ہونا جزو اول کے اعتبار سے ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور حرف جملہ کا جزو نہیں بن سکتا ہے اسلئے مصنفؒ اس کو بیان میں نہ لائے۔ **فائدہ**۔ جملہ اسمیہ کی تحقیق چار صورت سے حاصل ہوتی ہے مبتدا اور خبر دونوں اسم ہو لیکن مبتدا اسم ذات ہو اور خبر اسم صفت ہو جیسا کہ زیدٌ عالمٌ (۲) اس کا برعکس جیسا کہ العالم زید (۳) مبتدا اسم ذات اور خبر فعل جیسا کہ زید ضَرَبَ (۴) مبتدا اسم صفت اور خبر فعل جیسا کہ الفاضل ضرب۔ سوال جملہ اسمیہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ جواب اسمیہ میں یا نسبتی ہے بمعنی اسم والا اسمیہ کو اسلئے اسمیہ کہا جاتا ہے کہ وہ اکثر دو اسم سے مرکب ہوتا ہے۔ سوال۔ آخری دونوں صورت میں ایک جزو تو فعل ہے اسمیہ کیوں کہا گیا ہے۔ جواب آخری دونوں میں مجازاً تسمیہ الکل باسم الجزء کے اعتبار سے جملہ اسمیہ کہا جاتا ہے چوں زیدٌ عالم زید جاننے والا ہے۔

ترکیب۔ زید مبتدا عالم شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل مرجع زید شبہ فعل اور فاعل سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ قولہٗ جزو اولش مسند الیہ است الخ یعنی جملہ اسمیہ کا جزو اول مسند الیہ ہے اسکو مبتدا کہتے ہیں الحاصل مبتدا کے چند نام ہیں (۱) مسند الیہ اسلئے کہ اسکی طرف خبر کی اسناد دی جاتی ہے جیسے عالم کی زید کی طرف اسناد کی گئی (۲) مبتدا اسلئے کہ وہ شروع کلام میں واقع ہوتا ہے۔ (۳) محکوم علیہ اسلئے کہ اسپر خبر کے حکم کو وارد کیا جاتا ہے (۴) مخبر عنہ اسلئے کہ اس کے متعلق خبر دی جاتی ہے۔ (۵) موضوع اسلئے کہ خبر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ قولہٗ جزو دوم مسند ست واں را خبر گویند یعنی دوسرا جزو مسند ہے اس کو خبر کہتے ہیں الحاصل خبر کے چند نام ہیں (۱) خبر کیونکہ اس کے ذریعہ مبتدا کی خبر دی جاتی ہے۔ (۲) محکوم بہ کیونکہ اس کے ساتھ حکم دیا جاتا ہے (۳) مخبر بہ کیونکہ اس کے ذریعہ خبر دی جاتی ہے (۴) مسند بہ کیونکہ اس کے ذریعہ اسناد کی جاتی ہے (۵) محمول کیونکہ وہ مبتدا پر حمل ہوا ہے۔

اِفَادَةُ الْعِلْمِیَّہ لِطُلَّابِ النَّحْوِیَّۃ فِی الْجُمْلَۃِ الْاِسْمِیَّۃ

جملہ اسمیہ اس کو کہتے ہیں جس کا جزو اول اسم ہو خواہ حقیقتاً یا حکماً مثال حقیقی جیسا کہ گذرا اور مثال حکمی کقولہٖ تعالیٰ وان تصوموا خیر لکم۔ مثال حکمی یا ان تقدیری کقولہ شاعر تسمعُ بالمعیدی خیر من ان تراہ الخ اسم حکمی وہ ہے جو اصل میں فعل ہو لیکن حرف مصدریہ اس کے شروع میں لانے سے مصدر واسم ہوگیا ہو جیسا کہ مثال ثانی اور ثالث میں ان تقدیری ہے۔

فائدہ ۲ - مبتدا بحسب استقراء تین قسم ہے (۱) وہ ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو اور ترکیب میں مسند الیہ واقع
ہو جیسے زید عالم میں زید مسند الیہ ہے (۲) قسم دوم یہ کہ مبتدا ایسا صیغۂ صفت ہو جو حرف نفی ما و لا و ان و حرف استفہام
ہمزہ و ہل کے بعد واقع ہو کر اسم ظاہر یا مضمر بارز کو رفع کرے جیسے اقائم زید و ما قائم زید و ہل قائم زید
وان قائم زید - لا قائم زید - یہاں قائم مبتدا و حرف نفی اور استفہام کے بعد واقع ہوا زید اسم ظاہر کو رفع دیا قسم سوم
مبتدا اسم فعل ہو جیسا کہ شتان عمرو میں شتان مبتدا عمرو خبر - فائدہ - خبر دو قسم ہے (۱) مفرد ہونا (۲) مرکب ہونا لیکن
مفرد ہونا اصل ہے کیونکہ وہ کثیر الاستعمال ہے پھر خبر مفرد بھی دو قسم ہے اول یہ کہ ضمیر راجع سے خالی ہو لیکن ضمیر کو متضمن
ہو جیسا کہ زید غلامک میں کاف ضمیر راجع نہیں بلکہ تو کے قائم مقام ہے دوسرا یہ ہے کہ ضمیر راجع کی ہو جیسا کہ مثل
زید عالم میں عالم میں ضمیر ہو راجع ہے زید کی طرف - قسم دوم جملہ خبریہ ہونا کہ انشائیہ علت آنے والی ہے مگر خبر جملہ
ہونے میں مبتدا کی طرف ایک عائد کی ضرورت ہے تاکہ مبتدا کے ساتھ مناسبت ہو کیونکہ جملہ مستقبل ہونے کی حیثیت
سے کسی کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا جیسا کہ زید ابوہ قائم و زید قام ابوہ مثال اول خبر جملہ اسمیہ ہے اور اسمیں ابوہ کی ضمیر عائد ہے
زید کی طرف اور مثال ثانی جملہ فعلیہ اسمیں ابوہ کی ضمیر عائد ہے اور بعض نحاۃ نے خبر مفرد ہونے کی صورت میں بھی ضمیر لانے
کو ضروری کہا ہے خواہ مشتق ہو خواہ جامد ہو تو اس کو بتاویل مشتق کرے جیسا کہ زید ابوک جامد کو والدک کے ساتھ
تاویل کرتے ہیں اب والد صیغۂ صفت ہے -

فائدہ ۵ - مبتدا اور خبر ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اس کے عامل کی تحقیق عامل معنوی میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
(۲) مبتدا اکثر اوقات مقدم ہوتا ہے اور خبر مؤخر ہوتی ہے (۳) مبتدا معرفہ یا حکم معرفہ مثل نکرہ مخصوصہ کے
ہوتا نکرہ مخصوصہ اس نکرہ کو کہتے ہیں جس کی صفت لائی جاوے جیسے عبد مومن میں عبد نکرہ مخصوصہ ہے کیونکہ اسکی
صفت مومن لائی گئی ہے اور صرف نکرہ مبتدا واقع نہیں ہو سکتا ہے اور خبر نکرہ ہوتا ہے مگر کبھی معرفہ بھی ہوتی ہے
لیکن اسوقت مؤخر ہونا واجب ہے جیسے اللہ الہنا خبر نکرہ ہونے کی مثال زید عالم اس مثال میں غور کرو (۵) مبتدا
اسم جامد اور غیر جامد دونوں ہو سکتا ہے لیکن خبر مشتق یا حکم مشتق ہونا ضروری ہے جیسے مذکور ہوا ہے -

فائدہ ۶ - مبتدا اور خبر کے درمیان مذکر و مؤنث واحد تثنیہ و جمع میں مطابقت ہونے کیلئے چند شرائط
ہیں اول یہ کہ مبتدا اور خبر اسم ظاہر ہو جیسے زید عالم اور دوسرا یہ کہ مبتدا کی خبر اسم مشتق ہو کما مر مثالہ تیسرا خبر ایسا
صیغۂ صفت نہ ہو جو مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے برابر استعمال ہوتا ہے جیسے الرجل جریح المرأۃ جریح مرد اور عورت
زخمی ہیں چوتھا خبر خالص مؤنث کی صفت نہ ہو جیسے عالم یہ خالص مؤنث کی صفت نہیں ہے بلکہ مذکر و مؤنث
دونوں پر صادق آتا ہے بخلاف حائض کے وہ خالص مؤنث کی صفت ہے جیسے امرأۃ حائض ہے کیونکہ مرد کا
حائض ہونا محال ہے - پنجم - جب کہ مبتدا اسم اشارہ اور ضمیر ہو تو اس وقت صرف مذکر اور مؤنث میں مطابقت کا
ہونا ضروری ہے باقی شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں ہے جیسے ھو اسد ھذہ الرجال - (۷) مبتدا اسم
اشارہ و ضمیر ہو تو اس وقت ضمیر کا مرجع اور اسم اشارہ کا مشار الیہ تابعداری کے بدون رعایت خبر اولیٰ ہے -

فائدہ:- چار جگہ مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے اوّل یہ کہ مبتدا ایسے معنی کو متضمن ہووے جو صدارت و شروع کلام کا مقتضی ہو یعنی شروع کلام کے بغیر وہ مستعمل نہ ہوتا ہو اور وہ چھ چیزیں ہیں (۱) حرف نفی (۲) قسم (۳) شرط (۴) لام ابتدا (۵) تعجب جیسے من ابوک میں من مبتدا استفہامیہ ابوک خبر یعنی کون ہے تیرا باپ۔
دوسرا مبتدا اور خبر تخصیص یعنی خاص ہونے میں برابر ہو جیسے افضل منک وافضل منی یعنی مجھ سے افضل تجھ سے افضل ہے۔ تیسرا مبتدا اور خبر معرفہ ہو جیسے اللہ الہنا ومحمد نبینا ورنہ التباس لازم آوے گا اور وہ جائز نہیں ہے چوتھا۔ مبتدا کی خبر فعل ہو جیسے زید ضرب ورنہ جملہ فعلیہ کے ساتھ التباس ہوگا جیسا کہ باب دوم میں مذکور ہوا ہر ایک کی علت کافیہ وغیرہ میں تلاش کرلو۔ چار جگہ میں خبر کو مقدم کرنا واجب ہے اوّل یہ کہ خبر ایسا معنی کو متضمن ہو جو صدارت کلام کا مقتضی ہو جیسا کہ اَیْنَ اَبُوکَ یعنی کہاں ہے تیرا باپ یہاں اَیْنَ خبر مقدم ہے کیونکہ این ظرف کبھی مبتدا واقع نہیں ہوسکتا ہے (۲) اگر مبتدا نکرہ ہو خبر ظرف یا تو جار مجرور ہو جیسے عندی مال وفی الدار رجل یہاں مال اور رجل مبتدا واقع ہوا دونوں نکرہ ہے اسلئے خبر کو مقدم اور مبتدا کو مؤخر کرنا واجب ہے تیسرا مبتدا میں ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف راجع ہوتا ہو ورنہ اضمار قبل الذکر لازم آوے گا جیسا کہ علی التمرۃ مثلہا زبدا یہاں مثلہا میں ھا ضمیر التمرۃ کی طرف راجع ہے اسلئے خبر کو مقدم کرنا واجب ہوا۔ چوتھا اگر اَنَّ اپنا اسم وخبر سے مبتدا واقع ہو ورنہ تخفیف سے ثقیل کی طرف اور عام سے خاص کی طرف راجع ہونا لازم آوے گا جیسے عندی انک قائم۔
فائدہ:- چار جگہ میں مبتدا کی جگہ خبر میں فا کا لانا صحیح ہے کیونکہ مبتدا بمنزلہ شرط اور خبر بمنزلہ جزاء کے ہوتی ہے اوّل مبتدا ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ جملہ فعلیہ ہو جیسا کہ الذی یضربنی فلہ درھم یہاں الذی ضربنی صلہ مع الموصول مل کر مبتدا فلہ درہم خبر اسلئے فا کا لانا صحیح ہے (۲) مبتدا ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ ظرف یا جار مجرور ہو جیسے الذی فی الدار فلہ درہم یہاں فی الدار صلہ ہے الذی اسم موصول کا فلہ درہم اسکی خبر ہے۔ تیسرا مبتدا ایسا اسم نکرہ ہو جسکی صفت جملہ فعلیہ ہو۔ جیسا کہ کل رجل ضربتہ فلہ کتاب یہاں ضربتہ رجل نکرہ کی صفت واقع ہوا اسلئے فلہ درہم خبر میں فا لایا ہے۔ چوتھا مبتدا ایسا اسم نکرہ ہو جسکی صفت ظرف ہو جیسا کہ کل رجل فی الدار فلہ درہم علت مذکورہ فی المطولات۔ فائدہ بحسب استقراء چند جگہ نکرہ محضہ مبتدا واقع ہوسکتا ہے۔ (۱) اگر مبتدا ما تعجبیہ ہو جیسا کہ ما احسن زیدا کیونکہ ما تعجبیہ نکرہ ہے احسن زیدا خبر ہے (۲) مبتدا کلمات استفہام سے ہو جیسا کہ من ابوک (۳) مبتدا اما شرطیہ کے بعد واقع ہوا اَمّا غلام فلیس بقائم (۴) اگر نکرہ کسی سائل کے جواب میں واقع ہو جیسا کہ کسی شخص نے سوال کیا من جاءک اسکے جواب میں کہا جاوے رجل جاء (۶) اگر مبتدا نکرہ ہو خبر جار مجرور یا ظرف ہو مثال مذکور ہوا۔ اللّٰھُمَّ اغفر لکاتبہ ومؤلفہ۔
قولہ دوم:- آنکہ جزو اولش فعل باشد الخ یعنی جملہ خبریہ کی دوسری قسم جس کا جزو اوّل فعل ہو اسکو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسا کہ ضرب زید (زید نے مارا)
ترکیب:- ضَرَبَ فعل زید فاعل فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال۔ اس جملہ کو جملہ فعلیہ کیوں کہتے ہیں جواب جملہ فعلیہ میں ایک جزو فعل ہوتا ہے اب تسمیۃ الکل باسم الجز مجاز کے اعتبار سے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ قولہ جزو اولش مسند الخ یعنی جملہ فعلیہ کا پہلا جز ومسند ہے کیوں کر فاعل کی طرف اسناد کیا جاتا ہے جیسا کہ ضرب کو زید کی طرف اسناد کیا گیا اور اس زید کو فاعل کہتے ہیں کیونکہ وہ فعل ضرب کو کرنے والا ہے ہر ایک کام کرنے والا کو اس کام کا فاعل کہتے ہیں۔

سوال:۔ مصنفؒ نے دونوں مثال کا ترجمہ فارسی میں کیوں دیا گیا ہے۔ جواب علم نحو کے مبتدی طلبار عربی کو نہیں سمجھ سکیں گے اسلئے بنظر شفقت فارسی میں ترجمہ کو کر دیا تاکہ مبتدیوں کے لئے آسان ہو جائے

سوال:۔ جملہ اسمیہ کو فعلیہ پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ اسم کو جیسا کہ تقسیم کلمہ میں مقدم کیا اب جملہ اسمیہ جو اس سے مرکب ہوا اس کو بھی مقدم کیا تاکہ مناسبت ہو جاوے۔ جواب دوم:۔ اسم و فعل و حرف میں اسم عمدہ ہے کیونکہ وہ کلام کا رکن عمدہ ہے فاعل یعنی مسند الیہ اب اسمیہ بھی عمدہ ہو گیا بسبب مشتمل ہونے اسم کے اسلئے عمدہ کو فضلہ پر مقدم کیا۔ جواب سوم جملہ اسمیہ میں زمانہ کا لحاظ نہیں اس وجہ سے وہ دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے بخلاف فعلیہ کے اسمیں زمانہ کا لحاظ ہے اور زمانہ غیر دوام پر دلالت کرتا ہے اب فعلیہ بھی عارضی وغیر دوام پر دلالت کرتا ہے اور دوام غیر دوام پر ہمیشہ مقدم ہوا کرتا ہے اسلئے بھی اسمیہ کو مقدم کیا۔ سوال۔ جملہ اسمیہ و فعلیہ ہونے کیلئے جزو اول کا اعتبار کیوں کیا۔ جواب۔ اگر جزو اول کا اعتبار نہ کرتے تب مبتدیوں کو دشوار ہو جائے کہ جملہ اسمیہ ہے یا فعلیہ اب جزو اول کا اعتبار ہونے سے اول ہی سے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ اسمیہ ہے اور یہ فعلیہ ہے۔ قولہ بداں کہ مسند حکم ست الخ واضح ہو کہ مصنفؒ بدانکہ الخ کہہ کر ایک فائدہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ کلام کس طرح بن سکتا ہے وہ بیان کر رہے ہیں جیسا کہ اشارہ سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ صراحۃً معلوم نہ ہو۔ قولہ مسند حکم ست اور حکم کے چھ معنی ہیں (۱) محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان نسبت ایجابی کو حکم کہتے ہیں (۲) محکوم بہ (۳) تصدیق (۴) قضیہ یعنی جملہ (۵) اثر مرتب علی شیٔ یعنی کسی چیز کا اثر کسی شیٔ پر مرتب ہونے کو حکم کہتے ہیں (۶) خطاب اللہ جیسا کہ اقیموا الصلوٰۃ الخ یہاں معنی ثانی مراد ہے اوّل و ثالث و رابع اہل منطق کے نزدیک اور معنی پنجم اہل نحاۃ کے نزدیک اور معنی سادس اہل اصول کے نزدیک۔ قولہ مسند الیہ آنچہ بروحکم کنند الخ مسند الیہ اس کو کہتے ہیں جس کی طرف کسی شیٔ کی اسناد کی جائے اور وہ اسم مسند بھی ہوتا ہے مگر دونوں ایک ساتھ ایک حالت میں مسند اور مسند الیہ نہیں ہو سکتا ہے اگر مسند الیہ ہو تو مسند نہ ہوگا اور اگر مسند ہوگا تو مسند الیہ نہیں ہوگا۔ سوال۔ اسم مسند و مسند الیہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جواب اسم معنی مستقل بالمفہومیۃ پر مطابقتاً دلالت کرتا ہے بخلاف فعل کے وہ صرف مسند ہوتا ہے نہ کہ مسند الیہ کیوں کہ وہ معنی مستقل بالمفہومیۃ پر تضمناً دلالت کرتا ہے اسلئے مسند و مسند الیہ دونوں ہوتا ہے اسلئے مصنفؒ نے اشارہ فرمایا فعل مسند باشد و مسند الیہ نہ تواند بود حرف نہ مسند باشد نہ مسند الیہ۔

...

فصل بداں کہ جملہ انشائیہ آن ست کہ قائلش را بصدق وکذب صفت نتواند کرد و آں بر چند قسم ست امر چوں اِضْرِبْ ونہی چوں لا تَضْرِبْ واستفہام چوں ھل ضَرَبَ زیدٌ وتمنی چوں لیت زیداً حاضرٌ وترجی چوں لعل عمرواً غائبٌ وعقود چوں بعتُ واشتریتُ ونداء چوں یا اللہ و عرض چوں الا تنزل بنا فتصیب خیراً وقسم چوں واللہ لاضربن زیداً وتعجب چوں ما احسنہٗ واحسنْ

تشریح :۔ جان تو کہ مصنفؒ نے جملہ خبریہ کا بیان پورا کرکے جملہ انشائیہ کے بیان کو شروع فرمایا اور انشائیہ میں یائے نسبتی ہے یعنی انشاء والا اور انشاء کا معنی لغوی نیا پیدا کرنا چوں کہ جملہ انشائیہ متکلم خود نیا معنی پیدا کرتا ہے نہ کسی واقع فی الوجود کی خبر دیتا ہے اسلئے انشائیہ کو انشائیہ کہتے ہیں اور اصطلاح میں جملہ انشائیہ اس کو کہتے ہیں جو بغیر لحاظ امور خارجیہ کے صدق وکذب کا احتمال نہ رکھے صدق اور کذب کے احتمال نہ رکھنے کا مطلب ہے کہ صدق اور کذب کے ساتھ جملہ متصف نہ ہو۔ کیونکہ انشائیہ سے مقصود متکلم کا خود اپنی طبیعت سے بات پیدا کرنا ہے یہاں کوئی احتمال نہیں مگر بعض شارحین نے لکھا ہے کہ جملہ انشائیہ کی چند صورتیں ہیں (۱) طلب پایا جانا جیسے امر و نہی ونفی واستفہام ونداء وغیرہ (۲) یا تو صدق اور کذب کا احتمال رکھنے والا نہیں ہوتا جیسا کہ بعت واشتریت وغیرہ پھر وہ انشائیہ ہے جو وضع کے وقت انشاء کے لئے وضع کیا انشائیہ غیر وضعی اس کو کہتے ہیں جسکو واضع نے عند الوضع انشاء کے لئے وضع نہ کیا پھر ثانیاً انشائیہ دو قسم ہے (۱) انشائیہ مشہورہ (۲) انشائیہ غیر مشہورہ اور مشہورہ جیسے امر ونہی وغیرہ اور غیر مشہورہ جیسا کہ عقود وقسم وتعجب وغیرہ اور اسمیں بھی صدق اور کذب قول کی صفت ہو سکتا ہے تب تعریف یہ ہوگی جملہ انشائیہ اس قول کو کہتے ہیں جسکو صدق اور کذب کے ساتھ متصف نہ کیا جا سکے۔ قولہٗ امر، اور امر کا معنی لغوی حکم کرنا مصدر ہے از باب نصر ینصر اور چند معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ علم اصول مثل اصول الشاشی وغیرہ میں مذکور ہے اور اصطلاح میں امر اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کوئی کام تلاش کیا جاوے جیسا کہ اضرب (مار تو)

ترکیب :۔ اضرب فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قولہٗ نہی معنی لغوی روکنا کسی کام سے اور اصطلاح نحاۃ میں طلب ترک فعل کو نہی کہتے ہیں جیسا کہ لا تضرب میں متکلم نے مخاطب سے عدم ضرب کو تلاش کیا اور دوسری تعریف میں عدم وجود فعل کو طلب کرنا جیسا کہ لا تضرب (مت مار تو)

ترکیب :۔ لا تضرب فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ

سوال :۔ دعا بھی تو انشائیہ میں شامل ہے لیکن مصنفؒ نے اس کو کیوں ذکر نہ کیا۔ جواب دعا دو حال سے

خالی نہیں یا تو امر ہوگا یا نہیں، اب دونوں قسم دعا میں داخل ہے اسلئے اس کو مستقلاً ذکر نہ کیا دعا امر کی مثال اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی فَافُوزُ (اے اللہ تو ہمارے گناہ کو معاف کر تاکہ ہم کامیاب ہوں (۱) اور دعا نہی کی مثال لَا تُؤاخِذْنِی فَاھْلِكَ (یعنی مت پکڑ تو مجھکو پس ہلاک ہوں میں)

نکتہ :- یہاں امر اور نہی سے مراد امر و نہی نحویان مراد ہے نہ کہ غیر۔ سوال۔ نفی تو بھی انشائیہ میں داخل ہے کیونکہ جواب کا مقتضی ہے خواہ نفی صریح ہو یا ضمنی جواب نہی میں نفی بھی داخل ہے نفس انتفار میں اسلئے مستقلاً ذکر نہ کیا جیسا کہ ما تأتینا فتحدثنا یعنی نہیں آیا تو ہمارے پاس پس بات چیت کرے تو ہم سے۔

سوال تخفیف بھی انشائیہ میں داخل ہے مصنف اس کو بیان میں کیوں نہیں لائے۔ جواب تخفیص نفی میں داخل ہے کیونکہ تخصیص نفی سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ لَوْلَا اُنزِلَ عَلَیْہِ مَلَكٌ فَیَكُونَ مَعَهُ نَذِیرًا۔ کیوں نہیں اتارا گیا اسپر فرشتہ پس اسکے ساتھ نذیر ہوتے۔ قولہ استفہام مصدر از باب استفعال مادہ فہم معنی سمجھنا۔ اب باب استفعال کا ایک خاصہ جو کہ طلب ہے اس اعتبار سے یہ معنی ہوگا جو چیز متکلم نے نہیں جانتا ہے مخاطب سے معلوم کر لینے کو استفہام کہتے ہیں پھر استفہام چند قسم پر ہے (۱) استفہام انکاری جس سے انکار مقصود ہوئے (۲) استفہام استخباری اس کو کہتے ہیں جو متکلم جان کر پھر سوال کرے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں جتنے استفہام ہیں سب استفہام استخباری ہے جیسا کہ الم نجعل له عینین (۳) استفہام اقراری جس سے اقرار مقصود ہے جیسے ہل تجد منی درہما۔ کیا پایا مجھ سے درہم یعنی پایا جیسا کہ ہل ضرب زید (کیا زید نے مارا) یہاں متکلم کو زید کے ضرب کا علم نہیں اسلئے مخاطب عالم سے معلوم کرنے کے قصد سے سوال کیا جائے۔

ترکیب :- ہل حرف استفہام ضرب فعل زید فاعل فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوال یہ جملہ فعلیہ کس طرح ہوا حالانکہ جزء اول اسم بھی اور فعل بھی نہیں بلکہ حرف ہے جیسا کہ ہل۔ جواب جزو سے مقصود مسند و مسند الیہ ہونا آپ سابق سے معلوم ہوا کہ حرف مسند اور مسند الیہ کوئی نہیں ہوتا ہے اب ہل جزو جملہ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ ہل معنی استفہام کے فائدہ دینے کے لئے لایا گیا ہے ویسا ہی لیتَ ولعلَّ وغیرہ سب تمنی اور ترجی کے لئے آیا وہ جزو جملہ نہیں ہو سکتا۔ قولہ تمنی یہ باب تفعل کا مصدر ہے منی مادہ بمعنی آرزو کرنا اب منہ نون کو یا کی مناسبت سے کسرہ سے بدل کیا تمنی ہوا۔

یعنی آرزو کرنا اور اصطلاح میں تمنی اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ متکلم اپنی کسی چیز کا آرزو بیان کر سکے جیسا کہ لیت زیدًا حاضرٌ (کاش کہ زید حاضر ہوتا) یہاں متکلم نے حضور زید کی تمنا اور آرزو کیا۔

ترکیب :- لیت حرف مشبہ بالفعل مبنی علی الفتح زیدًا اسم لیت حاضرٌ خبر لیت اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

نکتہ :- لیت و لعل حرف مشبہ بالفعل ہے یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوکر مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں

ہے اور مبتدا کو اسم لیتؔ ولعلؔ اور خبر کو خبر لیت ولعل کہتے ہیں قولہ ترجی چوں لعل عمرؔا غائب ترجی مصدر از باب تفعل مادہ رجار بالمد بمعنی امید کرنا نہ کہ رجار بالکسر کیونکہ اس کا معنی کنارہ ہے اور اس کی جمع ارجار آتی ہے یہاں وہ مقصود نہیں بلکہ بالمد مقصود ہے اصل میں ترجی ضمہ جیم کو کسرہ کے ساتھ بدل ڈالا یا کی مناسبت سے ترجی ہوا اور اصطلاح میں شئی امکان الوجود کی آرزو کرنے کو ترجی کہتے ہیں۔

فائدہ ۔ تمنی اور ترجی کے درمیان دو قسم سے فرق ہے (۱) یہ کہ ممکنات یعنی جس چیز کا وجود ممکن ہو اس کے لئے لیت استعمال کرتے ہیں جیسا کہ مثال میں گذرا اور ممتنعات یعنی جن چیزوں کا وجود میں آنا محال ہے اسکے لئے بھی لیت مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لیت الشباب یعود (کاش کہ جوانی پھر آتی) بخلاف ترجی کے کہ وہ صرف ممکنات میں مستعمل ہوتا ہے نہ کہ ممتنعات میں پس لعل الشباب یعود کہنا صحیح نہ ہوگا اور دوسرا فرق یہ ہے کہ ترجی شئی پسندیدہ کیلئے مستعمل ہوتی ہے جیسا کہ لعلی اکون عالماً یعنی شاید میں عالم ہوتا اور شئی ناپسندیدہ کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لعل زیداً شریرٌ ۔ بخلاف تمنی کہ وہ شئی پسندیدہ ہی کیلئے مستعمل ہوتی ہے نہ کہ اس کے غیر میں

ترکیب :۔ لعل عمرًا غائبٌ :۔ شاید عمر وغائب ہوتا ۔ لعل حرف مشبہ بالفعل عمرًا اسم لعل غائب خبر لعل اپنی اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ قولہ عقود ، یہ مصدر ہے فعول کے وزن پر معنی لغوی جوڑ دینا نہ کہ جمع ہے عقد کی جیسا کہ صاحب بدرالمنیر فارسی نے اس کو جمع قرار دیا ہے اور مصدر ہونا قوی ہے نہ کہ جمع ہونا کیونکہ ترجی اور تمنی وغیرہ جیسا کہ مصدر ہے یہ بھی مصدر ہوگا تاکہ ماقبل کے ساتھ مطابق ہو اور اصطلاح میں عقود اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ لوگوں کا آپس میں معاملہ ہوتا ہے جیسا کہ بیع وشرار وغیرہ چوں بعت واشتریتُ یعنی بائع نے کہا ان شار اللہ بیع کرتا ہوں اور مشتری نے کہا انشار اللہ شرار کرتا ہوں ۔ سوال بعت واشتریتُ جملہ خبریہ ہے کیونکہ متکلم بیع وشرار سے خبر دیتا ہے ۔ جواب بعتُ واشتریتُ جملہ خبریہ وانشائیہ دونوں ہو سکتا ہے اگر متکلم کا مقصود بیع وشرار سے احداث وایجاد مقصود ہو تو بعتُ واشتریتُ جملہ انشائیہ ہوگا کیونکہ شئی مبیع کو لے کر بائع نے بعت کہا اور مشتری نے اشتریت کہا اب اس قول میں صدق وکذب کا احتمال نہیں ہے اسلئے انشائیہ ہوگا ۔ اگر متکلم کا مقصود بعت واشتریت سے گذشتہ زمانہ کے بیع وشرار کی ہے خبر دینا مقصود ہو تو اسوقت جملہ خبریہ ہوگا کیونکہ اس وقت صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہے ۔

جواب دوم ۔ یہ بعت واشتریتُ جملہ انشائیہ ہے بصورت خبر بعت فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہا واؤ حرف عطف اشتریتُ فعل بفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر انشائیہ ہو کر معطوف۔

قولہ ندایہ یہ مصدر ہے از باب مفاعلۃ نادی ینادی ومنادی بصیغہ اسم فاعل کہا جاتا ہے اور جس کو پکارا جاتا ہے اس کو منادیٰ کہتے ہیں اور جن حروف کے ذریعہ آواز دی جاتی ہے اس کو حرف ندا کہتے ہیں جیسا کہ یا اللہ (ای اللہ)

ترکیب :۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعوا فعل کے ادعوا فعل ضمیر انا مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل لفظ اللہ منادیٰ مفرد مبنی علی الضم محلاً منصوب منادیٰ مفعول بہ فعل وفاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

سوال اگر لفظ اللہ مفعول بہ ہو تو رفع کیوں دیا۔ جواب :یہ محل قریب کے اعتبار سے منادیٰ مفرد معرفہ ہے اور بناء علیہ مرفوع ہوا مگر محل بعید کی اعتبار سے مفعول بہ ہے کیونکہ ادعوا کا مفعول بہ ہے محل قریب اولیٰ ہے بعید سے حرف ندا کی بحث میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ قولہ۔ عرض کا معنی لغوی لالچ دلانا اور پیش کرنا اور اصطلاح میں عرض اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ مخاطب کو نرمی سے کسی چیز کی طرف رغبت دی جاتی ہے کذا فی زینی زادہ۔ جیسا کہ الا تنزل بنا فتصیب خیراً (کیوں نہیں اترا تو ہمارے پاس پس بھلائی کو پہنچے تو) غور کرنا چاہیے کہ مثال مذکور میں جملہ اول جملہ انشائیہ یعنی الا تنزل بنا اور جملہ ثانی یعنی فتصیب خیراً جملہ خبریہ ہے۔ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر نہیں ہوتا مگر بعد التاویل عطف ہو سکتا ہے بناءً علیہ اس جملہ مذکورہ کی دو طرح تاویل کی جا سکتی ہے تاویل اوّل عطف المفرد علی المفرد۔ تاویل دوم عطف جملہ علی الجملہ۔ عطف المفرد علی المفرد کی صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی الایکون منک نزول فاصابۃ خیر منی۔ اور عطف الجملہ علی الجملہ کی صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی الایکون منک نزول فیکون اصابۃ خیر منی۔

ترکیب :۔ عطف المفرد علی المفرد الایکون منک نزول فاصابۃ خیر منی۔ ہمزہ حرف استفہام لا نافیہ۔ یکون فعل ناقص منک جار مجرور مل کر معطوف علیہ منی جار مجرور مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل کے ثابتاً شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل اور متعلق مل کر خبر مقدم نزول معطوف علیہ فا حرف عطف اصابۃ شبہ فعل مضاف خیر مفعول بہ مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور مفعول بہ مضاف الیہ سے ملکر معطوف معطوف اور معطوف علیہ مل کر اسم مؤخر مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مؤخر خبر مقدم اور اسم

ترکیب۔ عطف الجملہ علی الجملہ۔ الایکون منک نزول فیکون اصابۃ خیر منی کا ہمزہ حرف استفہام لا نافیہ یکون فعل ناقص منک جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل کے ساتھ ثابتاً شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ناقص مقدم نزول اسم مؤخر مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہا فا حرف عطف یکون فعل ناقص اصابۃ شبہ فعل مضاف خیر مفعول مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور مفعول مضاف الیہ ملکر اسم ناقص منی جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل کے ثابتاً شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل اور فاعل اور متعلق مل کر خبر یکون اسم ناقص اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

مؤخر خبر مقدم اور اسم

نکتہ: بعض نے الایکون کو حرف عرض کہا لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ حروف عاملہ اور غیر عاملہ میں کوئی عرض نہیں۔ کما لایخفی۔ سوال حرف تو استفہام میں داخل ہے اب اسکو مصنفؒ نے علیٰحدہ رہنے پر کیوں بیان کیا۔
جواب: عرض اگرچہ استفہام سے پیدا ہوئی لیکن اب معنی استفہام باقی نہیں اسلئے مستقلاً ذکر فرمایا۔ کذافی حاشیہ عبدالغفور و حاشیہ متفرقہ وغیرہ۔ قولہ قسم بفتح قاف بمعنی لغوی کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم و پختہ ارادہ کرنا اور اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کرنے یا نہ کرنے پر اللہ جل شانہٗ کے نام کے ساتھ عزم کیا جاتا ہے اور قسم کو توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے۔ کمافی علم الفقہ اور جن حروف کے ذریعہ قسم کھائی جاتی اس کو حرف قسم کہتے ہیں جیسے با و تا و واو وغیرہ اور حرف قسم جس پر داخل ہو اس کو مقسم بہ کہتے ہیں لفظاً ہو یا تقدیراً اور جس چیز پر قسم کھائی جاتی ہے اس کو مقسم علیہا کہتے ہیں جیسے واللہ لاضربن زیداً خدا کی قسم البتہ البتہ ماروں گا میں زید کو، یہاں واو حرف قسم اور لفظ اللہ مقسم بہ اور زید کو مارنا مقسم علیہا ہے۔
ترکیب: واو قسمیہ حرف جار لفظ اللہ مجرور جار و مجرور مل کر متعلق ہوا اقسم و فعل محذوف کے اقسم فعل ضمیر انا مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل اور فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قسم۔ لام تاکید یہ للقسم اضربن فعل ضمیر انا مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل زیداً مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم۔ نکتہ: قسم جملہ انشائیہ ہے نہ کہ جواب قسم جیسے ترکیب میں مذکور ہوا اور جن حضرات نے قسم و جواب قسم دونوں کو انشائیہ قرار دیا ہے اور دونوں کو ملا کر جملہ قسمیہ قرار دیا ہے۔ ان لوگوں نے کس وجہ سے یہ بات کہی مجھے معلوم نہیں کیونکہ جملہ قسمیہ اصلی جملہ بھی نہیں صفتی جملہ سے بھی نہیں کمافی الجمل۔
سوال: جواب قسم میں لام تاکید کیوں لاتے ہیں۔ جواب قسم سے مقصود تاکید ہے اور لام تاکید کو قسم کی تاکید کیلئے لاتے ہیں تاکہ تاکید علی التاکید ہو۔ سوال: تاکید کے لئے حرف لام کیوں لایا جاتا ہے قد وغیرہ کیوں نہیں لاتے۔ جواب: حروف تاکید قسم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر جواب قسم جملہ اسمیہ مثبتہ ہو تب ان یا لام ابتداء اگر اسمیہ منفیہ ہو تب ما و لا و ان نافیہ لاتے ہیں اگر جواب قسم جملہ فعلیہ مثبتہ خواہ ماضویہ ہو یا مضارعیہ تب لام و قد دونوں یا صرف لام کو تاکید کے لئے لاتے ہیں جیسا کہ مثال مذکور میں لاضربن فعل مضارع مثبت ہے اسلئے صرف لام لایا اگر جواب قسم جملہ فعلیہ منفیہ ہو پس اگر ماضی منفی ہو تب لفظ ما ہوتا ہے اگر مضارع منفی ہو تب ما و لا و لن لاتے ہیں ہر ایک کی مثال شرح مائۃ عامل میں مذکور ہے فاطلب ہناک۔
قولہ: تعجب ما احسنہٗ (کس چیز نے اچھا کیا اسکو) و احسن بہ (وہ زیادہ اچھا ہے) تعجب کا معنی لغوی و اصطلاحی و تراکیب وغیرہ سب باب دوم کے آخر میں ہے۔ فاطلب ھناک ولا تغفل عنہ،

فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبرے یا

طلبے حاصل نہ شود و آں بر سہ قسم ست۔ اوّل مرکب اضافی چوں غلام زید جزو اوّل را مضاف گویند و جزو دوم را مضاف الیہ و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد۔ دوم مرکب بنائی و او آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشد و اسم دوم متضمن حرفے باشد چوں احد عشر تا تسعۃ عشر کہ دراصل احد و عشر و تسعۃ و عشر بودہ است واو را حذف کردہ ہر دو اسم را یکے کردند و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتحہ الا اثنا عشر کہ جزو اوّل معرب ست۔ سوم مرکب منع صرف و او آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشد اسم دوم متضمن حرفے نباشد چوں بعلبک و حضرموت کہ جزو اوّل مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء و جزو دوم معرب بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چوں غلام زید قائم عندی احد عشر درھما و جاء بعلبک۔

تشریح:۔ قولہٗ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند۔ سامع را خبرے یا طلبے حاصل نہ شود الخ۔ مخفی مباد کہ مصنفؒ مرکب مفید اور اس کے اقسام و تعریف بیان کر کے مرکب غیر مفید کو بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے جس کا کہنے والا بات کہہ کر چپ ہو جائے مخاطب کو کوئی خبر اور طلب معلوم نہ ہو یعنی مخاطب کو مرکب غیر مفید سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہ ہو بلکہ فائدہ کے لئے دوسرے کلمہ کی طرف محتاج ہونا پڑے اسلئے مرکب غیر مفید جزو کلمہ ہوتا ہے جیسا کہ آگے سے معلوم ہوگا اور اس کو مرکب ناقص اور غیر تام اور غیر اسنادی بھی کہتے ہیں۔ قولہٗ و آں بر سہ قسم ست الخ مصنفؒ نے مشہور پر اکتفا کیا ورنہ مرکب غیر مفید کی پانچ قسمیں ہیں وجہ حصر یہ ہے کہ جزو ثانی جزو اوّل کی قید ہوگا یا نہیں اگر قید ہو تو اس کو مرکب تقیدی کہتے ہیں اور وہ دو قسم ہے۔ اضافی۔ توصیفی۔ اگر قید نہ ہو تو اس کو مرکب غیر تقیدی کہتے ہیں پھر غیر تقیدی دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو جزو ثانی حرف کو متضمن ہوگا یا نہ ہوگا اگر جزو ثانی حرف کو متضمن ہو تو وہ مرکب بنائی و تعدادی ہے اگر جزو ثانی حرف کو متضمن نہ ہو پھر وہ بھی دو حال سے خالی نہیں ہے اوّل یہ کہ جزو ثانی لفظ صوت ہو یا نہیں اگر جزو ثانی لفظ صوت نہ ہو تو اس کو مرکب منع صرف اور اگر لفظ صوت ہو تو اس کو مرکب صوتی کہتے ہیں۔

الحاصل نحویان کے نزدیک مرکب شش قسم ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے ؎

بود ترکیب بنزد نحویان شش ۔۔۔ بیادش گیر اگر خائف ز فوتی

سوال: جزو ثانی جزو اوّل کے لئے قید کا کیا مطلب ہے۔ جواب جزو ثانی جزو اول کی قید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جزو اوّل کے معنی مقصود جزو ثانی کا معنی مقصود بدون ناتمام رہے گا جیسا کہ صفحہ آئندہ غلام زید میں ہمارا مقصود زید کا غلام کہنا ہے اگر صرف غلام کو بدون زید کے کہے تو مقصود ناتمام رہے گا اور بعض شارحین نے قید ثانی اوّل کے لئے ہونے کا یہ مطلب بتایا ہے کہ جزو اوّل میں افراد کثرت اور زیادہ ہے اور بذریعہ قید جزو ثانی سے افراد کم ہو جاوے جیسے غلام یہ بہت شخص کا غلام ہوسکتا ہے اور جب کہ جزو ثانی زید کو لایا معلوم ہوا کہ کسی کا غلام نہیں مگر زید کا غلام ہے خصوصًا مگر بعض شارحین نے مرکب تقیدی کی تعریف کی مرکب تقیدی وہ ہے جس میں جزو اوّل کو ثانی کے لئے قید ہو جیسے مثال مذکور میں غلام زید کے لئے قید ہوا مگر یہ قابل قبول نہیں ہے۔ قولہ اول مرکب اضافی جو غلام زید یعنی زید کا غلام اور مرکب اضافی اس کو کہتے ہیں جو مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب ہوتا ہے جیسا کہ غلام زید۔ زید کا غلام۔ غلام مضاف اور زید مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر ترکیب اضافی۔ پہلے جزو کو مضاف اور ثانی جزو کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اور مضاف اس اسم کو کہتے ہیں جس کو دوسرے اسم کی طرف منسوب کیا جائے اور جس کی طرف نسبت کی جائے اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں جیسا کہ مثال مذکور میں غلام مضاف ہے اور زید مضاف الیہ ہے کیونکہ غلام کی نسبت زید کی طرف ہے۔ سوال۔ غلام کو کس نے پیش دیا۔ جواب غلام زید دونوں مبنی علی السکون ہے اور جن لوگوں نے بظاہر عبارت میں رفع پڑھتے ہیں یہ پیش مبتدار کی بنار پر ہے اور خبر محذوف ہے جیسا کہ غلام زید ضرب یعنی زید کے غلام نے مارا ہے۔ غلام زید ترکیب اضافی ہوکر محلاً مرفوع ہوکر مبتدار۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (۲) یا تو غلام زید۔ مبتدار محذوف کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت ھٰذا غلام زید۔ ھٰذا مبتدار غلام زید ترکیب اضافی ہوکر خبر مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور غلام مرفوع پڑھنا یہ اولیٰ ہے کیونکہ نصب فضلہ ہے لیکن نصب بھی پڑھا جاسکتا ہے باعتبار مفعول بہ فعل محذوف کا ای اعنی غلام زید۔ سوال:۔ ترکیب اضافی کو کیوں مقدم کیا۔ جواب مرکب اضافی یہ معرب ہے یقینًا اور معرب اصل ہے اسلئے مرکب اضافی کو مقدم کیا پھر مرکب بنائی کو مرکب منع صرف پر مقدم کیا کیونکہ مرکب بنائی میں اختلاف ہے اسلئے بلا اختلاف مع الاختلاف پر مقدم کیا قولہ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد یعنی مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے جیسا کہ مثال مذکور میں زید مضاف الیہ اور مجرور ہے۔ سوال۔ مضاف الیہ مجرور کیوں ہوتا ہے۔ جواب۔ حرف جر مقدر رہ کر مضاف الیہ کو جر کر دیتے ہیں جیسا کہ غلام زید اصل میں غلام لزید تھا۔ لام کو حذف کر دیا اور بعض نے مضاف الیہ کا عامل نفس مضاف کو کہا ہے۔

نکتہ:۔ مضاف الیہ سے حرف جر حذف کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ مضاف اسم ہو اگر فعل ہو تب

حرف جر کو حذف کرنا ناجائز ہے جیسے مَرَرتُ بزیدٍ ۔ سوال :۔ حیثیت کی قید کیوں لگائی گئی حالانکہ مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے ۔ جواب ۔ حیثیت کی قید لگا کر ایک وہم کو زائل کیا ہے جیسا کہ غلام احمدَ یعنی جب کہ مضاف الیہ غیر منصرف ہو تو اس وقت مضاف الیہ مجرور نہ ہوگا بلکہ مفتوح ہوگا کیونکہ غیر منصرف میں حالتِ جرّی میں بھی فتح ہوتا ہے ۔ اب لفظ حیثیت کو لا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مضاف الیہ مجرور حقیقی ہو یا حکمی ہو لفظی ہو یا تقدیری ہو یا محلی ہو سب حکم میں برابر ہے ۔ اب غلامُ احمدَ میں جر حکمی ہے اس کا فتحہ بھی کہ جر حکم میں داخل ہے پس اگر مضاف الیہ غیر منصرف ہو تو حکمی ۔ اگر مضاف الیہ مبنی ہو تو اعراب محلی ہوگا ۔ اگر لفظی اعراب مضاف الیہ میں ظاہر ہونا منع ہو تو تقدیری ہوگا جیسے غلام موسیٰ وغیرھا ۔

فَائدہ نَادِرَۃ ۔ مضاف ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں (۱) اسم ہونا (۲) معرب ہونا (۳) نکرہ ہونا ۔ (۴) الف ولام سے خالی ہونا ۔ (۵) تنوین سے خالی ہونا ۔ (۶) منصرف ہونا ۔ ترکیب اضافی میں جزو اول جزو ثانی کے لئے قید ہے جیسے مثال مذکور میں غلام زید کے لئے قید ہو اور ترکیب توصیفی میں جزو ثانی جزو اوّل کی قید ہے جیسے رجل عالم میں عالم قید ہے رجل کی یہ بات اقرب ہے ۔ اور اس کا علت مطولات مثلاً شروحات کافیہ میں موجود ہے ۔

فَائدہ :۔ اضافت کے ذریعہ تعریف کا فائدہ ہوتا ہے اگر مضاف نکرہ کو معرفہ کی طرف مضاف کیا جائے جیسا کہ غلام زید اور تخصیص کا فائدہ دیتی ہے ۔ یعنی شریک دار جو اضافت کے پہلے تھا وہ بعد الاضافتہ کم ہو جاوے گا جیسے گذرا ۔ پھر اضافت دو قسم ہے لفظی اور معنوی ۔ پھر معنوی تین قسم ہے (۱) لامی (۲) ومنی (۳) وفی ۔ ہر ایک کی تفصیل شرح مأتہ عامل میں ہے ۔

دوم مرکب توصیفی ۔ وہ مرکب ہے جو موصوف اور صفت سے مل کر بنتی ہے جیسا کہ جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یعنی آیا عالم شخص اب رجل موصوف اور عالم صفت ہے جاء فعل رجل موصوف اور عالم صفت موصوف اور صفت ملکر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۔ سوال :۔ مصنفؒ ترکیب توصیفی کو کیوں ذکر نہ کیا ۔ جواب اوّل شہرت کی بنا پر چھوڑ دیا ۔ جواب دوم اسکا بیان تفصیلاً تابع کے درمیان آنے والا ہے اسلئے بیان نہ کیا ۔

قولہٗ دوم مرکب بنائی وا دانست کہ دو اسم رایکے کردہ باشد واسم دوم متضمن حرفے باشد چوں احد عشر تا تسعۃ عشر کہ دراصل اَحَدٌ وَعَشَرٌ وتسعۃ وعشر ۔ بودہ است الخ یعنی مرکب بنائی وہ مرکب ہے جس میں دو اسم کو ایک کیا جاوے اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو ۔ ضمن میں رہنے والا حرف خواہ حرف عطف ہو یا غیر عطف ہو جیسا کہ اَحَدَ عشر سے تسعۃ عشر تک جو اصل میں احد وعشر سے وتسعۃ وعشر تک تھا واو عاطفہ کو حذف کئے مرکب کرنے کی نیت سے کیونکہ واوٗ عاطفہ جدائی کو چاہتی ہے ۔ اور مرکب بنائی ملنے کو چاہتا ہے اب دونوں کے درمیان منافات تامہ ہے اسلئے مرکب کے قصد سے واو کو حذف کیا اور دونوں اسم کو ایک کیا اب احد عشر ہوگیا ہکذا الی تسعۃ عشر الخ اور دو اسم کو ایک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اسم کو معنیٰ واحد کیلئے

موضوع کیا ہو اسطرح کہ بعد مرکب اس معنی پر دلالت نہ کرے جو مرکب ہونے کے پہلے تھا جیسا کہ احد بمعنی ایک اور عشر بمعنی دس علیحدہ علیحدہ ہے مگر بعد مرکب احد عشر گیارہ سمجھا جاوے علیحدہ علیحدہ نہ سمجھا جاوے۔

سوال دوسرا اسم کے کسی حرف کو متضمن ہونے سے کیا مراد ہے۔ جواب اس سے مراد یہ ہے کہ دوسرا اسم کسی حرف عطف یا غیر عطف کے بعد ہو جیسا کہ مثال مذکور میں عشر واؤ عاطفہ کے بعد واقع ہو ورنہ لفظ عَشَرَ کو کس طرح واو کے ضمن میں لیا جائیگا اور یہ سمجھنا غلط ہے کہ واؤ عشر کا جزء ہے کیونکہ یہاں متضمن کا معنی مجازی مراد ہے نہ کہ حقیقی۔ فتامل،

فَائدہ:۔ اَحَدَ عَشَرَ۔ وَاِثْنَا عَشَرَ وَثَلٰثَةَ عَشَرَ وَاَرْبَعَةَ عَشَرَ وَخَمْسَةَ عَشَرَ وَسِتَّةَ عَشَرَ وَسَبْعَةَ عَشَرَ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَتِسْعَةَ عَشَرَ یہ اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ وَاِثْنَانِ وَّعَشَرٌ وَ ثَلٰثَةٌ وَّعَشَرٌ الخ تھا۔ سوال۔ حادی عشر جو نسبت کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسمیں تو جزو ثانی حرف کا متضمن نہیں۔ اب اس کو مرکب تعدادی میں شمار کرنا کس طرح صحیح ہوگا۔ جواب حادی عشر اگرچہ مرتبہ کیلئے ہے لیکن پھر بھی حکمًا اس میں جزو ثانی حرف کو متضمن ہے کیونکہ حادی عشر اَحَدَ عَشَرَ سے ماخوذ اور مشتق ہے کیونکہ متضمن حرف ہونا عام ہے خواہ حقیقۃً ہو یا حکمًا ہو پس اَحَدَ عَشَرَ میں متضمن حرف حقیقۃً اور حادی عَشَرَ میں حکمًا ہے۔

قولہٗ ہر دو جزو مبنی باشد بر فتحہ۔ یعنی مرکب بنائی جو گیارہ سے اُنیس تک ہے اسکے دونوں جزو مبنی بر فتحہ پر اور اسکی مثال مذکور ہوئی۔ سوال۔ مرکب بنائی مبنی کیوں ہوتا ہے حالانکہ اسم کا اصل معرب ہونا ہے۔ جواب جزو اول کے مبنی ہونے کی دو وجہ ہے۔ اول یہ کہ اَحَدَ عَشَرَ وثَلٰثَةَ عَشَرَ وغیرہ میں اعراب جاری کیا جاوے تو وسط کلمہ میں اعراب جاری کرنا لازم آوے گا کیونکہ مرکب ہونے کی وجہ سے کلمہ واحد کے حکم میں ہوگیا حالانکہ اعراب کا آخری حرف ہے اگر عشر کے آخر میں اعراب جاری کیا جاوے تو حقیقۃً دوسرے کلمہ میں اعراب جاری کرنا لازم آئیگا۔ وہ بھی خلاف واقع ہے اب بہرکیف معرب نہ کرنے کی وجہ سے مبنی ہے۔

وجہ دوم:۔ جزو اول گیارہ ہونے کے لئے عشرہ کی طرف محتاج ہے جیسا کہ حرف دوسرے کلمہ کی طرف اپنا معنی سمجھانے کیلئے محتاج ہے۔ اب محتاج میں حرف کے ساتھ مشابہ ہے حرف جیسا کہ مبنی ہے اس کے ساتھ مشابہت رکھنے والا بھی مبنی ہوگا۔ اور جزو ثانی بھی مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حرف کو متضمن ہوا ب حرف جسطرح مبنی ہے اسکا متضمن بھی مبنی ہوگا۔ سوال:۔ مبنی کی اصل تو سکون پر ہونا ہے اب فتحہ پر مبنی کیوں کیا گیا۔ جواب یہ تو اصلی مبنی نہیں کہ سکون پر مبنی ہوتا بلکہ مشابہ مبنی ہے اب مشابہ مبنی ہونے کی وجہ سے سکون پر نہ ہوا اور فتحہ پر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اَحَدَ عَشَرَ مرکب ہونے سے پہلے علیحدہ علیحدہ تھا اور وہ خفیف تھا اب بعد الترکیب ثقالت پیدا ہوگئی۔ اسلئے مبنی علی الفتح ہوگیا تاکہ ثقالت دور ہو جاوے نہ کہ مبنی علی الکسر والضم۔

قولہ الا اثناعشر۔ کہ جزو اول معرب ست۔ یعنی گیارہ سے انیس تک سب کے سب دونوں جزو مبنی علی الفتح ہوگا مگر بارہ میں جزو اول مبنی نہیں بلکہ معرب ہے اور جزو ثانی مبنی علی الفتح ہے۔

سوال:۔ اثنا عشر میں جزو اول معرب کیوں ہوتا ہے۔ جواب اثنا عشر اصل میں اثنان و عشر تھا واؤ کو مرکب کرنے کے قصد سے احد عشر کی مانند اثناعشر سے بھی حذف کیا اب اثنان عشر ہوا۔ اب مرکب بنائی اتصال کو چاہتا ہے اور نون تثنیہ کے ذریعہ کلمہ مکمل ہوتا ہے اور وہ انفصال کو چاہتا ہے اب دونوں کے درمیان مخالفت ہے اسلئے مرکب کی غرض سے نون تثنیہ کو بھی گرادیا تاکہ مرکب ہوجاوے اثنا عشر ہوا اب نون تثنیہ گرنے سے مضاف کے ساتھ مشابہ ہوا کیونکہ نون تثنیہ اور جمع اضافت کے وقت گرجاتا ہے یہاں اگرچہ اضافت نہ ہوئی لیکن بغرض ترکیب نون کو حذف کردیا اب دونوں کے درمیان مناسبت ہونے کی وجہ سے مضاف جیسا کہ معرب ہوتا ہے اثنا بھی معرب ہوگا۔

قولہ مرکب منع صرف الخ۔ مرکب منع صرف کا معنی لغوی ایسا مرکب جس کو منصرف پڑھنا منع ہے بمذہب مشہور کے غیر منصرف پڑھنا ضروری ہے یہاں صرف بمعنی منصرف اب منع صرف ای منع الصرف یعنی منصرف پڑھنا منع ہے۔ اور اصطلاح میں مرکب منع صرف اس کو کہتے ہیں جس میں دواسم کو ایک کیا جاوے اور دوسرا اسم کسی حرف متضمن نہ ہو جیسے بعلبک۔ حضرموت۔ بعلبک اصل میں بعل اور بک تھا بعل ایک بت کا نام ہے اور بک ایک بادشاہ کا نام تھا اب کافر بادشاہ نے اپنا بت اور اپنے نام سے ملاکر اس شہر کا نام رکھدیا اس بادشاہ کے نام پر جس نے اس شہر کو بسایا تھا۔ ویسا ہی حضرموت۔ حضر بمعنی حاضر ہوا صیغہ واحد غائب ماضی۔ موت بمعنی مرنا ۔ اب دونوں کو ملاکر ایک شہر کا نام رکھدیا۔ یا تو ایک شخص کا نام۔ یا تو ایک قبیلہ کا نام رکھدیا۔ اور بعض لغت میں حضر کی ضاد کو ساکن کیا تاکہ اب نام ہونے کے بعد فعل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔ اور بعض لغت میں حضر کی ضاد کو بعینہٖ حکایۃً فتح رکھدیا۔ مگر بڑے حضور نے حضر کو اسم قرار دیا نہ کہ فعل۔

نکتہ:۔ مصنفؒ دواسم نہ کہہ کر دو کلمہ کہتا مثل صاحب ہدایۃ النحو کے اسوقت مثل بخت نصر و تابط شرا بھی داخل ہوتا۔ **فائدہ**۔ مرکب منع صرف کی احتمالاً چار صورت ہے وہ یہ ہے کہ بعلبک میں اضافت ہوگی یا نہ ہوگی اگر اضافت نہ ہو تو دو قسم ہے اول یہ کہ جزو اول مبنی علی الفتح۔ اور جزو ثانی معرب غیر منصرف ہوگا جیسا کہ مصنفؒ نے فرمایا کہ جزو اول مبنی باشد برفتحہ۔ اور جزو دوم معرب ہے اور یہاں معرب سے مراد معرب غیر منصرف نہ کہ معرب منصرف۔ دوم یہ کہ دونوں جزو مبنی علی الفتح ہوگا احد عشر کی مانند اگر مضاف ہو تو بھی دو حال سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ جزو اول مضاف ہو اور جزو ثانی معرب غیر منصرف ہو یعنی جزو ثانی کسرہ و تنوین کو قبول نہ کرے بلکہ حالت کسرہ میں بھی فتح ہوگا کیونکہ یہ حکم غیر منصرف ہے۔ دوم یہ کہ جزو اول معرب منصرف مضاف ہو اور جزو ثانی بھی معرب منصرف مضاف الیہ ہو ہر ایک کی تفصیل مذکور ہونے والی ہے

۱۱، جزو اول مبنی علی الفتح اور جزو ثانی معرب غیر منصرف جیسا کہ جاء بعلبکُ رأیتُ بعلبکَ ومررتُ ببعلبکَ
یعنی آیا بعلبک شہر۔ اور دیکھا میں نے بعلبک شہر کو۔ اور گذرا میں بعلبک شہر سے۔ اور یہاں بعلبک آنے سے مراد
معنی مجازی ہے نہ کہ معنی حقیقی۔

صورت دوم:۔ دونوں جزو مبنی علی الفتح ہوگا جیسا کہ جاء بعلبکَ ورأیتُ بعلبکَ ومررتُ ببعلبکَ
یہ صورت مبنی ہونے کی وجہ سے حالتِ رفعی۔ اور نصبی اور جری میں برابر ہے۔

صورت سوم ۔ جزو اول معرب منصرف مضاف اور جزو دوم معرب غیر منصرف مضاف الیہ ہے
جیسے جاء بعلُ بکَ ۔ ورأیتُ بعلَ بکَ ۔ ومررتُ ببعلِ بکَ ۔ اور یہاں جزو ثانی حالت جری میں بھی
مفتوح ہوا کیونکہ غیر منصرف ہے۔

صورت چہارم:۔ جزو اول معرب منصرف مضاف اور جزو دوم معرب منصرف مضاف الیہ جیسے۔
جاء بعلُ بکٍ ورأیتُ بعلَ بکٍ ومررتُ ببعلِ بکٍ ۔ کذا فی المنہل ۔

ترکیب صورت اول ۔ جاء فعل بعلبک مرکب منع صرف مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا
واؤ حرف عطف رأیت فعل تُ ضمیر مرفوع متصل بارز و محلاً مرفوع فاعل بعلبک مرکب منع صرف ہوکر مفعول بہ
فعل و فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوفہ اوّل واؤ حرف عطف مررت فعل تُ ضمیر مرفوع متصل بارز
محلاً مرفوع فاعل با حرف جر بعلبک مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے فعل فاعل اور متعلق سے مل کر
جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی۔

ترکیب صورت دوم ۔ جاء فعل بعلبک محلاً مرفوع فاعل ۔ فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ
حرف عطف رأیت فعل ۔ تا ضمیر فاعل بعلبک محلاً منصوب مفعول بہ ۔ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
معطوف اول۔ واو حرف عطف مررتُ فعل تا ضمیر مذکور طور پر فاعل با حرف جار بعلبک محلاً مجرور۔ جار مجرور
مل کر متعلق ہوا مررتُ فعل کے ساتھ فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

ترکیب صورتِ سوم ۔ جاء فعل بعلبک ترکیب اضافی ہوکر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا
واو حرف عطف رأیتُ فعل بفاعل بعلبک ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ
فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول ۔ واوحرف عطف رمررت فعل ت ضمیر فاعل با حرف جار بعلبک ترکیب اضافی ہوکر
مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے فعل فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوفہ ثانی۔

ترکیب چہارم ۔ جاء فعل بعلبک ترکیب اضافی ہوکر فاعل فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا
واو حرف عطف رأیت فعل تا ضمیر فاعل بعلبک ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اوّل واو حرف عطف مررت فعل تا ضمیر فاعل با حرف جار بعلبک ترکیب اضافی ہوکر
مجرور۔ جار مجرور متعلق ہوا مررتُ فعل کے فعل و فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

نکتہ:۔ صورت اول اولیٰ واکثر ہے اسلئے مصنفؒ نے اس کو قبول فرمایا ہے اور یہ مذہب جمہور کا ہے اور باقی صورتیں خلاف اولیٰ ہے اور ابعد من الجنان ہے۔

قولہ بدانکہ مرکب غیر مفید الخ الحاصل مرکب غیر مفید خواہ اضافی ہو یا توصیفی یا تعدادی سب ایک جزو کا حکم رکھتا ہے یعنی دونوں مل کر مسند الیہ ہوتا ہے یا مسند جیسے فاعل ہونا ہے یا مبتدا، یا خبر یا مفعول یا تو مجرور وغیرہ جیسے مثال اوّل میں ترکیب اضافی۔ مبتدا، و مسند الیہ ہوا اور مثال ثانی اور مثال ثالث میں مسند الیہ ہوا فاعلیت کی بنا پر اور مثال ثانی میں مرکب بنائی ہے۔ اور مثال ثالث میں مرکب منع صرف ہے جیسا کہ ہر ایک کی ترکیبیں ظاہر ہیں۔ مثال اوّل غلام زیدٍ قائمٌ ۔ زید کا غلام کھڑا ہونے والا ہے۔

ترکیب:۔ غلام زید ترکیب اضافی ہو کر مبتدا، قائم شبہ فعل ضمیر ہُوَ مرفوع مستتر محلاً مرفوع فاعل راجع ہے غلام زید کی طرف شبہ فعل اور فاعل ملکر خبر ہوا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیّہ خبریہ معطوف۔

مثال ثانی:۔ عندی احدَ عَشَرَ درہماً میرے پاس گیارہ درہم ہیں۔ ترکیب اول عند مضاف ی متکلم ضمیر مجرور متصل محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر ظرف احدَ عَشَرَ ممیز درہما تمیز ممیز اور تمیز مل کر محلاً مرفوع فاعل ظرف۔ ظرف اور فاعل ظرف مل کر جملہ ظرفیہ ہو کر معطوفہ۔

ترکیب دوم:۔ عندی ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ ظرف مکان ہوا ثابت شبہ فعل ضمیر ہو فاعل راجع احد عشر کی طرف شبہ فعل اور فاعل اور مفعول فیہ مل کر خبر مقدم اَحَدَ عشر ممیز درہما تمیز ممیز اور تمیز مل کر محلاً مرفوع مبتدا، مؤخر خبر مقدم اور مبتدا، مؤخر جملہ اسمیہ ہو کر معطوفہ۔

نکتہ۔ ثابت کی ضمیر اضمار قبل الذکر ہوگی۔ کیونکہ اَحَدَ عَشَرَ درہما مبتدا، تھا نکرہ ہونے کی وجہ سے مؤخر ہوا اب اگرچہ لفظاً اضمار قبل الذکر ہوا مگر مرتبۃً نہ آوے گا کیونکہ مبتدا، کا مرتبہ مقدم ہے۔

ترکیب سوم:۔ عندی ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ ہوا ثبت فعل کا ثبت فعل اَحَدَ عَشَرَ ممیز درہما تمیز، ممیز اور تمیز مل کر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف۔ الحاصل عندی احدَ عَشَرَ درہما تین قسم کا جملہ ہوگا۔ اول ظرفیہ دوم اسمیّہ سوم فعلیہ لیکن ظرفیہ ہونا یہ اولیٰ ہے۔ مثال سوم وجاء بعلبک ——

ترکیب، واو حرف عطف جاء فعل بعلبک مرکب منع صرف ہو کر فاعل۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ۔

اور مرکب غیر مفید مسند ہونے کی مثال ہٰذا بعلبک و ہٰذا احد عشر درہما و ہٰذا غلام زید۔ ان تینوں مثال میں ترکیب اضافی اور تعدادی اور منع صرف مسند ہوا کیونکہ وہ خبر ہے ہٰذا محلاً مرفوع مبتدا ہے مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ہے۔ قس البواقی علیٰ ہٰذا۔

فائدہ۔ مرکب صوتی اسکو کہتے ہیں جس کا جزو دوم لفظ صوت ہو جیسے سیبویہ وغیرہ کہ اصل میں سیب اور ویہ تھا اب ویہ یہ لفظ صوت ہے اب دونوں کو ملا کر ایک امام نحو کا نام رکھدیا ویسا ہی مشکویہ کو اسپر قیاس

کرلو۔ جاننا چاہیئے کہ مرکب صوتی کے ہر دونوں جزو کے مبنی ہونے کی علت وہ ہے جو احد عشر میں مذکور ہے اور ثانی لفظ صوت ہونے کی وجہ سے مبنی ہے کیونکہ اسمائے اصوات مبنی ہے اور مصنفؒ اس کو قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں فرمایا ہے۔

فصل:۔ بداں کہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرَبَ زَیْدٌ۔ وَزَیْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چوں اِضْرِبْ کہ انت در و مستتر ست و ازیں بیشتر باشد و بیشتر را حدے نیست۔ بدانکہ چوں کلمات جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را با یکدیگر تمیز باید کرد و نظر نمودن کہ معرب ست یا مبنی و عامل ست یا معمول و باید دانستن کہ تعلق کلمات با یک دیگر چگونہ است تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ تحقیق معلوم شود

تشریح:۔ مصنفؒ اب مرکبات کا بیان ختم کرنے کے بعد پھر متعلقات مرکب کی چند باتیں افادۂ طلابؒ کیلئے بیان فرمارہے ہیں کہ کوئی جملہ اور کلام دو کلمہ سے خالی نہیں ہے بلکہ زائد ہوتا ہے خواہ وہ کلمہ ملفوظ ہو جیسا کہ ضرب زید یعنی مارا زید نے ضرب فعل اور زید فاعل فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا وزید قائم (زید کھڑا ہونے والا ہے) واو حرف عطف زید مبتدا قائم شبہ فعل ھُوَ مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل اور فاعل مل کر خبر۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ اور دو مثال لا کر مصنف نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جملہ مصنف کی نزدیک دو قسم پر ہے (۱) اسمیہ (۲) فعلیہ اور ہر ایک کی تعریف اوپر مذکور ہو چکی ہے یا تو ایک کلمہ لفظی ہو اور ایک تقدیری ہو جیسے اضرب صیغہ واحد حاضر بحث امر حاضر معروف اسمیں انت مستتر اور پوشیدہ ہے اضرب یعنی مار تو اضرب فعل انت ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اب اس مثال میں جملہ کی دوسری تقسیم خبریہ اور انشائیہ کی طرف اشارہ ہوا کیونکہ اضرب انشائیہ ہے کیونکہ امر کا صیغہ ہے۔

سوال۔ انت تو پوشیدہ نہیں بلکہ وہ ظاہر ہے جیسے انت و انتما و انتم الخ جواب انت و انتما و انتم الخ یہ تو ضمیر مرفوع منفصل ہے چونکہ ضمیر منوی و مرفوع متصل کے لئے کوئی لفظ موضوع نہیں پس نحویان عظام نے ضمیر مرفوع منفصل سے انت اضرب امر حاضر اور ھُوَ ضَرَبَ میں استعارہ پر استعمال کیا اب انت جو اضرب میں ہے وہ بنفسہ تکلم میں نہیں آتا ہے اور جو انت تلفظ میں آتا ہے وہ ضمیر مرفوع منفصل ہے نہ کہ اضرب کی انت اب دونوں اگرچہ ہم شکل ہے لیکن دونوں کے درمیان فرق ہے۔

سوال:۔ مقدر اور محذوف کے درمیان کیا فرق ہے۔

جواب ۔ اوّل مقدر یعنی کسی چیز کو ایسے محل میں اعتبار کرنا جس محل میں اسکے لئے ظاہراً کوئی لفظ نہ ہو جیسے اضرب میں انت کو اعتبار کیا لیکن انت کے لئے کوئی لفظ ظاہراً نہیں ہے اور محذوف اس کو کہتے ہیں جس کے لئے لفظ تھا مگر ثقالت وغیرہ کی وجہ سے اس کو لفظ سے ساقط کر دیا لیکن معناً ملفوظ ہو جیسے یا زید یا کی جگہ میں ادعو تھا لیکن حرف ندا قائم ہونے کی وجہ سے ادعو کو حذف کیا اور یا کو اس کی جگہ میں قائم کیا

قولہ ازیں بیشتر باشد وبیشتر را حدے نیست ۔ یعنی دو کلمہ سے زائد بھی ہو سکتا ہے اور اسکی حد نہیں ہے کبھی تین کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمراً ۔ اور کبھی چار کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمراً ضرباً اور کبھی پانچ کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمراً ضرباً شدیداً اور کبھی چھ کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمراً ضرباً شدیداً فی دارہ اور کبھی سات کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمراً ضرباً شدیداً فی دارہ امام الامیر ۔ اور کبھی آٹھ کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیساکہ ضرب زید عمراً ضرباً شدیداً فی دارہ امام الامیر تادیباً ۔ اور کبھی نو کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمراً ضرباً شدیداً فی دارہ امام الامیر تادیباً وسوطاً ۔ اور کبھی دس کلمہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمراً ضرباً شدیداً فی دارہ امام الامیر تادیباً سوطاً راکباً اسی طرح توابع خمسہ جیساکہ تاکید وصفت وعطف وبیان وغیرہ وحال وتمیز ومستثنیٰ وغیرہ کو مذکورہ طریقہ پر زیادہ کیا ۔

قولہ بداں کہ چوں کلمات جملہ بسیار باشد الخ اس عبارت سے مصنفؒ کا مقصد یہ کہ شروع نحو کے طالب علم کو ملکہ دکتابت نحو وادب مطالعہ کرنے کی ایک بڑی رہ نمائی کرنا ہے اگر طلبہ واساتذہ باہم آئندہ قانون کے لحاظ سے کتاب کو ضبط اور حفظ کریں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور علم نحو پر حاوی اور کسی کتاب کے پڑھنے اور پڑھانے میں کچھ الجھن معلوم نہ ہوگی ۔ قولہ کلمات جملۃ الخ یعنی اگر عربی کلمات جملہ بہت ہو تو باہم غور وفکر کرنا چاہیئے کہ کون اسم ہے اور فعل ہے اور کون حرف ہے ہر ایک کی علامات سے اسم وفعل وحرف کی پہچان کرے جیساکہ مصنفؒ علامات اسم وفعل وحرف آئندہ فصل میں بیان کرے گا پھر نظر ڈالنا چاہیئے کہ اسم معرب ہے یا مبنی یا فعل معرب ہے یا مبنی ۔ پھر سوچنا چاہیئے کہ کون عامل ہے اور کون معمول عامل جیساکہ افعال عاملہ اور اسمائے عاملہ اور حروف عاملہ ۔ اور معمول جیساکہ حال اور تمیز اور مستثنیٰ واسم انّ وغیرہ ۔ پھر مذکورہ چیزیں معلوم کرنے کیلئے انتہائی درجہ کا تفکر کرنا چاہیئے کہ جملہ کے کلمات ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح کا تعلق رکھتے ہیں آیا مسند کے اعتبار سے یا مسند الیہ کے اعتبار سے پس بعد الفکر مسند ومسند الیہ ظاہر ہو جاوے گا اور جملہ کا معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جاوے گا ۔ اب اس عبارت سے مصنفؒ نے جملہ کو پہچاننے کے لئے علامات ظاہرہ اور علامات باطنہ سب کو بیان فرمایا ۔

یا ایہا الطلاب والعلماء ! ابتدوا ھٰذہ النصائح قبولاً حسناً ۔

فصل. بداں کہ علامتِ اسم آنست کہ الف لام یا حرفِ جر در اولش باشد چوں اَلْحَمْدُ وَبِزَیْدٍ یا تنوین در آخرش باشد چوں زَیْدٌ۔ یا مسند الیہ باشد چوں زَیْدٌ قَائِمٌ۔ یا مضاف باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ۔ یا مصغر باشد چوں قُرَیْشٌ۔ یا منسوب باشد چوں بَغْدَادِیٌّ یا مثنیٰ باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رِجَالٌ۔ یا موصوف باشد چوں جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائے متحرک بدو پیوند دچوں ضَارِبَۃٌ

تشریح:۔ واضح ہو کہ مصنفؒ نے کتاب کے شروع میں اسم و فعل و حرف کو بیان کرکے اب اس کی علامات کو بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ علامات اسم آنست الخ کیونکہ شئی کی معرفت کے لئے اسکی تعریف کرنا جیسا کہ ضروری ہے بغیر تعریف کے اسکی معرفت ناممکن ہے اسی طرح شئی کو خارج میں پہچاننے کیلئے اسکی علامت ضروری ہے کیونکہ بدون علامت کے شئی کو خارج میں معلوم کرنا ناممکن ہے۔ اسلئے مصنفؒ نے علامت وغیرہ کو بیان کرنا شروع کیا تاکہ بخوبی معلوم ہوجاوے۔ مگر مصنفؒ نے علامت کہا اور خاصّہ نہ کہا کیونکہ علامت کہہ کر ایک نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جو کہ خاصہ میں نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ علامت وہ چیز ہے جو شئی کے وجود پر دلالت کرے جیسا کہ فرماتے ہیں۔ ؟ العلامۃ مادلّ علی وجود الشئ بخلاف الخاصۃ فان فی الخاصۃ دبس ماخوذ؟ ذٰلک۔ یعنی علامت وہ شئی ہے جو وجود شئی پر دلالت کرے بخلاف خاصّہ کے اسمیں وجود شئی ملحوظ نہیں ہے کیونکہ خاصّہ اہل نحاۃ کے نزدیک اس شئی کو کہا جاتا ہے جو اسمیں پایا جاوے اسکے علاوہ میں نہ پایا جائے کقولہ خاصّۃ الشئ یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہٖ۔ اگرچہ خاصّہ اور علامت کے درمیان لزوم و ملازمت ہے لیکن علامت مبتدیان نحو کے لئے آسان ہوگا اسلئے علامت کہا اور خاصہ نہ کہا کیونکہ خاصہ علامت سے تعریف میں ثقیل ہے لیکن مصنفؒ علامت لفظ واحد لائے باوجود بہت ہونے علامت اسم کے جیسا کہ ظاہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علامت اسم جنس ہے جو قلیل اور کثیر کو شامل کرتا ہے جیسا کہ رجلٌ اور انسانٌ زید اور عمر اور بکر کو شامل ہے اسلئے مصنفؒ جمع یعنی علامات نہ کہا کذا فی درایۃ النحو۔ پھر علامت دو قسم پر ہے (۱) علامت لفظی (۲) علامت معنوی۔ اور علامت لفظی اصل ہے کیونکہ نحاۃ لفظ کے ساتھ بحث کرتے ہیں نہ کہ معنی کے ساتھ اسلئے مصنف علامت لفظ کی دخول لام و تنوین و جر کو تمام علامات پر مقدم کیا اور علامت لفظی تین ہے۔ لام اور جر اور تنوین اور وجہ حصر یہ ہے کہ علامت لفظیہ اسم کے شروع میں ہو یا آخر میں۔ شروع میں دخول الف و لام ہوتا ہے اور جو آخری ہونے والا ہے وہ بھی پھر دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اصلی ہوگا جیسے جر یا تابع ہوگا جیسا کہ تنوین اور علامت لفظیہ اس کو کہتے ہیں جسکی تاثیر و نشان لفظ میں موجود اور دیکھ لی جاتی ہو اور علامتِ معنوی وہ ہے جسکی تاثیر معنی میں موجود ہو جیسے معرفہ

ونکرہ وغیرہ ہونا علامت اول الف ولام داخل ہونا جیسے الحمد والضرب وغیرہ ۔
سوال ۔ دخول لام یہ تو اسم کا خاصّہ ہے فعل میں کیوں پایا جاتا ہے جیسا کہ لیفعلُ لتفعل امر غائب و حاضر۔ جواب ۔ دخول لام سے مراد لام تعریفی حرفی مراد ہے نہ کہ لام امر جو فعل کیلئے مخصوص ہے اور الضارب والمضروب میں جو الف لام بمعنیٰ الذی وہ بھی خارج ہوا کیونکہ وہ دونوں صورتاً اسم ہے حقیقتاً فعل ہے بتاویل الذی ضرب الذی ضُرِبَ ۔ سوال ۔ لام تعریفی کا دخول اسمائے اشارات وموصولات واعداد وغیرہ جائز نہیں اب وہ کس طرح اسم کی علامت ہوسکے گا ۔ جواب ۔ اوّل یہ علامت اسم متمکن کی ہے اور وہ اسمائے مذکورہ غیر متمکن ہیں جواب ۔ ثانی خاص دو قسم پر ہے (۱) خاصّہ شاملہ (۲) خاصّہ غیر شاملہ ۔ اور خاصّہ شاملہ جو تمام افراد میں پایا جاوے جیسے کتابت بالقوۃ یعنی ہر انسان کی قوۃ میں لکھنے کی طاقت ہے ۔ اور خاصّہ غیر شاملہ جو تمام افراد میں نہ پایا جاوے جیسے کتابت بالفعل یعنی فی الحال بعض انسان لکھتے ہیں ۔ اب یہاں خاصّہ سے غیر شاملہ مراد ہے ۔ سوال ۔ حرف تعریف تو میم اور حرف ندا بھی ہے مصنف ان دونوں کو کیوں نہ لایا جیسے قول علیہ الصلوٰۃ والسّلام لَیْسَ مِن امبر امصیام فی امسفر ۔ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں ۔ جواب اوّل ۔ وہ میم لام سے بدل ہوا ہے اب دخول لام کہنا گویا دخول میم کہنا ہے جواب دوم ۔ مصنفؒ دخول میم بغیر مشہور کی وجہ سے ذکر نہ کیا ۔ جواب اول از حرف ندا وہ زیادہ اشہر ومشہور ہونے کی وجہ سے نہ لایا کیونکہ قاعدہ مشہور ہے ۔ المشهور مستغنى عن الذكر اسی بنا پر نہ لایا ۔ جواب دوم ۔ دخول الف ولام سے مراد دخول حرف تعریف ہے علم سے وصف مشہور مراد ہے اب تمام حرف تعریف داخل ہوجائیگا سوال ۔ صاحب کافیہ نے دخول لام کہا مصنفؒ نے دخول الف ولام کیوں کہا ۔ جواب ۔ الف ولام کی تعریف میں نحاۃ کا اختلاف ہے ۔

مذہب خلیل ۔ الف ولام دونوں حرف تعریف ہے ہل کی مانند کیونکہ اسکے نزدیک حرف تعریف دو حرف سے کم نہیں ہوتی ۔ **مذہب سیبویہ** ۔ حرف تعریف صرف لام ہے اور ہمزہ کو رفع ابتدا بالسکون کیلئے شروع میں لایا ۔ **مذہب مبرد** ۔ حرف تعریف صرف لام ہے ۔ لام کو ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریفی کے درمیان فرق کرنے کیلئے لائے ۔

مصنفؒ نے مذہب خلیل کو شاید اختیار فرمایا ہے ۔ اسلئے الف ولام دونوں کہا لیکن مذہب خلیل جمہور کے خلاف ہے جمہور کے نزدیک حرف تعریف سے کوئی حرف ہرگز ساقط نہیں ہوتا ہے اگر دونوں کو حرف تعریف کہا جاوے تو ہمزہ ساقط ہوجاتی ہے وسط کلمہ میں جیسے والرجل میں الف تلفظ میں ساقط ہے اور مذہب مبرد بھی قابل قبول نہیں کیونکہ ہمزہ تو وسط کلمہ میں ساقط ہوجاتا ہے ۔ اور سب سے اولیٰ مذہب سیبویہ ہے اسکو جمہور نحاۃ اور ابن حاجب وغیرہ نے اختیار فرمایا کیونکہ مذہب سیبویہ صاف ستھرہ اور بے غبار ہے یا تو کہا جاوے کہ مصنفؒ نے بھی مذہب سیبویہ کو اختیار کیا ۔ کیونکہ ذکر الف ولام سے یہ لازم نہیں کہ مصنفؒ نے مذہب خلیل کو اختیار کیا ۔ کیوں کہ

مصنفؒ کا مقصود خاصہ اور علامت اسم کو بیان کرنا ہے نہ کہ تحقیق حرف تعریف کرے۔ پس اگرچہ صرف لام حرف تعریف ہے لیکن بدون الف کے لانا ناممکن ہے کیونکہ بدون الف کے ابتداء بالسکون لازم آوے گا اور وہ جائز نہیں ہے اسلئے مصنفؒ نے الف ولام کے دونوں کے حرف تعریف ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ کذا فی الحواشی۔

سوال :- اَلْيُقَصَّعُ یہ تو فعل ہے اس پر حرف تعریف کس طرح داخل ہوا حالانکہ وہ تو اسم کا خاصہ ہے

جواب۔ غور و فکر کے ساتھ سماعت فرمائیں تو انشاء اللہ سمجھ میں آجاوے گا۔ اوّلاً الف ولام دو قسم پر ہے زائد۔ اور غیر زائد۔ اور زائد وہ ہے جو تحسین کلام کیلئے موضوع ہو اور معنی میں کوئی دخل نہ دے اور وہ اسم اور فعل اور حرف سب پر داخل ہوتا ہے جیسے الضربُ والزید الیقصع والبار واللام وغیرہ۔ اب الیقصع میں الف ولام زائدہ ہے اور غیر زائدہ دو قسم ہے (۱) اسمی (۲) اور حرفی اور اسمی وہ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہو کر الذی اسم موصول کے معنی میں ہے۔ بالاتفاق اور صفت مشبہ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک الف ولام بمعنی الذی ہوگا۔ کیونکہ صیغہ صفت ہے اور بعض کے نزدیک الذی کے معنی میں نہ ہوگا۔ کیونکہ صفت مشبہ دوام ثبوت پر دلالت کرتی ہے اب دونوں کے درمیان منافات ہونے کی وجہ سے صفت مشبہ میں الذی کا معنی نہ ہوگا۔ اور الف ولام حرفی چار قسم ہے کیونکہ الف ولام جس پر داخل ہو اس سے ماہیت مراد ہے یا افراد۔ اگر ماہیت مراد ہو تو جنسی ہے جیسے الرجل خیر من المرأۃ۔ الرجل والمرأۃ میں الف ولام ہے وہ جنسی ہے یعنی جنس رجل جنس مرأۃ سے بہتر ہے۔ اگر افراد مراد ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو تمام افراد مراد ہوگا یا تو بعض افراد مراد ہوگا۔ اگر تمام افراد ہو مراد ہو تو استغراقی ہے جیسے قولہ تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا۔ اور اگر بعض افراد مراد ہو تو بھی دو قسم ہے اوّل یہ کہ بعض افراد خارج میں متعین ہوگا یا نہیں۔ اگر خارج میں متعین ہوگا تو اس کو الف لام عہد خارجی کہا جاتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ فعصٰی فرعون الرَّسُوْل۔ اور اگر خارج میں موجود نہ ہو تو اسکو الف لام ذہنی کہتے ہیں جیسے اخاف ان یاکلہ الذئب۔ اور الف لام جنسی اور استغراقی اور عہد خارجی یہ تینوں تعریف کا فائدہ دیتے ہیں۔ مگر عہد ذہنی نکرہ کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ قول شاعر۔ ولقد امرّ علی اللئیم یسبّنی .. فمضیت ثمّ قلت لا یعنینی۔ یہاں اللئیم میں جو الف لام ہے وہ الف لام عہد ذہنی ہے اسلئے اسکی صفت وہ جملہ جو نکرہ ہے ہو سکی ورنہ موصوف اور صفت کے درمیان مطابقت ضروری ہے۔ سوال۔ دخول الف ولام اسم کیلئے کیوں خاص کیا۔ جواب الف ولام تعریفی معنی مستقل بالمفہومیت کی تعین پر دلالت کرتا ہے مطابقت کے طور پر اور یہ اسم میں موجود ہے بخلاف فعل کے وہ معنی تضمنی کے طور پر دلالت کرتا ہے۔ حرف تو معنی مستقل پر دلالت نہیں کرتا ہے اسلئے اسم کے لئے مخصوص ہوا۔

جواب دوم :- الف ولام تعریفی معرفہ کا فائدہ دیتا ہے اور یہ اسم میں ہے کیونکہ فعل معرفہ نہیں ہوتا ہے

کیوں کہ وہ محکوم بہ و مسند ہے اور مسند کی اصل نکرہ ہوتا ہے کذا فی ہدایۃ النحو ۔ جواب سوم ۔ الف ولام رفع ابہام کے لئے موضوع ہے اور ابہام اسم کے غیر میں موجود نہیں ہے اسلئے بجز اسم کے اسکا وجود نہیں ہوتا ہے۔

دوسری علامت حرف جر کا داخل ہونا جیسے بزید میں باحرف جار ہے اور حرف جر سترہ ہے اس کا بیان باب اول میں آوے گا ۔ سوال حرف جر اسم کی علامت کیوں ہوا ۔ جواب حرف جر کو واضع نے معنی فعل کو اس اسم کی طرف کھینچنے کیلئے وضع کیا ہے جس پر یہ حرف جار داخل ہو جیسا کہ مررتُ بزیدٍ میں با رحرف جر معنی مررت کو زید کیطرف کھینچکر ملا دیا ۔ اسلئے حرف جر کو جر کہا جاتا ہے کیونکہ جر بمعنی کھینچنا اسلئے وہ اسم پر داخل ہونا ضروری ہے تاکہ معنی فعل کو کھینچے ۔ سوال ۔ حرف جر کو فعل پر داخل کرکے معنی اسمیت کو اسکی طرف کھینچنے کیلئے کیوں وضع نہ کیا ۔ جواب ۔ اس وقت خلاف وضع لازم آوے گا ۔ جواب دوم اصل اعتراض سے حرف جر اثر و عمل کرنے والا ہے اور اسم کا مؤثر اور عمل قبول کرنے والا ہے اگر حرف جر غیر اسم میں داخل ہو تو بلا مؤثر لازم آوے گا ۔ اور وہ ناممکن ہے اب اضافت معنویہ بھی داخل ہوگئی کیوں کہ اسمیں حرف معنوی ہے اور اضافت لفظی بھی داخل ہوگئی کیوں کہ اگرچہ اضافت لفظیہ میں حرف جر نہیں لیکن اضافت معنوی اضافت لفظی کی فرع ہے ۔ اب ہرگز فرع اصل کے مخالفت نہ کرے اسلئے اضافت لفظیہ بھی داخل ہوگئی ۔ تیسری علامت تنوین ہونا اور تنوین کا معنی لغوی منوّن کردن شی کو تنوین دیا ہوا کرنا ۔ اسلئے تنوین کو تنوین کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں تنوین وہ نون ساکنہ ہے جو آخری کلمہ کی حرکت کی تابعداری کرے نہ کہ تاکید فعل کذا فی تتمہ ۔"

سوال :۔ تنوین کو اسم کیلئے کیوں خاص کیا ۔ جواب ۔ تنوین انفصل پر دلالت کرتی ہے اور فعل و فاعل کے درمیان شدہ اتصال ہے اب تنوین اور فعل کے درمیان منافاۃ تامہ ہے اسلئے اسم کا خاصہ ہوا ۔ تنوین پانچ قسم پر ہے اول تمکن جیسے زیدٌ ۔ دوم تنکیر جیسے صَہٍ ای اسکت سکوتًا ما فی وقت مّا ۔ سوم عوض جیسے یومئذٍ ۔ چہارم مقابلہ جیسے مسلماتٌ پنجم ترنم جیسے اصابن وعتابن اصل میں اصاب وعتاب تھے ۔ اقلّی اللوم عاذل والعتابن ؛ وقولی ان اصبت لقد اصابن ۱۲ ۔ یہاں العتاب او اصاب فعل ہے ان دونوں کے آخر میں تنوین ترنم ہے ۔ سوال قاضٍ وغیرہ میں جو تنوین حرف علت کے عوض میں آئی ہے وہ اسم کی علامت نہ ہوگی کیوں کہ مذکورہ قسموں سے کوئی قسم تنوین نہیں ۔ جواب وہ بھی تنوین عوض میں داخل ہے کیونکہ تنوین عوض مضاف الیہ کے ساتھ مشابہ ہے پس یقینًا معلوم ہوگیا قاضٍ وغیرہ کی تنوین اسم کی علامت ہوگی اور ایک قسم تنوین غالی ہے اور آخری دونوں قسم یعنی تنوین ترنم وغالی فعل میں بھی پائی جاتی ہے پس تنوین کی اکثر قسم اسم میں پایا جانے کی وجہ سے وللاکثر حکم الکل کے بناء پر مطلق تنوین کو اسم کا خاصہ کہدیا ۔ اب تنوین ترنم وغالی سے مصنفؒ پر اعتراض نہ ہوگا ۔ کہ مصنفؒ نے مطلق تنوین کو اسم کا خاصہ کیوں کہا حالانکہ تنوین ترنم وغالی فعل میں موجود ہوئی ہیں ۔

تنوین پنج قسم شدائے یار من بگیر ۔ اول تمکن ست وعوض وثالث نکیر

دیگر مقابلاست وترنم برادرم — ایں پنج یادگیر کہ شوی شاہ بے نظیر

ہرایک کی تفصیل مع امثلہ حروف غیر عاملہ کی بحث میں آئے گی انشاءاللہ۔

سوال۔ دخول لام وجر کو تنوین سے مقدم کیا۔ جواب لام تعریفی وجر شروع کلمہ میں ہوتا ہے اسلئے تنوین پر مقدم کیا اور تنوین آخری کلمہ میں ہوتی ہے اسلئے مؤخر کیا۔ اب مصنفؒ بعد ذکر علامت لفظی علامت معنویہ کو بیان کرنا شروع کیا۔ چہارم مسندالیہ ہونا جیسے زید قائم میں زید مسندالیہ ہے مبتدا اور قائم خبر ہے مسند۔ مبتدا اور خبر مل جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ سوال: مسندالیہ اسم کا خاصہ کیوں ہوا۔ جواب فعل کو ابدالابد مسند ہونے کیلئے واضع نے وضع کیا ہے اور اسم کو مسندالیہ کے لئے وضع کیا اب اگر فعل کو مسندالیہ کیا جائے تو خلاف وضع لازم آوے گا اور وہ جائز نہیں ہے جواب دوم: مسندالیہ کے ذریعہ اس شئی کی خبر دی جاتی ہے جو ذات پر بنفسہ مطابقۃ دلالت کرے۔ اب فعل وحرف میں وہ معدوم ہے اسلئے اسم کا خاصہ ہوا۔ جواب سوم۔ اگر فعل کو فرضاً مسندالیہ کیا جاوے تو اس کو کس طرف مسند کرے کیونکہ اسم تو مسندالیہ ہے تب شئی واحد کا مسند اور مسندالیہ ہونا لازم آوے گا۔ اور وہ باطل ہے۔ سوال: بعض کتاب میں مسند ومسندالیہ دونوں کو اسم کا خاصہ کہا ہے ۔ جواب۔ حضرت اسحٰق صاحب مرحوم نے فرمایا ہے کہ یہ باطل ہے جو زید قائم مثال دیا کیوں کہ اسم جبکہ مسندالیہ واقع ہو تو مسند نہ ہو سکے گا اگر مسند ہو تو مسندالیہ نہ ہو سکے گا ورنہ بجز واحد میں دو شئی منافات مجتمع ہونا لازم آویگا اور وہ باطل ہے۔ الحاصل اسم کی قوۃ میں مسند ومسندالیہ دونوں ہونا ممکن ہے لیکن جب مسندالیہ ہو تو اسوقت وہ اسم مسند نہ ہوگا جیسے زیدٌ اور جسوقت مسند ہوگا وہ مسندالیہ نہ ہوگا جیسے قائم ۔ پنجم مضاف ہونا مضاف سے اضافت معنوی مراد ہے جو حرف جر تقدیری کے ساتھ ہوتی ہے ورنہ حرف جر لفظی میں مضاف اسم کیلئے خاص نہیں بلکہ فعل بھی ہوتا ہے جیسے مررتُ برجل ۔ میں مررتُ کو مضاف کہا جاوے گا اور رجل مضاف الیہ جیساکہ اہل اصطلاح میں مشہور ہے۔ سوال۔ مضاف ہونا اسم کا خاصہ کیوں ہوا۔ جواب اضافت کے ذریعہ تعریف وتخصیص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ اسم میں پایا جاتا ہے فعل میں ناممکن ومحال ہے کیونکہ فعل میں تعریف وتخصیص نہیں ہوتی ہے ۔ مضاف الیہ کے بارے میں اختلاف ہے بعض نحاۃ کے نزدیک مضاف الیہ فعل بھی ہوتا ہے جیسے یوم ینفع الصدقین صدقھم ۔ میں ینفع فعل مضارع ہے وہ یوم کا مضاف الیہ ہے اور ابن حاجب اور اکثر نحاۃ کے نزدیک مضاف ومضاف الیہ دونوں اسم کا خاصہ ہے اگر کہیں مضاف الیہ فعل واقع ہو تو اس کو اسم کے ساتھ تاویل کرنا ضروری ہے جیسے آیۃ مذکورہ کو یوم نفعھم کی تاویل کرتے ہیں ۔ سوال مصنفؒ نے الاسناد والاضافۃ کیوں نہ کہا مثل ابن حاجبؒ کے ۔ جواب اسناد والاضافۃ دونوں مصدر ہے اسناد مسند اور مسندالیہ کے درمیان نسبت کو کہتے ہیں ویساہی اضافت مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان نسبت کو کہا جاتا ہے اگر الاسناد والاضافۃ کہتا تو مسند ومضاف الیہ کو بھی اسم کے خاصہ میں شامل کرلیتا۔ حالانکہ یہ مصنفؒ کے نزدیک غیر مختار ہے ۔ اسلئے الاسناد والاضافۃ نہ کہا ۔

ششم ـ مصغّر یہ صیغہ اسم مفعول ہے اس کا مصدر تصغیر از باب تفعیل بمعنی تغیّر کیا ہوا ـ اور تصغیر کا لغوی معنی تغیّر کرنا
اور اصطلاح میں کسی اسم کو معنی قلّت وکثرت وعظمت کیلئے تغیّر کر دینا جیسے رجل سے رُجَیل ہے اور تصغیر کا قاعدہ
یہ ہے کہ جس اسم کو تصغیر کیا جاوے اگر وہ ثلاثی ہو تو اسکی فُعَیلٌ کے وزن پر تصغیر کی جاتی ہے جیسے رجل سے رُجَیلٌ
و قرشٌ سے قُرَیشٌ وغیرہ ۔ اگر اسم رباعی یا خماسی ہو تو اسکی تصغیر فُعَیعِلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے جَعفَرٌ سے جُعَیفِر
اور علقم سے عُلَیقِمٌ ـ اگر اسم ایسا ہو جس کا حرف رابع حرف مد اور لین ہو تو اسکی تصغیر فُعَیعِیل کے وزن پر آئے گی
جیسے قرطاس سے قُرَیطِیس اور مضراب سے مُضَیرِیب ـ . . . .
. . . اور عُصفور کی تصغیر عُصَیفِر ـ قاعدہ ـ اگر مؤنث سماعی ثلاثی ہو تو اسمیں تصغیر کے وقت ایک تا کو زائد
کرتے ہیں جیسے ارضٌ سے اُرَیضَۃٌ اور دارٌ سے دُوَیرَۃٌ وغیرہ اگر اسم سے کسی حرف کو حذف کرے تو اس کو تصغیر
ترخیم کہتے ہیں جیسے حارثٌ سے حُوَیرِثٌ الف کو حذف کر دیا لیکن سُہَیلٌ اور کُمَیتٌ جیسے الفاظ تصغیر نہیں اگرچہ
صورتاً تصغیر ہے ۔ سوال ـ مصغّر ہونا اسم کی علامت کیوں ہے ـ جواب اوپر سے معلوم ہوا کہ تصغیر سے مقصود
قلّت وکثرت وعظمت وحقارت ہے جو متکلم نیّت کرے اب یہ مذکورہ معنی اسم کے غیر میں ممکن نہیں اسلئے کہ فعل
ماہیت پر دلالت کرتا ہے اور ماہیت میں قلّت وکثرت وعظمت وحقارت نہیں اسلئے یہ اسم کا خاصّہ ہوا
ہے اور قرشٌ بمعنی مچھلی اور قُرَیش عظمت کے لئے مصغّر کیا اب قریش کے معنی بڑی مچھلی جو تمام مچھلیوں کو
کھاتی ہے اور اس کو کوئی مچھلی نہیں کھا سکتی ہے ـ اب قریش عرب کی ایک قوم کا نام ہے اور مناسبت یہ ہے
کہ اہل قریش وہ بھی عرب میں تمام قوموں سے زیادہ قوت والے اور غالب ہیں اسلئے اسکو اہل قریش کہا جاتا ہے
ہفتم علامت منسوب ہونا جیسے بغدادی یعنی بغداد میں رہنے والے اور منسوب بمعنی نسبت وتعلق کیا ہوا
اور اصطلاح میں کسی کلمہ کے آخر کو کسرہ دیکر ایک یائے مشدد کو زیادہ کرنا تاکہ اپنے مدلول کے کسی چیز
سے وابستہ ہونے پر دلالت کرے جیسے بغدادی اصل میں باغداد تھا اور یہ فارسی لفظ ہے الف کو کثیر الاستعمال
کی وجہ سے حذف کر دیا بغداد ہوا ـ فارسی میں بغداد کے معنی انصاف کا باغ ، آبادی سے پہلے ایک باغ کا نام تھا
جہیں نوشیروان عادل ہر ہفتہ میں جا کر مظلوموں کا انصاف کیا کرتا تھا کچھ مدت کے بعد وہ شہر گیا اور مثال
مذکور میں باغ ایک شئی کا نام ہے اور داد ایک شئی کا نام ہے اب دونوں کے درمیان یائے مشددہ ماقبل مکسور
لاکر نسبت کر دی بغدادی ہوا اور وہ تین قسم پر ہے ـ اوّل اہل عرب اس کو نسبت کے لئے نام رکھدیا جیسے قبنٌ
دلبانٌ وغیرہ دوم فعّال کے وزن پر کرے جیسے تمّار ولبّان وغیرہ اور سوم جو یائے نسبت مشددہ کے ذریعہ کیا
جاتا ہے جیسے بغدادی جیسا کہ تحقیق الان گذرا ـ ہشتم مثنیٰ ہونا یعنی تثنیہ ہونا اسم کی علامت ہے جیسے
رجلان مثنیٰ یہ صیغہ اسم مفعول مصدر تثنیہ از باب تفعیل بمعنی دو کرنا مثنیٰ دو کیا ہوا ـ نہم مجموع ہونا یعنی جمع ہونا
اور یہ بھی صیغہ اسم مفعول ہے بمعنی جمع کیا ہوا جیسے رجالٌ جمع تکسیر بمعنی مردوں یعنی تین سے زیادہ لیکر غیر متناہی تک

سوال۔ فعل بھی تو تثنیہ اور جمع ہوتا ہے اسے اسم کیلئے کس طرح خاص کیا ہے۔ جواب اول تثنیہ و جمع تعداد و گنتی پر دلالت کرتی ہے بخلاف فعل کے وہ ماہیت و ذات پر دلالت کرتا ہے۔ اب ماہیت و تعداد کے درمیان منافات ہونے کی وجہ سے فعل تثنیہ و جمع نہیں ہوسکتا ہے اور ضَرَبَا اور ضَرَبُوا۔ جو تثنیہ و جمع ہے وہ در حقیقت فاعل تثنیہ و جمع ہے۔ نہ کہ فعل اور فاعل تو اسم ہے تثنیہ و جمع ہونا اسم کا خاصہ ہے۔ کذا فی الحاشیہ
سوال۔ مصدر بھی ماہیت پر دلالت کرتا ہے اب وہ تثنیہ و جمع کس طرح ہوسکتا ہے جیسا کہ جلستین تثنیہ و جلسات جمع ہے جیسا کہ مفعول مطلق کی بحث میں مذکور ہوا ہے۔ جواب مصدر صرف معنی مصدری و حدثی پر دلالت کرتا ہے بخلاف فعل کے اسمیں معنی حدثی اور اقتران بالزمان و نسبۃ الی فاعل تھا۔ اب اس اعتبار سے مصدر فعل کا مخالف ہے اب مصدر تثنیہ و جمع ہوگا بخلاف فعل کے۔ دہم موصوف ہونا جیسے جاء رجل عالم آیا عالم مرد۔ ترکیب جاء فعل رجل موصوف عالم صفت موصوف اور صفت مل کر فاعل فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اور موصوف ہونا یہ اسم کی علامت ہے ورنہ فعل صفت ہوسکتا ہے جیسے جاء نی رجل ضرب اخوہ عمرا (میرے پاس آیا وہ شخص جس کا بھائی عمرو کو مارا۔ یہاں زید موصوف ہے ضرب اسکی صفت ہے اسلئے مصنف نے موصوف کو اسم کے لئے خاص کیا نہ کہ صفت کو۔ سوال۔ فعل موصوف کیوں نہیں ہوسکتا ہے۔ جواب اگر موصوف و صفت دونوں نکرہ ہو تو فائدہ تخصیص کا اگر دونوں معرفہ ہو تو فائدے توضیح کا دیتا ہے اور کبھی تاکید و مدح و ذم کا فائدہ دیتا ہے اب سب اسم کے سوا غیر میں پایا جانا محال ہے کیونکہ فعل میں توضیح و تخصیص و تاکید وغیرہ نہیں ہوسکتی ہے اسلئے یہ موصوف ہونا علامت اسم ہوا۔
نکتہ:۔ مصنفؒ اس مثال کو جملہ لائے تاکہ اس بات کی طرف مشیر ہو کہ موصوف بغیر صفت نہیں ہوسکتا ہے اسلئے مرکب مثال کو لایا ہے۔ یازدہم تائے تانیث متحرک کا ہونا اسم کا خاصہ ہے جیسے ضاربۃٌ کہ تائے ساکنہ کیونکہ وہ فعل کے لئے خاص ہے جیسا کہ ضربت۔ سوال۔ تائے تانیث متحرکہ ہونا اسم کا خاصہ کیوں ہوا۔ جواب مذکر و مؤنث ہونا یہ غیر اسم میں ممکن نہیں ہے کیونکہ فعل ماہیت پہ دال ہے اور ماہیت میں تذکیر و تانیث ہیں۔
سوال۔ فعل بھی مؤنث ہوتا ہے جیسے ضربت وغیرہ۔ جواب یہ فعل مؤنث نہیں بلکہ فاعل مؤنث ہے کیوں وہ ضمیر بارزہ اور فاعل اسم ہوتا ہے اسلئے تائے تانیث اسم کا خاصہ ہوا۔ سوال تائے تانیث متحرکہ کو اسم میں اور ساکنہ کو فعل میں کیوں خاص کیا گیا اس کے برعکس کیوں نہیں کیا۔ جواب اول اسم خفیف ہے اور تاء متحرکہ ثقیل ہے اب خفیف کو ثقیل دیا اور فعل ثقیل ہے کیونکہ فعل تین چیز سے مرکب ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور تائے ساکنہ خفیف ہے اب فعل ثقیل کو تائے ساکنہ خفیف کو دیا تاکہ ثقیل و خفیف کے درمیان مناسبۃ تامہ ہو جاوے۔ جواب دوم اسم کی اصل معرب ہونا اور معرب کی اصل اعراب و متحرک ہونا اسلئے اسم کو تائے متحرکہ دیا بخلاف فعل کے کیوں کہ فعل کی اصل مبنی ہے۔ اور مبنی کی اصل ساکن ہوتا ہے اسلئے ساکنہ کو فعل کے لئے خاص کیا۔

نکتہ :۔ اس علامات پر منحصر نہیں بلکہ اور چند علامات ہیں لیکن مصنفؒ تسہیل مبتدیان کے لئے مذکورہ علامات کو لائے۔

علامت فعل آنست کہ قد در اولش باشد چوں قَدْ ضَرَبَ یا سین باشد چوں سیضرب یا سوف باشد چوں سوف یضرب یا حرف جزم بود چوں لَمْ یضرب یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند چوں ضربت یا امر باشد چوں اِضرب یا نہی چوں لا تَضْرِبْ علامت حرف کہ ہیچ علامتی از علامات اسم و فعل درو نبود۔

تشریح :۔ مخفی مباد کہ مصنفؒ اسم کی علامات لفظی و معنوی کو بیان کرکے فعل کی علامات لفظی و معنوی بیان کرنا شروع فرمایا۔ اسم میں جیسا کہ علامات لفظی کو علامات معنوی پر مقدم کئے فعل میں بھی علامات لفظی کو مقدم کئے۔ علامت اوّل قد ہونا جیسے قد ضرب۔

ترکیب :۔ قد حرف توقع ضَرَبَ فعل ضمیر ہو مرفوع مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ سوال۔ قد کو فعل کے لئے کیوں خاص کیا۔ جواب قد تین حالت سے خالی نہیں یا تو تقریب ماضی الی حال کیلئے یا تو تقلیل فعل کے لئے یا تحقیق فعل کے لئے۔ اب تینوں معانی مذکورہ غیر فعل میں موجود ہونا محال ہے اسلئے فعل کی علامت ہوئی اسکی پوری پوری تحقیق کتاب کے آخر میں آنے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔
دوم سین داخل ہونا جیسے سیضربُ (عنقریب مارے گا) ترکیب سین حرف تقریب یضرب فعل ضمیر ہُوَ مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ سوم۔ سوف داخل ہونا جیسے سوف یضرب (آئندہ مارے گا) ترکیب :۔ سوف حرف تنفیس یضرب فعل ضمیر ہُوَ مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔ سوال :۔ سین اور سوف فعل کے لئے خاص کیوں ہے۔ جواب اوپر اس سے معلوم ہوا سین اور سوف استقبال کے لئے موضوع ہے قریباً یا بعیداً اب استقبال فعل میں پایا جاتا ہے نہ کہ اس کا غیر میں اسلئے فعل کے لئے خاص ہوا۔ سوال سین کو سوف پر کیوں مقدم کئے۔ جواب سین استقبال قرب کیلئے اور سوف استقبال بعید کیلئے قریب بعید پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے سین کو سوف پر مقدم کیا۔ سوال سین کی کتنی قسم ہے۔ جواب سین چند قسم ہے (۱) سین استقبالیہ جو مذکور ہوا۔ (۲) سین استفعالیہ جیسے استنصر (۳) سین تعظیمیہ جیسے استعظم (۴) سین زائدہ جیسے اسطاع یسطع اصل میں اطاع یطیع تھا۔ (۵) سین تحویلیہ جیسے استحجر الطین (۶) مذکورہ پانچوں قسم سین فعل کے لئے مخصوص ہے۔
کسکسیہ۔ اس کو کہتے ہیں جو کاف خطاب کی آخر میں مؤنث پر دلالت کرنے کیلئے لاحق ہوتا ہے جیسے مررت بک

سے مرکب یہ اسم کیلئے خاص ہے مصنفؒ وللاکثر حکم الکل کے اعتبار سے مطلق سین کو فعل کا خاصہ قرار دیئے۔
دونوں حروف کو حروف تنفیس کہتے ہیں کیونکہ تنفیس بمعنی تاخیر یہ دونوں حروف بھی تاخیر پر دلالت کرتے
ہیں اسلئے حروف تنفیس نام رکھدیا۔ چہارم حروف جازم داخل ہونا جیسے لم یضرب نہیں مارا۔ لم حرف جازمہ
یضرب فعل ضمیر ہو مرفوع منصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

نکتہ ۔ مصنفؒ کے لئے اولیٰ یہ تھا کہ دخول عوامل جوازم کہتے تاکہ امر و نہی حروف شرط وغیرہ سب
داخل ہوجاتا جیساکہ علامۃ الفنون ابن حاجب اور افضل الشارحین نے دخول عوامل جوازم کہا۔ سوال عوامل
جوازم داخل ہونا۔ فعل کی علامت کیوں ہوئی۔ جواب۔ عوامل جوازم جیسے لم ولما نفی فعل اور لام امر طلب فعل اور
لائے نہی ترک فعل کی طلب پر دلالت کرتا ہے۔ اب مذکورہ چیزیں غیر فعل میں پایا جانا محال ہے اسلئے فعل کے لئے وضع
کیا۔ پنجم ضمیر مرفوع متصل بارز لاحق ہونا یہ بھی علامت فعل ہے جیسے ضربت سے ضربناک۔ سوال ضمیر مرفوع متصل
بارز ملنا فعل کی علامت کیوں ہوئی۔ جواب ضمائر مرفوع متصل بارزہ فاعلیت پر دلالت کرتی ہیں اور فاعل فعل
کے لئے ہوتا ہے اسلئے وہ فعل کے لئے مخصوص ہوئی۔ سوال۔ اسم مشتقات جیسے اسم فاعل واسم مفعول وغیرہ میں
بھی فاعل ہوتا ہے اب اسم فاعل وغیرہ میں ضمیر متحرک کو کیوں کر علامت نہ دیتے۔ جواب۔ فعل میں جیساکہ فاعل ہے
شبہ فعل میں بھی فاعل ہے اب ضمیر بھی دو قسم ہے۔ مستتر۔ وبارز۔ اب مستتر کو فعل وشبہ فعل دونوں کے
درمیان مشترک کیا۔ یعنی فعل میں جیساکہ فاعل مستتر ہوتی ہے جیسے ضَرَبَ میں ویساہی ضاربٌ وغیرہ میں بھی
ھُوَ پوشیدہ ہوتی ہے مگر فعل میں ضمیر بارز ہوتی ہے جیسے ضربت وغیرہ بخلاف اسم اور شبہ فعل میں اس
میں ضمیر بارز نہیں تاکہ اسم جو کہ فرع فعل ہے اصل سے گھٹ جاوے ورنہ اصل وفرع برابر ہوجاوے گا۔ اور
وہ باطل ہے۔ ششم تائے تانیث ساکنہ ہونا جیسے ضربت اسکی علت علامت اسم میں مذکور ہوئی۔ سوال۔
تائے ساکنہ فعل کی علامت کیوں ہوئی۔ جواب۔ وہ تانیث فاعل پر دلالت کرتی اور فاعل فعل کے لئے ہوتا ہے اسلئے
فعل کا خاصہ ہوا۔ ہفتم۔ امر ہونا جیسے اضرب مار تو۔ ہشتم نہی ہونا جیسے لاتضرب مت مار تو۔ سوال
فعل کے اور بہت سے خواص ہیں ان کو مصنفؒ نے کیوں ذکر نہ کیا۔ جواب مصنف نے یہاں مشہور چند خاصے
کا ذکر کیا ورنہ بہت سے خاصے ہیں۔ جیسے ماضی اور مضارع کی طرف گردانا جیسے ضرب ضربا ضربوا
الخ اور مسند ہونا جیسے ضرب زید میں ضرب مسند ہے اور حرف کی علامت یہ ہے کہ اسم اور فعل کی علامتوں میں
سے کوئی علامت اسمیں موجود نہ ہو یا تو مسند و مسند الیہ نہ ہوسکے۔

فصل:۔ بداں کہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم ست معرب ومبنی۔ معرب آنست کہ آخرش
باختلاف عوامل مختلف شود چوں زَیدٌ در جَاءَنی زیدٌ۔ رَأیتُ زیدًا۔ مررتُ بزیدٍ۔ جاء عامل ست

وزید معرب ست وضمہ اعراب ست و دال محل اعراب۔ ومبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چوں ھٰؤلاء کہ درجائی ہولآء رایت ہولآء۔ ومررت ہولآء۔ کہ در حالت رفع ونصب وجر یکسان ست۔

تشریح :۔ واضح ہو کہ مصنفؒ کلمہ کی اوّلاً تقسیم کرنے کے بعد جو اسم وفعل وحرف ہے اور ہر ایک کی علامت بیان کرکے پھر کلمہ کی دوسری تقسیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عرب کے کلمات دو قسم پر ہیں۔ اوّل معرب، دوم مبنی۔ مخفی مباد دیگر مصنفین عظام نے معرب ومبنی کو اپنے اپنے بحث میں علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔ جیسے بحث اسم میں اسم معرب ومبنی ویسا ہی بحث فعل میں فعل معرب ومبنی کی بحث کئے لیکن مصنفؒ مطلقاً کلمہ کو معرب ومبنی کی طرف تقسیم کیا تاکہ آسانی سے مبتدیان کو سمجھ میں آجاوے

فائدۃ۔ اسم وفعل معرب ومبنی دونوں ہوسکتا ہے مگر حرف سب کے سب مبنی ہیں اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ سامنے آنے والا ہے۔ سوال۔ کلمات عرب کیوں کہا۔ جواب ہماری گفتگو تو کلام عرب میں ہے نہ اسکے غیر میں اسلئے کلمات عرب کے ساتھ مقید کیا۔ سوال۔ کلمات عرب دو قسم پر ہے کیوں ہے جواب کلمات عرب دو حال سے خالی نہیں اوّل یہ کہ دوسرے کلمے کے ساتھ ملے یا نہ ملے۔ اگر نہ ملے تو مبنی ہے کیوں کہ علت اعراب جو کہ معنی فاعلیت ومفعولیت مجروریت ہے معدوم ہے اگر دوسرے کلمہ کے ساتھ ملے پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو عامل کے ساتھ ملے یا نہ ملے اگر عامل کے ساتھ نہ ملے تب بھی مبنی ہے۔ جیسے غلامی۔ اگر عامل کے ساتھ ملے پھر بھی دو حالت سے خالی نہیں۔ اوّل یہ کہ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھے یا نہ رکھے۔ اگر مشابہت رکھے تو مبنی ورنہ معرب ہے الحاصل۔ کلمات عرب میں تین قسم مبنی ہے ایک قسم معرب ہے اقسام مبنیات۔ (۱) ترکیب میں واقع نہ ہو جیسے زیدٌ (۲) مرکب ہو لیکن عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے غلامی وغیرہ (۳) عامل کے ساتھ ملے لیکن مبنی اصل کے ساتھ مشابہت ہو جیسے جاء ہولآء (۴) عامل کے ساتھ مرکب ہوئے لیکن مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے جیسے جاء زیدٌ سوال۔ مبنی کی اقسام تو زیادہ ہیں تب بھی معرب کو کیوں مقدم کیا گیا۔ جواب اوّل۔ معرب کلمات عرب میں اصل ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مافی الضمیر کو ظاہر کیا جاتا ہے اس کا بیان آئندہ آنیوالا ہے۔ اور مبنی فرع ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مافی الضمیر کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ ایک حالت میں رہتا ہے۔ جواب دوم۔ معرب اگرچہ وہ ایک قسم ہے لیکن اس کے افراد بے شمار ہیں بخلاف مبنی کے کہ اسکے افراد چند ہیں انکی تقسیم آئندہ فصل میں آنے والا ہے۔ سوال۔ معرب مبنی کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ جواب۔ معرب بعض کے نزدیک اسم ظرف کا صیغہ ہے۔ مصدر اعراب از باب افعال بمعنی اظہار کردن یعنی اظہار کرنا۔ معرب بمعنی ظاہر کرنے کی جگہ معرب میں چونکہ معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت ظاہر ہوتا ہے

اسلئے معرب کو معرب کہتے ہیں ۔ اور بعض کے نزدیک اسم مفعول کا صیغہ ہے اعراب سے بمعنی فساد ہمزہ سلب ماخذ کے لئے اب معرب بمعنی فساد کو زائل کیا ہوا معرب کو اسلئے معرب کہا جاتا ہے کیونکہ معرب میں معنی فاعلیت و مفعولیت و مجروریت کے ذریعہ جو فساد آتا ہے اس کو زائل کئے ہوئے ہے ۔

دلیل ۔ قول اوّل ۔ اہلِ عرب کا قول ہے اعرب الحاجۃ ۔ ای اظہر الحاجۃ ۔ دلیل دوم اعربت المعدۃ ای فسدت۔

قولہ ۔ معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود ۔ مصنفؒ بعد تقسیم تعریف کو شروع فرمایا معرب اس اسم و فعل کو کہتے ہیں جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے واضح رہے کہ مصنف نے جو تعریف کی ہے تسقیت میں یہ تعریف نہیں بلکہ معرب کا حکم ہے کذا فی الحاشیہ ۔ اصلی تعریف، معرب اس کو کہتے ہیں جو عامل کے ساتھ مستعمل ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو جیساکہ ابن حاجب نے بھی یہی تعریف کی ہے ۔ سوال ۔ مصنف نے اصلی تعریف سے اعراض کرکے حکم کو تعریف میں کیوں داخل کیا ۔ جواب اوّل مصنف مبتدیان کی آسانی کو مدنظر کرکے تعریف اصلی کو متروک کرکے حکم کو تعریف میں داخل کیا ۔ جیسے وہ زید معرب ہے جو جَاءَنِی زیدٌ و رأیتُ زیدًا و مررتُ بزیدٍ میں واقع ہوا ۔

جواب دوم ۔ یا تو مصنف امام النحو ہے آپ بھی مستقل امام ہیں ۔ آپ کے نزدیک مذکورہ کو تعریف مختار ہے بخلاف دیگر نحاۃ کے اسلئے مذکورہ تعریف کو ذکر کیا ۔ ترکیب ۔ جَاءَنِی زیدٌ (میرے پاس زید آیا) جاء فعل نون وقایہ یائے متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ زید فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا ۔ واؤ حرف عطف رأیتُ زیدًا (دیکھا میں زید کو) رایت فعل (تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل زیدًا مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول ۔ و حرف عطف مررتُ بزیدٍ (گذرا میں زید کے ساتھ) مررت فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل ب حرف جار زید مجرور ۔ جار ساتھ مجرور کے متعلق ہوا مررتُ فعل کے ساتھ مررت فعل اور فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ثانی ۔ یا تو جَاءَنِی زید معطوف علیہا رأیتُ زیدًا معطوف مل کر پھر معطوف علیہا ہوا مررتُ بزیدٍ کا ۔ یا تو علیحدہ علیحدہ عطف کا قصد نہ ہو ۔ قولہ باختلاف عوامل کی قید سے غلامی وغیرہ خارج ہو گیا کیونکہ غلامی کے میم کو کسرہ یائے متکلم کے ذریعہ ہوا نہ کے عامل کے ذریعہ کیونکہ یائے متکلم ہیئۃ ماقبل کو کسرہ کا مقتضی ہے ۔ قولہ مختلف کے قید سے تمام مبنیات خارج ہو گئے کیونکہ مبنی کا آخر مختلف نہیں ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی ہٰؤلاءِ و رأیتُ ہٰؤلاءِ و مررتُ بہٰؤلاءِ ۔ سوال :۔ جَاءَنِی زیدٌ و رأیتُ زیدًا وغیرہ میں زید کا آخر مختلف نہ ہوا کیوں کہ آخر میں تو تنوین ہے اب تنوین زیدٌ کا متغیر نہ ہوا ۔ جواب ۔ آخری سے مراد تنوین نہیں بلکہ آخری حرف کی حرکت مراد ہے ۔ خواہ لفظی ہو یا تقدیری ہو ۔ اب آخری حرف کی حرکت تو مثال مذکورہ میں تغیر ہوئی کما ہو الظاہر جیسے ضمہ جَاءَنِی زیدٌ رأیتُ زیدًا میں جاکر منصوب ہو گیا اور بزید

میں جر کے ساتھ بدل گئی فلا تعبآ بالتنوین ۔ سوال :۔ اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف ذاتی نہ کہ اختلاف صفتی
جواب ۔ اختلاف سے مراد عام ہے خواہ اختلاف ذاتی ہو جیسے جاءنی ابوک ۔ ورایت اباک ومررت بابیک
خواہ اختلاف صفتی ہو جیسے مصنف کی عبارت میں مثال پیش کیا ۔ اختلاف ذاتی اعراب بالحروف کو حرف
کے ساتھ بدلنے کو کہتے ہیں ۔ جیسے جاءنی ابوک وغیرہ الخ اور اختلاف وصفی اعراب بالحرکۃ کو حرکت کے ساتھ
بدلنے کو کہتے ہیں جیسے جاءنی زیدٌ وغیرہ اب رایت مسلمین ومررت بمسلمین کے ساتھ اعتراض نہ ہوگا ۔ کیونکہ
اگرچہ اعراب حقیقی نہ ہے لیکن حکمی ۔ ایسا ہی رایت احمدَ ومررت باحمدَ یہ مثال اعراب بالحرکۃ لفظی کا ہے
جیسے جاء ابوک ورایت اباک ومررت بابیک یہ اعراب بالحروف لفظی کی مثال ہے جاء موسیٰ ورایت موسیٰ
ومررت بموسیٰ یہ بھی معرب ہے اعراب بالحرکۃ تقدیری ہے جاءنی مسلمی ورایت مسلمی ومررت بمسلمی یہ مثال
اعراب بالحروف تقدیری کی ہے ۔ رایت احمد ومررت باحمد مثال اعراب بالحرکۃ حکمی ۔ رایت مسلمین ومررت
بمسلمین اعراب بالحروف حکمی اس کی پوری پوری تفصیل اعراب میں آنے والی ہے ۔ فاطلب ہناک ۔
سوال ۔ معرب کی تعریف جامع نہ ہوئی کیونکہ انّ زیدًا مضروبٌ ۔ بے شک زید مار ڈالا گیا ، اور رأنی ضربتُ
زیدًا زید کو مار ڈالا ہوتے والی ضاربٌ زیدًا ر بیشک میں زید کو مار ڈالنے والا ہوں ، مثال اول میں انّ حرف
مشبہ بالفعل اور مثال ثانی میں ضربت فعل اور مثال ثالث میں ضاربٌ اسم ان ساری صورتوں میں زید معمول
پر مختلف عامل آیا لیکن زید کا آخر کیوں مختلف نہ ہوا نصب برقرار رہ گئی ۔ جواب اول مختلف عامل اسم وفعل
وحرف ہونا مراد نہیں بلکہ معنی مقتضی للاعراب یعنی معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت مختلف ہو اب مثال
اول میں مسند الیہ اور مثال ثانی وثالث میں مفعول بہ معنی مقتضی للاعراب مختلف ہے اسلئے زید معرب ہوگا
اور محشیؒ نے فرمایا کہ صورتِ مذکورہ میں عامل مختلف نہیں بلکہ متفق ہے ۔ اسمیں مختلف نہ ہوا کیوں کہ ہر ایک
عامل ناصب ہے
جواب دوم ۔ مثال مذکور میں مختلف ہوا کیوں کہ انّ اور ضربت اور ضاربٌ باہم مختلف ہے کیونکہ اول حرف
عامل اور ثانی فعل عامل اور ثالث اسم عامل ہے ۔
سوال ۔ عامل کے اختلاف کے ذریعہ سے آخر مختلف ہوتا ہے یہ بات مسلم وقابل قبول نہیں کیوں کہ جاءنی زیدٌ
میں جو زید ہے وہ عامل داخل ہونے سے پہلے ساکن تھا جاءنی کے دخول کے بعد متحرک ہوا لیکن مختلف عامل تو
نہ ہوا کیوں کہ عامل صرف جاءنی ہے ۔
جواب ۔ عامل داخل ہونے سے پہلے مبنی تھا اور بعد دخول عامل معرب ہوا اب ہماری گفتگو معرب ہونے کے
بعد ہے اب زید بعد المعرب مختلف ہوتا ہے جیسا کہ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوگیا ۔
سوال ۔ جاءنی زیدٌ میں زید پہلے سے مختلف عامل نہ ہوا آخری دال میں بھی مختلف نہ ہوا اختلاف عامل سے

اب اس کو مبنی میں سے شمار کرنا الیق واجد ہوا۔
جواب :- آخر مختلف ہونے سے مراد اعراب کی صلاحیت رکھنا اب بعد التفکر معلوم ہوتا ہے۔ زید بعد اعراب معرب کی صلاحیت رکھتا ہے۔
سوال :- عامل یہ اسم فاعل کا صیغہ العمل مصدر سے بمعنی کار کردن اب اسم فاعل صفت کی جمع تو فاعلون کے وزن پر ہوتی ہے کہ فواعل اب فواعل کے وزن پر کیوں ہوئی۔
جواب اوّل :- موصوف مذکر غیر عاقل کی صفت فواعل کے وزن پر آتا ہے اب عامل کی صفت ہے جیسا کہ اسمٌ فاعلٌ وفعلٌ عاملٌ وحرفٌ عاملٌ۔ اب اسم وفعل وحرف یہ موصوف غیر عاقل ہے اسکی صفت فواعل کے وزن پر آیا۔ کچھ نقصان نہ ہوا جیسے کاہل کی جمع کواہل آتی ہے۔
جواب دوم :- یہ جمع خلاف قیاس وشاذ ہے۔
سوال۔ مصنفؒ عوامل کو جمع لایا اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر دو عامل ایک عامل سے مختلف ہو وہ معرب نہ ہوگا کیونکہ معرب ہونے کیلئے مختلف دو سے زائد عامل ہونا شرط ہے۔
جواب۔ جمع کبھی افراد کثیر پر دلالت کرنے کیلئے مستعمل ہوتی ہے۔ اور کبھی جنسیت کے لئے اب یہاں سے جنسیت مراد ہے۔ یعنی جنس عامل کے ذریعہ مختلف ہونے سے معرب ہوگا۔ اب دو اور ایک کا کچھ اعتبار نہیں۔ قاعل
قولہ جار عامل است۔ یعنی جار عامل ہے۔ عامل وہ شئ ہے جس کے ذریعہ معرب کا آخر مختلف ہوتا ہے۔ جیسا کہ جار عامل ہے۔ جاءنی زیدٌ میں اور رایت عامل ہے رایت زیدًا میں باء عامل ہے مررتُ بزیدٍ میں کیونکہ جاء ورأیت وباء کے ذریعہ مختلف ہوا۔ زید معرب ست۔ زید معرب ہے تینوں مثال میں مثال اوّل ضمہ اور مثال ثانی نصب اور مثال ثالث جر یہ اعراب بالحرکۃ کی ہے۔ اور اعراب بالحروف بھی اعراب بالحرکت میں داخل ہے اب اعراب بالحروف سے اعتراض نہ ہوگا کہ مصنف نے بحث معرب میں اعراب بالحروف کو کیوں نہ لایا کیونکہ علم صرف میں مذکور ہے۔ واؤ اخت ضمہ الف اخت فتح یا اخت کسرہ۔
قولہ دال محل اعراب۔ اس سے مصنف نے ایک راز کی طرف اشارہ فرمایا کہ نحات آخری کلمے سے بحث کرتے ہیں نہ کہ اوّل و وسط سے بخلاف اصول وصرف ومنطق ومعانی وبیان وغیرہ کے کیونکہ بعض اوّل کلمے سے اور بعض وسط کلمے سے بحث کرتے ہیں۔ کذا فی ہدایۃ النحو۔
فائدہ۔ بصریوں کے نزدیک معرب کے پیش کو رفع اور زبر کو نصب اور زیر کو جر اور سکون کو جزم کہتے ہیں۔ اور مبنی کے پیش کو ضمہ اور زبر کو فتح اور زیر کو کسرہ اور سکون کو وقف کہتے ہیں۔ ضمہ وفتحہ و کسرہ وسکون دونوں کے درمیان مشترک ہے جیسا کہ شاعر نے فرمایا ؎

رفع ونصب وجر وجزم ایں چار　　　　از برائے معرب آمد اختیار

ضم وفتح وکسرہ وقف اندر شمار — از برائے مبنی آمد اختیار
ضمہ وفتحہ وکسرہ ہسم سکون — ایں ہمہ را مشترک داں ذی جنون

مگر کوفیین معرب ومبنی کے پیش وزبر وزیر کے نام میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں۔ کذا فی الفوائد الضیائیۃ
اور اعراب وہ چیز ہے جس کے ساتھ معرب کا آخر میں مختلف ہوتا ہے حقیقۃً یا حکماً جیساکہ زید ضمہ کے ساتھ اور زیداً نصب کے ساتھ بزید جر کے ساتھ مختلف ہوا اب ضمہ ونصب وجر اعراب ہے اور اعراب کی اصل تعریف یہ ہے۔ اعراب وہ شی ہے جس کے ذریعہ معرب کا آخر مختلف ہوتا ہے تاکہ معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت پر دلالت کرے کذا فی الکافیہ۔ تعریف اول مبتدیوں کے لئے حل ہے۔ فاحفظ، اور باقی بات انشاء اللہ تعالیٰ بحث اعراب میں آنے والی ہے۔

قولہ ۔ مبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چوں جاءنی ہؤلاء ورأیت ہؤلاء ومررت بہؤلاء کہ در حالت رفع ونصب وجر یکساں ست۔ مبنی وہ اسم وفعل ہے جس کا آخر اختلاف عوامل کے ذریعہ مختلف نہ ہو جیسے ہؤلاء فی جاءنی ہؤلاء ورأیت ہؤلاء ومررت بہؤلاء تینوں حالت میں مختلف نہ ہوا۔ (ترجمہ) آئے میرے پاس وہ لوگ اور دیکھا میں ان کو اور گذرا میں ان کے ساتھ۔

(ترکیب) جاء فعل نون وقایہ یائے متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ ہؤلاء اسم اشارہ مع مشار الیہ محذوف مل کر محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہا۔ واؤ حرف عطف رأیت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل ہؤلاء اسم اشارہ مع مشار الیہ محذوف مل کر محلاً منصوب مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوفہ واؤ حرف عطف مررت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل باحرف جار ہؤلاء اسم اشارہ مع مشار الیہ محذوف مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا۔ مررت فعل کے۔ مررت فعل وفاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوفہ قرار دیا جائے لیکن خلاف اولیٰ ہے اور باقی ترکیب کو اسی مثال پر قیاس کرلو

سوال :۔ زید کو تو ترکیب میں محلاً نہ کہا ہؤلاء کو محلاً کیوں کہا۔

جواب :۔ اعراب چار قسم پر ہے۔ (۱) لفظی (۲) تقدیری (۳) حکائی (۴) محلی۔ اب اعراب لفظی اس اعراب کو کہتے ہیں جو لفظ میں دیکھائی دی جاتی ہے جیساکہ زید میں ضم ونصب وجر اعراب لفظی ہے کیونکہ وہ دیکھا جاتا ہے۔ اعراب تقدیری اس اعراب کو کہتے ہیں جو لفظاً دیکھا نہ جاوے جیسے موسیٰ وغیرہ میں ضم ونصب وجر لفظاً نہ ہوگا۔ مستثنٰی اعراب میں مذکور ہوگا۔

اعراب حکائی وہ اعراب ہے جو اول جس طریقہ وطور پر تھا ابھی بھی اس حالت میں رکھا جاوے فی الحال موجودہ عامل کے ذریعہ مختلف نہ ہوگا۔ نحو غلام زید میں غلام کے میم میں ضمہ کے ساتھ پڑھنا جیسے غلام زید قائم میں مبتدا کی بنا پر مرفوع بھی وہ رفع باقی رکھا جائے حالاں کہ لفظ نحو کا مضاف الیہ

ہونے کے اعتبار سے مجرور ہونا چاہیے پہلے طریقہ پر رکھدیا ورنہ حکایت باقی نہ رہے گی۔ اعراب محلی اگر کوئی مبنی رفع کی جگہ میں واقع ہو تو اس کو محلاً مرفوع اگر نصب کی جگہ میں واقع ہو تو محلاً منصوب اگر جر کی جگہ میں واقع ہو تو محلاً مجرور کہتے ہیں۔ اسلئے ہٰؤلاء کو محلاً اول میں محلاً مرفوع اور ثانی میں محلاً منصوب اور مثال ثالث میں محلاً مجرور کہا کیونکہ مثال اول میں فاعل اور مثال ثانی میں مفعول بہ اور مثال ثالث میں مجرور واقع ہوا۔

فصل: بداں کہ جملہ حروف مبنی ست واز افعال فعل ماضی وامر حاضر معروف فعل مضارع بانونہائے تاکید نیز مبنی ست۔ بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است اما اسم متمکن معرب ست بشرطیکہ در ترکیب واقع شود وفعل مضارع معرب بشرط آنکہ از نونہائے جمع مؤنث ونون تاکید خالی باشد پس در کلام عرب ازیں دو قسم کہ معرب نیست باقی ہمہ مبنی ست اسم غیر متمکن اسمی ست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد ومبنی اصل سہ چیز ست (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) جملہ حروف واسم متمکن اسمی ست کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد۔

تشریح:۔ واضح ہو کہ مصنفؒ معرب ومبنی کی تعریف بیان کرکے پھر کون چیز معرب اور کون سی چیز مبنی ہے اسکی پہچان دینے کو شروع فرمایا کہ تمامی حرف مبنی ہے خواہ عاملہ ہو یا غیر عاملہ یا حروف معانی یا مبانی یا حرف ہجار ہو الحاصل کل حروف کلمات عرب مبنی ہے۔

سوال:۔ تمامی حروف مبنی کیوں ہے۔

جواب:۔ معرب ہونے کیلئے دو بیان شرط ہے اول یہ کہ اس میں معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت کی صلاحیت ہو۔ دوم یہ کہ اگر یہ نہ ہو تو کوئی اسم معرب کے ساتھ خاص طور پر مشابہت رکھنا ضروری ہے اب بعد التفکر معلوم ہوگیا حروف میں معنی اول نہیں کیونکہ وہ غیر مستقل ہے صلاحیت فاعل ومفعول ومجرور ہونے کیلئے مستقل بالمفعولیت شرط ہے اور معانی ثانی یعنی مشابہت خاص اسم معرب کے ساتھ ہونا یہ بھی معدوم ہے اب دونوں شرط مفقود ہونے کی وجہ سے تمامی حروف مبنی ہوگا۔ کذا فی الحاشیہ۔

قولہ: از افعال فعل ماضی وامر حاضر معروف وفعل مضارع بانونہائے جمع مؤنث وبانونہائے تاکید نیز مبنی ست۔ یعنی فعلوں میں سے فعل ماضی اور امر حاضر معروف بلا شرط مبنی ہے بخلاف مضارع کہ وہ بھی مبنی ہے بشرطیکہ فعل مضارع کے ساتھ ساتھ نون تاکید ثقلیہ یا خفیفہ یا نون جمع مؤنث کا نون مضارع کے ساتھ متصل ہو جیسے ضرب واضرب ولیضربن اب امر حاضر معروف کی قید سے امر حاضر مجہول اور امر غائب

متکلم معروف ومجہول سب معرب ہیں داخل ہوگیا کیوں کہ مذکور قسم لام امر کے ذریعہ مجزوم ہوتے ہیں۔ ماضی مبنی علی الفتح اور امر حاضر مبنی علی الوقف اور مضارع بانون جمع مؤنث مبنی علی السکون اور مضارع بانونہائے تاکید مبنی علی الالف یا فتح ہے۔

سوال ۔ ماضی مبنی کیوں ہوگا ۔

جواب ۔ ماضی یہ تو فعل ہے ۔ فعل کی اصل مبنی ہونا ہے جیسے اسم کی اصل معرب ہے ۔ علت مذکور ہوا اسلئے مبنی ہوا ۔ اصل پر رہنا یہ بھی ایک اصل ہے ۔

جواب دوم ۔ ماضی میں علت معرب جو معنے فاعلیت ومفعولیت ومجروریت ومشابہت باسم معرب ہے کوئی ایک نہیں اسلئے مبنی ہے ۔

سوال ۔ مبنی کی اصل سکون ہے اب فتح پر مبنی کیوں ہوتا ہے ۔

جواب ۔ فعل ماضی یہ بواسطہ مضارع اسم فاعل کی جگہ میں واقع ہوتا ہے اب اسم جیسا کہ معرب ہے اب فعل ماضی اگرچہ علت مذکور سے معرب نہ ہوسکا مگر کچھ اس کا نشان وعلامت یعنی حرکت کو اسم سے مشابہت کی وجہ سے عاریت لیا اسی وجہ سے حرکت پر مبنی ہوا نہ کہ سکون پر اگرچہ وہ اصل ہے مشابہت یہ زید یضرب میں یضرب فعل مضارع ہے اسکی جگہ زید ضرب کہنا بھی صحیح ہوگا یعنی یضرب جیسا کہ خبر واقع ہوا ضرب بھی خبر واقع ہوگا ۔ ہوالظاہر ۔ مگر فتح اخف الحرکات ہے اسلئے ضمہ پر مبنی نہ ہوا مبنی علی الکسرہ تو بالکل نہ ہوسکے گا ۔

سوال ۔ فعل ماضی مبنی ہونے کے اعتبار سے کتنی قسم ہے ۔

جواب :۔ تین قسم ہے ۔ اول ماضی مبنی علی الفتح ہو جب کہ صیغۂ ماضی کے ساتھ ضمیر مرفوع متصل بارز متحرک متصل نہ ہو ۔ جیسے ضرب وضربا وضربت وضربتا یہ چار صیغہ میں مبنی علی الفتح ہے ۔ دوم مبنی علی السکون اگر ضمیر مرفوع متصل متحرک ملے تب مبنی علی السکون ہوگا ۔ ورنہ چار حرکت ایک صیغہ میں پے در پے جمع آنا لازم آئے گا وہ جائز نہیں وہ ضربن جمع مؤنث غائب سے ضربنا جمع متکلم تک ۔ سوم ۔ مبنی علی الضم جبکہ صیغۂ ماضی کے ساتھ واؤ متصل ہو جیسے ضربُوا کیونکہ واؤ ماقبل ضمہ کا مقتضی ہے ۔

سوال ۔ امر حاضر معروف کے مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے ۔

جواب ۔ امر حاضر معروف میں معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت نہیں ۔

جواب دوم ۔ فعل کی اصل مبنی ہونا ۔

جواب سوم ۔ امر حاضر معروف مضارع کے ساتھ مشابہت نہیں تاکہ وہ فعل مضارع کی مانند معرب ہوگا کیونکہ امر حاضر میں علامت مضارع نہیں اسلئے مضارع کے ساتھ مشابہت نہیں بخلاف امر حاضر مجہول

وامر غائب وغیرہ کیونکہ ان سب میں علامت مضارع باقی ہے اسکے ذریعہ مضارع کے ساتھ مشابہت تامہ ہے اسلئے امر حاضر مجہول وغیرہ سب معرب ہوگا۔ لام امر کے ذریعہ یہ مذہب بصریین کا ہے کوفیین امر حاضر معروف کو امر غائب ومتکلم پر قیاس کرتے ہیں کیوں کہ دونوں نفس امر میں تو مشترک ہے امر غائب ومتکلم وغیرہ جیساکہ معرب ہے بلام امر ملفوظہ کے ذریعہ امر حاضر معروف بھی معرب ہوگا بلام امر مقدر کے ذریعہ کیوں کہ ان کے نزدیک مقدر وملفوظ دونوں یکساں ہے المقدر کالملفوظ مگر ان کا قیاس قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مقدر کو ملفوظ پر قیاس کرنا یہ کس قسم کی بات ہے۔ کذا فی الفوائد الضیائیہ۔

سوال:۔ فعل مضارع جب کہ نون جمع مؤنث کے ساتھ ہو تو اس وقت مبنی علی السکون کیوں ہوتا ہے۔

جواب:۔ مضارع کا جمع مؤنث غائب وحاضر ماضی کی جمع مؤنث کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے نفس تانیث میں اب ماضی کی جمع مؤنث کے نون سے پہلے جیساکہ مبنی علی السکون ہے مضارع میں بھی جمع مؤنث کے نون سے پہلے مبنی علی السکون ہوگا تاکہ مشابہ مشابہ کا مخالف نہ ہو اب نون جمع مؤنث سے پہلے سکون لازم ہونے کی وجہ سے اعراب نہیں دیتے ہیں۔ اب نون جمع مؤنث کو بھی اعراب دینا صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ حقیقت میں نون جمع مؤنث کا حکم دوسرے کلمہ کے حکم میں ہے۔ الحاصل جب کہ دونوں میں اعراب جاری نہ کیا جاسکا بالآخر مبنی کر دیا۔

سوال۔ نون تاکید اگر مضارع کے ساتھ ہو تو اس وقت مبنی کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ اگر نون تاکید متصل ہو تو دو حال سے خالی نہیں اوّل یہ کہ نون تاکید سے پہلے اعراب جاری کیا جائے یا نون تاکید پر اگر اعراب کو نون تاکید سے ماقبل جاری کیا تو اس وقت وسط کلمہ میں اعراب جاری کرنا لازم آئیگا حالانکہ سابق سے معلوم ہوا کہ اعراب آخری کلمہ میں جاری ہوتا ہے اب وسط کلمہ میں جاری کرنا صحیح نہ ہوگا کیونکہ نون تاکید ثقلیہ وخفیفہ شدتِ اتصال کے ذریعہ کلمہ واحد کی مانند ہوگی پس اگر نون تاکید پر اعراب داخل کیا جاوے تب حقیقۃً نون تاکید کلمہ دیگر ہے۔ اب کلمۂ دیگر میں اعراب جاری کرنا لازم آوے گا۔ الحاصل۔ نون تاکید کے پہلے اور نون تاکید دونوں صورت پر اعراب داخل کرنا ممنوع ہے۔ جیساکہ سابق سے معلوم ہوا الآن ناچار ہوکر مبنی کئے۔ کذا فی الفوائد الضیائیہ

فوائد۔ بداں کہ اسم غیر متمکن مبنی است اما اسم متمکن معرب ست بشرطیکہ در ترکیب واقع مصنفؒ مبنیات حروف وافعال کو بیان کرنے کے بعد اسمائے مبنی ومعرب کو شروع فرمایا۔ تمکن مصدر بمعنی جائے دادن متمکن کو متمکن اس لئے کہا جاتا ہے چونکہ اعراب وتنوین کو جگہ دیتی ہے۔ کذا فی علم الصرف۔ اور نحاۃ کے اسم غیر متمکن کی تعریف مصنف آئندہ بیان کریں گے۔ اسم غیر متمکن مبنی ہے اسکی علت آئندہ آنے والی ہے۔ اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ وہ عامل کے ساتھ مل کر ترکیب میں واقع ہو جیساکہ زید معرب ہے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ بس صرف زید قبل الترکیب معرب نہیں بلکہ مبنی علی السکون ہے یہ اکثر نحاۃ کا قول ہے جیساکہ ابن حاجبؒ وصاحب

ہدایہ وغیرہ علامہ سید صاحب بھی اس کو مختار سمجھ کر اپنی کتاب میں اس طریقہ سے تعریف کیا مگر صاحب الکشاف نے اسم متمکن کو قبل الترکیب ساری حالتوں میں معرب جانا اسم متمکن ہر حالت میں معرب ہوگا۔ خواہ ترکیب میں واقع ہو یا نہ ہو کذا فی الہدایہ و غایۃ التحقیق۔ پھر اختلاف یہ ہے صاحب الکشاف بالقوۃ کا اعتبار کرتے ہیں جبکہ وہ معرب ہونے کی صلاحیت کی قوت رکھتا ہے تو اب وہ قبل الترکیب وبعد الترکیب سب حالت میں معرب ہوگا۔ اور ابن حاجب وغیرہ معرب بالفعل کا اعتبار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ ترکیب میں واقع نہ ہو اس وقت معرب نہ ہوگا کیونکہ معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت نہیں جو معرب ہونے کیلئے شرط ہے۔ اور معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت پیدا ہونے کیلئے عامل کے ساتھ ملنا شرط ہے اسلئے بے اتصال عامل بدون مرفوع ترکیب معرب نہ ہوگا مذہب صاحب الکشاف پر فتوی نہیں بلکہ اکثر نحاۃ پر فتوی ہے۔

قولہ فعل مضارع معرب ست بشرط آں کہ از نونہائے جمع مؤنث ونون تاکید خالی باشد۔ فعل مضارع معرب ہے بشرطیکہ جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو کیونکہ ان دونوں صورت میں علت مبنی موجود نہیں۔ اب معرب ہونا کلمہ کی اصل ہے اس لئے معرب ہوا۔

الحاصل کلام عرب میں دو قسم سے زائد معرب نہیں۔ اول اسم متمکن بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو۔ دوم فعل مضارع بشرطیکہ نون جمع مؤنث ونون تاکید سے خالی ہو۔

قولہ اسم غیر متمکن اسم ست کہ مبنی اصل مشابہت دارد۔ اب مصنفؒ اسم غیر متمکن کی تعریف نحوی بیان فرماتے ہیں اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو جو آٹھ قسم پر ہے اسکی تفصیل آئندہ فصل میں آنے والی ہے اور مشابہت کی چند صورتیں ہیں اول یہ کہ مبنی اصل کا معنی ضمن میں لینے والا ہو جیسے مضمرات وہمزۂ استفہام کے معنی کو ضمن میں لیا۔ دوم مبنی کی صفت کے ساتھ موصوف ہو جیسے مفردات و اشارات وموصولات یہ تینوں صفت محتاج ہونے میں حرف کے ساتھ مشابہ ہے۔ سوم مبنی اصل کے موقع میں واقع ہو جیسے نزال انزل امر کی جگہ میں واقع ہوا۔ چہارم مبنی اصل کی طرف مضاف ہو جیسے یومئذ اصل میں یوم اذ کان کذا تھا۔ پنجم اس اسم کی ہم شکل ہو جو مبنی اصل کی جگہ میں واقع ہو جیسے فجار نزال کی ہم شکل ہے جو نزال امر حاضر کا موقع ہوا۔ ششم ایسے اسم کی جگہ میں ہو جو مبنی اصل کے مشابہ ہو جیسے منادی مضموم کاف اسمی کی جگہ میں واقع ہوا جو کاف حرفی کے ساتھ مشابہ ہے۔ مبنی اصل سہ چیز ست مصنفؒ مبنی اصل کو بیان کرتے ہیں۔ مخفی مبادکہ مبنی اصل کے بارے میں اختلاف ہے۔ بصریوں کے نزدیک مبنی اصل تین ہے۔ (۱) فعل ماضی۔ (۲) جملہ حروف (۳) امر حاضر معروف۔ مبنی اصل یعنی اصالۃ وہ مبنی ہے کوئی عارض کے ذریعہ مبنی ہوا ایسا نہیں ۔ اور کوفیوں کے نزدیک مبنی اصل دو چیز ہے۔ (۱) جملہ حروف (۲) فعل ماضی کیونکہ امر حاضر معروف ان کے نزدیک معرب ہے بلام امر مقدرہ اس کی تفصیل مذکور ہوئی۔ اور بعض کے نزدیک مبنی اصل چار ہے تین مذکورہ

چہارم جملہ کیوں کہ جملہ من حیث الجملہ وہ مبنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت کا مقتضی نہیں اسلئے وہ مبنی اصل ہے اور بعض نے جملہ کو مشابہ مبنی کہا مبنی اصل نہ کہا اور یہی قول ہے ناچیز خوف اطناب کی وجہ سے اسکے درپئے نہ ہوا تاکہ مبتدیان پر ثقیل نہ ہو جاوے اب مصنفؒ مطابق حدیث خیر الانام سردار دوجہاں تاجدار مدینہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ کو اختیار کیا یعنی مبنی اصل کے تین ہونے کا قول اختیار فرمایا کما قال رسول اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلّم خَیْرُ الامور اَوْسَطُھَا ۔ الحدیث ۔ اب مصنف نحوی اسم متمکن کی تعریف کی تصریح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے ۔ اس کا بیان آنے والا ہے ۔

سوال اسم متمکن مرادًا معرب غیر متمکن مرادًا مبنی اب بہت سے اسم متمکن مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اب مشابہت کے ذریعہ مبنی ہونا لازم تھا اب وہ معرب کیوں ہوا جیسے غیر منصرف فعل ماضی کے ساتھ دو فرعیت میں مشابہت رکھتا ہے اس کا بالتفصیل بیان خاتمہ میں آنے والا ہے اور تثنیہ وجمع حرف کو متضمن ہوتا ہے جیسے زیدان یعنی زیدٌ زیدٌ وزیدون ای زیدٌ وزیدٌ وزیدٌ اور نحو ومثل وغیرہ یہ کاف حرف جر تشبیہ کے ساتھ مشابہ رکھتے ہیں کیوں کہ نحو ومثل کے معنی میں مانند ومشابہت کے معنی میں ہے اب غیر منصرف وتثنیہ وجمع ونحو ومثل معرب کیوں ہے ۔ کما ہو الظاہر ۔

الجوابُ عن الاوّل ۔ اسم مبنی اصل کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے مشابہہ تامّہ مراد ہے یعنی اگر کوئی اسم معرب مبنی اصل کے ساتھ مشابہت تامّہ رکھتا ہو تو مبنی ہوگا اگر مشابہت ضعیفہ وعارضہ ہو تو وہ مبنی نہ ہوگا اب غیر منصرف فعل کے ساتھ جو مشابہت رکھتا ہے وہ مشابہت ضعیف ہے مشابہت ضعیف کی علت آئندہ آنے والی ہے اسلئے مبنی نہ ہوا ۔

الجواب عن الثانی ۔ تثنیہ وجمع میں جو واوٗ عاطفہ ہے وہ حرف عطف اعتباری ہے نہ کہ فی الواقع اگر فی الواقع ہوتا تو اس کو معطوف علیہ ومعطوف سے تعبیر کیوں نہیں کرتے ہیں اب اس کا کچھ اعتبار نہیں ۔

الجواب عن الثالث ۔ مثل ونحو اگرچہ کاف تشبیہ کے معنی میں ہو لیکن یہ ہمیشہ لازم الاضافۃ ہے یعنی نحو ومثل وغیرہ اکثر مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے اب اضافۃ ہونا یہ معرب کی علامت ہے اسلئے یہ معرب ہوگا ۔

الحاصل ۔ مذکورہ جوابات سے معلوم ہوا کہ سب معرب ہوگا اب تو تعریف جامع ہوگی

فائدہ نادرہ ۔ اے طالبان حریفان اس نکتہ کو حفظ وضبط کرنا واجب ہے چند الفاظ کا فرق (۱) مشابہت (۲) مناسبت (۳) مجانست (۴) مماثلت (۵) مشاکلت ۔ مشابہت دو شئی کا ایک صفت میں شریک ہونا اسی طرح ہر ایک کے لئے وہ صفت لازم مشہور ہے ۔ برابر سرابر یعنی شئی اوّل کے لئے جتنی مقدار مشہور ہے شئی ثانی کے لئے بھی اس قدر مشہور ہو جیسے اسدٌ شیر اور بہادر مرد شریک ہے بہادری میں مرد کے ساتھ جیسا کہ شجاعۃ میں مشہور ہے اسد کی ساتھ بھی مشہور ہے (۲) مناسبت یعنی دو شئی ایک صفت میں شریک ہونا لیکن مشہور وغیر مشہور دونوں ایک برابر نہیں ہے

شجاعت وغیرشجاعت (۳) مجانست یعنی دوشئی کا ایک ذات وجنس میں شریک ہونا جیسے انسان وفرس کا ذات حیوان میں شریک ہونا (۴) مماثلت یعنی دوشئی ایک نوع وقسم میں مشترک ہو جیسے زید وعمرو بکر نوع انسان میں داخل ہے (۵) مشاکلت یعنی دوشئی کا ایک صورت میں شریک ہونا جیساکہ حقیقی فرس اور تصوری فرس دونوں صورت ایک ہے بعض کے نزدیک مشابہت اور مناسبت مرادف ہے اور بعض کے نزدیک مشابہت عام اور مناسبت خاص اور بعض کے نزدیک اسکے برعکس ہے۔

الحاصل - مبنی اصل تین ہے۔ (۱) ماضی (۲) امرحاضر معروف (۳) جملہ حروف - مشابہ مبنی یعنی اسم غیر متمکن آٹھ قسم پر ہے۔ (۱) مضمرات (۲) اسمائے اشارات (۳) موصولات (۴) اسمائے افعال (۵) اسمائے اصوات (۶) اسمائے کنایہ (۷) اسمائے مرکبات (۸) اسمائے ظروف - مبنی بالشرط دو ہے ایک فعل مضارع بانون جمع مؤنث ونون تاکید دوسرا اسم متمکن بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو۔

فصل بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم ست اوّل مضمرات چوں انا من مرد وزن وضربتُ زدم من وایایَ خاص مرا وضربنی بزد مرا ولی مرا وایں ہفتاد ضمیرست - چہار دہ مرفوع متصل ضربتُ ضربنا ضربتَ - ضربتما - ضربتم - ضربتِ - ضربتما - ضربتنّ - ضربَ - ضربا - ضربوا - ضربتْ ضربتا - ضربنَ - چہار دہ مرفوع منفصل - انا - نحن - انت - انتما - انتم - انتِ انتما انتنّ - ھوَ - ھما - ھم - ھیَ - ھما - ھنّ - چہار دہ منصوب متصل - ضربنی - ضربنا ضربکَ ضربکما - ضربکم - ضربکِ - ضربکما - ضربکنّ - ضربَہُ - ضربَہما - ضربَہم - ضربہا - ضربہما - ضربہنّ چہار دہ منصوب منفصل ایایَ - ایانا ایاکَ ایاکما ایاکم - ایاکِ ایاکما - ایاکنّ - ایاہ - ایاھما - ایاھم - ایاھا ایاھما ایاھنّ چہار دہ مجرور متصل لی - لنا - لکَ - لکما - لکم - لکِ - لکما - لکنّ - لہٗ - لہما لہم - لہا لہما لہنّ — دوم اسمائے اشارات - ذا - ذان - ذین - تا - تی تہٖ - تہ ذھی تان - تین اولاء بمد اولی بقصر

تشریح - اوّل مضمرات چون انا سے لی تک جان لو کہ اسم غیر متمکن جسکی تعریف پہلے گذر چکی وہ آٹھ قسم پر ہے جیسے اوپر گذرا - پہلی قسم ضمیروں کی ہے جیسے انا ضمیر مرفوع واحد متکلم یعنی ایک مرد یا عورت ضربتُ ضمیر مرفوع متصل واحد متکلم یعنی مارا میں نے۔ ایایَ ضمیر منصوب منفصل واحد متکلم یعنی خاص کر مجھ کو ایک مرد یا ایک عورت - ضربنی - ضمیر منصوب متصل واحد متکلم - لی ضمیر واحد متکلم بحث مجرور متصل ہر ایک کی تفصیل انشاءاللہ آنے والی ہے۔

سوال۔ مضمرات مشابہ بالمبنی کس طرح ہوا۔

جواب۔ ضمیر مرجع کی طرف محتاج ہوتا ہے جیساکہ حرف اپنا معنی سمجھانے کیلئے دوسرے کلمے کی طرف محتاج ہوتا ہے اب حرف و مضمرات دونوں نفس محتاج ہونے میں مشترک و مشابہ ہے اسلئے حرف جیساکہ مبنی ہے ضمیر بھی مبنی ہوگا ویسا ہی اسم اشارہ مشار الیہ کی طرف محتاج ہوتا ہے اور اسمائے موصولات صلہ کی طرف محتاج ہوتے ہیں اب یہ دونوں بھی حروف کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہوا۔

سوال۔ مشابہ مبنی میں مضمرات کو مقدم کیوں کیا۔

جواب اول۔ مضمرات کے افراد زیادہ ہیں اسلئے بر بنار تکثیر مستحق التقدم ہونے کی بنا پر مضمرات کو دوسرے اقسام پر مقدم کیا۔

جواب دوم۔ مضمرات کی کوئی قسم معرب نہیں سب مبنی ہے بخلاف اسم اشارہ وموصولہ وغیرہ کے اس کی بعض قسم معرب ہے۔ اب خالص مشابہ مبنی کو غیر خالص پر مقدم کیا گیا۔

جواب سوم۔ مضمرات کثیر الاستعمال ہے اور کثیر الاستعمال غیر کثیر الاستعمال پر مقدم ہوا کرتا ہے۔

سوال۔ مضمرات کو جمع کیوں لایا گیا۔

جواب۔ اس کے افراد زیادہ ہونے کی وجہ سے جمع لایا۔ کیونکہ اس کے افراد ستر ہیں۔

سوال۔ مضمرات مضمر کی جمع یا مضمرۃ کی بہرصورت اعتراض سے خالی نہیں ہے اگر مضمر کی جمع کیا جاوے تو مضمرون واؤ نون کے ساتھ ہونا چاہیئے اگر مضمرۃ کی جمع ہو تو اعتراض یہ ہے کہ مضمر یہ اسم کی صفت ہے ای اسم مضمر واسم موصوف اور مضمر صفت، صفت اور موصوف کے درمیان تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری ہے اب مطابقت نہ ہوگی۔

جواب اوّل۔ موصوف مذکر لایعقل کی صفت الف وتار کے ساتھ آتی ہے جیسے مضمر کی جمع مضمرات مرفوع کی جمع مرفوعات۔ منصوب کی جمع منصوبات مجرور کی جمع مجرورات۔

جواب دوم۔ یہ خلاف قیاس جمع ہے۔ جواب سوم۔ غیر ذوی العقول کی جمع الف وتا کے ساتھ آتی ہے جیسے کاہلات کی جمع کاہل اور خالیات جمع خالی کی

سوال۔ مضمر کی تعریف کیا ہے لغۃً واصطلاحًا

جواب۔ مضمر کا معنی لغوی پوشیدہ اسلئے دل کو ضمیر کہتے ہیں کیونکہ وہ پوشیدہ رہتا ہے اور اصطلاح نحاۃ میں ضمیر اس اسم کو کہتے ہیں جو متکلم و مخاطب اور ایسے غائب کیلئے موضوع ہو جس کا مرجع لفظًا ومعنًا وحکمًا مذکور ہو مثال لفظی زید غلامہٗ یہاں ہٗ کا مرجع زید ہے۔ لفظًا مذکور ہے۔ مثال معنوی کقولہٖ تعالٰی اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یہاں ہو مرجع عدل جو اعدلو میں پوشیدہ ہے۔ مثال حکمی هُوَ زَیْدٌ قَائِمٌ وہِیَ زَیْنَبُ یہاں ہُو وہی دونوں کا مرجع حکمًا مذکور ہے جو زید و زینب کی طرف راجع ہے۔

نکتہ ۔ اولاً ضمیر دو قسم ہے اول متصل ۔ دوم منفصل متصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل کے ساتھ متصل ہوکر آوے جیسے ضربت وغیرہ ۔ منفصل وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل کے ساتھ متصل نہ ہو جیسے انا و نحن و ایّانا وغیرہ پھر ضمیر تین قسم پر ہے (۱) ضمیر مرفوع متصل (۲) ضمیر منصوب (۳) ضمیر مجرور ۔ ضمیر مرفوع اس کو کہتے ہیں جو ترکیب میں فاعل حقیقی یا حکمی واقع ہو ۔ مثال فاعل حقیقی جیسے ضربت وغیرہ مثال فاعل حکمی جیسا کہ مبتداء و خبر وغیرہ واقع ہوتا ہے ۔ ضمیر منصوب اسکو کہتے ہیں جو ترکیب میں مفعول بہ حقیقی یا حکمی واقع ہو ۔ مثال حقیقی ضربنی و ضربنا ضربک وغیرہ مثال حکمی جیسا کہ اسم ان و خبر کان وغیرہ ۔ ضمیر مجرور اس کو کہتے ہیں جو ترکیب میں مجرور یا مضاف الیہ واقع ہو جیسے لی ۔ و غلامی وغیرہ ۔

خلاصۂ کلام ۔ ضمیر مرفوع دو قسم پر ہوئی ۔ اوّل مرفوع متصل ۔ دوم مرفوع منفصل ۔ مرفوع متصل وہ ہے جو کہ عامل کے ساتھ مل کر فاعل حقیقی یا حکمی ہو ۔ مثال گذر گئی ۔ مرفوع منفصل وہ ہے جو عامل سے جدا ہوکر فاعل حکمی واقع ہو ۔ جیسا کہ انا زیدٌ وغیرہ ۔ ضمیر منصوب بھی دو قسم ہے ۔ اوّل منصوب متصل ۔ دوم منصوب منفصل ۔ منصوب متصل وہ ہے جو کہ عامل کے ساتھ مل کر مفعول بہ حقیقی یا حکمی واقع ہو جیسے ضربنی و اننی وغیرہ ۔ منصوب منفصل وہ ہے جو عامل سے جدا ہوکر مفعول بہ حقیقی یا حکمی واقع ہو جیسا کہ ایای ۔ ضربت وغیرہ ۔ ضمیر مجرور صرف متصل ہی ہوتی ہے منفصل نہیں ہوتی ۔

سوال ۔ ضمیر مجرور منفصل کیوں نہیں ہوتی ہے ۔

جواب ۔ عربی میں مضاف و مضاف الیہ اور جار مجرور کے درمیان فاصلہ واقع ہونا جائز نہیں اسلئے مجرور منفصل نہیں ہوتی ہے ۔ کیونکہ نحویوں کا قاعدہ مسلّمہ ہے ۔ لا منفصل بین الجار والمجرور ۔ بخلاف فارسیوں کے کیونکہ ان کے نزدیک جار مجرور کے درمیان فاصلہ واقع ہونا ممنوع نہیں اسلئے فارسی میں مجرور منفصل مستعمل ہوتا ہے ۔ کما فی المصدر الفیوض

فائدہ نافعہ ۔ نحاۃ کوفین وغیرہ ضمیر متکلم کو مخاطب پر اور ضمیر مخاطب کو ضمیر غائب پر مقدم کرتے ہیں اور یہ وجہ بیان فرماتے ہیں ۔ کہ وہ معرفہ و نکرہ کے ساتھ بحث کرتے ہیں اب جو معرفہ میں اعلیٰ درجہ کا معرفہ ہے اس کو مقدم کرتے ہیں پھر میانہ کو پھر اسفل کو ذکر کرتے ہیں اب غور کرنا چاہیے کہ ضمیر متکلم اعرف المعارف ہے اسلئے سب پر مقدم کیا پھر مخاطب کو غائب پر بخلاف بصریوں و صرفیوں کے کیونکہ وہ ضمیر غائب کو مخاطب پر اور مخاطب کو ضمیر متکلم پر مقدم کرتے ہیں اور وجہ تبلاتے ہیں کہ وہ تسہیل اور وہ فعل جو ضمیر بارز سے خالی ہو بحث کرتے ہیں اب ضمیر غائب کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ ضمیر بارز نہیں پھر ضمیر مخاطب ہیں اگرچہ وہ بارز ہے لیکن وہ ضمیر متکلم سے باعتبار تعداد کے زیادہ ہے اور زیادہ مستحق تقدیم ہے اسلئے مخاطب کو متکلم پر کیا ۔ کذا فی شرح المصنف للکافیہ ۔

سوال۔ مصنفؒ نے اجمال میں ضمیر منفصل کو کیوں مقدم فرمایا ہے۔ جیساکہ انا وایای وغیرہ۔

جواب۔ اوپر کی تعریف سے معلوم ہوا کہ ضمیر منفصل مستقل بنفسہٖ ہے کیونکہ وہ خود بخود استعمال ہوتا ہے غیر کے ساتھ اتصال نہیں ہوتا ہے بخلاف ضمیر متصل کے کیونکہ وہ مستقل بنفسہٖ نہیں بدون ملائے اور کلمے کے مستقل نہیں ہوتا ہے اسلئے مستقل بنفسہٖ کو غیر مستقل بنفسہٖ پر مقدم کرتے ہیں۔

سوال۔ تفصیل میں مرفوع کو منصوب پر اور منصوب کو مجرور پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ ضمیر مرفوع یہ عمدہ ہے کیونکہ وہ مسندالیہ وجزو کلام ہوتا ہے بخلاف ضمیر منصوب ومجرور کے کیونکہ وہ فضلہ ہے۔ یہ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ عمدہ فضلہ پر مقدم ہوتا ہے اسلئے مرفوع کو منصوب اور مجرور پر مقدم کیا اور منصوب اگرچہ فضلہ ہے لیکن وہ فعل قوی کا معمول اور تعداد میں ضمیر مجرور سے زائد ہے اسلئے ضمیر منصوب کو مجرور پر مقدم کیا۔ فاطلبْ عِلّتہٗ من کتب النحو۔

جدول ضمائر مرفوع متصل

صیغہائے ماضی	فاعل ضمیر بارز	مستتر	اسم ظاہر	ترجمہ	صیغہائے ماضی	فاعل ضمیر بارز	مستتر	اسم ظاہر	معنی
ضَرَبَ	×	〃	〃	مارا اس ایک مرد نے	ضَرَبْتَ	تا	×	×	مارا تو ایک عورت نے
ضَرَبَا	الف	×	×	مارا ان دو مردوں نے	ضَرَبْتُمَا	تُمَا	×	×	مارا تم دو عورتوں نے
ضَرَبُوْا	واؤ	×	×	مارا ان سب مردوں نے	ضَرَبْتُنَّ	تُنَّ	×	×	مارا تم سب عورتوں نے
ضَرَبَتْ		〃	〃	مارا اس ایک عورت نے	ضَرَبْتُ	تا	×	×	مارا میں ایک مرد یا میں ایک عورت نے
ضَرَبَتَا	الف	×	×	مارا ان دو عورتوں نے					
ضَرَبْنَ	نون	×	×	ماری ان سب عورتوں نے					
ضَرَبْتَ	تا	×	×	مارا تو ایک مرد نے	ضَرَبْنَا	نا	×	×	مارا ہم دو مردوں یا ہم دو عورتوں نے یا ہم سب مرد یا یا ہم سب عورتوں نے
ضَرَبْتُمَا	تما	×	×	مارا تم دو مردوں نے					
ضَرَبْتُمْ	تم	×	×	مارے تم سب مردوں نے					

ضرب زیدٌ وزید ضرب مذکورہ ترکیب پر قیاس کرلو۔ ضربا فعل الف ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربوا فعل واؤ ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربت ہند وہندٌ ضربت اسے بھی مذکورہ پر قیاس کرو۔ ضربتما ضرب فعل تما ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ

خبریہ۔ ضربن فعل نون ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتَ فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتما۔ ضرب فعل تما ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتم۔ ضرب فعل تم ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتِ۔ ضرب فعل تِ ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربتما۔ ضرب فعل تما کی ترکیب مذکور ہوئی ضربتنّ ضرب فعل تنّ ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ضربتُ ضرب فعل تُ ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ضربنا فعل نا ضمیر مرفوع متصل بارز محلا مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔

سوال۔ ضربتُ ضربتِ ضربتَ تا مفتوح و مکسور و مضموم ہے اب ترکیب میں سب کو تا ضمیر کیوں کہا کیوں کہ اس صورت میں سب ایک برابر ہوتا ہے۔

جواب۔ تا میں فتح و کسرہ و ضمہ ہونا یہ لفظاً فرق کے لئے اہل اصطلاح نے کئے ورنہ فی الحقیقۃ تا ہی ہے اسلئے ترکیب میں حقیقت کا اعتبار کیا۔ جواب دوم مذکور جو جواب ہوا وہ باعتبار صورت کے ہے اگر حقیقت کا اعتبار کیا جائے تب ظاہر ہو جاوے گا کیونکہ تا مضموم اصل میں تو تھا اور تا مکسور اصل میں تی تھا اور تا مفتوح اصل میں تا تھی اب باعتبار اصل باہم فرق ہوگیا اور تخفیف کے قصد سے تو کا واو تی کی یا کو حذف کر ڈالا۔ از بڑا حضور۔

جدول فعل مضارع

صیغہ مضارع	بارز	مستتر	اسم ظاہر	معنی	صیغہ مضارع	بارز	مستتر	اسم ظاہر	معنی
یَضْرِبُ	×	•	×	مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد	تَضْرِبَانِ	الف	×	×	مارتے ہو یا مارو گے تم دو مرد
یَضْرِبَانِ	الف	×	×	مارتے ہیں یا ماریں گے وہ دو مرد	تَضْرِبُوْنَ	واو	×	×	مارتے ہو یا مارو گے تم سب مرد
یَضْرِبُوْنَ	واو	×	×	مارتے ہیں یا ماریں گے وہ سب مرد	تَضْرِبِیْنَ	یا	×	×	مارتی ہے یا مارے گی تو ایک عورت
تَضْرِبُ	×	×	×	مارتی ہے یا مارے گی وہ ایک عورت	تَضْرِبَانِ	الف	×	×	مارتی ہو یا مارو گی تم دو عورتیں
تَضْرِبَانِ	الف	×	×	مارتی :	تَضْرِبْنَ	نون	×	×	مارتی ہو یا مارو گی تم سب عورتیں
یَضْرِبْنَ	نون	×	×	مارتی ہیں یا ماریں گی وہ سب عورتیں	اَضْرِبُ	انا مستتر ہمیشہ	•	×	مارتا ہوں یا ماروں گا میں ایک مرد یا ایک عورت
تَضْرِبُ	×	انت مستتر ہمیشہ	×	مارتا ہے یا مارے گا تو ایک مرد	نَضْرِبُ	نحن مستتر ہمیشہ	″	×	مارتے ہیں یا ماریں گے ہم دو مرد یا ہم دو عورتیں یا ہم سب مرد یا ہم سب عورتیں

یضرب زید ۔ ویضرب ای ہو فعل الف فاعل فعل بفاعل ملکر جملہ فعلیہ ۔ فعل واو ضمیر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ تضرب ہندٌ وتضرب ای ہی فعل الف فاعل فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ فعل نون فاعل فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ فعل انت ضمیر مستتر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ فعل الف فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ۔

فعل واو فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ فعل یا ضمیر بارز فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ فعل الف فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ فعل نون فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ فعل انا فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ فعل نحن فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ۔

نکتہ :۔ بندہ نے مذکورہ صیغوں کی ترکیب مختصرًا کیا ورنہ ہرایک ضمیر بارز میں یہ عبارت لکھنا ضروری ہے ۔ (ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل)

الحاصل ۔ مضارع میں واحد مذکر غائب ومؤنث غائب کا فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو ضمیر مستتر نہ ہوگا ورنہ اسم ضمیر مستتر ہوگا جیسا کہ مثال مذکور سے معلوم ہوا ۔

جدولِ ضمائر شبہ فعل

صیغہا	مستتر	بارز	اسم	
ضَارِبٌ	”	×	ھو	زَیدٌ ضَارِبٌ ای ھو ضارب شبہ فعل ہو فاعل
ضَارِبَانِ	”	×	ھُمَا	الزیدان ضَارِبَانِ ای ھما ۔ الزیدان مبتدا ضاربان شبہ فعل ہما
ضَارِبُوْنَ	”	×	ھُمْ	الزَّیدون ضَارِبون ای ھُمْ — ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل
ضَارِبَۃٌ	”	×	ھِیَ	زینب ضَارِبَۃٌ ای ھی — وفاعل مل کر خبر مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ
ضَارِبَتَانِ	”		ھُمَا	ابنتان ضاربتان ای ھما — خبریہ ہوا ،
ضَارِبَاتٌ	”	×	ھُنَّ	النساء ضَارِبَاتٌ ای ھُنَّ — اور باقی کو اسپر قیاس کرو ۔

نکتہ ۔ اسم مفعول وصفت مشبہ واسم تفضیل وغیرہ کو اسم فاعل پر قیاس کرلو۔

نکتہ اگر شبہ فعل کے شروع میں ضمیر مخاطب یا ضمیر متکلم مذکور ہو تو وہ ضمیر مخاطب ومتکلم اس شبہ فعل میں مقدر مانا جاوے ماقبل کی تابعداری کے اعتبار سے جیسے انا ضاربٌ ای انا ضاربٌ ای انا یعنی ضاربٌ میں انا پوشیدہ ہے وانتَ ضاربٌ ای انت جیسے نحن مصلیا میں نحن ضمیر مستتر ہے مصلیا شبہ فعل میں۔

سوال - شبہ فعل کے اندر ضمیر مستتر ماننے میں ما قبل کی تابعداری کیوں کرتے ہیں۔
جواب - شبہ فعل میں مستقلاً ضمیر نہیں بلکہ ما قبل کی رعایت سے ضمیر کو عاریۃً لیا جاتا ہے بخلاف اسم ظاہر کے اگر شبہ فعل کے ما قبل اسم ظاہر ہو تو شبہ فعل ضمیر غائب مقدر مانا جاوے گا کیوں کہ اسم ظاہر بمنزلہ غائب کے ہے جیسے نقشہ میں مذکور ہوا۔
سوال - اسم فاعل میں الف و واو جیسے فاعلانِ فاعلون وغیرہ کیوں ضمیر نہیں ہوتا مثل فعل کے۔
جواب - ضمیر اس شئی کو کہتے ہیں جو کسی حالت میں تغیر و تبدل کو قبول نہ کرے اب فاعلان کا الف اور فاعلون کا واو حالتِ نصب و جر میں یاء کے ساتھ بدل جاتا ہے جیسا کہ رأیتُ فاعلین و مررتُ بفاعلین اگر الف واوَ ضمیر ہوتا تو تغیر نہ ہوتا مگر بعض شارحین نے الف واوَ اسم فاعل فعل کے الف و واو کو ضمیر پر قیاس کرکے فاعل کہدیا یہ محض غلط ہے کما ہو الظاہر۔ جیسا کہ قاعدہ مسلّمہ ہے اَلضَّمِیْرُ لَا یَتَغَیَّرُ وکلّ شئیٍ یتغیّرُ فلا ضمیر قطُّ۔ یعنی ضمیر کبھی تغیر و تبدل نہیں ہوتی ہے۔ اور جو شئی تغیر و تبدل ہو وہ ضمیر نہیں پس معلوم ہوا الف و واوَ اسم فاعل ضمیر نہیں۔ کذا فی کتب النحو۔

نقشہ ضمائر منفصلہ

ضمائر	معنی	صیغہ
اَنَا	میں ایک مرد یا ایک عورت	واحد متکلم مذکر و مؤنث
نَحْنُ	ہم دو مرد یا ہم دو عورتیں یا ہم سب مرد یا ہم سب عورتیں	جمع متکلم
اَنْتَ	تو ایک مرد	واحد مذکر حاضر
اَنْتُمَا	تم دو مرد	تثنیہ مذکر حاضر
اَنْتُمْ	تم سب مرد	جمع مذکر حاضر
اَنْتِ	تو ایک عورت	واحد مؤنث حاضر
اَنْتُمَا	تم دو عورتیں	تثنیہ مؤنث حاضر
اَنْتُنَّ	تم سب عورتیں	جمع مؤنث حاضر
هُوَ	وہ ایک مرد	واحد مذکر غائب
هُمَا	وہ دو مرد	تثنیہ مذکر غائب
هُمْ	وہ سب مرد	جمع مذکر غائب
هِيَ	وہ ایک عورت	واحد مؤنث غائب
هُمَا	وہ دو عورتیں	تثنیہ مؤنث غائب
هُنَّ	وہ سب عورتیں	جمع مؤنث غائب

فائدہ - پوشیدہ نہ رہے کہ اَنْتَ سے اَنْتُنَّ تک نحاۃ کا اختلاف ہے۔ بصریوں کے نزدیک لفظ اَنْ ضمیر ہے اور لفظ تاء کو مرجع واحد و تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث پر دلالت کرنے کیلئے لایا یہ مذہب اَولیٰ ہے۔ جیسا کہ علامہ جامی نے اس مذہب کو اختیار فرمایا اور کہا وَالضَّمِیْرُ مِنْ اَنْتَ اِلٰی اَنْتُنَّ هُوَ اَنْ اِجْمَاعًا للبصریین وَالْحُرُوفُ الاواخِرُ لواحق دَالَّۃٌ علی احوالہ من الافراد والتثنیہ والجمع والتذکیر والتانیث۔
اور کوفیاں و ابن کیسان کے نزدیک ضمیر لفظاً تا ہے۔ جو ضربت وضربتما الخ میں ہے اب انفصال کے قصد سے لفظاً اِن کو تاء پر زیادہ کیا انت و انتن وغیرہ ہوا اور فرا کے نزدیک انت سے انتن تک سب مجموعہ مل کر ضمیر ہے کذا فی حاشیۃ الصفیۃ
قاعدہ اگر ہو سے ہُنَّ تک ان کی شروع میں کسرہ دیا نہ ہو تو لفظاً ہو کی ہاء پر ضمہ پڑھا جاوے اور اگر ما قبل کسرہ یا یاء

ہو اسوقت لفظ ہا، پر کسرہ پڑھا جاوے مثال ضمہ کے۔ کہٗ۔ لہما۔ لھم۔ لہا۔ لہما۔ لہنّ۔ مثال کسرہ بہٖ۔ بہما بہم۔ بہا بہما بہن۔
قولہ۔ چہاردہ منصوب متصل منصوب متصل کی تعریف اوپر مذکور ہوئی۔

نقشۂ ضمائر منصوب متصل

ضمائر	صیغہ	معنی		ضمائر	صیغہ	معنی
ضَرَبَنِي	یا، واحد متکلم	مارا اس نے مجھ کو		ضَرَبَكُنَّ	كُنَّ جمع مؤنث حاضر	مارا اس نے تم سب عورتوں کو
ضَرَبَنَا	نَا جمع متکلم	مارا اس نے ہم کو		ضَرَبَهٗ	هٗ واحد مذکر غائب	مارا اس نے ایک مرد کو
ضَرَبَكَ	كَ واحد مذکر حاضر	مارا اس نے تجھ کو		ضَرَبَهُمَا	هُمَا تثنیہ مذکر غائب	مارا اس نے دو مرد کو
ضَرَبَكُمَا	كُمَا تثنیہ مذکر حاضر	مارا اس نے تم دونوں کو		ضَرَبَهُمْ	هُمْ جمع مذکر غائب	مارا اس نے ان سب مرد کو
ضَرَبَكُمْ	كُمْ جمع مذکر حاضر	مارا اس نے تم سب مرد کو		ضَرَبَهَا	هَا واحد مؤنث غائب	مارا اس نے ایک عورت کو
ضَرَبَكِ	كِ واحد مؤنث حاضر	مارا اس نے تجھ ایک عورت کو		ضَرَبَهُمَا	هُمَا تثنیہ مؤنث غائب	مارا اس نے ان دو عورتوں کو
ضَرَبَكُمَا	كُمَا تثنیہ مؤنث حاضر	مارا اس نے تم دو عورتوں کو		ضَرَبَهُنَّ	هُنَّ جمع مؤنث غائب	مارا اس نے ان سب عورتوں کو

ترکیب۔ ضَرَبَنِي۔ ضَرَبَ فعل ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل نون وقایہ یائے متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ ضرب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ضَرَبَنَا۔ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل نا منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَكَ فعل ضمیر ہو فاعل طریقۂ مذکور پر کَ ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
ضَرَبَكُمَا۔ فعل ضمیر ہو فاعل بطریقۂ مذکورہ کما ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ضَرَبَكُم۔ فعل ضمیر ہو فاعل بطریقۂ مذکورہ کم ضمیر منصوب متصلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔
نکتہ۔ ضربک سے ضربکن کی ترکیب مذکورہ پر قیاس کرلو۔ ضربہٗ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل ہٗ منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربہما فعل ضمیر ہو مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل ہما منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضربہم۔ فعل ضمیر ہو فاعل ہم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
نکتہ۔ ضربہا سے ضربہن تک کی ترکیب مذکورہ پر قیاس کرلو۔

سوال ۔ ضربنا ضمیر مرفوع متصل اور منصوب متصل میں جیسے ضربنا سے صورۃً التباس ہوتا ہے اب دونوں کے درمیان کیا فرق ۔

جواب ۔ دونوں کے درمیان لفظاً ومعنیً دونوں طرح فرق ہے لفظاً یہ کہ مرفوع متصل میں نا ضمیر سے پہلے ساکن ہے ضَرَبْنا بسکون بار ۔ اور منصوب متصل میں نا ضمیر کے پہلے فتحہ ہے کیونکہ وہ صیغہائے واحد مذکر غائب ہے وہ مبنی علی الفتح ہوتا ہے جیسے ضَرَبَنا معنیً یہ ہے کہ مرفوع متصل میں نا ضمیر مسند الیہ و فاعل ہوتا ہے بخلاف منصوب متصل کے اسمیں نا ضمیر مفعول بہ وہ فضلہ ہوتا ہے کذا فی الفوائد الضیائیہ ۔

فائدہ ۔ وہ ضمیر منصوب متصل جو عامل ناصب حروف کے ساتھ مل کر آوے وہ یہ ہے انّی انا انکَ انکما انکم ۔ انکِ ۔ انکما ۔ انکنّ ۔ انّہٗ ۔ انہما ۔ انہم ۔ انہا ۔ انہما ۔ انہن ۔

قولہ ۔ ضمیر منصوب منفصل اسکی تعریف گذر گئی مثال جیسے اِیّاکَ ضَرَبْتُ یعنی خاص کر میں نے تجھکو مارا)

ترکیب ۔ ضربتُ فعل تا ضمیر فاعل ایاکَ ضمیر منصوب منفصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۔

وَقِس الباقی علیٰ ھٰذا

جدوِل منصُوب مُنفصِل

ضمائر	صیغہ	معنی		ضمائر	صیغہ	معنی
اِیّایَ	واحد متکلم	خاص کر میں ایک مرد یا عورت یا ہم دو مرد		اِیّاکُنَّ	جمع مؤنث حاضر	خاصکر تم سب عورتوں کو
اِیّانا	جمع متکلم	یا ہم دو عورتوں کو خاص کریں دو مرد یا دو عورتوں یا ہم سب مرد یا ہم سب عورتوں کو		اِیّاہُ	واحد مذکر غائب	خاصکر اس ایک مرد کو
اِیّاکَ	واحد مذکر حاضر	خاص کو تجھ ایک مرد کو		اِیّاہُما	تثنیہ مذکر غائب	خاص ان دو مردوں کو
اِیّاکُما	تثنیہ مذکر حاضر	خاص کر تم دو مرد کو		اِیّاہُم	جمع مذکر غائب	خاصکر اس ایک عورت کو
اِیّاکُم	جمع مذکر حاضر	خاص کر تم سب مرد کو		اِیّاہا	واحد مؤنث غائب	خاصکر ان دو عورتوں کو
اِیّاکِ	واحد مؤنث حاضر	خاص کر تجھ ایک عورت کو		اِیّاہُما	تثنیہ مؤنث غائب	خاصکر ان دو عورتوں کو
اِیّاکُما	تثنیہ مؤنث حاضر	خاص کر تم دو عورتوں کو		اِیّاہُنَّ	جمع مؤنث غائب	خاصکر ان سب عورتوں کو

ضمیر منصوب منفصل اس کو کہتے ہیں جو فعل سے علیحدہ ہو کر مفعول بہ واقع ہو جیسے ایاکَ ضربتُ (خاصکر میں نے تجھکو مارا)

ترکیب :۔ ضربتُ فعل تا ضمیر فاعل کاف خطاب ضمیر منصوب منفصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ اسپر باقی ترکیب کو قیاس کرکے نکالا جاسکتا ہے ۔

فائدہ ۔ ایایَ سے ایاہنّ تک ان ضمائر میں نحاۃ کا اختلاف ہے جیسا کہ رضی میں مذکور ہے ۔ اختلاف سیبویہ وخلیل واخفش ومازنی وابوعلی سب کے نزدیک ایا ای ضمیر ہے اختلاف ی، ونا، ک، وکما۔ وغیرہ سیبویہ کے نزدیک ی سے ہُنّ تک سب حروف ہیں جو تثنیہ وجمع وتذکیر وتانیث وحاضر ومتکلم وغائب پر دلالت کرتے ہیں خلیل ومازنی واخفش کے نزدیک ایایَ سے ایاہُنّ تک اسم ہے ترکیب میں مضاف الیہ واقع ہوا ایا اسم مضاف کا مگر ان حضرات کا قول ضعیف ہے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے المضمر لایضاف یعنی ضمیر کو اضافت نہیں کیا جا سکتا ہے اور زجاج وسیرافی کے نزدیک ایا اسم محض ہے مضاف ہے یا ر ونا ضمیر کی طرف مضاف ہوا دونوں ملکر ضمیر ہوا لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ دنیا میں ایسا اسم ظاہر نہیں جو ضمیر کے ساتھ مختلط ہو بعض کوفیوں وبصریوں اور ابن کیسان فرماتے ہیں کہ یا ر د نا وہو دک وکم وغیرہ جو آخر میں لگتا ہے وہ ضمیر ہے کیونکہ یا دتار وغیرہ کو جدا کیا جا سکتا ہے اور ایا کو انفصال کی وجہ سے لایا گیا اور بعض کوفیین کے نزدیک مجموعہ مل کر ضمیر ہے اسمیں کوئی تغیر وتبدل نہیں ۔ مذہب اولیٰ یہ ہے کہ ایا کو ضمیر کیا جائے ۔ کذا فی النحو والشریفۃ والفوائد الضیائیہ ۔ اللّٰهُمَّ وَفِّق لحفظ هذا التعریف توفیقا کاملاً ۔

قولہ ضمیر مجرور متصل اسکی تعریف مذکور ہو گئی ۔

جدول ضمائر مجرور متصلہ

ضمائر	مثال اضافت اسم	صیغہ	ضمائر	مثال اضافت اسم	صیغہ
لِی	غُلَامِی	واحد متکلم	لکنّ	غلامکن	جمع مؤنث حاضر
لَنَا	غلامنا	جمع متکلم	لہٗ	غلامہ	واحد مذکر غائب
لکَ	غلامکَ	واحد مذکر حاضر	لہُمَا	غلامہما	تثنیہ مذکر غائب
لکُمَا	غلامکما	تثنیہ مذکر حاضر	لہم	غلامہم	جمع مذکر غائب
لکُمْ	غلامکم	جمع مذکر حاضر	لہَا	غلامہا	واحد مؤنث غائب
لکِ	غلامکِ	واحد مؤنث حاضر	لہما	غلامہما	تثنیہ مؤنث غائب
لکما	غلامکما	تثنیہ مؤنث حاضر	لہن	غلامہن	جمع مؤنث غائب

فائدہ ۔ سوال ضمیر منصوب متصل اور مجرور متصل صورۃً ایک ہو جاتی ہے اب دونوں کے درمیان کیا فرق ہے جواب ۔ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے منصوب متصل فعل کے ساتھ آتی ہے اور مجرور متصل حرف ومضاف کے ساتھ آتی ہے کذا فی عربی بول چال ۔

فائدہ دوم اگر لام جر اسم ضمیر پر داخل ہو تو وہ لام مفتوح ہوتا ہے ورنہ مجرور جیسا کہ لنا ۔ لک وغیرہ لزید المال

قولہ دوم اسمائے اشارات ذا و ذان الخ اسماء یہ اسم کی جمع اشارات جمع مؤنث ہے اشارۃ کے معنی لغوی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنا اور اصطلاحِ نحاۃ میں اسم اشارہ اس اسم کو کہتے ہیں جو تعین مشار الیہ کے لئے موضوع ہے ایسا اشارہ جو حسی ہو جو اعضاء انسانی وجوارح کے ساتھ ہو یعنی ہاتھ منھ پیر وغیرہ سے اشارہ کیا جاوے جیساکہ افضل الشارحین نے فرمایا اشارہ سے حسیۃ بالجوارح والاعضاء اشارہ کرنا۔

سوال۔ اسم اشارہ کی تعریف جامع نہ ہوئی کیونکہ مضمرات ومتکلم ومخاطب وغائب تو بھی معنی مشار الیہ اور اسم ظاہر نکرہ کو ہر ایک فرد غیر کے لئے جنس اور اسم ظاہر معرفہ کو فرد معین کے مشار الیہ کے لئے وضع کیا۔ ضمائر واسم ظاہر خواہ معرفہ ہو یا نکرہ اسم اشارہ ہونا لازم آوے گا۔

جواب۔ اشارہ سے مقصود اشارہ حسی ہے جو اعضائے انسانی وجوارح کے ساتھ ہو اب ضمائر واسم ظاہر وغیرہ خارج ہوگئے کیونکہ ان چیزوں میں اشارہ حسی نہیں۔ کذا فی المغرض۔

سوال۔ اسم اشارہ کے مبنی ہونے کی کیا وجہ ہے

جواب۔ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت۔

سوال۔ اسم اشارہ مبنی اصل کے ساتھ کس طرح مشابہت رکھتا ہے۔

جواب۔ اسم اشارہ مشار الیہ کی طرف محتاج ہوتا ہے حروف جیساکہ دوسرے کلمہ کی طرف محتاج ہے اس وجہ سے حرف کے ساتھ نفس احتیاج میں مشابہ ہے۔ حروف جیساکہ مبنی ہے اسم اشارہ بھی مبنی ہوگا۔

نقشہ اسمائے اشارات

اسمائے اشارات	حالت رفع	حالت نصب	حالت جر	صیغہ	اسمائے اشارات	حالت رفع	حالت نصب	حالت جر	صیغہ
ذا	"	"	"	واحد مذکر	تھی	"	"	"	واحد مؤنث
ذان	"	×	×	تثنیہ مذکر	تان	"	×	×	
ذین	×	"	"		وتین	×	"	"	تثنیہ مؤنث
تا وتی تہ	"	"	"	واحد مؤنث	اولاء بد	"	"	"	جمع مذکر اکثر
وتہ وذی					اولاء	"	"	"	جمع مؤنث اکثر

فائدہ۔ ذان وذین وتان وتین کو بعض معرب قرار دیتے ہیں بوجہ تغیر ہونے صورت ان کی حالت نصب وجر میں لیکن یہ مذہب ضعیف ہے اور اس کے جواب میں جمہور فرماتے ہیں مذکورہ چاروں معرب نہیں ہے بلکہ مبنی ہے کیونکہ علت مبنی ابھی بھی موجود ہے یعنی مشابہ بالحروف کما ذکر اور جو صورۃً تغیر ہوا وہ عامل کے ذریعہ سے نہیں

بلکہ اولاً واضع نے ان کو اسی طرح وضع کیا۔ اور بعض نے ذانِ کو تینوں حالت میں مستعمل ہونے کی تصریح فرمائی کذا فی الفوائد الضیائیہ۔ فائدہ دوم تی میں الف یا کے ساتھ بدل ڈالا دیا ہی نہ ہیں کہ الف سے وذہ وتہی میں الف کو وہی یار و یار کے ساتھ بدل ڈالا ذی وتہ ہوا اور بعض کے نزدیک الف یار سے بدلا اشباع کیلئے یائے معروف کو زائد کیا ذِہ وتہہ ہوا۔ اور بعض کے نزدیک ذہ ذو تھا واو دم کو خلاف قیاس حذف کردیا اب ذو واو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف کے ساتھ بدل ڈالا ذا ہوا۔ اور بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ذا ذو تھا تو اس کا تثنیہ ذووان مثل عصوان آتا اس کا جواب یہ فرماتے ہیں کہ عصا اسم متمکن اور ذا اسم غیر متمکن اب اسم متمکن کو غیر متمکن پر قیاس کرنا مع الفارق ہے۔

اور بعض کے نزدیک ذا۔ ذیی تھا آخری ئی کو حذف کر دیا یار کو الف کے ساتھ بدل ڈالا ذا ہوا۔

فائدہ سوم۔ واضح ہو کہ ثَمَّ وہُنَّ بضم ہا وتخفیف النون یا تو بتشدید النون۔ وہَنَّ بفتح ہا وبتشدید نون فی اکثر الاستعمال وفی بعض الاستعمال بکسر الہار بھی آیا یہ دونوں اسم اشارہ مکان کے لئے حقیقۃً مستعمل ہوتا ہے اور کبھی مجازاً غیر مکان کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ کقولہ تعالیٰ ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ۔ ہُنَ مکان قریب کے واسطے ہناک متوسط کے لئے اور ہنالک مکان بعید کے لئے ہُن وہِنَّ کے سوا جتنے اسم اشارہ ہیں سب مکان وغیر مکان دونوں کے واسطے مستعمل ہوتے ہیں۔ رائیت ہٰذا المکان، صمتُ ہٰذا الزمان۔

قاعدہ۔ اسم اشارہ ذا قریب کے واسطے اور ذاک متوسط کے واسطے اور ذلک بعید کے واسطے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قلت حروف اشارہ قریب پر اور متوسط حروف اشارہ متوسط پر اور کثرت حروف اشارہ بعید پر دلالت کرتے ہیں

فائدہ - اشارہ بعید و قریب ہونے میں نحاۃ کا اختلاف ہے۔ مذہب اول۔ اسم اشارہ قریب وبعید کے لئے خاص نہیں بلکہ ایک دوسرے کی جگہ میں مستعمل ہوتا ہے۔ مذہب دوم اگر اسم اشارہ لام وکاف سے خالی ہو تو اشارہ قریب کی واسطے اور کاف ولام یا صرف کاف کے ساتھ ہو تو اشارہ بعید کے لئے ہے مذہب سوم۔ جو مصنفؒ نے اختیار فرمایا یعنی اگر کاف لام سے خالی ہو اشارہ قریب کے لئے ہے اگر صرف کاف کے ساتھ ہو تو اشارہ متوسط کے لئے مگر کاف ولام کے ساتھ ہو تو اشارہ بعید ہے۔

قاعدہ۔ اسم اشارہ پر کبھی حرف تنبیہ ہار کو زیادہ کیا جاتا ہے جس وقت میں اس کے شروع میں لام نہ ہو کیونکہ لام عوض حرف تنبیہ ہے اگر لام پر ہائے تنبیہ کو لایا جاوے تو عوض ومعوض عنہ کا جمع ہونا لازم آویگا وہ جائز نہیں۔ حرف تنبیہ لانے سے غرض یہ ہے کہ اسم اشارہ سے مقصود مخاطب کو خبردار کرنا حرف تنبیہ بھی تنبیہ کے لئے اب جب کہ اشارہ پر حرف تنبیہ داخل کیا جائیگا تو اس وقت تنبیہ علی التنبیہ ہوگا۔ تاکہ متکلم اپنے مقصود اصلی سے غافل ہو کر محروم نہ رہے جیسے ھٰذا وھٰذان وھٰؤلاء وغیرہ۔

قاعدہ ۔ کبھی اسم اشارہ کے آخر حرف خطاب یعنی ک ۔ کما ۔ کم ۔ کِ کما کُنّ لاحق کرتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ حرف خطاب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مخاطب واحد مذکر ہے یا تثنیہ مذکر یا جمع مذکر نہ کہ مشار الیہ کے لئے آتا ہے جیسے قرآن حکیم میں موجود ہے اولٰئک میں مشار الیہ جمع ہے لیکن مخاطب یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہے اسلئے کاف خطاب واحد کو لایا اگر اعتبار مشار الیہ ہوتا تب جمع لاتا ۔

نکتہ ۔ مشار الیہ اس کو کہتے ہیں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جیساکہ هٰذا زیدٌ میں زید مشار الیہ ہے جو اشارہ کرنے والا ہے اس کو مشیر کہتے ہیں ۔

سوم اسمائے موصول ۔ الّذی واللذان واللذینِ والّذینَ والتی واللتان واللتین وما ومن وایّ وایّۃ والف ولام بمعنی اللذی در اسم فاعل واسم مفعول چوں الضارب والمضروب وذو بمعنی الذی درلغت بنی طیٔ نحو جاءنی ذوضربک ۔ بداں کہ ای وایۃ معرب ست چہارم اسمائے افعال واں بر دو قسم ست اوّل بمعنی امر حاضر چوں رُوَیْدَ وبَلْہَ وحَیْھَلَ وھَلُمّ دوم بمعنی فعل ماضی چوں ھَیْہَاتَ وشَتَّان ۔ پنجم اسمائے اصوات چوں اُحْ اُحْ اُفْ بَخْ وَنَخْ وغَاقْ ۔ ششم اسمائے ظروف ظرف زماں چوں اِذْ و اِذا ومتٰی وکیف وایّان و امس ومذ ومنذ وقطُّ وعوضُ وقبلُ وبعدُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد ۔ ظرف مکاں چوں حیثُ وقُدّام وتحت وفوقُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد ۔ ہفتم اسمائے کنایات چوں کم وکذا ۔ کنایت از عدد کیت وذیت ۔ کنایت از حدیث ۔ ہشتم مرکب بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ ۔

تشریح :۔ سوم اسمائے موصول ۔ اسم غیر متمکن کا تیسرا قسم اسمائے موصول ہے ۔ اسم موصول اس اسم کو کہتے ہیں جو بغیر صلہ کسی جملہ کا جزو تام (یعنی مسند الیہ ومسند مثل فاعل ومفعول بہ ومبتدا وخبر وغیرہ) نہ ہوسکے جیسے قام الذی یہاں مثال مذکور میں الذی قام کا مطلق جزو ہوا بظاہر لیکن جزو کامل یعنی فاعل نہ ہوسکا کیونکہ الذی اسم موصول ہے اور اسم موصول بدون صلہ کے جزو کامل مثل فاعل وغیرہ نہیں ہوسکتا ہے بخلاف قام الذی ضربتہ میں جو الذی ہے وہ فاعل واقع ہوسکتا ہے کیونکہ صلہ جملہ ہوا کما ہو الظاہر ۔

سوال ۔ صلہ کے معنی لغوی واصطلاحی کیا ہیں ۔

جواب ۔ صلہ کے معنی لغوی ربط دینا جیسا کہ کہا جاتا ہے ۔ صلہ رحمی کرنا واجب ہے یعنی رحمی ربط کو باقی رکھنا واجب ہے ۔ اور اصطلاح نحو میں صلہ اس جملہ خبریہ کو کہتے ہیں جو اسم موصول کے بعد واقع ہوتا ہے اور اسمیں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم موصول کی طرف راجع ہوتی ہے ۔ اس ضمیر کو عائد کہتے ہیں جیسا کہ جاءنی الذی ضربتہ میں الذی اسم موصول ضربتہ صلہ اور ہ ضمیر عائد ہے راجع ہے الذی کیطرف ۔

سوال ۔ صلہ کے لئے جملہ خبریہ کو شرط کو کیوں قرار دیا ۔

جواب ۔ صلہ ہونے کیلئے متحقق الوقوع اور ثبوت بنفسہا ضروری ہے اور یہ جملہ خبریہ میں پایا جاتا ہے بخلاف جملہ انشائیہ کے کیونکہ وہ متحقق الوقوع وثبوت بنفسہا نہیں کیونکہ جملہ انشائیہ اکثر زمانہ استقبال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جملہ انشائیہ کی بحث گذر گئی اسلئے جملہ انشائیہ صلہ وخبر وصفت وحال وغیرہ واقع نہیں ہوسکتا ہے ۔

سوال ۔ صلہ میں ضمیر عائد کی کیا ضرورت ہے ۔

جواب ۔ صلہ موصول کے درمیان ربط ہونا ضروری ہے اب صلہ جو کہ جملہ خبریہ ہے وہ مستقل ہونے کی حیثیت سے اسم موصول کے ساتھ مربوط نہیں اسلئے ایک ضمیر لاکر موصول وصلہ کے درمیان ربط پیدا کرتے ہیں اسلئے رابطہ کی ضرورت ہے ۔

سوال ۔ اسم موصول مبنی کیوں ہوا ۔ جواب اسم موصول صلہ کی طرف محتاج ہوتا ہے بدوں صلہ ناتمام رہتا ہے مثل حروف کے حروف بھی اپنے معنی پر دلالت کرنے کیلئے دوسرے کلمہ کی طرف محتاج ہوتا ہے ۔ اب نفس محتاج ہونے میں حروف کے ساتھ مشابہ ہے ۔ اب حروف جیسا کہ مبنی ہے اسکی ساتھ مشابہت رکھنے والا بھی مبنی ہوگا ۔ اسلئے اسم موصول بھی مبنی ہوا ۔

نکتہ ۔ ناچیز نے مبتدیوں کے ذہن نشینی کے لئے اسمائے موصولہ کی حالتوں کو نقشہ کی صورت سے لکھوایا ہے ۔ فاحفظہ ۔

اسمائے موصول	معنی	حالت رفع	حالت نصب	حالت جر		اسمائے موصول	معنی	حالت رفع	حالت نصب	حالت جر
الَّذِی	وہ ایک مرد جو واحد مذکر	〃	〃	〃		اللاتی واللواتی	وہ سب عورت جو جمع مؤنث	〃	〃	〃
اللَّذَانِ	وہ دو مرد جو تثنیہ مذکر	〃	×	×		اللائی واللاء واللائی	جمع مؤنث کے لئے	〃	〃	〃
اللَّذَیْنِ	وہ دو مرد جو تثنیہ مذکر	×	〃	〃		مَنْ	وہ شخص ہر حالت	〃	〃	〃
اَلَّذِیْنَ	وہ سب مرد جو جمع مذکر	〃	〃	〃		مَا		〃	〃	〃
الَّتِی	وہ ایک عورت جو واحد مؤنث	〃	×	×		ذی	وہ چیز جو	ان	دونوں	کا
اللَّتَانِ	وہ دو عورت جو تثنیہ مؤنث	〃				ایّۃٌ	وہ شی و شخص مذکر جو	بات	آنے	والا ہے
اللَّتَیْنِ	وہ دو عورت جو تثنیہ مؤنث	×	〃	〃			وہ شی و شخص مؤنث جو			

نکتہ۔ بعض نحاۃ نے اللذان واللذین واللتان واللتین کو معرب میں سے سمجھا لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ اسکی علت اسم اشارہ ذان و ذین میں مذکور ہوئی۔

قولہ مَا وَمَنْ۔ فائدہ واضح ہو کہ ما دو قسم پر ہے (۱) ما اسمیہ (۲) ما حرفیہ۔ ما اسمیہ جو اسم موصول کی جگہ میں واقع ہو سکے وہ چند معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ (۱) موصول عَرَفْتُ مَا اشْتَرَيْتَهُ (پہچانا میں نے اس چیز کو جو میں نے خریدا) یہاں ما اسم موصول ہے (۲) ما استفہامیہ جیسے ما عندک (تیرے پاس کیا ہے (۳) شرطیہ ما تصنع اصنع (جو تو کریگا میں بھی کرونگا (۴) ما صفت جو مفرد بھی ہو سکتی ہے جیسے مررتُ بما معجب لک (میں ایسی چیز کے ساتھ گذرا ہوں جو تجھ کو تعجب میں ڈالنے والا ہے یا صفت جملہ ہو جیسے قول شاعر

رُبَّمَا تَكْرَهُ النفوس مِنَ الامر لَهُ فُرْجَةٌ كحل العقال

ای رب شئی تکرہ النفوس یعنی حوادث میں سے بہت ایسی چیزیں ہیں جسکو نفوس مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ ان حوادث زمانہ کے لئے اونٹنی کی رسی کی کشادگی کی مانند کشادگی ہے یہاں نکرہ تمام جملہ ہو کر ما کی صفت واقع ہوا۔ (۵) ما تامہ یعنی ما بعد وصلہ وغیرہ کی طرف محتاج نہ ہو ما بمعنی شئی کے معنی میں ہوگا مگر سیبویہ کے نزدیک ما تامہ بمعنی الشئ ہوگا جیسے فنعما ہی ای نعم شئی ہی یا نعم الشئ ہی۔ (۶) ما صفتیہ جیسے اقرأ قراءۃ ما اما۔ ای اقرأ قرأتا کاملاً۔ (کامل طور پر قرأت پڑھو تو) اور ما حرفیہ چند قسم پر ہے (۱) ما نافیہ جو اسم پر داخل ہو عامل جیسا کہ ما زید قائما (۲) ما مصدریہ جیسے مادام (۳) ما کافہ جیسے انما (۴) ما نافیہ جو فعل پر داخل ہو جیسے ما ضرب (۵) ما زائدہ جیسے اذا ما تخرج اخرج۔ من بھی چند قسم پر ہے (۱) مَنْ موصول جیسے اکرمت مَنْ جاء عندک (اکرام کیا میں نے اس شخص کا جو تیرے پاس ہے۔ (۲) من شرطیہ جیسے من تضرب اضرب (جس کو تو مارے گا میں بھی مارونگا (۳) من استفہامیہ جیسے من عندک (تیرے پاس کون ہے۔ (۴) من موصوفہ اسکی صفت مفرد بھی ہوتی ہے اور جملہ بھی ہوتی ہے مفرد کی مثال کفی بنا فضلا علی مَنْ غیرنا (ہم کو کافی ہے وہ فضل جو ہمارے غیر پر ہے یا تو جملہ ہو مَن جاءک فقد اکرمتہ یعنی وہ شخص جو تیرے پاس ہے اکرام کیا میں) من تامہ صفت کے لئے مستعمل نہیں ہوتی ہیں مگر ابو علی کے نزدیک من نکرہ موصوفہ کے لئے بھی مستعمل ہوتی ہے اور کوفیان من کو حرف زائد کہتے ہیں ۱۲ کذا فی حاشیۃ الفوائد الضیائیہ

اللّٰھُمَّ اغفر لکاتبھا ولمؤلفھا وقاریھا ولمن سعی الیھا برحمتک یا ارحم الراحمین ۱۲

قولہ ای وایۃ واضح ہو کہ ای وایۃ کی چار حالت ہے (۱) ای وایۃ مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور ہو۔ (۲) ای وایۃ مضاف نہ ہو اور صدر بھی لومزکور نہ ہو (۳) ای ایۃ مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور ہو اب مذکورہ تینوں صورتوں میں ای وایۃ معرب ہوگا۔ (۴) اگر ای وایۃ مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور نہ ہو تب اسوقت بھی علی الضم ہوگا اب چوتھی حالت میں مبنی علی الضم ہوگا اب ایک حالت بھی تحل مبنی ہونے کی وجہ سے بحث مبنی میں ذکر کیا ہر ایک کی مثال نقشہ ذیل میں مذکور ہے۔

سوال۔ صدر صلہ کس کو کہتے ہیں۔ جواب صدر صلہ یعنی جملہ کا جزو اوّل پس اگر جملہ اسمیۃ صلہ ہو تب مبتدا صدر صلہ ہوگا اگر فعلیہ ہو تب فعل کا مصدر صدر صلہ ہے جیسے امثال نقشہ میں مذکور ہے۔

نقشہ ایّ وایّۃ حالتِ معربْ ومبنی

ایٌّ وایّۃٌ معرب یا مبنی	مرفوع	منصوب	مجرور
ای مضاف نہ ہو صدر صلہ مذکور ہو۔ معرب	جاءنی ایٌّ هُوَ قائمٌ	رأیتُ ایًّا هُوَ قائم	مَرَرْتُ بایٍّ هُوَ قائمٌ
ای مضاف نہ ہو صدر صلہ نسیاً منسیاً مذکور نہ ہو معرب	جاءنِی ایٌّ قائمٌ بحذف صدر صلہ ای ہو	رأیتُ ایًّا قائمٌ بحذف صدر صلہ	مَرَرْتُ بایٍّ قائمٌ بحذف صدر صلہ
ای مضاف ہو صدر صلہ مذکور ہو، معرب	جاءنی ایُّهُم هُوَ قائمٌ	رَأیتُ اَیَّهُم هُوَ قائمٌ	مَرَرْتُ بایِّهِم هُوَ قائمٌ
ای مضاف ہو و صدر صلہ مذکور نہ ہو۔ مبنی	جاءنی ایُّهم قائمٌ بحذف صدر صلہ ای ہو صدر صلہ مذکور ہو	رأیتُ اَیُّهُم قائمٌ	مَرَرْتُ بایُّهم قائمٌ مبنی
ویسا ہی حالت ایۃ یعنی مضاف نہ ہو و صدر صلہ مذکور نہ ہو ایّۃ	جاءتنی ایۃٌ هِیَ قائمۃ	رأیتُ اَیّۃً هِیَ قائمۃ	وَمَرَرْتُ بایّۃٍ هِیَ قائمۃٌ
غیر مضاف بحذف صدر صلہ معرب	جاءتنی ایّۃٌ قائمۃٌ	رأیتُ ایّۃً قائمۃ	مررتُ بایّۃ قائمۃ
ایۃ مضاف بذکر صدر صلہ، معرب	جاءتنی ایّتهن هی قائمۃ	رأیتُ ایّتهن هی قائمۃ	مَرَرْتُ بایّتهنَّ هی قائمۃٌ
ایۃ مضاف بحذف صدر صلہ۔	جاءتنی ایّتهن قائمۃ مَبْنی	رأیتُ اَیّتهُنَّ قائمۃٌ مبنی مبنی	مَرَرْتُ بایّتهنَّ قائمۃ مبنی

سوال۔ ای وایۃ مضاف ہو اور صدرِ صلہ مذکور نہ ہونے کے وقت مبنی کیوں ہوتا ہے۔
جواب۔ صورتِ رابع میں ای وایۃ کی مشابہت حروف کے ساتھ زیادہ ہے کیونکہ اس وقت دو چیز کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ (۱) نفس صلہ کی طرف (۲) صدر صلہ کی طرف پس محتاج زیادہ ہونے کے سبب سے حروف کے ساتھ مشابہت قوی ہوئی اور اضافت جو کہ خاصہ معرب تھا وہ ضعیف ہوگئی اسلئے مبنی ہوا لیکن ضمہ پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں اسماء غایات مثل قبل وبعدُ وغیرہ کے ساتھ مشابہت ہوئی کیونکہ قبل وبعد جیسے مضاف ہوا اور مضاف محذوف منوی کی صورت میں مبنی علی الضم ہوتا ہے یہ صورت رابع بھی مبنی علی الضم ہوگا۔ مشابہت یہ ہے کہ دونوں کو روشن کرنے والی چیز حذف ہوگی جیسے قبل وبعد میں مضاف الیہ اور ای وایۃ میں صدرِ صلہ جیسا کہ رئیس المدققین۔ حضرت علامہ عبد النبی نے لکھا ہے مبنی علی الضم لانہ حذف منہما بعض ما یوضحہا کما حذف من الغایات ما یبینھا و یوضحہما وھو المضاف الیہ کذا فی ص۳۳ الحاصل ای وایۃ، جس وقت مضاف نہ ہو و صدرِ صلہ مذکور نہ ہو جیسا کہ صورت دوم نقشہ میں مذکور ہے اس صورت میں بھی صدرِ صلہ کی طرف محتاج ہوتا ہے لیکن ایسا محتاج نہیں جیسا کہ صورت رابع میں ہے اب صورت ثانی میں صدر صلہ کے محذوف ہونے کے باوجود بھی معرب ہے کیونکہ احتیاج ضعیف وخفیف ہے بخلاف صورت رابع کے اس میں احتیاج زیادہ قوی ہونے کی وجہ سے مبنی علی الضم ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
ترکیب صورت اول۔ جاءنی ای ھو قائم ورایتُ ایا ھو قائم ومررتُ بای ھو قائم
ترجمہ۔ آیا میرے پاس وہ شخص جو کھڑا ہونے والا ہے اور دیکھا میں اس شخص کو جو کھڑا ہونے والا ہے اور گذرا میں اس شخص کے ساتھ جو کھڑا ہونے والا ہے۔ جاء فعل نون وقایہ یای متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ ای اسم موصول ہو ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع مبتدا۔ قائم خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول وصلہ مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہا واو حرف عطف رایتُ فعل بفاعل ایا اسم موصول ہو ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع مبتدا قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر۔ مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول وصلہ مل کر مفعول بہ رایت فعل کا فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول واو حرف عطف مررت فعل بفاعل با حرف جر ای اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا۔ قائم خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ وموصول وصلہ مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار ومجرور مل کر متعلق ہوا مررتُ فعل کا مررتُ فعل اور فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی
ترکیب صورت دوم۔ جاءنی ای قائم ورایتُ ایا قائم ومررت بای قائم (اس کا ترجمہ صورت اول کی مانند ہے)، جاء فعل نون وقایہ یای متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ ای اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل

محلاً مرفوع مبتدا محذوف قائم خبر۔ مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول و صلہ مل کر فاعل فعل و فاعل اور
مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واؤ حرف عطف رأیت فعل تا ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل آباء اسم
موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا محذوف قائم شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر
جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف اول واؤ حرف عطف مررت فعل بفاعل باحرف جار آباءِ اسم موصول ہو ضمیر
مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا محذوف قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ موصول
و صلہ مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کا مررت فعل و فاعل و متعلق سے
مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

ترکیب صورت سوم۔ جاءنی ابنہم ہو قائم و رأیت آباءہم ہو قائم و مررت بابنہم ہو قائم۔

(ترجمہ) آیا میرے پاس وہ ان میں کا جو کھڑا ہونے والا ہے۔ اور دیکھا میں نے ان کو جو کھڑا ہونے والا ہے۔
اور گذرا میں ان کے ساتھ جو کھڑا ہونے والا ہے۔

جاء فعل نون وقایہ یای متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو
ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول
و صلہ فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رأیت
فعل بفاعل آیاہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا قائم خبر مبتدا و خبر مل
کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ ہوا رأیت فعل کا فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر
جملہ خبریہ معطوفہ اول واؤ حرف عطف مررت فعل بفاعل باحرف جار ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر
مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا قائم خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول و صلہ مل کر مجرور ہوا باحرف
جار کا حرف جار و مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کا مررت فعل و فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ معطوفہ ثانی۔

ترکیب صورت چہارم۔ جاءنی ایہم قائم و رأیت ایہم قائم و مررت بایہم قائم جاء فعل نون وقایہ یای
متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً۔ منصوب مفعول بہ ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلاً
مرفوع مبتدا محذوف قائم شبہ فعل و فاعل مل کر خبر۔ مبتدا محذوف و خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ موصول و صلہ
مل کر محلاً مرفوع فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل و فاعل و مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف
رأیت فعل بفاعل ایہم ترکیب اضافی ہو کر اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا محذوف قائم شبہ
فعل و فاعل مل کر خبر ہوا مبتدا محذوف کا مبتدا محذوف و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول و صلہ مل کر محلاً منصوب
مفعول بہ رأیت فعل کا رأیت فعل و فاعل و مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اول

واو حرف عطف مررت فعل بفاعل باحرف جار ایہم ترکیب اضافی ہوکر اسم موصول ہو ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا محذوف قائم شبہ فعل وفاعل مل کر خبر مبتدا محذوف وخبر مل کر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ موصول وصلہ ملکر محلاً مجرور، مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کا مررت فعل وفاعل ومتعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی ۔
هذا ماخوذ من زبدة الاماثل وقدوة الافاضل المحدث والمفتی حضرت شاہ عزیز اللہ صاحب المعروف بڑے حضور ۔

نکتہ ۔ آیۃ کی چار صورتوں کی ترکیب مذکورہ چار ترکیبوں کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ ای مذکر کی جگہ میں ایۃ رکھے اور ہو مبتدا کی جگہ میں ہی محذوف مانے جیسا کہ نقشہ میں مذکور مبسوط ہے ۔

نکتہ ۔ ناچیز نے صورت چہارم کی ترکیب میں لفظ محلاً کو زیادہ کیا کیونکہ صورت چہارم میں اسم موصول مبنی ہے اور مبنی میں اعراب محلاً جاری ہوتا ہے ۔ فتأمل ۔

فائدہ ای وایۃ چند معنی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے (۱) استفہام کے واسطے جیسا کہ ایہم وایتہم عندک رجوان سا ان میں کا مذکر یا مؤنث تیرے پاس ہے ایہم وایتہم محلاً استفہام کے ہے ۔ (۲) شرطیہ جیسا کہ ایہم وایتہم یکرمنی اکرمہ دونوں سا ان میں کا خواہ مذکر ہو یا مؤنث اگر مجھ کو اکرام کرنے میں بھی اکرام کروں گا ۔ (۳) موصوف جیسا کہ یاایہا الرجل یاایتہا المرأۃ میں ایہا وایتہا موصوف الرجل والمرأۃ صفت ہے کذا فی الکافیہ (۴) موصول جیسا کہ مذکور ہوا (۵) صفتیہ جیسا کہ مررت برجل ای رجل کامل دگذرا میں کامل رجل کے ساتھ رجل موصوف ای صفت ۔

قولہ و ۔ الف ولام یعنی الف ولام اسمی جو اسم فاعل ومفعول پر داخل ہوتا ہے اور الذی کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ الضارب والمضروب ای الذی ضَرَبَ والذی ضُرِبَ ۔

سوال ۔ اسم فاعل کی فعل کے ساتھ کیوں تاویل کی گئی ۔

جواب ۔ صلہ کا جملہ خبریہ ہونا ضروری ہے اسم فاعل ومفعول تو حکم میں مفرد کے ہے اسلئے اسکی تاویل جملہ کے ساتھ کی گئی تاکہ صلہ جملہ ہو اب بتاویل ماضی کیا گیا مگر جب کہ اسم فاعل ومفعول کوئی اسم ظاہر وغیرہ میں عمل کرے تو فعل مضارع کے ساتھ تاویل کرنا ضروری ہے یعنی الذی والذی یُضرَبُ اس کا بیان باب سوم میں آنے والا ہے ــــــ ترکیب، الذی ضربۂ والذی ضرب الذی اسم موصول ضرب فعل ضمیر ہو امرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل ہ ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل وفاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول وصلہ مل کر معطوف علیہ واو حرف عطف الذی اسم موصول ضُرِبَ فعل مجہول ضمیر ہو مرفوع متصل محلاً مرفوع نائب فاعل فعل ونائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول وصلہ مل کر معطوف ۔

نکتہ ۔ الف لام بمعنی الذی کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک حرف ہے اور بعض کے نزدیک الف لام الذی سے مخفف ہے اور اسم ہے اور علامہ شیخ رضی کے نزدیک الف ولام حرف ہے بمعنی الذی ۔

نکتہ ۔ اگر الف ولام اسم تفضیل میں ہو تو بمعنی الذی اسم موصول نہ ہوگا اور صفت مشبہ میں اختلاف ہے بقول بعض اسم موصول بقول بعض غیر اسم موصول ہے کذا فی الہامیہ ۔

قولہ ۔ ذو بمعنی الذی در لغت بنی طئے الخ ذو کے بارے میں اختلاف ہے بنی طے کے نزدیک ذو دو قسم پر ہے (۱) ذو معرب جیسا اسمائے ستہ میں ہے (۲) ذو مبینہ جو الذی کے معنی میں ہوتا ہے جیسے جاءنی ذو ضربک ای جاءنی الذی ضربک (آیا میرے پاس وہ شخص جس نے مارا تجھکو)

ترکیب ۔ جاء فعل نون وقایہ یائے متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ ذو بمعنی الذی اسم موصول ضرب فعل ضمیر ہوا فاعل کاف خطاب ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول و صلہ مل کر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۔ جمہور کے نزدیک ذو صرف ایک قسم ہے جو اسمائے ستہ میں مذکور ہے اور ذو مبینہ کو شاذ قرار دیتے ہیں ۔ قولہ بداں کہ ای وایۃ معرب است اسکی تفصیل مذکور ہوئی ۔

قولہ چہارم اسمائے افعال الخ اسمائے افعال اس اسم کو کہتے ہیں جو فعل ماضی یا امر حاضر کے معنی میں ہو اور جو اسم فعل فعل مضارع کے معنی میں ہوتا ہے اسکی فعل ماضی کے ساتھ تاویل کرتے ہیں جیسا کہ اف بمعنی اتضجر بتاویل تضجرت فعل ماضی ہے اب یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع بھی ہے اس کو کیوں نہ لایا۔

سوال ۔ اسمائے افعال مبنی کیوں ہوتا ہے ۔

جواب ۔ اسمائے افعال یہ امر حاضر یا تو فعل ماضی کے معنی میں ہوتا ہے اب امر حاضر و ماضی مبنی ہے لہٰذا اس کے معنی کو ضمن میں لینے والا بھی مبنی ہوگا ۔ جواب دوم ۔ بعض اسمائے افعال کی وضع حرف کی مانند ہے جیسے صہ وغیرہ اب باعتبار وضع حروف کے ساتھ ہونے کی وجہ سے مبنی قرار دیا گیا ۔

سوال ۔ اسمائے افعال بمعنی امر حاضر کو ماضی پر کیوں مقدم کیے ۔

جواب ۔ کثیر الاستعمال کی وجہ سے اسمائے افعال بمعنی امر حاضر کو ماضی پر مقدم کیے ۔ یا تو تعداد کے اعتبار سے اسمائے افعال بمعنی امر حاضر ماضی سے زائد ہے کثیر التعداد قلت تعداد پر مقدم ہوتے ہیں اسلئے اسمائے افعال بمعنی امر کو بمعنی ماضی پر مقدم کیا گیا۔

سوال ۔ اسمائے افعال کو اسمائے اصوات پر کیوں مقدم کیا ۔

جواب ۔ اسمائے افعال مشابہ مبنی ہونے میں قوی ہے اسمائے اصوات سے اسلئے اسمائے افعال قوی کو ضعیف پر مقدم کیا

اسمائے افعال	معنی امر حاضر	معنی اردو			اسمائے افعال	معنی فعل ماضی	معنی اردو	
رُوَیْدًا	اَمْهِلْ	مہلت دے تو	بمعنی امر		هَلُمَّ	ایت	آ تو	بمعنی ماضی
بَلْهَ	دَعْ	چھوڑ تو	״		هَيْهَاتَ	بَعُدَ	دور ہوا	
حَيَّهَلْ	اِیتِ	آ تو	״		شتان	افترق	جدا ہوا	

مذکورہ کے علاوہ اور بہت سے اسمائے افعال ہیں مطولات سے معلوم کیجئے ناچیز نے چند کو لکھ دیا ہے
ہا بمعنی خذ جیساکہ ہاتو بر ہانکم۔ علیک بمعنی الزم آمین بمعنی استجب قبول کرنا۔ صہ بمعنی اسکت چپ رہو۔
مہ بمعنی اکفف رک تو۔ قط بمعنی انتہ ختم کر تو

سوال۔ اسمائے افعال جب کہ فعل ماضی وامر حاضر کے معنی میں ہوتا ہے اب اس کو فعل میں کیوں شمار نہیں کیا

جواب اوّل۔ اسمائے افعال کا وزن فعل کا وزن ایک نہیں وایضاً اسمائے افعال کبھی مضاف ہوتا ہے اور کبھی اس پر الف ولام داخل ہوتا ہے اور کبھی تنوین لاحق ہوتی ہے اب مذکورہ سب علامتیں اسم کی ہیں۔ اسلئے فعل کے وزن میں شمار نہیں کیا گیا۔ "

فائدہ۔ اسمائے افعال کے بارے میں نحاۃ کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک اسم فعل الفاظ افعال کے لئے موضوع ہے جیساکہ روید موضوع ہے الفاظ امہل کے لئے اور ابن منصور نحوی کے نزدیک اسمائے افعال معنی افعال کے لئے موضوع ہے نہ کہ الفاظ افعال کے لئے جیساکہ مثال نقشہ میں مذکور ہوئی مصنفؒ نے اس مذہب کو اختیار فرمایا کما ہو الظاہر۔

فائدہ دوم۔ روید چند قسم پر ہے اسم فعل جیساکہ مذکور ہوا (۲) رُوَیدَ صفتیہ جیساکہ سارُوا سیرًا رویدًا یہاں رویدًا سیرًا کی صفت ہے (۳) رویدًا مصدر بالاضافت جیساکہ روید زیدٍ اور اس میں چند لغات ہیں کما ذکر فی عبد الرحمٰن فاطلب ھناک۔

قولہ۔ پنجم اسمائے اصوات۔ اسمائے اصوات اس کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی آواز کو انسان حقیقتاً یا حکماً نقل کرسکے یا تو وہ لفظ جس کے ذریعہ بہائم وچار پایہ کو آواز دیا جاسکتا ہو جیسے نخ وغیرہ کہ اونٹ کو بٹھلانے کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے یا انسان اپنی طبیعت سے کسی اظہار درد کے لئے استعمال کرتے ہیں جیساکہ اُف وأُف وغیرہ کسی درد کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔

سوال۔ اسمائے اصوات کے مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔

جواب۔ اسمائے اصوات کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسماء ترکیب میں واقع نہیں ہوتا ہے اگر واقع ہو بھی جائے تو عامل کے ذریعہ متغیر نہیں ہوتا ہے کیونکہ اگر متغیر ہو تو حکایت باقی نہیں رہے گی۔ اور عامل کے ذریعہ متغیر نہ ہونا مبنی کی علامت ہے کیونکہ مبنی کا متغیر ہونا محال ہے۔ جیساکہ اُح اُح اندرونی کسی درد کے وقت مستعمل ہوتا ہے۔ اور اُف ظاہری کسی عضو پر درد پانے کے وقت مستعمل ہوتا ہے نخ اونٹ بٹھلانے کے وقت وغاق کوا کی آواز۔ اسکے ماسوا اور بھی ہے۔ فاطلب ھناک فانہ نافع لک۔ "

مخفی مباد کہ اسمائے اصوات تین ہیں اول حکایت صوت صادر امامن الحیوان الاعجمی یعنی حیوان عجمی کے صوت کو حکایت کرنا جیسے غاق یا تو صوت جمادات جیسے طق (۲) وہ الفاظ جو انسان کے منہ سے نکلتے ہیں

مگر کسی واضع کے وضع کا دخل نہیں بلکہ طبیعۃ انسانی کی حیثیت سے دلالت کرتی ہیں جیسے اف وتف یہ دونوں کسی تکلیف کے وقت مستعمل ہوتا ہے (۳) وہ صورت جو حیوانات سے کسی کام کو تلاش کرنے کے وقت مستعمل کیا جاتا ہے جیسے کسی حیوان کے چلنے کے لئے ہج اور بیٹھنے کے لئے نخ اور پانی پلانے کے لئے۔ اور گھاس اور سکونت طلب کرنے کے لئے بدع استعمال کرتے ہیں۔

فائدہ :- اسمائے اصوات کے لئے یہ شرط ہے کہ محکی عنہ کے الفاظ حقیقتاً یا حکماً وحرکات وسکنات وحروفات ایک ہو۔ ناچیز نے چند اصوات کو افادہ مبتدیان کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) طبخ پانی کی آواز کو حکایۃ کرنے کے لئے (۲) عیط لڑکوں کو کھیل کو دکرانے کے لئے۔ (۳) طاق وطق۔ یہ راستہ سے پتھر پڑانے کے لئے (۴) قبٌ یہ تلوار مارنے کے وقت (۵) آہ اظہار افسوس کے لئے مذکورہ الفاظ مذکورہ معانی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔ کذا فی زینی زادہ۔

قولہ ششم اسمائے ظروف الخ اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ظروف ہے اسم ظرف وہ اسم ہے جس میں فعل پایا جاتا ہے۔ پھر ظرف اولاً دو قسم پر ہے (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان پھر ہر ایک دو قسم پر ہے۔ (۱) ظرف زمان معرب (۲) ظرف زمان مبنی ایسا ہی ظرف مکان معرب وظرف مکان مبنی۔ پھر ہر ایک دو قسم پر ہے۔ (۱) ظرف زمان معرب معین (۲) ظرف زمان معرب غیر معین (۱) ظرف مکان معرب معین (۲) ظرف مکان معرب غیر معین۔ (۱) ظرف زمان مبنی معین (۲) ظرف زمان مبنی غیر معین (۱) ظرف مکان مبنی معین (۲) ظرف مکان مبنی غیر معین۔ اب بعد تقسیم کے جاننا چاہیئے اسم غیر متمکن میں ظروف سے مراد ظروف مبنیہ ہے خواہ زمان ہو یا مکان خواہ معین ہو یا غیر معین نہ کہ ظرف معرب جیسا کہ ظاہر ہے۔

سوال۔ مصنفؒ ظرف زمان مبنیہ کو ظرف مکان مبنیہ پر بیان میں کیوں مقدم کیا۔

جواب اول۔ ظرف زمان مبنیہ تعداد میں زیادہ ہے مکان مبنیہ سے۔ قاعدہ ہے الکثرۃ مقدم علی القلۃ اسلئے زمان کو مکان پر مقدم کیا۔ جواب دوم۔ ظرف زمان کثرۃ الاستعمال ہے ظرف مکان سے قاعدہ مسلمہ ہے کثیر الاستعمال مقدم علی قلۃ الاستعمال۔ اس بنا پر بھی ظرف زمان کو مکان پر مقدم کیا

قولہ ظرف زمان چوں اذا الخ اسم شرطیہ معنی ماضی کے لئے موضوع ہے یعنی اذ زمانہ ماضی کا فائدہ دیتی ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر مثال ماضی اذ دخلت دخلتُ (جس وقت تو داخل ہوا میں بھی داخل ہوا ہوں۔) مثال مضارع قولہ تعالیٰ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے قواعد کو اٹھایا، یہاں یرفع صیغہ مضارع ہے لیکن اذ داخل ہونے کی وجہ سے معنی ماضی کا فائدہ دیا۔ اور کبھی مضارع کا معنی بھی دیتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلَالُ فِیْ اَعْنَاقِھِمْ پس وہ عنقریب جان لیں گے جبکہ بیڑیاں ان کی گردنوں میں ہوں گی۔ اور کبھی مفاجات کے معنی کیلئے

مستعمل ہوتی ہے بشرطیکہ ہیں . . . کے جواب میں واقع ہو جیسے بینَ انا جالسٌ اذا قبل زیدٌ۔ درین آ میں بیٹھنے والا پس اچانک پیش قدمی کیا زید نے، مفاجات بھی اچانک کسی شئی کا واقع ہونا اور اذ کے بعد کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے اور کبھی فعلیہ جیسے جئتُکَ اذ طلعتِ الشمسُ (آیا میں جب کہ سورج طلوع ہوا) جئتک اذ الشمسُ طالعۃ (آیا میں جب کہ سورج طلوع ہونے والا ہے۔ مثال اوّل جملہ فعلیہ اور مثال ثانی جملہ اسمیہ ہے۔ کما ہو الظاہر۔
سوال اِذ کے مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔
جواب اوّل ۔ اذ اسم شرط حرف شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی علی السکون ہے۔
جواب دوم۔ اذ کی وضع حرف کی وضع کی مانند ہے یعنی حروف کی وضع جیسا کہ دو حرفی ہے اس وجہ سے اذ کو مبنی کیا۔ قولہ اذا الخ بعض ظروف سے اذا ہے خواہ زمانیہ ہو یا مکانیہ اذا ہمیشہ معنی مضارع کے لئے مستعمل ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسا کہ قولہ تعالیٰ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالفتح جبکہ اللہ کی نصرت آوے، اور کبھی استمرار زمانی کے لئے آتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض ہمیشہ فسادات کرو اور کبھی معنی مفاجات کے لئے مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ اذا بعد مبتدا واقع ہو جیسے خرجتُ فاذا السبعُ واقفٌ (نکلا میں پس یکایک ایک درندہ کھڑا ہونے والا ہے۔)
نکتہ ۔ اذا مفاجاتیہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا وہ اسم ہے یا حرف۔ مذہب اوّل کوفی اور اخفش کے نزدیک حرف ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا قولھم لا محل لہا من الاعراب مذہب دوم مبرد کے نزدیک اسم ہے ظرف مکان یہ قول ابن عصفور کا مختار ہے۔ مذہب سوم ۔ زجاج کے نزدیک اذا مفاجایۃ ظرف زمان ہے یہ قول زمخشری کا مختار ہے ۔
سوال ۔ اذا مفاجاتیہ وشرطیہ کے درمیان کیا فرق ہے ۔
جواب ۔ فرق اوّل اذا مفاجایہ کی بعد مبتدا کا واقع ہونا واجب ہے اور اذا شرطیہ کے بعد مبتدا ہونا جائز ہے ۔ فرق دوم۔ اذا مفاجایۃ ایسے مبتدا پر داخل ہوتا ہے جس کی خبر اسم ہوتی ہے خواہ ملفوظ ہو یا مقدر بخلاف اذا شرطیہ کے وہ ایسے مبتدا پر داخل ہوتا ہے جسکی خبر فعل ہونا واجب ہے جیسے رأیتُ عمرًا اذا زیدٌ خرجَ من دارہٖ (دیکھا میں عمر کو جب کہ زید اسکے گھر سے نکلا۔
نکتہ ۔ اذا جب کہ شرط کا معنی دیتی ہے اس کے بعد فعل واجب ہے یا نہیں اس کے بارے میں اختلاف ہے جمہور نحاۃ کے نزدیک اذا شرطیہ کے بعد فعل کا ہونا واجب نہیں اسم بھی ہوسکتا ہے اور مبرد کے نزدیک اذا شرطیہ کے بعد فعل کا ہونا واجب ہے اگرچہ کہیں جملہ اسمیہ

پر داخل ہو تو اس کو جملہ فعلیہ کے ساتھ تاویل کرنا واجب ہے۔
سوال۔ اذا مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ جواب:۔ اذا اسم شرط حرف شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی علی السکون ہے۔
قولہ متیٰ ظرف مبنیہ سے متی ہے بمعنی کب یہ کبھی معنی استفہام کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے متی القتال۔ (جنگ کب ہے) اور کبھی معنی شرط کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے متیٰ تخرج اخرج۔ جب تو نکلے گا میں بھی نکلوں گا۔
سوال۔ متیٰ مبنی کیوں ہوا۔ جواب یہ حرف استفہام و حرف شرط کے معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ سے مبنی علی السکون ہے۔
قولہ کیف:۔ ظروف مبنیہ میں سے ایک کیف بھی ہے، کیف زمانہ حال سے استفہام کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے کَیْفَ انت ای علیٰ ایّ حَالٍ انت (تو کس حالت پر ہے۔ اور صاحب مفصل نے فرمایا کہ کیف فی الحقیقۃ ظرف نہیں ہے بلکہ جاری مجریٰ ظرف ہے حقیقت میں وہ حال ہے اب حال و ظرف دو متقارب ہونے کی وجہ سے ظروف میں شمار کئے گئے اور کبھی شرط کا معنی دیتا ہے پس اگر وہ ما کے ساتھ مستعمل ہو تو بصریوں کے نزدیک ضعیف ہے جیساکہ کیفَ مَاتجلسُ اجلس ای علیٰ ایّ هیئۃٍ تَجْلِسُ اَجْلِسُ (جس ہیئت پر تو بیٹھے میں بھی بیٹھونگا۔ مگر کوفیوں کے نزدیک کیف کا شرط کے واسطے مستعمل ہونا مطلقًا ضعیف ہے خواہ ما کے ساتھ ہو یا نہ ہو جیسے کیف تجلس اَجلسُ جب کہ تو بیٹھے میں بھی بیٹھوں گا۔
سوال۔ کیف مبنی کیوں ہوتا ہے۔ جواب۔ کیف حرف استفہام و حرف شرط کے معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ سے مبنی علی الفتح ہے۔ نکتہ۔ کیف کے بعد اگر فعل واقع ہو تو وہ فعل محلاً منصوب حال ہوگا جیساکہ مثال مذکور ہے۔ اگر اسم ہو تو محلاً مرفوع خبر ہوا جیسے کیف انت کیف محلا مرفوع خبر مقدم انت مبتداء مؤخر خبر مقدم مل کر جملہ اسمیہ۔
قولہ ایّان۔ (۱) بفتح ہمزہ و نون (۲) بکسرہ و فتح نون (۳) بکسرہ ہمزہ و کسر نون۔ یہ زمانۂ استقبال سے استفہام کے واسطے مستعمل ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ اَیّان مرسٰہا۔
سوال۔ ایّان کے مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ جواب۔ یہ حرف استفہام کے معنی کو ضمن میں لینے میں مبنی علی الفتح ہوا۔ سوال۔ ایّان و متیٰ کے درمیان کیا فرق ہے۔ جواب ایّان امور عظام و زمانہ مستقبل کے لئے خاص ہے بخلاف متیٰ کے۔
قولہ اَمسِ بمعنی گذشتہ کل۔ سوال یہ مبنی کیوں ہوا۔ جواب۔ امس اصل میں الامس تھا کثیر الاستعمال

کی باعث الف ولام کو مقدر کیا اب وہ الف ولام مقدرہ کو ضمن میں لینے سے مبنی ہوا کیونکہ حروف مبنی ہے اس کا متضمن بھی مبنی ہوگا۔

قولہ۔ مذ ومنذ۔ ظروف مبنیہ میں سے مذ ومنذ بھی ہے بعض کے نزدیک مذ ومنذ میں کوئی تغیر وتبدل نہیں بلکہ براسے مستقل کلمہ ہے مگر بعض کے نزدیک مذ اصل میں منذ تھا کثیر الاستعمال کیوجہ سے نون کو حذف کردیا مذ ہوا یا تو دونوں یکساں نہ ہونے کے لئے اوّل منذ کے نون کو حذف کیا دلیل یہ ہے کہ مذ کی تصغیر منیذۃ آتی ہے۔ فتأمل۔

مذ اور منذ کبھی اوّل مدّت کا معنی دیتے ہیں بشرطیکہ بغیر فاصلہ مذ ومنذ کے بعد مفرد معرفہ ہو خواہ حقیقی یا حکمی ہو جیسے ما رایتہ مذ او منذ یوم الجمعۃ۔ یعنی نہیں دیکھا میں نے اس کو جمعہ کے دن کی پہلی مدّت میں یہاں مذ ومنذ کے بعد یوم الجمعۃ مفرد ہوا اور معرفہ بھی ہوا۔ اور کبھی جمیع مدّت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ مذ ومنذ کے بعد جمع ہو خواہ جمع حقیقی ہو یا حکمی جیسے ما رایتہ مذ ومنذ یومان (یعنی اس کو نہ دیکھنے کی جمیع مدّت دو دن ہے اس سے زائد کم نہیں مگر بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ مذ ومنذ اگر متیٰ کے جواب ہونے کی صلاحیت رکھے تو اس وقت معنی اوّل مدّت اگر کم استفہام کے جواب میں ہونے کی صلاحیت رکھے تو اس وقت جمیع مدّت کا معنی ہوگا صورتِ اوّل وثانی دونوں کا مآل ایک ہے اگرچہ اختلاف لفظی ہو۔

سوال مذ ومنذ کے مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ جواب اوّل مذ ومنذ اسمی مذ ومنذ حرفی کے ساتھ لفظاً ومعنیً مشابہت رکھنے کی وجہ سے مذ ومنذ حرفی جیساکہ مبنی علی السکون ہے یہ دونوں بھی مبنی علی السکون ہوا۔

جواب دوم۔ مذ کی وضع حروف کے وضع کی مانند ہے باعتبار دو حرفی کے اور منذ مذ پر محمول ہے

جواب سوم۔ یہ دونوں مقطوع عن الاضافۃ ہونے کی وجہ سے اسمائے غایات کے ساتھ مشابہ ہے اب اسمائے غایات جیساکہ مبنی ہے یہ بھی مبنی ہے۔

نکتہ۔ مذ ومنذ دو قسم ہے اوّل حرفی دوم اسمی اگر مذ ومنذ حرفی ہو تو اس وقت اس کے بعد جر ہوگا۔ بسبب ضمن میں لینے کے ہیں۔ جیسے بحث حرف جر میں مذکور ہے اگر مذ ومنذ اسمی ہو تو اس کے مابعد رفع ہوگا۔ جمہور کے نزدیک مذ ومنذ مبتدا ہوگا اور اس کا مابعد خبر ہوگا۔ بخلاف زجاج کے اس کے نزدیک مذ ومنذ خبر مقدم مابعد اس کے مبتدا مؤخر جیسے مذ ومنذ یومان وغیرہ ۱۲۔ کذا المسالک المعینیۃ فی القواعد النحویہ۔ قولہ۔ قطّ۔ بفتح قاف بہ لغت مشہور ہے (۲) قطّ (۳) قط کذا فی الفوائد الضیائیہ قطّ بہ استغراق ماضی منفی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یعنی کل گذشتہ زمانہ میں کسی کام کے نہ کرنے پر

دلالت کرے جیسے ما رأیتہ قط میں اس کو کبھی نہ دیکھا زمانہ گذشتہ میں۔
سوال۔ قط مبنی کیوں ہوا۔ جوابِ اوّل۔ اسکی وضع حروف کی وضع کی مانند دو حرفی ہے اسلئے مبنی کیا۔
جوابِ دوم۔ یہ لام استغراق کی معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ سے مبنی ہے۔
قولہ۔ عوض۔ یہ فعل مستقبل کے نفی استغراق کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے لا اراہ عوض نہیں دیکھونگا کبھی زمانہ مستقبل میں۔ سوال۔ عوض مبنی کیوں ہوا۔ جواب اوّل۔ یہ لام استغراق کے معنی کو ضمن میں لینے کی وجہ سے مبنی ہوا۔ جواب دوم۔ عوض منقطوع عن الاضافۃ ہونے کی وجہ سے قبل وبعد کے ساتھ مشابہ ہے اب قبل وبعد جیساکہ مبنی علی الضم ہے عوض بھی مبنی علی الضم ہوگا۔
قولہ۔ قَبْلُ، وَبَعْدُ وقُدَّامُ وتَحْتُ وَفَوْقُ وخَلْفُ وراء وغیرہ خواہ ظرف زمان ہو یا مکان ہرایک کی تین حالت ہے۔ حالت اوّل قبل وبعد وخلف وغیرہ مضاف نہ ہو اس وقت معرب ہوگا جیسے من قبل وبعد وتحت وفوق وخلف وراء وغیرہ۔ حالت دوم۔ قبل وبعد مضاف ہو اور مضاف الیہ لفظ مذکور ہو تو اس وقت بھی معرب ہوگا جیسے قبلہا وبعدھا وخلفہا وقدامہا وغیرہ۔
حالت سوم۔ قبل وبعد وقدام وخلف وغیرہ مضاف ہو اور مضاف الیہ محذوف منوی یعنی نیت میں پوشیدہ ہو تو اس وقت مبنی علی الضم ہوگا جیساکہ امابعد اصل میں بعد الحمد والتسمیۃ تھا۔ یہ مضاف الیہ نیت میں پوشیدہ ہے اور بعض حضرات نے اور ایک حالت کا استنباط کیا ہے کہ قبل وبعد وغیرہ مضاف ہو اور مضاف الیہ نسیا منسیا محذوف ہو یہ حالت اوّل میں داخل ہے اس کو مستقل ایک حالت قرار دینا حشو ولغو سے خالی نہیں جیساکہ عبارات علامہ تفتازانی سے معلوم ہوتا ہے۔
کذا فی التہذیب۔ سوال۔ حالت سوم مبنی کیوں ہوتا ہے۔ جواب۔ حالت سوم میں قبل وبعد حروف کے ساتھ مشابہ ہے کیونکہ قبل وبعد وغیرہ مضاف الیہ کی طرف محتاج ہے۔ حروف جیساکہ دوسرے کلمہ کی طرف محتاج ہوتا ہے مشابہت کی وجہ سے حروف جیساکہ مبنی ہے اس کو بھی مبنی کیا گیا۔
سوال۔ مبنی علی الضم کیوں کیا۔ جواب:۔ مضاف الیہ محذوف سے جو نقصان ہوا تھا وہ تلافی پذیر ہونے کیلئے ثقیل اعراب جو کہ ضمہ ہے اسپر مبنی کئے اس کو اسمائے غایات بھی کہتے ہیں کیونکہ اسکی بلا عوض مضاف الیہ انتہی ہوجاتی ہے۔
قولہ حیث۔ یہ لوازم الاضافۃ میں سے ہے خواہ مفرد کی طرف مضاف ہو یا جملہ کی طرف جیسے مثال مفرد اجلس حیث زید ای مکان زید دبیٹھ تو زید کی جگہ میں مثال جملہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم (یعنی مشرکوں کو قتل کرو جس جگہ پاؤ تم۔
سوال۔ حیث مبنی کیوں ہوا۔ جواب۔ یہ غایات یعنی قبل وبعد کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے

مبنی علی الضم ہوا کیونکہ جملہ مضاف الیہ ہوتا گویا کہ مضاف الیہ معدوم ہونا کیوں کہ جملہ معدوم ہے۔
کنایات ۔ جمع مؤنث سالم ہے کنایہ کا کنایہ یعنی کسی شئی کو کسی غرض سے ایسے الفاظ سے بیان کرنا جس سے معنی میں ابہام رہ جائے ۔ اسم کنایہ وہ اسم ہے جو مبہم چیز کی تعبیر کرنے کے واسطے مستعمل ہو۔ اسکی دو قسم ہے ۔ (۱) کنایہ معربہ (۲) کنایہ مبنیہ ۔ کنایہ معربہ جیسا کہ فلان بن فلان فلانۃ بنت فلانۃ ۔ کنایہ مبنیہ دو قسم ہے اوّل وہ کنایہ جو عدد کے واسطے مستعمل ہو وہ دو ہے ۔
(۱) کم (۲) کذا ۔ کم دو قسم پر ہے (۱) استفہامیہ جس کا معنی کتنا ہے اور اس کی تمیز منصوب ہوگی۔ جیسا کہ کَمْ دَیْنًا عِنْدَکَ ۔ کتنا قرض تیرے پاس ہے (۲) کم خبریہ جس کا معنی بہت ہے اور اسکی تمیز مجرور ہوتی ہے جیسا کہ کم مالٍ انفقت بہت مال خرچ کیا میں، کم استفہامیہ حرف استفہام کا معنی متضمن لینے سے مبنی ہے ۔ اور کم خبریہ اس پر حمل کیا گیا ہے ۔ کذا بمعنی کتنا کذا ہمیشہ تکرار ہو کر مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ قَبَضْتُ کذا وکذا درہمًا قبض کیا میں نے اتنا اتنا درہم ۔ کذا میں کاف تشبیہ حرف جر ذا اسم اشارہ مرکب من المبنی ہونے کی وجہ سے مبنی ہوگا ۔ دوسری قسم کَیْتَ و ذَیْتَ دونوں بات سے کنایہ کرنے کے واسطے آتا ہے کیتَ و ذَیتَ بمعنی ایسا ایسا دونوں کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں مکنی عنہ کی جگہ میں واقع ہوتا ہے مکنی عنہ جملہ ہوتا ہے اب جملہ کی جگہ میں واقع ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اور جملہ من حیث الوضع نہ معرب ہے اور نہ مبنی ہے مگر تقسیم کے وقت اس کو مدخول مبنی میں داخل کیا گیا اور علامہ زمخشری کے نزدیک جملہ بلا قید مبنی ہے مکنی عنہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس سے متکلم کنایہ کرتا ہو ۔ مرکب بنائی بالتفصیل شروع میں مذکور ہوا فلا نعیدھا

فصل بداں کہ اسم بر دو ضرب ست ۔ معرفہ و نکرہ ۔ معرفہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیز معین ۔ و آں بر ہفت نوع ست ۔ اوّل مضمرات دوم اعلام چوں زید و عمرو سوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولات و ایں دو قسم را مبہمات گویند پنجم معرفہ بہ ندا چوں یا رجل ششم معرفہ بالف لام چوں الرجل ہفتم مضاف بیکے ازینہا چوں غلامہ و غلام زید و غلام ہذا و غلام الذی عندی و غلام الرجل ۔ نکرہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزے غیر معین چوں رجل و فرس ۔ بدانکہ اسم بر دو صنف ست مذکر و مؤنث مذکر آنست کہ درو علامت تانیث نباشد چوں رجل مؤنث آنست کہ درو علامت تانیث

باشد چوں امرأۃ علامتِ تانیث چہار ست تا چوں طلحۃ الف مقصورہ چوں حبلیٰ والف ممدودہ چوں حمراء وتاءِ مقدرہ چوں ارض کہ در اصل ارضۃ بودہ است بدلیل اریضۃ زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل خود برد وایں را مؤنث سماعی گویند۔ بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست حقیقی ولفظی۔ حقیقی آنست کہ بازای او حیوان مذکر باشد چوں امرأۃ کہ بازای او رجل ست وناقۃ کہ بازای او جمل ست ولفظی آنست کہ بازا او حیوان مذکر نباشد چوں ظلمۃ وقوۃ

تشریح:۔ مصنفؒ اسم کو معرب ومبنی ومتمکن وغیر متمکن کے اعتبار سے تقسیم کرکے اب باعتبار معین وغیر معین کے تقسیم کرنا شروع فرمایا تاکہ اقسام اسم طرف مخاطب کو اچھی طرح حفظ وضبط ہوجائے اسم معین وغیر معین کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ (۱) معرفہ (۲) نکرہ وجہ حصر یہ ہے کہ دنیا میں جتنا بھی اسم ہوا ہے وہ دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ معین ہو جو کہ معرفہ ہے دوم یہ کہ غیر معین جو کہ نکرہ ہے اس سے زائدہ اور قسم نہیں "، تحریر سنبٹ۔

سوال۔ مصنفؒ معرب میں قسم کہا یہاں ضرب کیوں کہا۔

جواب۔ اوّل مصنفین کرام کی عادات مستمرہ ہے کہ جو لفظ مذکور ہوا حتی المقدور پھر استعمال نہیں کرتے ہیں بلکہ نئی نئی لغات کو استعمال کرتے ہیں تاکہ مبتدی طالب علم طول نہ ہوں۔ دوم مصنفین حضرات نئی نئی لغات لاکر طالب علم کو کتاب پڑھنے کی طرف میلان وجوش دلانے کے لئے بعض جگہ قسم بعض جگہ ضرب بعض جگہ صنف ونوع کو اختیار فرماتے ہیں

سوال ضرب ونوع وقسم میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔ جواب قسم ونوع وصنف میں لغت کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں اور اصطلاح میں کچھ فرق ہے اگر چند جزئیات ایک کے ماتحت ہیں اور جزئیات کے درمیان باہم فرق بھی کیا جاسکتا ہے تب ان جزئیات کو انواع کہا جاتا ہے کسی ایک کل میں چند جزئیات عرضیات داخل ہو تو ان جزئیات کو اصناف کہتے ہیں۔ اگر کسی ایک کل میں ذاتیات عرضیات سے مرکب ہو تب اسکو اقسام کہتے ہیں "۔ نوادر الوصول۔ سوال۔ معرفہ کو نکرہ پر کیوں مقدم کیا جواب نحاۃ کا مقصود اصلی معرفہ ہے کیونکہ وہ معرفہ کے ساتھ بحث کرتے ہیں بخلاف نکرہ کے اگرچہ وہ اسم اصل ہو لیکن اس کے ساتھ بحث نہیں کرتے ہیں۔ عدم فائدہ کی بنا پر اب مقصود اصلی مقدم ہوتا ہے غیر مقصود اصلی پر اسلئے معرفہ کو نکرہ پر مقدم کیا۔ جواب دوم۔ معرفہ کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ قلیل الاستعمال نکرہ پر مقدم کیا گیا۔

جواب سوم۔ معرفہ وجودی ہے کیونکہ وہ شئی معین کے لئے موضوع ہے نکرہ عدمی ہے کیونکہ شئی معین کے لئے موضوع

نہیں۔ اب وجودی عدمی پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے معرفہ وجودی کو نکرہ عدمی پر مقدم کیا۔

قولہٗ معرفۃ۔ بفتح میم وسکون العین و فتح را مصدر میمی از عرف بمعنی پہچاننا اور اصطلاح نحاۃ میں معرفہ اس اسم کو کہتے ہیں جو ذات معین کے لئے جزئی یا تو کلی طور پر وضع کیا گیا ہو مثال جزئی جیسا کہ مضمرات واشارات وموصولات وغیرہ وضع کلی جیسا کہ معرف بلام وندا وغیرہ معرفہ کی پہلی قسم ضمیروں کی ہے اس کا بیان اسم غیر متمکن میں بالتفصیل مذکور ہوا دوسری قسم اعلام ہے یہ علم کی جمع ہے جیسے زید وعمرو خالد وغیرہ۔ سوال۔ علم اور اسم کے درمیان کیا فرق ہے جواب۔ بعض کے نزدیک علم اسم دونوں مرادف ہے۔ اور بعض دونوں کے درمیان فرق کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ذوی العقول کے نام کو علم اور غیر ذوی العقول کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

سوال۔ علم کس کو کہتے ہیں۔ جواب علم اس کو کہتے ہیں جو ایک ذات معین کیلئے موضوع ہو اور اس کے علاوہ شامل نہ ہو بشرطیکہ ہر ایک کی وضع علیحدہ علیحدہ ہو جیسا کہ زید وعمرو بکر۔

سوال زید تو دنیا میں بہت ہے اب وہ ذات معین ومعرفہ کس طرح ہوا۔

جواب زید اگرچہ دنیا میں بہت ہے لیکن ہر ایک کی وضع علیحدہ علیحدہ ہے جیسے زید عبدالرحمٰن کا بیٹا ہے اور ایک زید ہے جو عبدالرحیم کا بیٹا ہے اب ہر ایک کی وضع علیحدہ ہے اب زید وعمرو بکر پر علم کی تعریف صادق آویگی۔

نکتہ:۔ علم چند قسم پر ہے (۱) نام اصلی (۲) کنیت (۳) لقب (۴) خطاب (۵) عرف مشہور (۶) تخلص ہر ایک کی تفصیل مفتاح القواعد میں مذکور ہے۔ فائدہ ثانیہ علم چند قسم پر ہے (۱) علم شخصی (۲) علم جنسی (۳) علم نوعی۔ علم شخصی جو کہ مذکور ہوا جیسے زید عمرو وغیرہ۔ علم جنسی وہ علم ہے جو مختلف قسم چیز کا نام ہو جیسا کہ حیوان اسمیں انسان وغیر انسان سب داخل ہے (۲) علم نوعی وہ علم ہے جسمیں ایک ذاتی چیز ہے جیسا کہ الانسان اسمیں زید وعمرو وبکر وغیرہ سب حیوان ناطق میں داخل ہے۔ اب علم شخصی معرفہ کا فائدہ دیتا ہے نہ کہ علم جنسی ونوعی فتامل

قولہٗ۔ تیسری قسم اسمائے اشارات اور چوتھی قسم اسمائے موصولات ہے ان دونوں قسم کو مبہمات کہتے ہیں ان دونوں کی تعریف اوپر مذکور ہوئی ___ سوال۔ ان دونوں قسم کو مبہمات کیوں کہتے ہیں۔ جواب مبہمات یہ مبہمۃ کی جمع ہے مبہم اس شئی کو کہتے ہیں جسمیں شک وشبہ ہو اب اسم اشارہ میں بدون مشار الیہ واسم موصول میں بدون صلہ کے ابہام رہتا ہے اسلئے ان دونوں کو مبہمات کہتے ہیں اگرچہ مشار الیہ وصلہ متعین ہونے کے بعد معرفہ ہو جاتا ہے کیونکہ من قبیل وضع عام وموضوع لہٗ خاص سے ہے یعنی مشار الیہ وصلہ کے پہلے عام ہے وبعد مشار الیہ وصلہ کے خاص ہے۔ پنجم معرفہ بہ ندا یعنی وہ نکرہ جو حرف ندا کے ذریعہ معرفہ کیا جاتا ہے جیسے رجل میں حرف

ندا یا داخل ہونے سے پہلے نکرہ تھا۔ اب ندا کے ذریعہ متکلم کے نزدیک خاص ہوگیا اب وہ بمنزلہ معرفہ ہوگیا۔ ششم وہ نکرہ جو الف لام استغراق و عہد خارجی داخل ہونے سے معرفہ ہوجاتا ہے نہ کہ عہد ذہنی ہرایک کی تفصیل علامت اسم میں مذکور ہوئی جیساکہ الرجل میں جو الف لام ہے وہ جنسی ہے نہ کہ نوعی یا عہد خارجی

سوال۔ میم تو بھی حرف تعریف تھی جیساکہ لیس من امبر امصیام فی مسفر (الحدیث)، واقع ہوا کیوں نہ لایا؟

• جواب۔ اول وہ میم لام سے بدل ہوا اب لام کو لانا گویا میم کو لانا ہے فلا اعتراض۔ کذا فی الفوائد الضیائیہ

جواب دوم۔ اشذاذ شذوذ کی بناء پر مصنفؒ نے حرف تعریف میں اس کو بیان نہ کیا اسکے شذوذ کا واقعہ مثل ہدایۃ النحو وغیرہ میں آنے والا ہے۔ ہفتم۔ وہ اسم نکرہ جو منادیٰ کے علاوہ اور دوسری قسموں کی طرف مضاف ہو۔ بطور اضافت معنوی نہ کہ اضافت لفظی کیونکہ وہ اضافت لفظی اضافت معنوی کی طرح معرفہ ونکرہ کا فائدہ نہیں دیتی ہے۔ جیساکہ غلامہٗ و غلام زید و غلام ہٰذا و غلام الذی عندی و غلام الرجل۔

ترکیب:۔ غلام مضاف ہٗ ضمیر مجرور متصل محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ واؤ حرف عطف غلام زید ترکیب اضافی ہوکر معطوف واؤ عاطفہ غلام مضاف ہٰذا اسم اشارہ محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف واؤ حرف عطف غلام مضاف الذی اسم موصول ثبت یا مرادف کا فعل محذوف ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل عندی ترکیب اضافی ہوکر مفعول فیہ فعل فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جملہ موصول وصلہ مل کر محلاً مجرور مضاف الیہ ہوا غلام مضاف کا مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف واؤ حرف عطف غلام مضاف الرجل مضاف الیہ مضاف ومضاف الیہ مل کر ترکیب اضافی ہوکر معطوف ۱۲۔

نکتہ معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر نظیرہٗ وغیرہ کی خبر بھی واقع ہوسکے۔

سوال۔ مثل وغیرہ و نحو و نظیر و شبہ و سوار وغیرہ کو ضمیر و علم وغیرہ کی طرف اضافت کرنے کی ذریعہ بھی معرفہ نہیں ہوتا ہے۔ اب قاعدہ مذکورہ کسطرح صحیح ہوگا۔

جواب:۔ مذکورہ قاعدہ مثل وغیر و شبہ و نحو وغیرہ کے غیر میں جاری ہے نہ کہ ان الفاظ میں کیونکہ یہ الفاظ ضمیر و علم و اشارہ وغیرہ کی طرف مضاف ہونیکے باوجود بھی معرفہ نہ ہوگا کیونکہ اسمیں ابہام اتنا زیادہ ہے جو اضافت کے ذریعہ زائل نہ کیا جاسکتا ہے۔ کما ذکر فی المطولات۔

سوال:۔ منادیٰ کی طرف اضافت کیوں نہیں کی جاسکتی ہے۔ جواب:۔ اہل نحاۃ نے منادیٰ کی طرف مضاف ہونے کو جائز نہ رکھا کیوں کہ منادیٰ مضاف الیہ نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ بمنزلہ جملہ ہے۔ کذا فی عبد الغفور۔ نکرۃ نکرہ کا معنی لغوی نہ پہچاننا اور اصطلاح میں نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں جو غیر معین کے لئے موضوع ہے رجل بمعنی مرد فرس بمعنی گھوڑا۔ ہر مرد کو رجل اور گھوڑا کو فرس کہا جاتا ہے

یہاں غیر معین ہے اب منادی کی بحث میں جو نکرہ کو معین و غیر معین کی طرف تقسیم کیا۔ اس کا بیان وہیں بالتفصیل موجود ہے۔ سوال۔ مضمرات کو اشارہ وغیرہ پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ اسم غیر متمکن کو جس ترتیب سے مصنفؒ نے بیان کیا اب تقسیم معرفہ میں بھی اس ترتیب پر بیان کیا تاکہ مذکورہ طریقہ کے خلاف نہ ہو جائے۔ جواب دوم۔ ترتیب معارف میں اختلاف ہے مذہب اول سیبویہ و جمہوریہ کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا معرفہ مضمرات ہے پھر اعلام پھر اشارات پھر معرفہ بالف ولام پھر موصولات پھر مضاف بیکے ازیہا۔ مذہب دوم۔ کوفیوں کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا معرفہ اعلام ہے پھر مضمرات پھر مبہمات پھر معرف بلام۔

مذہب سوم۔ ابن سراج کے نزدیک اعرف المعارف اسمائے اشارات پھر مضمرات پھر اعلام پھر معرف بلام

مذہب چہارم ابن مالک کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا معرفہ ضمیر متکلم پھر اعلام خاص پھر ضمیر حاضر پھر ضمیر غائب پھر اشارہ پھر منادی پھر موصولات پھر مضاف بیکے ازیہا۔ مصنف نے مذہب سیبویہ و جمہور کو اختیار کیا اور اس طریقہ پر بیان کیا کما ذکر فی التحفہ۔

قولہ۔ بدانکہ اسم بر دو صنف ست مذکر و مؤنث الخ مصنفؒ اسم کو تعین و غیر تعین کے اعتبار سے تقسیم کرکے پھر تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اسم کو تقسیم کیا۔ اسم دو قسم پر ہے (۱) مذکر (۲) مؤنث۔

سوال۔ مذکر کو مؤنث پر کیوں مقدم کیا۔

جواب اول۔ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مذکر مقدم ہے حضرت حوا مؤنث سے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الرجال قوامون علی النساء (یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں) اب قرآن مجید میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان میں مذکر کو مؤنث پر مقدم کیا۔ مصنف نے تعریف میں بھی مذکر کو مقدم کیا تاکہ مطابق قرآن ہو جائے۔

جواب دوم۔ مذکر اصل ہے اور مؤنث فرع ہے کیونکہ مذکر علامت تانیث کی طرف لفظاً معناً و تقدیراً محتاج نہیں ہوتا ہے بخلاف مؤنث کے وہ علامت تانیث کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ اب غیر محتاج اصل ہے محتاج سے اسلئے مذکر اصل کو مؤنث فرع پر مقدم کیا۔ اور بھی متعدد جوابات ہیں ناچیز اس کے درپئے نہ ہوا۔ **قولہ** مذکر آنست الخ۔ مذکر صیغہ واحد اسم مفعول از باب تفعیل مصدر تذکیر بمعنی مذکر ہونا یا نصیحت و ذکر کرنا یا تو مذکر کیطرف منسوب کرنا اور اصطلاح میں مذکر ایسے اسم کو کہتے ہیں جسمیں لفظاً و معناً و تقدیراً علامت تانیث نہ ہو جیسا کہ رجل و زید و بکر وغیرہ۔ مؤنث صیغہ واحد غائب اسم مفعول از باب تفعیل مصدر تانیث معنی لغوی علامت تانیث لگانا یا تو مؤنث کیطرف نسبت کرنا اور اصطلاح میں مؤنث اس اسم کو کہتے ہیں جسمیں لفظاً یا تقدیراً معناً علامت تانیث ہو جیسا کہ امرأۃ تانیث لفظی ہے ارض بمعنی زمین یہ علامت تانیث تقدیری۔ زینب یہ تانیث معنوی ہے۔

قولہ۔ علامت تانیث چہار است الخ سید صاحب نے تفصیلی اعتبار سے علامت تانیث کو چار تبار یاد رہے

اجالاً دو ہے۔ (۱) تار تانیث لفظی ہو یا تقدیری (۲) الف مقصورہ ہو یا ممدودہ (۱) تانیث لفظی جیسا کہ طلحۃ یہ درخت کا نام ہے یا ایک صحابی کا نام ہے۔ طلحۃ یہ مصداق کے اعتبار سے اگرچہ مذکر ہے لیکن لفظاً مؤنث ہے بسبب تار لفظی کے اگر وہ مؤنث کا علم نہ ہو تب یہ مثال صحیح ہوگی۔ کیونکہ اگر خود وہ مؤنث ہو تب علامتِ تانیث کی کیا ضرورت ہے۔ فتامل۔ سوال۔ تار تانیث کس کو کہتے ہیں۔ جواب۔ تار تانیث اس کو کہتے ہیں جو اکثر تین حروف کے بعد ہو اور وہ زائدہ ہو اور حالتِ وقف میں ہا ہو اور ما قبل فتحہ ہو جیسا کہ طلحۃ میں ساری شرطیں موجود ہیں۔ سوال۔ علامت تانیث صرف تار کیوں کہا حالانکہ یار ذی و تی بھی علامت ہے۔

جواب۔ صاحب مفصل نے جو یار ذی و تی کو علامتِ تانیث میں شمار کیا وہ قول مردود ہے کیونکہ ذی۔ و تی اصلی وضع میں ذی و تی تھا جو مؤنث کے لئے موضوع بلکہ وہ حرف اصلی ہے نہ کہ علامت تانیث جیسا کہ افضل الشارحین و رئیس المحققین نے فرمایا قد زاد بعضھم الیاء فی قولھم ذی۔ و تی و ہو غلط انما التانیث

ولیس ذلک لجواز ان یکون صیغۃ موضوعۃ للمؤنث مثل ھی انت کذا فی فوائد الضیائیۃ۔

نکتہ۔ بصریوں اور کوفیوں کے درمیان اختلاف ہے کہ علامتِ تانیث تار ہے یا ہار بصریوں کے نزدیک تار ہے جو حالتِ وقف میں ہار ہو جاتی ہے۔ وہ تار سے بدل ہو کر آتی ہے۔ بخلاف کوفیوں کے ان کے نزدیک علامتِ تانیث تار نہیں بلکہ ہار ہے اور تار ہار سے بدل ہو کر آتا ہے۔ مذہب بصری اولیٰ ہے اسلئے مصنفؒ نے اسکو اختیار فرمایا۔

فائدہ عجیبہ لطلاب النحویہ۔ روشن باد تار تانیث چند معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے (۱) تار تانیث جیسا کہ طلحۃ (۲) تار مذکر جو خلافِ قیاس اسمائے عدد میں آتا ہے جیسے ثلٰثۃ رجال میں ثلٰثۃ میں جو تار ہے وہ خلاف قیاس لائی گئی ہے۔ اس کا قاعدہ ہدایۃ النحو میں آنے والا ہے۔ (۳) عوضیۃ جو کسی حرف محذوف کے بدلے میں آوے جیسا کہ عدۃ اصل میں وعد تھا واو محذوفہ کے بدل میں تا آئی ہے اور آخر میں لایا۔

(۴) تار فارقہ یعنی وہ تار جو واحد و جمع کے درمیان فرق کرے جیسا کہ تمرۃ واحد۔ جمع تمر۔ (۵) تار منقولیہ یعنی وہ تار جو معنی صفتی سے نقل کر کے معنی اسمی کیطرف نقل کرتی ہے جیسا کہ کافی سے کافیہ۔ کافی بمعنی کفایت کرنیوالا تھا صفت اب اسکو ایک کتاب کا نام رکھدیا جو تمامی مسائل نحویہ کو کفایت کرنے والی ہے (۶) تار اندازۂ جمع کے بعد جیسا کہ حجارۃ حجر کی جمع ہے حجارۃ ایہیں تار زائد ہے حجر بمعنی پتھر۔ (۷) تار مبالغہ جیسا کہ علامۃ اصل میں علام تھا۔ (۸) تار مصدریہ جیسا کہ فاعلیۃ بمعنی فاعل ہونا مفعولیۃ بمعنی مفعول ہونا۔ مجروریۃ بمعنی مجرور ہونا (۹) تا عجمیہ جو لغت عجم کی علامت ہے جیسا کہ جواربۃ (۱۰) تار نسبتہ مغاربۃ منسوب الی مغربی (۱۱) تار تاکید جیسا کہ جمالۃ تاکید جمال ہے۔ (۱۲) تار بمعنی کثرت کے لئے جیسا کہ عقلۃ بہت عقل والا۔ کذا فی رضی و زینی زادہ۔

(۲) الف مقصورہ۔ مقصورہ صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول مصدر القصر بمعنی کوتاہ کرنا از باب نصر الف مقصورہ

اسکو کہتے ہیں جو تلفظ میں کوتاہ ہوکر پڑھا جاتا ہے۔ جیسے حُبلیٰ (حاملہ عورت) (۳) الف ممدودہ۔ ممدودہ صیغہ
واحد مؤنث اسم مفعول۔ مصدر المد بمعنی دراز کرنا۔ از باب نصر۔ الف ممدودہ اس کو کہتے ہیں جو تلفظ میں دراز
پڑھا جائے جیسا کہ حمراء (سرخ عورت) سوال۔ لفظ غنی و اطلی و فیعشوی میں الف مقصورہ ہے مؤنث کیوں نہیں۔
جواب۔ الف مقصورہ سے وہ الف مراد ہے جو ملحقہ و زائدہ نہ ہو الفاظ مذکورہ میں پہلے دونوں لفظ میں
الف مقصورہ الحاق کیلئے اور ثالث میں زائد ہے اسلئے یہ الفاظ مؤنث نہیں ہیں۔

سوال۔ الف مقصورہ و ممدودہ کے درمیان کیا فرق ہے۔ جواب۔ فرق اول جیسا کہ ظاہر ہے تعریف سے۔
دوم یہ کہ الف مقصورہ کے بعد ہمزہ نہیں ہوتا ہے بخلاف الف ممدودہ کے کیونکہ بعد الف ممدودہ ہمزہ زائدہ ہوتی
ہے جیسا کہ حمراء۔ صحراء وغیرہ

سوم الف ممدودہ حقیقت میں دو الف ہے بخلاف الف مقصورہ کے کہ وہ حقیقت میں ایک الف ہے نہ
کہ دو الف ہے ۱۲ سوال۔ الف ممدودہ کے علامتِ تانیث ہونے میں نحاۃ کا کیا اختلاف ہے۔
جواب۔ مذہب اول سیبویہ اور جمہور کے نزدیک علامت تانیث ہمزہ ہے جو الف مقصورہ سے بدل
ہوا اور اسکے ماقبل جو الف ہے وہ آواز کی درازی کے لئے لائے ہیں۔ مذہب دوم بعض کے نزدیک صرف
ہمزہ ہے الف وہ اصلی ہے۔ مذہب سوم بعض کے نزدیک صرف الف علامتِ تانیث ہے اور ہمزہ کو اس
وجہ سے لایا تاکہ افعل کا مؤنث فعلیٰ و فعلان کی مؤنث فعلی کے درمیان فرق کر دیوے یعنی جو افعل کی مؤنث
فعلیٰ ہے اسمیں لام کلمہ کے بعد ایک ہمزہ ہوتا ہے۔ بخلاف مؤنث فعلان کے اسمیں ہمزہ نہیں ہوتا ہے جیسا
کہ حمراء بہمزہ۔ سکران سے سکریٰ بے ہمزہ ہے ۱۲ اور بعض کے نزدیک ہمزہ و الف دونوں مل کر علامت تانیث
ہے۔ کذا فی رضی۔ نکتہ۔ الف مقصورہ و ممدودہ کبھی حرف اصلی اور کبھی زائدہ اور کبھی الحاق اور کبھی معنی
زیادتی کے لئے مستعمل ہوتا ہے (کذا فی حاشیہ متفرقہ) ارض اصل میں ارضۃ تھا۔

سوال۔ ارض جو کہ ارضۃ تھا اسکی دلیل کیا ہے۔ جواب۔ نحویوں و صرفیوں کے درمیان ایک قاعدہ مشہورہ
ہے کہ اگر کسی اسم کا مادہ اصلی پہچاننا مقصود ہو تو اس اسم کو اسم تصغیر یا جمع تکسیر کرکے بعدہٗ علامت جمع و تصغیر
حذف کرکے دیکھو جتنے حروف باقی ہیں جان لو کہ وہ سب اسم کا مادہ اصلی ہے جیسے ارض پر مذکورہ قاعدہ
سے تصغیر کرکے دیکھا گیا کہ اریضۃ تھا اب یاء تصغیر یہ کو حذف کر ڈالو اب صرف "ارضۃ" باقی رہا اب معلوم ہوگیا کہ
ارض کی اصل میں ایک تاء تھی ای ارضۃ خلاف قیاس سماعی کی طور پر تا کو حذف کر ڈالا ارض ہوا۔ آب
میر سید صاحبؒ نے فرمایا زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل خود برد یہ عبارت مذکورہ قاعدہ کا ایک جز ہے ورنہ
قاعدہ کلیہ وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور اس قسم مؤنث کو سماعی کہتے ہیں یعنی وہ اسم مؤنث جس میں تاء مقدرہ
ہو اسکو سماعی کہتے ہیں اسمیں قیاس کا کوئی دخل نہیں بلکہ اہل لسان نے جس کو مؤنث پڑھا اسکو مؤنث
قرار دیا جاوے نہ کہ خود اسمیں دخل دیکر دنیا کی تمامی اسم مذکر کو مؤنث سماعی کہہ دیوے۔

الحاصل ۔ مؤنث کی تین قسمیں ہیں (۱) مؤنث حقیقی جس کی تعریف مذکور ہوئی (۲) مؤنث سماعی جس میں لفظ علامت تانیث نہ ہو اسکے مقابل میں حیوان مذکر بھی نہ ہو جیسا کہ مذکور ہوا ۔ (۳) مؤنث معنوی وہ ہے جس کے مقابل حیوان مذکر ہو اور لفظاً علامتِ تانیث بھی نہ ہو جیسا کہ امٌّ بمعنی ماں وہند وغیرہ ۔

سوال ۔ مؤنث سماعی کتنے ہیں ۔ جواب مؤنث سماعی کی تعداد محصور ومعین نہیں بلکہ کلام عرب سے جتنا سنا گیا وہ سب مؤنث سماعی ہے اب ناچیز چند الفاظ کو لایا ہے ۔ فاحفظ ۔

مؤنث سماعی دو طرح پر ہے (۱) جزئیہ جو علیحدہ علیحدہ ہے (۲) مؤنث سماعی کلیہ جو کلی طور پر ہو
مؤنث سماعی جزئیہ ۔ اَرضٌ (زمین)، دارٌ (گھر)، نحلٌ (شہد کی مکھی)، دلوٌ (ڈول)، رحمٌ (بچہ دان)، قِدرٌ (دیگ)، عنکبوتٌ (مکڑی)، موسیٰ (استرہ)، ارنب (خرگوش)، کأس (پیالہ)، ثعلبٌ (لومڑی)، بئرٌ (کنواں)، شمسٌ (سورج)، ضبع (کفتار)، مسکٌ (مشک)، عقربٌ (بچھو)، ذھبٌ (سونا)، تبرٌ (سونا کی ڈلی)، مِلحٌ (نمک)، فرس (گھوڑا)، عصا (لاٹھی)، نفس (ذات)، کبدٌ (جگر)، سراویل (پاجامہ)، غول (بھوت)، افعیٰ (سانپ)، سلم (صلح)، قوسٌ (کمان)، اسکے علاوہ بہت ہے مطولات سے تفتیش کیا جاوے ۔

مؤنث سماعی کلیہ (۱) انسان کے تمام ان اعضاء کے نام جو دو دو ہیں سب مؤنث سماعی ہیں مگر خدین (رخسارہ) حاجبین (آبرو) یہ دونوں مؤنث نہیں مؤنث سماعی جیسا ۔ اذن بمعنی کان ۔ یدٌ بمعنی ہاتھ رِجلٌ بجر را وسکون جیم بمعنی پاؤں موفق بمعنی کہنی ۔ عین (آنکھ)، ثدی بمعنی چھاتی وغیرہ ۔

(۲) دوزخ کی تمامی ناموں جیسے سعیرٌ وجہنم ونارٌ والحطمۃ ہاویۃ ولظیٰ وسقر وجحیم سب مؤنث سماعی ہیں ۔

(۳) تمامی شرابُ کا نام جیسا کہ خمرٌ، ومدامٌ وراحٌ وقرقف وصہباء وقرقوف وشمول وعفارق وتدام وخرق وعین وعرض وعطہا وغیرہ سب مؤنث سماعی ہے ۔ (۴) تمامی ہوا کے نام بھی مؤنث سماعی ہیں جیسے ریح وشمال ۔ اتر کی ہوا دبورٌ ۔ قبلہ کی ہوا وغیرہ (۵) تمامی شہروں کے نام مؤنث غیر منصرف ہیں مگر منیٰ ۔ شام ۔ وعراق وواسط وفلجا وحجرٌ یہ سب مذکر ومنصرف ہے کذا فی تمرین الادبُ فی ترقین العرب ۔

(۶) اگر شہروں کی بقعہ کے ساتھ تاویل کی جائے تب سب مؤنث ہوگا جیسے بقعہ ہند وبقعہ مکہ وغیرہ ۔

(۷) چاروں جوانب کو بھی بعض نے مؤنث سماعی قرار دیا ۔

سوال ۔ عقربٌ میں علامتِ تانیث لفظاً وتقدیراً ومعناً نہیں ۔ اب اسکو مؤنث کس طرح قرار دیتے ہیں ۔

جواب ۔ عقرب میں لفظاً وتقدیراً ومعناً نہیں بلکہ حکماً ہے ۔ کیوں کہ اسم رباعی کا حرف رابع تاءِ تانیث کے قائم مقام ہے ۔ کیونکہ اسم رباعی کو تصغیر کرنے سے تاءِ تانیث نہیں آتا ہے جیسا کہ عقرب سے عقیرب اب معلوم ہوا کہ حرف رابع تاءِ تانیث کے قائم مقام ہے ورنہ عند التصغیر تاءِ تانیث کیوں نہیں آتی ہے ۔

قولہ۔ بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست الخ مصنف نے مؤنث کی تعریف کرکے اب تقسیم کرنا شروع کیا۔ مؤنث بر دو قسم است (۱) مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابل میں حیوان مذکر ہو۔ جیسا کہ امرأۃ اسکے مقابل میں رجل ہے۔ اور ناقۃ اسکے مقابل جمل ہے۔ ناقۃ یعنی اونٹنی وجمل یعنی اونٹ اب دو مثال کو لاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حیوان مؤنث دو قسم پر ہے (۱) اعلیٰ جیسا کہ امرأۃ (۲) ادنیٰ جیسا کہ ناقۃ اور مؤنث لفظی اسکو کہتے ہیں جسکے مقابل میں حیوان مذکر نہ ہو جیسا کہ ظلمۃ وقوۃ۔ اگرچہ اس کے مقابل نور مذکر ہے لیکن حیوان نہیں۔

الحاصل۔ معلوم ہوا کہ مؤنث حقیقی متحقق ہونے کیلئے تین شرطیں ہیں (۱) اس مؤنث کے مقابل میں کسی چیز کا ہونا (۲) وہ شئی جو مقابل ہو اسکا مذکر ہونا۔ (۳) وہ مذکر حیوان کی جنس سے ہو۔ اگر مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو جاوے وہ مؤنث حقیقی میں داخل نہ ہوگا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مؤنث لفظی کے لئے بھی تین چیزیں ہیں (۱) اسکے مقابل کسی چیز کا نہ ہونا جیسے عین اسکے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ (۲) اسکے مقابل میں کوئی چیز موجود ہو لیکن وہ مذکر نہ ہو جیسا کہ ظلمۃ اسکے مقابل میں نور ہے لیکن وہ مذکر نہیں ہے (۳) اسکے مقابل میں کوئی چیز ہو اور مذکر بھی ہو لیکن وہ حیوان میں سے نہ ہو جیسا کہ نخلۃ اس کا مذکر نخل (کھجور کا درخت) موجود ہے لیکن حیوان نہیں ہے۔

بدانکہ اسم بر سہ صنف ست واحد ومثنیٰ ومجموع۔ واحد آنست کہ دلالت کند بر یک معنی چون رجل۔ ومثنیٰ آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف ویاء ماقبل مفتوح ونون مکسورہ باخرش پیوند چون رجلان ورجلین ومجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیر در واحد کردہ باشند لفظاً چون رجال تقدیراً چون فلک کہ واحدش نیز فلک ست بر وزن قفل وجمعش ہم فلک بر وزن اسد۔ بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم ست جمع تکسیر وجمع تصحیح۔ وجمع تکسیر آنست کہ بنائے واحد در وسلامت نباشد چون رجال ومساجد وابنیہ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد وقیاس را در و مجالے نیست۔ اما در رباعی وخماسی بر وزن فعالل آید چو جعفر۔ جعافر۔ جحمرش۔ جحامر بحذف حرف خامس۔

تشریح:۔ مصنف اسم کو تذکیر وتانیث وتعریف وتنکیر وغیرہ کے اعتبار سے تقسیم کرکے اب اسم کی تعداد کے اعتبار سے تقسیم کرنا شروع کیا اور فرمایا۔ اسم تین صنف یعنی تین قسم پر ہے (۱) واحد (۲) مثنیٰ (۳) مجموع اس سے زائد اور قسم نہ ہوسکے گی۔ وجہ انحصار ظاہر مگر اہل فارس اسم کو دو قسم پہ بتلاتے ہیں (۱) واحد (۲) مجموع جو دو کے اوپر دلالت کرتا ہے اسکو مجموع کہتے ہیں۔ مثنیٰ کا کچھ اعتبار نہیں وجہ حصر یہ ہے کہ اسم تین حالت

خالی نہیں اوّل ایک ہو یا دو یا تین اگر ایک ہو تو مفرد واگر دو ہو تو مثنیٰ اگر اس سے زائد ہو تو مجموعہ۔
سوال۔ واحد کو مثنیٰ ومجموع پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اول واحد بمنزلہ جزو ہے اور مثنیٰ ومجموع بمنزلہ کل ہے
اب جزو کل پر مقدم ہوتا ہے اسلئے واحد کو مثنیٰ ومجموع پر مقدم کیا۔ جواب دوم کثیر الاستعمال ہے مثنیٰ ومجموع سے
کثیر الاستعمال قلیل الاستعمال پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے واحد کو مثنیٰ ومجموع پر مقدم کیا۔ سوال مثنیٰ کو مجموع پر کیوں
جواب اوّل۔ مثنیٰ عدد میں مجموع سے مقدم ہے۔ اب ذکر میں بھی مصنفؒ نے مقدم کیا تاکہ مطابق ہو جائے۔
جواب دوم۔ مثنیٰ واحد جو کہ اصل ہے اس کے قریب ہے کیونکہ مفرد سے ایک زائد کرنے سے مثنیٰ بن جاتا ہے
بخلاف مجموع کے اب مثنیٰ قریب ہے واحد سے اسلئے مثنیٰ کو مقدم کئے۔
جواب سوم۔ مثنیٰ شرافت والا ہے مجموع سے کیونکہ مثنیٰ میں واحد کا وزن سلامت رہتا ہے بخلاف مجموع
کے اس میں واحد کا وزن سلامت نہیں رہتا ہے۔ رجل در رجلان میں واحد کا وزن سالم ہے بخلاف رجال
کے اسمیں وزن ٹوٹ گیا ہے۔
جواب چہارم۔ تثنیہ ومثنیٰ کثیر الاستعمال ای قوع ہے کیونکہ مثنیٰ کیلئے کچھ شرط نہیں۔ بخلاف مجموع کے
خواہ مذکر سالم ہو اسکیلئے واو نون خواہ مونث سالم ہو اس کیلئے الف وتا ر خواہ جمع تکسیر اسکیلئے سماع شرط
ہے۔ اب بلا شرط مثنیٰ بشرط مجموع پر مقدم ہوگا۔
قولہ۔ واحد آنست الخ واحد کا معنیٰ لغوی ایک ہونا۔ اور اصطلاح نحاۃ میں واحد اس کو کہتے ہیں جو ایک
معنی وذات معنی پر دلالت کرے جیسا کہ رجل بمعنی ایک مرد وامرأۃ بمعنی ایک عورت پھر واحد دو قسم پر ہے۔
حقیقی جو کہ الآن مذکور ہوا حکمی جو کہ اصل میں مفرد نہ تھا بلکہ غیر مفرد تھا اب وہ کسی وجہ سے واحد کے حکم میں
ہوگیا جیسا کہ جمع تکسیر صورۃً تو جمع ہے لیکن معناً واحد مونث میں ہے مثال عبارات عربیہ میں کثیر الوقوع ہے
قولہ۔ مثنیٰ آنست الخ مثنیٰ صیغہ واحد اسم مفعول از باب تفعیل مصدر تثنیہ مادہ ثنی بمعنی دو کرنا اور اصطلاح
میں تثنیہ حقیقی اسکو کہتے ہیں جو دو پر دلالت کرے بسبب اس بات کے کہ حالت رفع میں الف ماقبل مفتوح ونون
مکسور اور حالت نصب وجر میں یا ر ماقبل مفتوح اور نون مکسور پایا جاوے اس شئ کے مفرد کے آخر میں مثال
حالت رفعی جیسا کہ رجلان واحد رجل تھا۔ اور حالت نصب وجر میں رجلین واحد رجل۔
تثنیہ ملحقی یا فرعی اسکو کہتے ہیں جو دو پر دلالت کرے فقط پھر وہ دو قسم پر ہے۔ صوری جیسا کہ اثنان
واثنتان یہ دونوں صورۃً ومعناً لفظاً تثنیہ ہے لیکن حقیقۃً تثنیہ نہیں کیونکہ تثنیہ حقیقی کے لئے واحد شرط
ہے لفظ اثنان واثنتان کے واحد نہیں اسلئے تثنیہ حقیقی نہ ہوگا۔
دوم معنوی یعنی معنی میں تثنیہ ہو لیکن صورۃ واحد کی مانند ہو۔ جیسے کلا وکلتا بمعنی دو مرد اور دو عورت بمعنی
تثنیہ ہے لیکن صورۃً تثنیہ نہیں کیونکہ الف ونون نہیں حقیقۃً بھی نہیں کیونکہ ان دونوں کیلئے واحد نہیں۔

سوال۔ تثنیہ کی تعریف جامع نہ ہوئی کیوں کہ آخرِ شرح کی ضمیر مثنیٰ کا مرجع تثنیہ یا واحد بہر صورت معنی صحیح نہ ہوگا۔ اگر مرجع مثنیٰ ہو تو تثنیہ معنی ہ بنتے ہیں۔ تثنیہ لفظی اسکو کہتے ہیں جس کے آخر الف و نون مکسور یا یائے ماقبل مفتوح و نون مکسور پایا جاوے مثل جارنی مسلمان رایت مسلمین پر مثنی کی تعریف صادق نہیں آوے گی کیونکہ وہ الف و نون پہلے لاحق تھا نہ کہ پھر لاحق ہو ورنہ الف دو نون لازم آوے گا۔

جواب۔ ضمیر شرح کا مرجع مثنیٰ ہے مگر عبارت صحیح ہونے کیلئے ایک مضاف مقدر ماننا ضروری ہے ورنہ مذکور مانع لازم آویگا۔ تقدیر عبارت یہ ہے کہ باخر مفرد شرح الف و یار ماقبل مفتوح و نون مکسور لاحق شود معنی تثنیہ حقیقی وہ ہے جسکے مفرد کے آخر میں الف حالتِ رفع میں یا تو یار ماقبل مفتوح حالت نصب وجری میں اور نون مکسور لاحق ہو اب مفرد کو محذوف ماننے سے اثنان و اثنتان و کلا و کلتا سب تعریف مثنیٰ حقیقی سے خارج ہوگئے کیونکہ اس کے لئے مفرد نہیں بلکہ اثنان و اثنتان مثنیٰ صوری و کلا و کلتا معنوی ہے۔

نکتہ۔ جو لفظ دو معنی میں مشترک ہو اسکی تثنیہ لانا جائز نہیں جیسا کہ قروان وغیرہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ وہ لفظ مشترک قرء بمعنی حیض یا توطہر۔

سوال۔ ابوین و قمرین و مشرقین وغیرہ ان الفاظ مشترکہ کو تثنیہ لانا کیوں صحیح ہوا۔

الجواب۔ مذکورہ الفاظ میں صناعت تغلیب کی بناء پر تثنیہ لایا ورنہ صحیح نہ ہوگا۔ صناعت تغلیب کی بحث مال میں بالتفصیل آنے والی ہے۔

سوال تثنیہ کی حالت نصب وجر میں یائے ماقبل مفتوح کیوں ہوتا ہے۔ جواب تا کہ جمع کی حالت نصب وجر کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ جمع کی حالت نصبی وجری میں یار ماقبل مکسور ہوتا ہے اگر تثنیہ میں بھی یہ حالت نصبی وجری میں یار ماقبل مکسور ہو تب تثنیہ و جمع میں التباس ہوگا۔ التباس غیر جائز ہے۔ سوال۔ تثنیہ و جمع حالتِ نصبی وجری کے درمیاں فرق کے لئے اس کا برعکس یعنی جمع کی حالت نصبی وجری میں یائے ماقبل مفتوح اور تثنیہ کی حالت نصبی وجری میں یائے ماقبل مکسور کیوں نہ ہوا۔

جواب۔ مذکورہ کے برعکس نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تثنیہ ثقیل ہے کیونکہ وہ زیادہ ہے جمع خفیف ہے کیوں کہ وہ باعتبار قلیل ہے۔ اب مناسبت یہ ہے کہ تثنیہ ثقیل کو یائے ماقبل مفتوح خفیف کو اور جمع خفیف کو یائے ماقبل مکسور جو کہ ثقیل تھا عطا فرمایا تا کہ مناسبت ہو جائے۔

سوال۔ تثنیہ جمع سے تعداد کے اعتبار سے کسطرح زیادہ ہو سکتا ہے۔

جواب۔ مثلاً دس کو اگر تثنیہ کیا جاوے تب پانچ تثنیہ ہوگا اور اگر جمع کیا جاوے ایک جمع ہوگا۔ اب معلوم ہوا کہ تثنیہ زائد ہے جمع سے جیسا کہ معلوم ہوا۔

سوال۔ نون تثنیہ مکسور و نون جمع مفتوح کیوں ہوا۔؟

جواب اوّل ۔ اگر تثنیہ کے نون کو فتح دیا جاوے تب چار فتح ایک جا جمع ہونا لازم آوے گا۔
(۱) الف ماقبل فتحہ (۲) الف خود دو فتحہ (۳) نون تثنیہ مفتوح جواب توالی فتحات یعنی پے در پے چار فتحہ ایک جا جمع ہونا جائز نہیں، اسلئے نون تثنیہ کو مکسور کئے اور حالت نصب وجر میں اگرچہ چار فتحہ لازم نہ آویگا لیکن وہ حالت رفع پر محمول ہے ۔۱۲

قولہ۔ مجموع الخ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول معنی لغوی جمع کرنا اور اصطلاح نحو میں جمع اسکو کہتے ہیں جو دو یا دو سے زائد پر دلالت کرے ۔ بشرطیکہ واحد کے وزن میں کوئی ایک قسم کا لفظ میں تغیر ہو خواہ وہ تغیر لفظی ہو جیسے رجل کی جمع رجال تقدیری جیسے کہ فلک معنی کشتی اگر وہ اسدٌ جمع کے وزن پر ہو اور اگر وہ قفل کے وزن پر ہو تو واحد ہوگا۔ کیونکہ وہ قفل بمعنی ایک تالہ ۔

سوال ۔ فلک میں بالکل تغیر نہیں اب وہ جمع کس طرح ہوگا ۔

جواب اوّل ۔ فلک میں حالت واحد میں فاء کلمہ کو جو ضمہ رہتا ہے حالت جمع میں وہ ضمہ فا کلمہ نہیں رہتا ہے بلکہ جمعیت کے اعتبار سے پھر فا مضموم ہوتی ہے اب فلک واحد و جمع کے درمیان فرق ہوگیا اعتباراً ۱۲

جواب دوم ۔ تغیر تقدیری دو قسم پر ہے ۔ اول لفظی جیسا کہ اسدٌ میں تغیر ہوا اسدٌ جمع واحد اسدٌ اب فتحہ ہمزہ کو ضمہ کے ساتھ تغیر کر دینے سے جمع ہو گئی ۔ دوم تغیر اعتباری و حکمی فلک اگرچہ لفظاً تغیر نہیں لیکن یہ جمع تغیر اعتباری وزن پر ہوا ۔ اب فلکٌ کو اسدٌ پر ہم وزن کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر حمل کئے یعنی اسدٌ میں جیسا کہ تغیر ہوا اب فلک میں بھی فرضی و اعتباری طور پر اسمیں بھی تغیر پایا جاوے ۔

جواب سوم ۔ فلکٌ واحد جمع ہونا یہ موزن بہ کی اعتبار سے ہے یعنی فلک اگر اسد کے وزن پر ہو تب جمع ہے اگر قفل کے وزن پر ہو تب وہ مفرد ہوگا ۔۱۲

نکتہ :۔ اوپر جو مذکور ہو جمع حقیقی کی بات ہے اور ایک قسم اسم جمع و شبہ جمع ہے وہ بھی معنی جمعیت کا فائدہ دیتے ہیں اسم جمع اس کو کہتے ہیں جس سے معنی جمعیت ظاہر ہے لیکن اس مادہ سے اسکا مفرد مستعمل نہیں جیسا کہ نفر ۔ قوم ۔ رھط وغیرہ اسم جمع ہے شبہ جمع اسکو کہتے ہیں جسمیں معنی جمعیت ظاہر ہو لیکن واحد و جمعیت کے درمیان ایک تاء سے فرق کیا جا سکتا ہے جیسا کہ کلمۃ واحد کلم جمع ہے ان دونوں قسم کی پھر دوبارہ جمع بھی آتی ہے جیسا کہ قوم کی جمع اقوام انجم جمع ہے نجم کا وغیرہ۔

فائدہ :۔ جمع تکسیر کی واحد کے وزن متغیر ہونے کی چھ صورت ہے (۱) تغیر ہونا بسبب زیادہ کرنے حرف کو مفرد پر لیکن شکل باقی رہے جیسا کہ صنوٌ واحد معنی ر صنوان جمع تغیر بزیادہ الف و نون (۲) واحد سے جمع میں حروف نقصان کرنے کے ساتھ تغیر کرے لیکن شکل و صورت باقی رہے جیسا کہ تخمۃ ایک دانہ تخم جمع تغیر بنقصان تاء (۳) صیغہ واحد بدل ہو جاوے گا بسبب بدل جانے شکل و صورت کے (۴)

دو قسم حقیقی جیسا کہ اسدٌ تقدیری جیسا کہ فلک دکشتیاں) (۴) صیغہ مفرد بدل ہوجاوے بسبب زیادہ کرنے حرف کے اور بدل دینے شکل وصورت کے جیسا کہ رجال جمع واحد رجل بمعنی مرد۔ الف زائدہ ہوا اور شکل بھی تغیر ہوگئی (۵) صیغہ مفرد متغیر ہوگا بسبب نقصان حروف مفرد کے و تبدیل شکل کے جیسا کہ رسلؒ جمع ہے رسول کی بمعنی قاصد۔ یہاں تغیر بنقصان واو و تغیر وزن واحد کے (۶) صیغہ مفرد تغیر ہوگا بسبب زیادہ حروف بر مفرد و نقصان حروف و تبدیل شکل کے جیسا کہ غلمانؒ جمع ہے غلام کی یہاں تغیر ہوا بحذف لام الف بعد لام و زیادہ الف دنون بعد لام و تبدیل شکل بر تینوں موجود ہے شکل تبدیل ہونے سے مراد یہ ہے واحد میں پہلے دونوں حرف کی حرکت اگر جمع میں بھی باقی رہیگا تب شکل باقی رہے گی ورنہ شکل متغیر ہوگئی جیسا کہ اوپر کے امثال بخوبی معلوم ہو گیا ہے۔ قولہ بدانکہ الخ مصنفؒ جمع حقیقی بیان کرکے اب اسکی لفظاً ومعناً تقسیم فرمارہے ہیں تاکہ مبتدیان نحو یان کو احکام جمع اچھی طرح معلوم ہو جمع لفظاً کی اعتبار سے دو قسم پر ہے (۱) جمع تکسیر اسکو جمع مکسر بھی کہا جاتا ہے (۲) جمع تصحیح اسکو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

سوال۔ سیدصاحبؒ جمع تکسیر کو جمع تصحیح پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اوّل جمع تکسیر مستقل ہے کیونکہ وہ واحد کے وزن کا تابعداری نہیں کرتا ہے۔ اب مستقل غیر مستقل پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے جمع تکسیر مستقل غیر مستقل پر مقدم کیا بخلاف جمع سالم کے۔ جواب دوم جمع تکسیر کثیر الاستعمال ہے کیونکہ اسکے بعض وزن کا واحد کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔

سوال۔ سیدصاحبؒ نے جمع تکسیر کو جمع تصحیح پر کیوں مقدم کیا۔ جواب اوّل جمع تکسیر مستقل ہے کیونکہ وہ واحد کے وزن کی تابعداری نہیں کرتے ہیں اب مستقل غیر مستقل پر مقدم ہوتا ہے اسلئے جمع تکسیر مستقل کو غیر مستقل پر مقدم کیا بخلاف جمع سالم کے، جواب دوم جمع تکسیر کثیر الاستعمال ہے کیونکہ اس کے بعض وزن کا واحد کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔ واحد جیسا کہ کثیر الاستعمال ہے اب جمع تکسیر بھی کثیر الاستعمال ہے، قاعدہ مسلّمہ ہے قلیل الاستعمال پر کثیر الاستعمال مقدم ہوتا ہے اسلئے جمع تکسیر جو کہ کثیر الاستعمال ہے اسکو جمع تصحیح پر جو کہ قلیل الاستعمال ہے مقدم کیا۔ جواب سوم۔ جمع تکسیر کی قسم زیادہ اور غیر محصور ہے بخلاف جمع تصحیح کے اس کی صرف دو قسم ہے۔ زیادہ قسم والا مقدم ہوتا ہے تھوڑا سا قسم والا پر اب جمع تکسیر جو کہ زیادہ قسم والا ہے اسکو تھوڑا قسم والا پر یعنی جمع تصحیح پر مقدم کیا۔ قولہ جمع تکسیر آنست کہ بناء واحد در وسلامت نباشد یعنی جمع تکسیر اس کو کہتے ہیں جسمیں واحد کا وزن صحیح وسالم نہ ہے۔ جیسا کہ رجل واحد کی جمع تکسیر رجال ہے مسجد کی جمع تکسیر مساجد ہے۔ سوال۔ مصنفؒ جمع تکسیر کی دو مثال کیوں لائے۔ جواب دو مثال لاکر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ جمع تکسیر دو قسم پر ہے۔ (۱) جمع تکسیر منتہی الجموع (۲) جمع تکسیر غیر منتہی الجموع۔ جمع منتہی الجموع یعنی ایسی جمع جس کو جمع تکسیر بنانا ختم ہوگئی ہو اور دوبارہ جمع نہ لائی جاسکتی ہو اور اصطلاح نحاۃ میں جمع منتہی الجموع اس کو کہتے ہیں جسمیں

الف جمع کے بعد دو حرف متحرک ہو جیسا کہ مساجد یہاں الف کے بعد دو حرف متحرک یعنی جیم و دال واقع ہوا یا تو الف جمع کے بعد ایک حرف مشدّدہ ہو جیسا کہ دوابّ بمعنی چارپایہ یا تو الف جمع کے بعد تین حرف ہو لیکن تین حروف کے بعد درمیانہ حروف ساکن ہو جیسا کہ مصابیح ۔ پھر جمع منتہی الجموع دو قسم پر ہے (۱) جمع منتہی الجموع حقیقی (۲) جمع منتہی الجموع حکمی ۔ جمع منتہی الجموع اس کو کہتے ہیں جو دو مرتبہ جمع کیا ہو جیسا کہ اکالبُ اکلُبٌ کی جمع ہے اور اکلب کلب کی جمع ہے (۲) حکمی وہ ہے جو دو مرتبہ جمع نہ کیا ہو بلکہ جس کی دو مرتبہ جمع آتی ہو اسکے وزن پر ہوا ہے جیسا کہ مساجد یہ دو مرتبہ جمع نہ ہوا لیکن اکالبُ جو دو مرتبہ جمع لائی گئی ہو اس کے وزن پر ہوا جیسا کہ مساجد بر وزن اکالب غیر منتہی الجموع اسکو کہتے ہیں جو منتہی الجموع کے خلاف ہو جیسا کہ رجال وکلابٌ وغیرہ جمع منتہی الجموع چونکہ قلت الوقوع یا تو سامنے اس کا بیان آنے کے سبب سے مصنف نے بیان نہ فرمایا۔

قولہ ۔ ابنیۃ جمع تکسیر الخ ابنیۃ جمع بناء کا بمعنی اوزان یعنی جمع تکسیر کا وزن ثلاثی مجرد سے سماع کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی قیاس وقاعدۂ کلیہ سے کوئی اوزان مقرر نہیں بلکہ زبان عرب سے جو مسموع ہے اسپر منحصر ہے اسمیں قیاس کا کچھ مجال و دخل نہیں لیکن ناچیز نے تسکین خاطر طلبہ کے لئے چند اوزان کو لکھوا دیا اگر ان اوزان کو حفظ وضبط کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ کثیر ہوگا جیسا کہ علامہ زمخشری نے مفصل مأخذ کافیہ میں فرمایا ہے للثلاثی المجرد اذا کسر عشرۃ امثلۃ یعنی ثلاثی مجرد سے جمع تکسیر اکثر اوقات دس وزن پر آتا ہے جیسا کہ (۱) افعال چوں ارکان جمع رکن (۲) فعال چوں قداح جمع قدح بمعنی پیالہ (۳) فعول چوں عروق جمع عرق بمعنی رگ (۴) فعلان چوں صنوان جمع صِنوٌ بمعنی سیپی (۵) افعل چوں اَفلُسٌ چوں فلسٌ بمعنی پیسہ (۶) فعلان چوں بطنان جمع بطن بمعنی پیٹ (۷) فعلۃ چوں قردۃ جمع قرد بمعنی بندر (۸) فُعُلٌ چوں سُقُفٌ جمع سقیف بمعنی چھت (۹) فعل چوں نمر جمع نمر (۱۰) فعلۃ چوں غلمۃ جمع غلام ۔ کذا فی المفصل ۔

قولہ ۔ اما رباعی وخماسی را بر وزن فعالل آید الخ رباعی مجرد وثلاثی مزید فیہ او خماسی مجرد وغیرہ کا جمع تکسیر فعالل کے وزن پر آوے گا بشرطیکہ خماسی مجرد ورباعی مزید فیہ سے پانچوں حرف حذف کر دیئے جائیں بقول مذہب مشہور مگر بعض نحاۃ نے خماسی اور رباعی مزید فیہ کو جمع تکسیر کرنے کے وقت حروف زائدہ حذف کرنے کے قائل ہیں ۔ حروف زائدہ وہ حرف ہے جو الیوم تنساہ نے مرکب کر لیا ہے یعنی الف ولام ویا و واو و میم وتا و نون وسین وہا وہمزہ ۔ شاید مصنفؒ نے مذہب مشہور کو اختیار فرمایا اسلئے مثال رباعی جعفر کی جمع جعافر ہے جعفر ایک شخص کا نام ہے اور نہر کو چک کو بھی جعفر کہا جاتا ہے مثال خماسی جحمرش بتقدیم جیم بمعنی سال خوردہ بوڑھا جحامر اسکی جمع ہے ۔ اور بعض نے اسکی جمع جحارش کہا ہے بحذف میم حرف زائدہ

جمع تصحیح آنست کہ بنائے واحد در وسلامت ماند وآں بر دو قسم ست : جمع مذکر وجمع مؤنث

جمع مذکر آنست کہ واوے ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند د چوں مسلمون و مسلمین و جمع مؤنث آنست کہ الفے با تائے بآخرش پیوند د چوں مسلمات و بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع ست۔ جمع قلت و جمع کثرت۔ و جمع قلت آں ست کہ برکم از دہ اطلاق کنند و آں را چہار بناست افعل مثل اکلبٌ افعال چوں اقوال و افعلۃ چوں اعونۃ و فعلۃ چوں غلمۃ و دو جمع تصحیح بے الف و لام یعنی مسلمون و مسلمات جمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند و ابنیۂ آں ہرچہ غیر ازیں شش بناست۔

تشریحات :- جمع تصحیح اس جمع کو کہتے ہیں جسمیں واحد کا وزن یعنی واحد کے حرکات و سکنات و حرفات صحیح و سالم رہتی ہیں اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں پھر وہ دو قسم ہے اوّل جمع مذکر سالم دوم جمع مؤنث سالم اب جمع مذکر سالم کو جمع مؤنث سالم پر مقدم کرنے کی علت وہ ہے جو بحث مذکر و مؤنث میں مذکور ہوئی۔

جمع مذکر سالم اس کو کہتے ہیں جسمیں حالتِ رفعی (یعنی فاعل و مبتدا و خبر وغیرہ) ہونے کے وقت واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح اور حالتِ نصبی و جری میں یاء ماقبل مکسور اور نون جمع مفتوح اسکی مفرد کے آخر میں اتصال کیا جادے جیسا کہ مسلم واحد کا جمع سالم حالتِ رفعی میں مسلمون اور حالتِ نصبی و جری میں مسلمین۔

نکتہ۔ در آخرش اصلی عبارت در آخر مفردش یعنی جمع کی مفرد کا آخر واو و نون یا یائے و نون مفتوح متصل ہوا جیسا کہ اسکی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اوپر جو مذکور ہوا وہ سب جمع مذکر سالم حقیقی کا بیان ہے، پھر جمع مذکر ملحق بھی دو قسم ہے اوّل جمع مذکر صوری جیسا کہ عشرون و ثلثون و اربعون و خمسون و ستون و سبعون و ثمانون و تسعون وغیرہ جمع صوری کی علامت واو و نون مفتوح ہے، لیکن یہ معنی جمع نہیں کیونکہ جمعیت کی اصل غیر معین پر دلالت کرتی ہے یہ سب معین پر دلالت کرتے ہیں اور جمع حقیقی بھی نہیں کیونکہ عشرون کی واحد نہیں اگر لفظ عشر کو عشرون کا واحد قرار دیا جائے تب بیس کو تیس کہنا لازم آوے گا کیوں کہ عشر کی جمع عشرون ہو تب جمع کا اقل افراد تین سے کم نہیں ہوتا ہے اب عشرون میں تین عشر ہونا لازم ہوگا اور تین عشر سے تیس ہو جاتا ہے یہ خلاف واقع ہے الحاصل عشرون صورتاً جمع ہے نہ کہ حقیقتاً و معنیً کما ہو الظاہر۔ دوم جمع ملحق معنوی جیسا کہ اُولوا بہ ذو کی جمع ہے یعنی صاحبون یہ معناً جمع ہے لیکن صورتاً جمع نہیں کیونکہ اسمیں واو و نون نہیں اور جمع حقیقی بھی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا واحد نہیں بقول بعض اور اس کو اصطلاح میں جمع من غیر اللفظ بھی کہتے ہیں جمع من غیر اللفظ اس کو کہتے ہیں جسمیں واحد کا وزن یعنی حرکات و حرفات و سکنات کامل طور پر سالم نہ ہو جیسا کہ ذو کی جمع اُولُو اور امرأۃ کی جمع نساءٌ وغیرہ۔

نکتہ - حالتِ رفع میں واو ماقبل مضموم و حالتِ نصب و جر میں یائے ماقبل مکسور کیوں ہوتا ہے اسکی علت

بحث اعلالات میں آنے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔
فائدہ ۔ نون تثنیہ میں اختلاف ہے، مذہب اول ابن کیسان کے نزدیک نون تثنیہ و جمع یہ واحد کی تنوین کے عوض میں ہے نہ کہ واحد کی تنوین اور حرکت کے عوض ہے . . . جیسا کہ رجلان ومسلمون
سوال ۔ نون تثنیہ و جمع کو کیوں لاتے ہیں ۔ جواب ۔ تاکہ واحد کا مادہ جو تنوین کے ساتھ تھا وہ نقصان پذیر نہ ہو اگر نون تثنیہ کو نہ لاویں تو نقصان ہو جاوے گا۔ مذہب دوم۔ زجاج کے نزدیک وہ نون تثنیہ و جمع واحد کی حرکت کے عوض سے ہے تنوین کے عوض میں ہو تا بسبب الف ولام تعریفی داخل ہونے سے وہ نون تثنیہ و جمع ساقط ہو جاتا جیسا کہ الرجل میں دخول الف ولام تعریفی سے تنوین ساقط ہو گئی ۔
مذہب سوم ۔ ابن مالک کے نزدیک وہ نون تثنیہ و جمع واحد کی حرکت و تنوین دونوں کے عوض سے نہیں بلکہ تثنیہ و جمع کو بنانے کے وقت بنانے والا اس طرح بنایا تاکہ واحد و تثنیہ و جمع کے درمیان فرق ہو۔
مذہب چہارم ۔ ابن ولاد کے نزدیک نون تثنیہ و جمع تنوین و حرکت دونوں کے عوض میں ہے کیونکہ حالت اضافت میں نون تثنیہ و جمع ساقط ہو جاتا ہے ۔ اسلئے کہ وہ عوض تنوین ہے پھر بالنظر الی الآخر الف ولام تعریفی داخل ہونے سے بھی ساقط نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ حرکت کے عوض میں ہے ہر ایک مذہب پر سوالات و جوابات ہیں مگر ناچیز نے مختصرا یاد دہی کے لئے اختلاف کو بیان کر دیا ۔ کذا فی النہل والغوص والہدایہ وغیرہ ۔
قولہ ۔ جمع مؤنث سالم آن ست کہ الف یا تائے آخرش پیوندد ۔ چوں مسلمات یعنی جمع مؤنث سالم میں واحد کا وزن سالم ہو اور اس کے مفرد کی آخر الف و تائے فوقانی یعنی لمبی تاء متصل ہو خواہ اس کے مفرد میں علامت تانیث ہو یا نہ ہو مثال اول جیسا کہ مسلمۃ کی جمع مسلمات ۔ مثال ثانی جیسا کہ زینب کی جمع زینبات ۔ ہندؔ کی جمع ہندات اور عقرب کی جمع عقربات ۔
نکتہ ۔ موصوف مذکر لا یعقل کی صفت الف و تاء فوقانی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مرفوع مذکر صفت لا یعقل یعنی مرفوع اسم کی صفت ہے جیسا کہ اسم مرفوع کہا جاتا ہے اس لئے اس کی جمع الف و تاء کے ساتھ آتی ہے ۔ جیسا کہ مرفوع سے مرفوعات و منصوب سے منصوبات و مجرور سے مجرورات و خالی سے خالیات و ضامن سے ضامنات وغیرہ ۔ سوال ۔ مسلمۃ کی جمع مسلمات آوے گی مصنفؒ تاء تانیث جو کہ واحد میں تھی اس کو کیوں حذف کیا ۔ جواب ۔ الف و تاء جمع و مؤنث دونوں پر دلالت کرتے ہیں اگر واحد مؤنث کی تاء کو جمع میں رکھدے وے اب تانیث کی دو علامت ایک ساتھ متصل ہونا لازم آوے گا وہ ناجائز ہے ۔
الحاصل جب الف و تاء جمعیت سے ضرورت تانیث کی کفایت ہو جاتی ہے ۔ اب تاء واحد کی ضرورت نہیں اسلئے اس کو جمع میں حذف کر دیئے مسلمات ہوا ۔
قولہ بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع است الخ مصنفؒ جمع کی لفظاً تقسیم کرنے کے بعد باعتبار معنی تقسیم کرنا شروع کیا کہ جمع معنی کے اعتبار سے دو قسم ہے ۔

اوّل جمع قلت ۔ دوم جمع کثرت ۔

سوال ۔ جمع قلت کو جمع کثرت پر کیوں مقدم کیا ۔ جواب اوّل جمع قلت میں افراد کم ہے جمع کثرت سے اب قلیل الافراد کثیر الافراد پر مقدم ہوتا ہے اسلئے قلت کو جمع کثرت پر مقدم کیا ۔ جواب دوم جمع قلت کثیر الاستعمال ہے بخلاف کثرت کے اب کثیر الاستعمال مستحق التقدیم ہے اسلئے جمع قلت کو کثرت پر مقدم کئے ۔ جواب سوم ۔ جمع قلت اصل و بنیاد ہے اور جمع کثرت فرع ہے اب اسلئے اصل کو فرع پر مقدم کئے ۔

قولہ جمع قلت الخ قلت یہ مصدر بمعنی کم کرنا اور اصطلاح نحاۃ میں جمع قلت اس کو کہتے ہیں جو تین سے لیکر دس سے کم نو تک کے درمیانہ عددوں پر دلالت کرے یہ مذہب مصنف کا ہے مگر افضل الشارحین و ابن حاجب و صاحب رضی وغیرہ کے نزدیک جمع قلت کا اقل عدد کا درجہ تین ہے اور اکثر درجہ دس تک ہے یعنی دس جمع قلت میں داخل ہے اور جمع قلت کا خاص وزن چار ہے بقول مشہور جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا
جمع قلت را چہار ست ابنیہ :. افعل و افعال و فعلۃ و افعلۃ ۔

جمع قلت کا خالص چار وزن ہے ۔ افعل جیسا کہ اکلب جمع کلب بمعنی کتا ۔ تین سے لیکر نو تک کتا پر اطلاق کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے ۔ (۲) افعال جیسا کہ اقوال جمع قول بمعنی بات تین سے لیکر نو تک یا تو دس تک قولوں پر اطلاق کرتے ہیں (۳) افعلۃ جیسا کہ اعونۃ جمع عون بمعنی مددگار تین سے لیکر نو تک یا دس تک کے مددگار کے لئے استعمال کرتے ہیں ۔ (۴) فعلۃ جیسا کہ غلمۃ جمع غلام بمعنی غلاموں علی قیاس المذکور اور بعض نے جمع قلت کا خالص وزن پانچ بتایا چار وہ جو اوپر مذکور ہوا اور پانچواں افعلاء جیسا کہ اصدقاء جمع صدیق کی بمعنی دوست مگر یہ قول غیر مشہور ہے کما قال افضل الشارحین فی شرح جامی اور جمع قلت کے لئے اور دو وزن ہے وہ دونوں وزن خالص نہیں ۔ بلکہ بالشرط ہے یعنی دو جمع تصحیح یعنی (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم ۔ اگر الف ولام استغراقی وجنسی سے خالی ہو تب وہ دونوں وزن بھی جمع قلت سے ہے جیسا کہ مسلمون و مسلمین تین سے لیکر نو یا دس تک مسلمان مردوں پر دلالت کرانے کیلئے مستعمل ہوتا ہے ویسا ہی مسلمات کو تین سے لے کر نو یا دس عورتوں پر دال ہونے کیلئے مستعمل ہے ۔

الحاصل جمع قلت دو قسم پر ہے اوّل قلت مکسر جو اوزان اربعہ میں سے کسی ایک کے وزن پر ہو جیسا کہ مذکور ہوا دوم جمع قلت سالم اسمیں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جمع سالم خواہ مذکر ہو یا مؤنث مطلقاً جمع قلت کے لئے موضوع ہے اگرچہ الف ولام داخل ہو تب بھی جمع قلت ہے اور علامہ رضی کے نزدیک جمع سالم عام ہے قلت و کثرت کے لحاظ نہیں ہے بلکہ کبھی جمع قلت اور کبھی جمع کثرت کے لئے اور علامہ موصوف صاحب نحو میر وغیرہ کے نزدیک جمع سالم خواہ مذکر ہو یا مؤنث اگر الف ولام جنسی و استغراقی سے خالی ہو تب جمع قلت ورنہ جمع کثرت ہے اور ایسا ہی اگر جمع قلت کو ایسی چیز کی طرف اضافت کیا جاوے جو کثرت کا فائدہ دیوے تب بھی وہ بوجہ اضافت

کے جمع کثرت ہو جاوے جیسا کہ اجعلوا انفسکم یہاں انفس جمع قلت ہے مگر کم جمع کیطرف اضافت سے جمع کثرت ہوگا۔
سوال۔ جمہور نے جمع سالم کو جمع قلت میں کیوں داخل کیا۔ جواب جمع سالم تثنیہ کے ساتھ مشابہ ہے واحد
کا وزن تغیر نہونے میں یعنی تثنیہ میں جیسا کہ واحد کا وزن تغیر نہیں ہوتا ہے۔ جیسے رجل سے رجلان جمع سالم
میں بھی واحد کا وزن تغیر نہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا اور قاعدہ مسلّمہ ہے کہ جمع کی اصل واحد کے وزن کے خلاف
ہونا جیسا کہ جمع تکسیر میں ہو اب جبکہ جمع سالم قاعدہ پر باقی نہ رہا اسکو جمع کثرت میں بھی داخل نہ کیا بلکہ جمع قلت
میں داخل کیا۔
قولہ جمع کثرت از کثرت مصدر بمعنی زیادہ ہونا اور اصطلاح میں جمع کثرت اسکو کہتے ہیں جو تین سے لیکر
دس سے زائد مالانہایہ پر دلالت کرنے کے لئے موضوع ہے اور جمع کثرت کا وزن اوپر چھ اوزان مذکورہ کے بغیر
اور ہے مگر اسکی کوئی حد معین نہیں ناچیز چند اوزان کو شائقین علوم کیلئے کتابت کرتا ہے وہ بحسب استقراء ناقص
پینتیس اوزان ہیں۔ ۱۔ فُعْلٌ۔ ۲۔ فُعُلٌ۔ ۳۔ فُعَلٌ۔ ۴۔ فِعَلٌ۔ ۵۔ فَعْلَةٌ۔ ۶۔ فَعَلَةٌ۔ ۷۔ فُعَلَةٌ
۸۔ فُعَّلٌ۔ ۹۔ فِعَالٌ۔ ۱۰۔ فُعُولٌ۔ ۱۱۔ فِعَالٌ۔ ۱۲۔ فُعْلَانٌ۔ ۱۳۔ فِعْلَان۔ ۱۴۔ فَعْلَىٰ۔ ۱۵۔ فِعْلَىٰ
۱۶۔ أَفْعِلَاء۔ ۱۷۔ افعَالِي۔ ۱۸۔ فَعَالِي۔ ۱۹۔ فُعَالِي۔ ۲۰۔ فَعَالَىٰ۔ ۲۱۔ فعائل۔ ۲۲۔ فَوَاعِل۔ ۲۳۔ افاعل
۲۴۔ افاعيل۔ ۲۵۔ تفاعل۔ ۲۶۔ تفاعيل۔ ۲۷۔ مفاعل۔ ۲۸۔ مفاعيل۔ ۲۹۔ فعالن۔ ۳۰۔ فعالين
۳۱۔ فعالل۔ ۳۲۔ فعاليل۔ ۳۳۔ فعاللة۔ ۳۴۔ افاعلة۔ ۳۵۔ فعلة کذا فی کتب الصرف
فائدہ۔ جمع قلت کو کبھی جمع کثرت کی جگہ میں اور جمع کثرت کو کبھی جمع قلت کی جگہ میں مستعمل کرتے ہیں،
مثال اول کقولہ تعالیٰ ثلثة قروء۔ قروء جمع کثرت کا وزن ہے مگر جمع قلت مراد ہے ثلثة قروء سے
تین حیض بمذہب حنفی یا تین طہر مذہب شافعی کما فی اصول الفقہ مثال ثانی جیسا کہ باب دوم میں مصنف
نے فرمایا باب دوم در بیان افعال۔ یہاں افعال بر وزن جمع قلت ہے لیکن جمع کثرت مراد ہے کیونکہ یہ بات
ظاہر ہے افعال عاملہ دس نہیں بہت زیادہ ہے لیکن افعال وزن جمع قلت ہے پس معلوم ہوا کہ قلت بمعنی کثرت ہے

فصل۔ بدانکہ اعراب اسم سہ است رفع ونصب وجر اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب
بر شانزدہ قسم ست اول مفرد منصرف صحیح چوں زید دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح چوں
دلو سوم جمع مکسر منصرف چوں رجال رفع شاں بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجر بکسرہ چوں جاءنی
زیدٌ و دلوٌ و رجالٌ و رایت زیداً و دلواً و رجالاً۔ ومررت بزیدٍ و دلوٍ و رجالٍ چہارم جمع مؤنث
سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بکسرہ چوں ھن مسلماتٌ رایت مسلماتٍ ومررت بمسلماتٍ
پنجم غیر منصرف وآں اسمیت کہ دو سبب از اسباب منع صرف دروباشد واسباب منع صرف نہ

است ۔ عدل، ووصف وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب ووزن فعل والف ونون زائدتان چوں عمر واحمر وطلحہ وزینب وابراہیم ومساجد ومعدیکرب واحمد وعمران ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشد بغیر یای متکلم چوں اب واخ وحم وہن وفم وذو مال رفع شاں بواؤ باشد ونصب وجر بیا چوں جاء ابوک ورایت اباک ومررت بابیک ۔

تشریح ۔ مصنفؒ نے اسم متمکن کی تعریف واحکام وغیرہ بیان کرکے اسم متمکن کا اعراب بیان کرنا شروع فرمایا تاکہ سہولت بتدیانِ نحو کو ترکیب سہل ہونے کی طرف راہ نمائی کرے اور نحو کے مقصدِ اصلی جو کہ ترکیب کلمہ ہے اس کو حاصل کرسکے ۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اعراب اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اسم معرب کا آخر مختلف ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ اسم جس کے ساتھ وہ لاحق ہوا وہ معرب ہے ۔ اولاً اعراب دو قسم پر ہے (۱) اعراب بالحرکت (۲) اعراب بالحروف ۔ اعراب بالحرکت اصل ہے اعراب بالحروف فرع ہے کیونکہ ضمہ کی درازی سے واؤ اور فتحہ کی درازی سے الف اور کسرہ کی درازی سے یا پیدا ہوتی ہے اسلئے ضمہ وفتحہ وکسرہ اصل ہے پس وہ بمنزلۂ ماں کے ہے واؤ والف ویا فرع ہے کیونکہ وہ اعراب بالحرکت سے متولد ہوتی ہے وہ بمنزلۂ لڑکا ہے پھر اعراب بالحرکت دو قسم پر ہے (۱) اعراب بالحرکت تینوں حالت میں جاری ہو جیسے حالتِ رفع میں ضمہ وحالتِ نصب میں فتحہ حالتِ جر میں کسرہ (۲) اعراب بالحرکت یا تینوں حالت میں جاری نہ ہو لیکن دو حالت میں تلفظ ہوئے اور ایک حالت کو تابع کردیوے جیسا کہ جمع مؤنث سالم میں یا تو جر کو نصب کا تابع کرے جیسا کہ غیر منصرف میں مگر قسم اول اعراب بالحرکت میں اصل ہے کیونکہ وہ تینوں حالت میں جاری ہے اب وہ اصل ہے کیونکہ وہ تو اعراب بالحرکت ہونا ایک اصل ہے پھر تینوں حالت میں جاری ہونا یہ بھی اور ایک اصل ہے پھر اعراب بالحروف دو قسم پر ہے اول یہ کہ تینوں حالت میں جاری ہو جیسے اسمائے ستہ مکبرہ میں دوم یہ کہ تینوں حالت میں جاری نہ ہو جیسے تثنیہ وجمع میں وہ اعراب بالحروف جو تینوں حالت میں جاری ہے وہ اصل فی الفرع ہے یعنی اعراب بالحروف جو کہ فرع ہے اسمیں احوال ثلثہ میں جاری ہونے کی وجہ سے وہ فرع میں اصل ہوا وہ اعراب بالحروف جو تینوں حالت میں جاری نہ ہو جیسا کہ مذکور ہوا وہ فرع الفرع ہے ۔

الحاصل ۔ اعراب تفصیلاً چار قسم ہوا (۱) اعراب اصل الاصل (۲) اعراب الاصل (۳) اعراب الاصل فی الفرع (۴) اعراب فرع الفرع ۔ اب مصنفؒ اعراب بالحرکت اصل الاصل کے ساتھ بیان کرنا شروع فرمایا جیسا کہ تفصیلاً ان شاء اللہ تعالیٰ آنے والا ہے ۔

قولہ ۔ اعراب اسم سہ است الخ اسم معرب ومتمکن کا اعراب تین (۱) رفع (۲) نصب (۳) جر ۔
سوال ۔ اعراب بالحرکۃ یا حروف تین قسم کیوں ہوا ۔ جواب ۔ اعراب دال ہے اور معنی مقتضی للاعراب یعنی معنی فاعلیت

مفعولیت و مجروریت مدلول ہے اب مدلول جیسا کہ تین قسم ہے۔ (۱) معنی فاعلیت یعنی فاعل ہونا (۲) معنی مفعولیت یعنی مفعول ہونا (۳) معنی مجروریت یعنی مجرور ہونا۔ دال بھی تین قسم ہونا لازم و واجب ہے ورنہ دال مدلول کے درمیان مطابقت نہ ہوئے۔

سوال۔ ضم و فتح و کسرہ نہ کہہ کر رفع و نصب و جر کیوں کہا۔

جواب۔ بصریوں کے نزدیک معرب و مبنی کے پیش و زیر و زبر کے نام کے درمیان فرق ہے کیوں وہ معرب کے پیش کو رفع اور زبر کو نصب اور زیر کو جر کہتے ہیں اور مبنی کے پیش کو ضم اور زبر کو فتح اور زیر کو کسرہ کہتے ہیں ضم و فتح و کسرہ دونوں مشترکا بین المعرب والمبنی مستعمل ہے اب شکن چونکہ اسم معرب ہے اسلئے رفع و نصب و جر کہا شاید وہ مذہب بصری کو اختیار فرمایا مگر کوفیوں معرب و مبنی کی حرکت کے نام میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں اسکی تفصیل ناچیز نے بحث معرب و مبنی میں لکھا ہے فاطلب ہناک۔

سوال۔ رفع کو نصب و جر پر کیوں مقدم کیا گیا۔

جواب۔ رفع عمدہ ہے کیونکہ وہ علامت فاعل ہے بخلاف نصب و جر کے وہ فضلہ ہے اور عمدہ فضلہ پر مقدم ہوتا ہے۔ اسلئے رفع کو نصب و جر پر مقدم کیا۔

سوال۔ نصب کو جر پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ نصب بھی جر سے عمدہ ہے کیونکہ وہ نصب کبھی مبتدا و خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے حروف مشبہ بالفعل میں منصوب مبتدا پر ماولا المشبہتان بلیس و افعال ناقصہ میں خبر پر نصب داخل ہوتا ہے بخلاف جر کے وہ صرف فضلہ یعنی مضاف الیہ پر داخل ہوتا ہے اسلئے نصب کو جر پر مقدم کیا۔

سوال۔ رفع کو رفع کیوں کہتے ہیں۔

جواب اول۔ رفع کا معنی لغوی بلند ہونا رفع کو اسلئے رفع کہا جاتا ہے کیونکہ رفع کو تلفظ کرنے کے وقت اوپر کی ہونٹ بلند ہوتی ہے۔ جیسا کہ یو، و تو وغیرہ۔ جواب دوم۔ رفع کا مرتبہ نصب و جر کے مرتبہ سے بلند ہے کیونکہ وہ علامت فاعل ہے جو فاعل کا رکن ہے اسلئے رفع کو رفع کہا جاتا ہے۔

سوال۔ نصب کو نصب کیوں کہتے ہیں۔

جواب اول۔ نصب کے معنی لغوی سیدھا یا پر قائم رہنا۔ نصب کو اسلئے نصب کہا جاتا ہے کیوں نصب تلفظ کرنے کے وقت دونوں ہونٹ سیدھا رہتے ہیں جیسا کہ با و تا وغیرہ۔ جواب دوم۔ نصب کو اسلئے نصب کہا جاتا ہے کیونکہ نصب ایسی چیز کا نام ہے جو قائم برپا رہتا ہے اب منصوبات بھی برپا قائم رہتا ہے کلام اتمام ہونے کے لئے اسکی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے۔

سوال۔ جر کو جر کیوں کہتے ہیں۔

جواب اوّل۔ جر کے معنی لغوی کشیدن یعنی کھینچنا جر کو اسلئے جر کہا جاتا ہے کیونکہ اس کو تلفظ کرتے وقت نیچے کی ہونٹ کھینچ لی جاتی ہے جیسا کہ بی دنی وغیرہ۔ جواب دوم۔ جر کو اسلئے جر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حرف جر کی علامت ہے۔ حرف جر فعل یا معنی فعل کو کھینچکر اس اسم کے ساتھ اتصال کر دیتا ہے پھر وہ داخل ہو اب اُن علامت بھی کھینچنے کا معنی دیتی ہے۔ اسلئے جر کو جر کہا جاتا ہے۔

سوال۔ رفع کو فاعل کے لئے اور نصب کو مفعول کے لئے اور جر کو مضاف الیہ کے لئے کیوں خاص کئے

جواب اوّل۔ رفع ثقیل ہے اور فاعل خفیف قلیل ہے کیونکہ ہر ایک فعل کے لئے فاعل ایک ہوتا ہے بخلاف مفعول کے ایک فعل کے لئے چند مفعولات ہوتے ہیں جیسا کہ باب دوم میں مذکور ہوا۔ اب فاعل خفیف کو رفع ثقیل دیدیا تاکہ مناسبت ہو جاوے اور نصب خفیف ہے اور مفعولات ثقیل ہیں کیونکہ وہ پانچ ہیں اب نصب خفیف کو مفعولات ثقیل کو دیدیا مناسبۃً فی ماذکر۔ اب جر رہ گئی اسکو ناچار ہو کر مضاف الیہ کو دیدیا تاکہ وہ بھی اعراب سے محروم نہ رہے۔

جواب دوم۔ فاعل قوی ہے کیونکہ وہ رکن کلام ہے اور رفع حرکت قوی ہے اب مناسبت یہ ہے کہ فاعل قوی کو حرکت قوی کو دیدیا جائے اسلئے فاعل کو رفع دیا اور نصب مفعولات کے لئے ہے کیونکہ دونوں فضلات میں ایک ہے اور مضاف الیہ کے لئے جر مناسب ہے کیونکہ مضاف الیہ بیچ درمیانہ ہے جیسے وہ کبھی فاعل مضاف الیہ ہوتا ہے جیسا کہ اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا میں زید فاعل مضاف الیہ واقع ہوا اور کبھی مفعول بہ مضاف الیہ واقع ہوتا ہے جیسا کہ اعجبنی ضربُ زیدٍ یہاں زید مفعول بہ مضاف الیہ ہے اب جر بھی درمیانہ ہے کیونکہ رفع سے خفیف ہے اور نصب سے ثقیل ہے اب درمیانہ مضاف الیہ کو درمیانہ حرکت جر دیدیا تاکہ مناسبت ہو جاوے۔

سوال۔ فاعل تو کثیر ہوتا ہے جیسا کہ فعل لازم و متعدی و متصرف و غیر متصرف ہر ایک کے لئے فاعل کی ضرورت ہے اب وہ قلیل کس طرح ہوا۔

جواب۔ فاعل قلیل ہونا باعتبار انواع یعنی ہر ایک قسم فعل کے لئے فاعل ایک قسم ہوتا ہے وہ مسند الیہ ہے بخلاف مفعول کے ہر ایک فعل لازم کے لئے ہے اور فعل متعدی کے لئے سات مفعول ہوتا ہے جیسا کہ باب دوم میں آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فائدہ۔ فاعل سے مراد عام ہے خواہ فاعل حقیقی ہو یا حکمی جیسا کہ نائب فاعل مبتدا و خبر حروف مشبہ بالفعل و اسم ناقص و اسم ما و لا المشبہتان بلیس و خبر لائے نفی جنس اسم مذکور آٹھ جگہوں سے کسی جگہ واقع ہو تو اس کو اسم کی حالت رفع ہوتا ہے جیسا کہ امثال کتب النحو میں موجود ہے اور مفاعل سے مراد عام ہے خواہ مفاعل حقیقی ہو جیسا کہ مفعول بہ و فیہ و لہ و معہ و مطلق یا حکمی ہو جیسا کہ حال و تمیز و مستثنیٰ و

اسم حروف مشبہ بالفعل وخبر بالفعل ناقص وخبر ما و لا المشبہتان بلیس واسم لائے نفی جنس۔ اگر کوئی اسم ان بارہ جگہوں سے کسی ایک جگہ واقع ہو تو اس اسم کے لئے حالت نصبی۔ اور مضاف الیہ سے مراد عام ہے خواہ حقیقی ہو جیسا کہ مضاف الیہ یا حکمی جیسا کہ مجرور بحرف جر لزید وغیرہ

قولہ۔ اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم ست اسم متمکن کی تعریف گذر گئی اور وہ اعراب کے اعتبار سے تفصیلاً سولہ قسم پر ہے جیسا کہ ہر ایک کا بیان آنے والا ہے ورنہ اجمالاً نو قسم ہے۔ جیسا کہ ہدایۃ النحو وغیرہ میں مذکور ہے

سوال۔ اسم متمکن تو باعتبار وجوہ اعراب چودہ قسم ہے کیونکہ باقی دو قسم میں کچھ مختلف نہیں ہوتا ہے جیسا کہ مضاف بیاء متکلم وغیرہ اسم مقصور۔

جواب۔ مصنف کا مقصود اسم متمکن کے سارے اعراب کے محل کو بیان کرنا ہے خواہ اعراب اسمیں ظاہر ہونا ممکن ہو یا محال خواہ متفق ہو یا مختلف خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً خواہ حقیقی ہو یا حکمی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب سولہ قسم پر ہے کیونکہ مذکور دو قسم میں اعراب تقدیری ہے۔ اول مفرد منصرف صحیح جیسا کہ زیدٌ ہے۔ دوسرا مفرد منصرف جاری مجری صحیح جیسا کہ دلوٌ وظبیٌ۔ تیسرا۔ جمع مکسر منصرف ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفع میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب میں فتحہ کے ساتھ اور حالت جر میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ مثال اجمالی موجود ہے۔ جاءنی زیدٌ ودلوٌ۔ ورایتُ زیداً و دلواً ورجالاً ومررتُ بزیدٍ ودلوٍ ورجالٍ۔ یعنی آیا میرے پاس زید اور ڈول اور مرد۔ اور دیکھا میں نے زید اور ڈول اور مردوں کو۔ اور گذرا میں زید اور ڈول اور مردوں کے ساتھ۔ یہاں ڈول آنے سے معنی مجازی مراد ہے نہ کہ حقیقی ورنہ خلاف واقع لازم آوے گا۔

ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یای متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ زیدٌ معطوف علیہ واو حرف عطف دلوٌ معطوف واؤ حرف عطف رجال معطوف۔ معطوف علیہ دونوں معطوف سے مل کر فاعل فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رایت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل زیداً معطوف علیہ واو حرف عطف دلواً معطوف واو حرف عطف رجالاً معطوف معطوف علیہ دونوں معطوف سے مل کر مفعول بہ فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اول واؤ حرف عطف، مررت فعل تا ضمیر فاعل (علی طریقۃ المذکورۃ) با حرف جار زید معطوف علیہ واؤ حرف عطف دلو معطوف واؤ حرف عطف رجال معطوف۔ معطوف علیہا اور دونوں معطوف سے مل کر مجرور ہوا با حرف جار اور مجرور مل کر متعلق ہوا مررتُ فعل کا مررتُ فعل و فاعل ومتعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی مثال تفصیلی جاءنی زیدٌ ورایتُ زیداً ومررتُ بزیدٍ وجاءنی دلوٌ ورایتُ دلواً ومررتُ

بدیلو۔ وجدتی رجالٌ وراثیتُ رجالاً ومررتُ برجالٍ ۔ مثال اوّل مفرد منصرف صحیح اور مثال دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح ۔ اور مثال سوم جمع مکسّر منصرف کی ہے ۔ مثال تفصیلی کی تراکیب مانند تراکیب اجمالی کے قس البواقی علیٰ ہٰذا۔

سوال۔ مصنفؒ نے مثالِ اجمالی کو کیوں اختیار فرمایا،

جواب۔ مصنفؒ مبتدیان کی سہولت کے لئے مثالِ اجمالی کو اختیار فرمایا تاکہ وہ سہولت سے حفظ و ضبط کرلے ۔ قولہٗ مفرد۔ مفرد کا معنی لغوی اور اصطلاحی اور اس کا معنی چار سب شروع کتاب میں مذکور ہوا۔ اب یہاں مفرد بمعنی من کل وجہ تثنیہ و جمع نہ ہونا نہ کہ اس کا غیر کیونکہ یہ بحث صفت ہے منصرف بمعنی غیر منصرف نہ ہونا۔ اور صحیح کے بارے میں نحویوں و صرفیوں کا اختلاف ہے نحویوں کے نزدیک صحیح اسکو کہتے ہیں جس کا آخری حرف حرف علّت نہ ہو اگرچہ شروع و درمیان میں حرف علت ہو تب بھی اسکو صحیح کہتے ہیں ۔ اور صرفیان صحیح اسکو کہتے ہیں جس کے حروف اصلی میں سے کوئی حرف علّت و ہمزہ اور ایک جنس کا دو حرف نہ ہو جیساکہ صرف کی کتاب میں مذکور ہے ۔

الحاصل۔ نحویان کا صحیح صرفیوں کے صحیح سے عام ہے جیساکہ گذرا ۔

سوال۔ نحویان حرف آخر کا اعتبار کیوں کرتے ہیں بخلاف صرفیان کے ۔

جواب ۔ صرفی بحث کرتے ہیں تعلیل سے اسلئے وہ صحیح کی تعریف مذکور طریقہ پر کرتے ہیں ۔ بخلاف نحوی کے وہ اعراب سے بحث کرتے ہیں اور اعراب آخری حرف پر آتا ہے اسلئے نحوی حرف آخر کا اعتبار کرتے ہیں اب زید کا حرفِ آخر دال ہے جوکہ رفع ونصب وجر کو قبول کرے اس لئے زید کو صحیح میں شمار کیا

قولہٗ ۔ دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح ۔

سوال ۔ جاری مجریٰ صحیح کس کو کہتے ہیں۔ جواب ۔ جاری مجریٰ صحیح اسکو کہتے ہیں جسکی آخری حرف علت واو یا یا اور ماقبل اسکے ساکن ہو جیساکہ دلوٌ و ظبیٌ ۔

سوال ۔ جار مجریٰ صحیح یعنی قائم مقام صحیح کیوں کہتے ہیں۔

جواب اوّل ۔ قائم مقام صحیح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایسا اسم شکل تینوں حالت میں تینوں حرکتوں کو قبول کرلیتا ہے ۔ جیساکہ صحیح احوال ثلثہ میں تینوں حرکت کو قبول کرلیتا ہے اس لئے قائم مقام صحیح کہتے ہیں۔

جواب دوم۔ ایسا اسم جسکا آخر واوٗ و یا ہو ماقبل اس کے ساکن ہو وہ حرف صحیح کے حکم میں ہے حرف صحیح میں جیساکہ تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے مذکورہ اسم میں بھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے کیونکہ حرف علت بعد سکون ثقیل نہیں اسلئے عدم تغیر کے اعتبار سے قائم مقام صحیح کہتے ہیں۔

جواب سوم۔ یہ تخفیف میں مثل صحیح کے ہے اسلئے جاری مجریٰ صحیح کہا جاتا ہے ۔۔ از بزم حصنی ۔

سوال۔ جب کہ بعد سکون حرف علت پر حرکت ثقیل نہیں بلکہ مثل حرف صحیح ہے اب اس کو صحیح کیوں نہیں کہتے ہیں۔ جواب۔ مذکور حرف علت پر حرکت ثقیل ہونا یہ ماقبل سکون عارض سے ہے ورنہ فی نفہ تو حرف علت پر حرکت ثقیل ہے اسلئے اسکو صحیح نہیں کہتے ہیں کیونکہ فی نفسہ اس کا آخر حرف علت ہے

قولہ۔ جمع مکسر۔ یہاں جمع موصوف مکسر صفت قاعدہ ہے صفت کا دال موصوف میں پایا جانا ضروری ہے اب مکسر یعنی توڑ کی صفت تو جمع مکسر میں نہیں بلکہ پہلے جیسا کہ جمع تکسیر تھا ہر حالت میں ویسا ہی جیساکہ رجال ہے

جواب۔ صفت دو قسم کی ہے جیساکہ خاتمہ میں آنے والا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہاں مکسر صفت بحال متعلق موصوف ہے یعنی ایسی جمع جس کا متعلق واحد کا وزن جمع میں سلامت نہ رہے اب مکسر کا جمع کی صفت ہونا صحیح ہوگیا۔

سوال۔ مفرد منصرف صحیح کو سب پر کیوں مقدم کیا۔ جواب مفرد اصل ہے تثنیہ و جمع سے اور صحیح اصل ہے غیر صحیح سے اب دو اعتبار سے اصل ہونے کی وجہ سے سب پر مقدم کیا گیا۔

سوال۔ جاری مجری صحیح کو جمع مکسر منصرف پر کیوں مقدم کیا۔ جواب مفرد اصل ہے جمع سے اسلئے جاری مجری صحیح اگر خالص صحیح نہیں لیکن مفرد ہے اسلئے جمع مکسر منصرف پر مقدم کیا اور خالص صحیح سے مؤخر کیا اور درمیان میں بیان کیا۔

سوال۔ جمع مکسر منصرف کو جمع مؤنث سالم پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ جمع مکسر اصل ہے کیونکہ وہ واحد کے وزن کا تابعداری نہیں کرتا ہے بخلاف جمع مؤنث سالم کے وہ واحد کے وزن کی تابعداری کرتا ہے۔ اسلئے جمع مکسر اصل کو جمع مؤنث سالم پر مقدم کیا۔

سوال۔ ان تینوں اسم میں اعراب بالحرکت اصل الاصل کو کیوں دیا ہے۔ جواب یہ تینوں اسم دو اعتبار سے اصل ہے اوّل یہ کہ مفرد تثنیہ و جمع کی اصل ہے اور منصرف غیر منصرف کی اصل ہے جمع مکسر منصرف جمع مکسر غیر منصرف سے اصل ہے اب اعراب بالحرکت اصل الاصل بھی دو اعتبار سے اصل ہے اول یہ کہ اعراب بالحرکت اصل ہے اعراب بالحروف سے دوسرا یہ کہ تینوں حالت میں جاری ہونا یہ بھی ایک اصل ہے تینوں حالت میں جاری نہ ہونے والا سے اب مناسب یہ ہے کہ اعراب اصل الاصل کو مفرد اصل الاصل کو بخشش فرمایا کرے اسلئے مذکور اعراب کو تینوں قسم کو دیدیا۔

سوال۔ جمع مکسر منصرف تو جمع ہے اب اسکو اعراب بالحرکت اصلی کو کیوں دیا حالانکہ جمع جو کہ فرع واحد ہے اسکو اعراب بالفرع دینا مناسب تھا ـــــ جواب اوّل۔ جمع مکسر اگرچہ صورتاً جمع ہے لیکن حکماً واحد ہے کیونکہ اس کا بعض وزن بعض واحد کے ساتھ ملتبس ہو جاتا ہے جیسے صنوان و عمران و تخمۃ و تخم تاء تانیث کا اعتبار نہیں اب جبکہ واحد کے ساتھ وزن میں التباس ہوتا ہے اب اعراب میں بھی واحد کا اعراب

جاری کیا جائے تاکہ دونوں کا حکم ایک ہو جاوے۔
جواب دوم۔ جمع مکسر مستقل ہے کیونکہ وہ واحد کا وزن کی تابعداری نہیں کرتا ہے جیساکہ مفرد مستقل ہونے میں واحد و جمع مکسر ایک ہے اب اعراب بھی ایک دیا گیا۔ جواب سوم۔ جہاں تک ممکن اعراب اصلی دینا اگر ممکن ہو تو اعراب فرعی دینا صحیح نہ ہوگا۔ مذکورہ جمع میں اعراب اصلی دینے سے کوئی مانع نہیں اسلئے اعراب اصلی دیا گیا۔
قولہ چہارم۔ جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب وجر بکسرہ الخ جمع مؤنث سالم اس کو کہتے ہیں جس کے واحد کا وزن جمع میں سلامت رہے۔ اور آخر میں الف و تا قرشت ہو خواہ اس کا مفرد مؤنث ہو جیساکہ مسلمات خواہ اس کا مفرد مذکر ہو جیساکہ مرفوعات ومنصوبات ومجرورات جیساکہ اس کی تفصیل ذکر ہوئی بحث جمع میں اس کی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی وجری کسرہ کے ساتھ جیساکہ ہن مسلمات و رائت مسلمات و مررت بمسلمات وہ سب مسلمان عورتیں اور دیکھا میں مسلمان عورتوں کو اور گذرا میں مسلمان عورتوں کے ساتھ۔
ترکیب۔ ہن ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا مسلمات شبہ فعل ضمیر ہن مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف رائت فعل تا ضمیر فاعل علی طریقۃ المذکور مسلمات بجبر تا مفعول بہ فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول واؤ حرف عطف مررت فعل تا ضمیر مرفوع متصل فاعل علی طریقۃ المذکور با حرف جار مسلمات مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے مررت فعل و فاعل ومتعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی دیسے علی الانفراد بھی ہو سکتا ہے۔
سوال۔ مفعول بہ کو مثال مذکور میں کسرہ کیوں ہوا حالانکہ نصب ہونا ضروری تھا۔
جواب۔ یہاں جر بھی حکماً نصب ہے اگرچہ صورتاً کسرہ ہے کما سیجیٔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
سوال۔ جمع مؤنث سالم کو غیر منصرف پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ جمع مؤنث سالم اصل ہے کیونکہ وہ منصرف ہے۔ غیر منصرف فرع ہے اب منصرف اصل غیر منصرف فرع پر مقدم ہوتا ہے اسلئے جمع مؤنث سالم منصرف کو غیر منصرف پر مقدم کیا۔
سوال۔ منصرف اصل کس طرح ہوا۔ جواب۔ منصرف میں تینوں حرکت جاری ہوتے ہیں جو کہ نحوی کا مقصود ہے۔ بخلاف غیر منصرف کے کیونکہ اس میں کسرہ جاری نہیں ہوتا ہے اسلئے منصرف اصل ہوا۔ سوال۔ جمع مؤنث سالم میں حالت نصبی کو جری کے تابع کیوں کیا۔
جواب۔ جمع مؤنث سالم جمع مذکر سالم کی فرع ہے۔ جمع مذکر سالم واصل میں جیساکہ حالت نصبی کو جری کے

تابع کیا۔ اب جمع مؤنث سالم میں بھی حالتِ نصبی کو جرّی کے تابع کیا تاکہ اصل و فرع برابر ہو اور جمع مذکر سالم میں حالتِ نصبی کو جری کے تابع کرنے کی علت آنے والی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نکتہ۔ جمع مؤنث سالم کا اعراب جو مذکور ہوا وہ مذہب بصری کے مطابق ورنہ کوفیوں کے نزدیک حالتِ رفع میں ضمہ اور حالتِ نصب میں فتحہ وجر میں کسرہ ہوگا۔ اور بعض شارحین جمع مؤنث سالم کو غیر منصرف قرار دیتے ہیں کیونکہ اسمیں دو سبب موجود ہے (۱) تانیث (۲) اگر کسی عورت کا علم ہو مگر یہ مذہب قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ وہ خلافِ واقع ہے کذا فی شرح الفیۃ والمفصل اور بعض حالتِ جری میں بھی نصب دیتا ہے بغیر تنوین کے جیسے مررت بسلمات۔ کذا فی التحفۃ۔

سوال۔ جمع مؤنث سالم تو جمع ہے اب اس کو اعراب بالحروف فرع دینا انسب تھا۔ اعراب بالحرکت اصلی کو کیوں دیا۔ جواب اوّل۔ اعراب اصلی نہ دیا بلکہ اعراب بالفرعی دیا کیوں کہ وہ تینوں حالت میں دو ہوتا ہے جیسا کہ تفصیلاً مذکور ہوا۔

سوال۔ اگرچہ مذکورہ اعراب تینوں حالت میں جاری نہ ہونے سے اعراب بالفرع ہے اب اصلی درجہ اعراب بالفرع جوکہ اعراب بالحروف ہے اس کو کیوں نہ دیا؟

جواب۔ جمع مؤنث سالم کا حرف آخر اس کے قابل نہیں کیونکہ تار کا واو والف ویا اعراب بالحروف کو قبول کرنا محال ہے اسلئے اعراب بالحروف اعلیٰ درجہ کی فرع کو نہ دیتے یا تو جہاں تک اگر اعراب بالحرکت دینے سے اگر کوئی مانع نہ ہو تب اعراب بالحرکت دینا بہ لزومی و وجوبی ہے اسلئے اعراب بالحرکت دیا کیوں کہ اس کا مانع کوئی علت نہیں۔

سوال۔ جمع مذکر سالم اصل میں اعراب بالحرف بالفرع اور جمع مونث سالم فرع میں اعراب بالحرکت اصلی کو دیا۔ اب اصل و فرع کے درمیان مخالفت ہوگئی۔ جواب اوّل۔ اس قدر مخالفت جائز ہے۔ جواب دوم۔ وہ ہے جو الآن اوپر میں مذکور ہوا۔

قولہ، پنجم غیر منصرف وآں اسمیست کہ دو سبب از باب منع صرف درو باشد واسباب منع صرف نہ است

پانچویں قسم غیر منصرف ہے غیر منصرف اس اسم کو کہتے ہیں جسمیں منع صرف کے نو سببوں میں سے دو سبب یا ایک سبب جو دو سبب کے قائم مقام ہو اسمیں موجود ہو اس کو غیر منصرف کہتے ہیں اور منع صرف کے اسباب مشہور قول کے مطابق نو ہیں جیسا کہ بزرگ نے فرمایا۔

عدلٌ و وصفٌ وتانیث ومعرفۃ — وعجمۃ ثم جمع ثم ترکیب !!!

والنون الزائدۃ من قبلہا الف — ووزن الفعل ہذا القول تقریب

بعض کے نزدیک دو سبب اور بعض کے نزدیک گیارہ سبب و بقول بعض تیرہ سبب ہے بقول بعض

دس ہیں۔ ہر ایک کی تفصیل لغتاً و اصطلاحاً خاتمہ میں آنے والا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ فاطلب ہناک۔
مصنفؒ جتنی مثال لائے ہیں سب غیر منصرف ہے کیونکہ ہر ایک میں دو سبب ہے جیسے عمر میں نام شخص
(۱) علم (۲) عدل تقدیری۔ احمر (ایک شخص کا نام (۱) وزنِ فعل (۲) وصف۔ طلحۃ۔ (ایک شخص کا نام
(۱) تانیث لفظی (۲) علم۔ زینب (ایک عورت کا نام (۱) علم (۲) تانیث معنوی۔ ابراہیم (ایک پیغمبر کا نام
ہے اور غیر پیغمبر کا نام بھی ہوسکتا ہے (۱) عجمہ (۲) وعلم۔ مساجد (۱) جمع منتہی الجموع ایک سبب دو سبب کے
قائم مقام ہے۔ معدیکرب۔ (ایک شہر کا نام ہے) (۱) علم (۲) ترکیب۔ احمد (نام شخص (۱) وزنِ فعل (۲)
علم عمران (نام شخص (۱) علم (۲) الف نون زائدتان غیر منصرف کی حالتِ رفع میں ضمہ کے ساتھ اور حالتِ
نصب وجر میں فتحہ کے ساتھ جیسا کہ جاءنی عمرُ ورأیت عمرَ ومررت بعمرَ (آیا میرے پاس عمر اور دیکھا
میں عمر کو اور گذرا میں عمر کے ساتھ)

ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا متکلم محلاً منصوب مفعول بہ عمر فاعل فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ
فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف رأیتُ فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل عمر مفعول بہ فعل و
فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اوّل واو حرف عطف مررت فعل تا ضمیر مرفوع متصل
بارز محلاً مرفوع فاعل با حرف جار عمر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ۔
مررت فعل و فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی۔

سوال۔ غیر منصرف کو اعراب بالحرکت کیوں دیا جاتا ہے۔
جواب اوّل۔ اوپر سے معلوم ہوا جب تک اعراب اصل کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے اور اعراب
اصلی کا کوئی مانع نہ ہو۔ اس وقت تک اعراب بالحرکت دینا ضروری ہے اسلئے اعراب بالحرکت دیا گیا
جواب دوم۔ اسباب منع صرف سب مفرد ہیں اور مفرد مستحق اعراب بالحرکت ہے اسلئے اعراب بالحر
دیا اگرچہ ایک سبب جمع منتہی الجموع جمع ہے لیکن وہ اعراب بالحروف کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے اس لئے اعرا
بالحرکت دیا۔

سوال۔ غیر منصرف میں حالتِ جری کو نصبی کے تابع کیوں کیا۔ جواب۔ غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ وہ کسرہ
وتنوین کو قبول نہ کرے کیونکہ وہ فعل کے ساتھ شباہت رکھتا ہے، اب فعل جیسا کہ کسرہ وتنوین کو قبول
نہیں کرتا ہے کیونکہ دونوں اسم کا خاصہ ہے غیر منصرف بھی کسرہ وتنوین کو قبول نہ کرے تاکہ فعل کے ساتھ
مشابہت باقی رہے اسلئے حالتِ جری کو نصبی کے تابع کئے یعنی حالت جر میں بھی نصب دیا۔

سوال۔ حالت نصب کو رفع یا رفع کو نصب کے تابع کیوں نہیں کرتے ہیں۔
جواب۔ رفع ونصب کے درمیان تابع کرنا جائز نہیں کیونکہ رفع عمدہ ہے اور نصب فضلہ ہے عمدہ

فضلہ کے تابع نہیں ہوتا اس کا عکس بھی نہیں ہوسکتا ہے اسلئے رفع کو نصب کا تابع یا برعکس نہ کیا بلکہ نصب و جر دونوں فضلات ہیں اسلئے ایک کو دوسرے کے تابع کر دیا جیسے جمع مؤنث سالم میں نصبی کو جری کا تابع کئے اور غیر منصرف میں جری تابع نصبی کئے۔

سوال۔ رفع کو جر کے تابع یا اس کا برعکس کیوں نہ کئے۔ جواب۔ نصب چونکہ فضلہ ہے اسلئے رفع کا تابع نہ ہوسکا اب جر جو کہ افضل الفضلہ اس کا تابع کس طرح ہوسکے گا یہ ممکن نہیں اسلئے رفع جر کا تابع نہیں ہوسکتا ہے ہٰذا علی العکس۔

سوال۔ غیر منصرف فعل کے ساتھ کس طرح مشابہت رکھتا ہے۔ جواب۔ غیر منصرف فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت رکھتا ہے فعل دو چیز کا فرع ہے اول یہ کہ فعل فاعل کی طرف محتاج ہے اب محتاج محتاج الیہ کا فرع ہے اور فعل مشتق ہے مصدر سے مشتق مشتق منہ مصدر کا فرع ہے اب معلوم ہوا فعل دو چیز کا فرع ہوا۔ (۱) فاعل کا فرع (۲) مصدر کا فرع اور غیر منصرف میں جو دو سبب پائے جاتے ہیں وہ بھی اور دو چیز کا فرع ہے۔ جیسے عدل معدول عنہٗ کا فرع۔ وصف موصوف کا فرع۔ تانیث تذکیر کا فرع معرفہ نکرہ کا فرع وزن فعل وزن اسم کا فرع۔ الف ونون زائدتان مزید علیہ کا فرع۔ عجمہ عربی کا فرع۔ جمع واحد کا فرع۔ ترکیب مفرد کا فرع۔

الحاصل۔ معلوم ہوا ہر ایک ایک چیز کا فرع ہے اب غیر منصرف بھی دو چیز کا فرع ہے۔ اب فرعیت میں مشابہت ہونے کی وجہ سے غیر منصرف نے فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت رکھا اب فعل کا جو خاصہ ہے کسرہ وتنوین کو قبول کرنا ہے۔ غیر منصرف میں بھی قبول نہ کرے گا تاکہ مشابہت باقی رہے۔

سوال۔ غیر منصرف کو اسمائے ستہ مکبرہ پر کیوں مقدم کیا۔ جواب۔ غیر منصرف اعراب بالحرکت کا مستحق ہے۔ بخلاف اسمائے ستہ کے کیونکہ وہ اعراب بالحروف فرع کا مستحق ہے اسلئے غیر منصرف جو کہ اعراب اصلی والا ہے۔ اسمائے ستہ اعراب بالفرع والا پر مقدم کیا۔

فائدہ۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جو اسم فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں ان کے مختلف احوال ہیں۔ بعض تو عامل اور مبنی ہوتے ہیں اور بعض صرف عامل پس کیا وجہ ہے کہ غیر منصرف باوجودیکہ فعل کے مشابہ ہے مگر وہ نہ تو عامل ہے اور نہ مبنی۔ جواب یہ ہے کہ اسم کی فعل کے ساتھ مشابہت رکھنے کی تین صورتیں ہیں (۱) اعلیٰ (۲) اوسط۔ ادنیٰ۔ مشابہت اعلیٰ کی وجہ سے عامل ومبنی دونوں ہوتے ہیں جیسے اسم کی مشابہت جب کہ فعل کے ساتھ ہو بطور مشابہت اعلیٰ ہو تب وہ اسم عمل بھی کرتے ہیں اور مبنی بھی ہوتے ہیں جیسے اسماء افعال مثل ہیہات ورویدہ وغیرہ کہ اجزائی بالزمان اور معنی مصدری میں فعل کے مشارک ومشابہ ہیں لہٰذا اس مشابہت کی وجہ سے وہ عامل بھی ہیں کما ذکر مفصلاً اور

جب اسم کی مشابہت فعل کے ساتھ بطور متوسط ہو یعنی وہ فعل کے ساتھ صرف معنی مصدری میں شریک ہو تو اس صورت میں عامل ہوتا ہے نہ کہ مبنی جیسے اسم فاعل و اسم مفعول و مصدر وغیرہ یہ سب فعل کے ساتھ مشابہت متوسط ہے اسلئے مذکورہ اسم عامل ہوتا ہے کہ مبنی کما علم فی ما ذکرہ۔ اور جب اسم فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت رکھتا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ نہ وہ اقتران بالزمان میں فعل کے مشابہ ہے نہ کہ معنی مصدری میں تو ایسا اسم نہ عمل کرتا ہے۔ اور نہ مبنی ہوتا ہے بلکہ خصائل فعل میں وہ فعل کے شریک ہے جیسے غیر منصرف کہ اسکی مشابہت فعل کے ساتھ مذکورہ بالا دونوں باتوں میں سے کسی میں نہیں بلکہ دو فرع ہونے میں فعل کے ساتھ ادنیٰ مشابہت ہے اب فعل جس طرح کسرہ و تنوین کو قبول نہ کرے گا اسی طرح اس کے ساتھ مشابہ رکھنے والا غیر منصرف بھی کسرہ و تنوین کو قبول نہ کرے گا۔

قولہ ششم :۔ اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں ابٌ و اخٌ و حمٌ و ھنٌ و فمٌ و ذو مال رفع شاں بواؤ باشد و نصب بالف و جر بیا چوں جاء ابوک الخ مصنف اعراب بالحرکت لفظی سے فارغ ہوکر اب اعراب بالحروف کا بیان کرنا شروع فرمایا۔

سولہ قسم کی چھٹی قسم چھ اسم ہے جو نحاۃ کے درمیان معروف و مشہور ہے جیسے ابٌ و اخٌ و حمٌ و ھنٌ و ذو مال۔ سوال۔ اسمائے ستہ چھ اسم کو کیوں خاص کیا۔

جواب۔ مفرد کے لئے تثنیہ و جمع کے ساتھ مناسبت ذاتی ہے نفس عدد میں تثنیہ و جمع کو جیسا کہ تین تین حالت ہے مفرد کو بھی اسی طرح تین حالت ہے (۱) حالت رفعی (۲) حالت نصبی (۳) حالت جری اب مشابہت کی وجہ سے تثنیہ و جمع کی جیسا کہ چھ حالت ہوئی اب ہر ایک حالت کے مقابلہ میں ایک ایک اسم مفرد کے اعراب بالحروف کے لئے تجویز کر دیا۔

جواب دوم۔ تثنیہ و جمع حقیقی اور ملحق جیسا کہ چھ قسم ہے جیسا کہ تثنیہ حقیقی (۲) کلا و کلتا (۳) اثنان (۴) جمع حقیقی (۵) اُولُو (۶) عشرون اب اسم مفرد بھی چھ قسم لایا تاکہ ان چھ قسموں کا مقابل ہو اور مناسبت ذاتی باقی رہے۔ سوال۔ دنیا میں تو لاکھوں اسم ہے ان چھ کو کیوں خاص کیا۔ جواب۔ یہ چھ اسم لفظاً و معنًا تثنیہ و جمع کے ساتھ مشابہ ہے لفظاً یہ کہ تثنیہ و جمع کی آخر جیسا کہ اعراب بالحروف کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ چھ اسم بھی اعراب بالحروف کی صلاحیت رکھتے ہیں کیوں کہ ان کے آخر حرف علت موجود ہے معنًا یہ کہ تثنیہ و جمع میں جیسا کہ تعدد ہے ان چھ اسموں کے معنی میں بھی تعدد ہے جیسا کہ اب میں اس کو کہتے ہیں جس کی لئے لڑکا ہے اخ اس کو کہتے ہیں جس کے لئے اور ایک بھائی یا بہن ہو حم اس کو کہتے ہیں جس کے لئے شوہر کی جانب سے اقارب ہوں علی ہذا الباقی اب لفظاً و معنًا مشابہت کی وجہ سے تثنیہ و جمع کے ساتھ مشابہت ہے اس لئے ان چھ اسموں کو خاص کیا گیا۔

سوال ۔ زوج ویدٔ بھی معناً تثنیہ و جمع کے مانند متعدد ہے جیسے زوج اس کو کہتے ہیں جس کے لئے زوجہ ہے اس کو کیوں نہ لایا۔

جواب ۔ صرف معناً متعدد ہونا کافی نہیں بلکہ آخری کلمہ کا اعراب بالحروف کی صلاحیت رکھنا شرط ہے اب زوج وغیرہ کا اعراب بالحروف حرف علت نہیں اسلئے زوج وغیرہ کو اختیار نہ فرمایا۔

سوال ۔ یہ چھ اسم تو مفرد ہے جوکہ اصل ہے اب ان کو اعراب بالحروف فرعی کیوں دیتے ہیں۔

جواب ۔ اگر ہر مفرد کو اعراب اصلی اور ہر فرع کو اعراب فرعی دیا جاوے تو اصلی و فرعی کے درمیان اتحاد ذاتی تھا وہ باقی نہ رہے گا بلکہ دونوں کے درمیان وحشت بعیدہ ومنافرت تامہ پیدا ہوگا اسلئے بعض مفرد کو اعراب فرعی اور بعض مفرد کو اعراب اصلی دیا تاکہ دونوں کے درمیان مناسبت باقی رہ جائے

جواب دوم ۔ پیشتر سے معلوم ہوا کہ ان اسماء میں تثنیہ وجمع کے مانند تعدد ہے اب اس شباہت سے تثنیہ وجمع جیسا کہ اعراب بالفرع کو قبول کرتا ہے یہ بھی بوجہ شباہت اعراب بالحروف کو قبول کریگا

جواب سوم ۔ اعراب بالحروف اگرچہ فرع ہے لیکن وہ قوۃ میں اعراب بالحرکت سے زیادہ ہے کیونکہ ہر ایک حرف دو حرکت کے قائم مقام ہے ۔

سوال ۔ اب اخ وغیرہ اسم نہیں کیونکہ اسم معرب ہونے کے لئے اقل درجہ تین حروف والا ہونا شرط ہے اَبٌ اَخٌ وغیرہ میں تو دو حرف ہے جواب اگرچہ اسماء بظاہر دو حروف ہے لیکن اصل میں تین حرف ہے جیسا کہ اب اصل میں ابو واخ اصل میں اخو وغیرہ تھا خلاف قیاس تخفیف کے لئے حذف کر دیا اب معلوم ہوا مذکورہ اسم تین حروف والا ہے پس اسم متمکن ہونا ثابت ہوا ۔

سوال اب اخ وغیرہ کو فم وذومال پر کیوں مقدم کیا گیا ۔جواب ۔ اول چاروں اسم جنس ناقص کثیر الاستعمال ہے بخلاف فم وذومال کے کیونکہ وہ دونوں لفیف مقرون ہے اور لفیف مقرون قلیل الاستعمال ہے اسلئے مؤخر کیا کیونکہ کثیر الاستعمال مقدم ہوتا ہے قلیل الاستعمال پر نحویاں اوّل چاروں اسم کو اسمائے محذوفۃ الاعجاز کہتے ہیں یعنی ایسا اسم جن کا آخری حصہ ساقط ہے یعنی واؤ محذوف ہے ۔

سوال ۔ اسماء مذکورہ کی تحقیق کیا ہے ۔ جواب ۔ اب واخ وحم وہن اصل میں ابوٌ واخوٌ وحموٌ وہنوٌ تھا اب کثیر الاستعمال کی وجہ سے واؤ کو خلاف قیاس حذف کر دیئے ۔ اب بغیر اضافت کے وقت وہ واؤ محذوف رہتی ہے اور حالت اضافت کے وقت وہ واؤ لوٹ آتی ہے جیسا کہ ابوک واخوک وحموک وہنوک ہے ۔ اور فم اصل میں فوہٌ تھا اب ہا کو خلاف قیاس حذف کر دیا اور واؤ کو میم کے ساتھ بدل کر دیا کیونکہ واؤ و میم قریب المخرج ہے اور حالت اضافت کے وقت بقول بعض میم برقرار رہتی ہے اور بقول بعض واؤ عود کرتی ہے جیسے فمی وفوک ۔ ذو اصل میں ذوو تھا واؤ آخری کو خلاف قیاس حذف کر دیا ذو ہوا ۔

سوال ۔ اسمائے ستہ کو مثنی و مجموع پر کیوں مقدم کیا ۔ جواب اسمائے ستہ اصل فی الفرع ہے کیوں کہ اعراب بالحروف تینوں حالت میں جاری ہوتے ہیں بخلاف مثنی و مجموع کے اس میں دو کے تابع ہوتا ہے سلئے اسمائے ستہ اصل کو فرع پر مقدم کیا ۔ جواب دوم ۔ اسمائے ستہ مفرد ہے اور مفرد اصل ہے مثنی و مجموع سے اب اسمائے ستہ اصل کو مثنی و مجموع فرع پر مقدم کئے تثنیہ کو جمع پر مقدم کرنے کی علت یہ ہے کہ تثنیہ عدد میں مقدم ہے جمع سے ۔ سلئے مصنفؒ نے بھی بیان میں مقدم کیا تاکہ وضع کے ساتھ مطابق ہوجاوے ۔

نکتہ ۔ اسمائے ستہ ضمیر متکلم و مخاطب و غائب سب کی طرف اضافت ہوسکتی ہے ۔ لیکن کاف خطابی کیطرف ہونا یہ کثیر الاستعمال ہے ۔ اسلئے مصنف مخاطب کی طرف مضاف ہونے کی مثال لایا کما فی الکتاب جیساکہ ابوک و اخوک و ابوہ وغیرہ ۔

نکتہ ۔ ذو ہمیشہ اسم جنس کیطرف مضاف ہوتا ہے جیساکہ مال اسم جنس کیطرف مضاف ہوا اور کبھی اسم ضمیر کی طرف مضاف شاذ و نادر ضرورت میں واقع ہوتا ہے جیساکہ انما یعرف ذا الفضل من الناس ذووہ ۔ یہاں ذوہ ضمیر کی طرف اضافت ہوا بضرورت شعر کے ۔

سوال ۔ ذو کو اسم جنس کی طرف مضاف ہونے کے لئے شرط کیوں کئے

جواب ۔ ذو کو واضع نے اسلئے وضع کیا تاکہ وہ کسی اسم کو اسم جنس کے ساتھ متصف کر دیوے اب ذو جبکہ خود موصوف نہیں بن سکتی ہے کم از کم اسم جنس کی طرف مضاف ہی ہوتا کہ خلاف وضع لازم نہ آوے ۔ کذا فی الفوائد الضیائیہ ۔ فائدہ ۔ اسمائے ستہ اگر مکبرہ و موحدہ اور یای متکلم کے غیر کی طرف مضاف ہو خواہ غیر اسم ظاہر ہو یا اسم مضمر اعراب بالحروف کا مل لفظی ہوگا یعنی حالت رفع میں واو اور حالت نصب میں الف و حالت جر میں یائے کے ساتھ مگر مکبرہ نہ ہو بلکہ مصغرہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ بالکل مضاف نہ ہو تو اس وقت اعراب بالحرکت کامل لفظی ہوگا اگر مضاف ہو تو دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ یائے متکلم کے غیر کی طرف مضاف ہو تو وہ اسوقت بھی اعراب بالحرکت لفظی ہوگا اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو تینوں حالت میں اعراب بالحرکت کامل تقدیری ہوگا مثل غلامی کے اگر مثنی ہو تو اعراب مثنی اور اگر مجموعہ ہو تو اعراب مجموعہ ہوگا اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اعراب مثل غلامی اعراب تقدیری ہوگا ۔ اگر یائے بالکل اضافت نہ ہو تو اس وقت اعراب لفظی ہوگا ۔

ہر ایک کی مثال نقشہ میں مذکور ہے

نقشہ اسمائے ستہ

اسمائے ستہ مکبرہ ہو اور واحد ہو یائے متکلم کے غیر کیطرف مضاف ہو	حالت رفعی واؤ	حالت نصبی الف	حالت جری یائی
	جَاءَ ابُوکَ او اَبُو زَیْد	رأیتُ اباکَ او ابا زید	مررتُ بابیکَ او بابی زید
اگر مصغرہ ہو مضاف نہ ہو اعراب بالحرکۃ کامل لفظی	ضمہ جَاءَ اُبَیٌّ	نصب رأیتُ اُبَیًّا	جر مررتُ بابیٍّ
مصغرہ ہو یائے متکلم کے غیر کیطرف مضاف ہو خواہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر	جَاءَ اُخَیُّکَ او اُخَیُّ زید	رأیتُ اخیکَ او اخیَّ زید	مررتُ باُخیکَ او باُخیِّ زید
مصغرہ ہو یائے متکلم کیطرف مضاف ہو	ضمہ تقدیری جاءَ اخی	فتحہ تقدیری رأیتُ اُخیَّ	کسرہ تقدیری مثل غلامی مررتُ باخی
مکبرہ ہو مضاف نہ ہو اور تثنیہ ہو تو مثل تثنیہ ہے	الف جَاءَ ابوان	رأیتُ ابوین	مررتُ بابوین
تثنیہ ہو غیر یائے متکلم کیطرف مضاف ہو خواہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر اعراب مثل تثنیہ	جاء اخواکَ او اَخَوا زید	رأیتُ اخَوَیکَ و اخوی زید	مررتُ باخویکَ او باخوی زید
تثنیہ ہو مکبرہ ہو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو	الف لفظی جاء ابوای بقول بعض ابی بقول بعض	یا لفظی رأیتُ اَبَوَیَّ	مررتُ بابوَیَّ
مجموع ہو مکبرہ اگر مضاف نہ ہو اعراب مثل جمع	جاء ابون	رأیتُ اَبِیْنَ	مررتُ بابینَ
مجموع ہو مکبرہ ہو غیر یائے متکلم کیطرف مضاف ہو	جاء ابوکَ - ابو زید	رأیتُ ابیکَ او ابی زید	مررتُ بابیکَ او بابی زید
مجموع ہو مکبرہ ہو یائے متکلم کیطرف مضاف ہو	جاءَ اُبیَّ - واؤ تقدیری	رأیتُ اَبِیَّ یا ما قبل مکسور لفظی	مررتُ بابی یائے ما قبل مکسور لفظی
اگر اسمائے ستہ یائے متکلم کیطرف مضاف ہو اور اسمائے ستہ واحد ہو	ضمہ تقدیری جاء ابی	فتحہ تقدیری رأیتُ ابی	کسرہ تقدیری مررتُ بابی
اگر اسمائے ستہ مکبرہ ہو اور مضاف نہ ہو مثل جمع	ضمہ لفظی جَاءَ اَبٌ	فتحہ لفظی رأیتُ ابًا	کسرہ لفظی مَرَرتُ بابٍ

نکتہ ۔ اور بہت سی صورت ہو سکتی ہے اس کو قیاس کر لو

نکتہ ۔ حَمٌ میں اضافت غیر اضافت کے وقت چار لغات پڑھنا جائز ہے (۱) مثل جیسے ہٰذا حمٌ حمک، رایت حما و حمک ۔ مررت بحمٍ وحمک ۔ (۲) مثل مہموز ہٰذا حمؤٌ و حموک و رایت حمأً و حماک و مررت بحمئٍ و حمئک ۔ (۳) مثل اسم مقصور ہٰذا حمًا و حماک و رایتُ حمًا و حماک و مررت بحمًا و حماک (۴) مثل ناقص جاء حمو و حموک و رایت حموًا و حموک ۔ و مررت بحمٍ و حموک ۔ ہن میں ایک لغت اور جائز ہے مثل صحیح جیسا کہ ہٰذا ہن رایت ہنا و مررت بہن و ہٰذا ہنک و رایت ہنک و مررت بہنک ۔

ترکیب ۔ اس مثال کی جو مصنفؒ نے ذکر فرمایا ۔ جاء فعل ابوک ترکیب اضافی ہو کر فاعل فعل و فاعل مل کر

جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف رایت فعل تا ضمیر مرفوع متصل فاعل اباک ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اول واؤ حرف عطف مررت فعل بفاعل با حرف جر ابیک ترکیب اضافی ہوکر مجرور جار و مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کا۔ مررت فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی اس طرح باقی امثال کو قیاس کرلو۔

ہفتم تثنیہ چوں رجلان۔ ہشتم کلا و کلتا مضاف بمضمر۔ نہم اثنان و اثنتان رفع شاں بالف باشد ونصب وجر بیای ماقبل مفتوح چوں جاءنی رجلان وکلاھما واثنان۔ ورأیت رجلین وکلیھما واثنین۔ ومررت برجلین وکلیھما واثنین۔ دہم جمع مذکر سالم چوں مسلمون۔ یازدہم اولو۔ دوازدہم عشرون تا تسعون۔ رفع شاں بواؤ ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیای ماقبل مکسور چوں جاءنی مسلمون واولو مال وعشرون رجلا ورایت مسلمین واولی مال وعشرین رجلا ومررت بمسلمین واولی مال وعشرین رجلا۔ سیزدہم۔ اسم مقصور وآں اسمی ست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں موسیٰ۔ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم رفع شاں بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں جاءنی موسیٰ وغلامی ورایت موسیٰ وغلامی۔ ومررت بموسیٰ وغلامی۔ پانزدہم اسم منقوص وآں اسمی است کہ آخرش یای ماقبل مکسور باشد چوں قاضی رفعش بتقدیر ضمہ ونصب بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں جاء القاضی رایت القاضیَ ومررت بالقاضی۔ شانزدہم۔ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مسلمیّ رفعش بتقدیر واؤ ونصب وجرش بیاء ماقبل مکسور چوں ہولاء مسلمیّ کہ در اصل مسلمونی بود نون باضافت ساقط شد وواؤ با جمع شدہ بودند و سابق ساکن بود واؤ را بیا بدل کردند ویا را در یا ادغام کردند مسلمیّ شد ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند و رایت مسلمیّ ومررت بمسلمیّ

تشریح۔ ہفتم تثنیہ یعنی تثنیہ حقیقی ہشتم کلا و کلتا مضاف بمضمر تثنیہ معنوی۔ نہم اثنان و اثنتان یعنی تثنیہ صوری الحاصل تثنیہ حقیقی یا معنوی یا صوری حالت رفع میں الف کے ساتھ اور حالت نصب وجر میں یائے ماقبل مفتوح ہوگا جیسا کہ جاء رجلان وکلاہما واثنان ورایت رجلین کلیہما واثنین ومررت برجلین وکلیہما واثنین۔ دو مرد آیا اور دیکھا میں دو مرد کو اور گذرا میں دو مرد کے ساتھ۔

ترکیب۔ جاء فعل رجلان معطوف علیہ واؤ حرف عطف کلاہما ترکیب اضافی ہوکر معطوف اول واؤ حرف عطف اثنان معطوف ثانی معطوف علیہ دونوں معطوف سے مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف

بلیہا واؤ حرف رایت فعل رجلین معطوف علیہ واؤ حرف عطف کلیہا ترکیب اضافی ہوکر معطوف اوّل واؤ حرف عطف اثنین معطوف ثانی معطوف علیہ اور دونوں معطوف مل کر مفعول بہ فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اوّل واؤ حرف عطف مررت فعل تا ضمیر فاعل با حرف جار رجلین معطوف علیہ واؤ حرف عطف کلیہا ترکیب اضافی ہوکر معطوف اوّل واؤ حرف عطف اثنین معطوف ثانی معطوف علیہ دونوں معطوف سے مل کر مجرور ہوا با حرف جار کا مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کا فعل و فاعل ومتعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی، نکتہ۔ تثنیہ حقیقی وصوری وملحق کی تعریف بالتفصیل مذکور ہوئی بحث مثنیٰ ہیں۔

سوال۔ مثنیٰ حقیقی کو کلا وکلتا واثنان واثنتان پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ مثنیٰ تو مثنیٰ حقیقی ہے کلا وکلتا اثنان واثنتان تثنیہ ملحق ہے قاعدہ ہے مثنیٰ حقیقی مثنیٰ ملحق پر مقدم ہوتا ہے اسلئے مثنیٰ حقیقی کو دونوں پر مقدم کیا۔ اور کلا وکلتا کو اثنان واثنتان پر مقدم کرکے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ کلا وکلتا لاحق بر تثنیہ ہوتا ہے لاحق حکمی ہے کیونکہ اسمیں الف ونون تثنیہ نہیں بلکہ معناً تثنیہ کے لحاظ سے لاحق کیا۔ اب مقدم کرکے کلا وکلتا کو الحاق کا ضعف بیان کیا۔

سوال۔ کلا وکلتا کے لئے ضمیر کی طرف مضاف ہونا کیوں شرط قرار دیا۔

جواب۔ کلا وکلتا میں دو اعتبار ہے۔ (۱) اعتبار لفظی (۲) اعتبار معنوی ۔ کلا وکلتا لفظی کے اعتبار سے مفرد ہے جو کہ اصل ہے تو اسوقت اعراب بالحرکت جو کہ اصل ہے وہ جاری ہوگا اور اس وقت اسم ظاہر کی طرف اضافت ہوگی۔ کیونکہ اسم ظاہر بھی اصل ہے اب اصل کو اعراب اصلی اور اصل کو اصل کی طرف اضافت کرنا ضروری و بدی ہے جیسا کہ جاء کلا الرجلین ورایت کلا الرجلین ومررت کلا الرجلین۔ ان تینوں میں اعراب بالحرکت تقدیری جاری ہے مثل اسم مقصور کے اور معنی کے اعتبار سے کلا وکلتا تثنیہ ہے کیونکہ تعدد پر دلالت کرتے ہیں یعنی اسم فرعی ہے اور اسوقت اعراب بالحروف فرعی بھی جاری ہوگا اور اسم ضمیر جو کہ فرع ہے اسکی طرف مضاف ہو تاکہ فرع کو اعراب فرع اور اسم فرع کو اسم ضمیر فرع کی طرف اضافت کرے۔ اس بیان سے مصنفؒ کا مفصل اعراب بالحروف فرع کا بیان کرنا ہے اسلئے کلا وکلتا کو ضمیر جو کہ اسم فرع ہے اسکی طرف اضافت ہونے کے ساتھ مقید کیا۔ کذا فی الغموض۔

فائدہ۔ کلا اصل میں کلو تھا اب واو متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف کے ساتھ بدل ڈالا کلا ہوا۔ کلتا اصل میں کلوی تھا فعلی کے وزن پر اب واو کو تا کے ساتھ بدل ڈالا اور الف اپنی حالت پر کلتا ہوا۔

سوال۔ واؤ کو تا کے ساتھ کیوں بدل کیا۔

جواب۔ اگر واؤ کو تا کے ساتھ نہ بدلے تو حالت نصب وجر میں کلا مذکر کے ساتھ التباس ہوگا

کیونکہ الف تو حالت نصب وجر میں یار ماقبل مفتوح کے ساتھ بدل جاتا ہے اب واؤ کو تار کے ساتھ بدلنے سے کلا مذکر و مؤنث میں التباس نہ ہوگا۔ کیونکہ واؤ کو تو تار کے ساتھ بدلنے سے حالت جری میں یار ماقبل مفتوح تثنیہ پر دال ہوا اور تار تانیث مؤنث پر دلالت کرے اور کلا مذکر کے ساتھ التباس نہ ہوگا اس وجہ سے واؤ کو تار کے ساتھ بدلا۔

جواب ۲۔ واو و تار قریب المخرج ہے جیسا کہ قاعدہ عدۃ جو کہ وعد تھا جاری ہوا۔ اسلئے واؤ کو تار کے ساتھ بدل کیا۔

نکتہ۔ کلا و کلتا کے مضاف الیہ کا ہمیشہ تثنیہ ہونا ضروری ہے خواہ مضاف الیہ اسم ظاہر ہو یا اسم مضمر ہر ایک کی مثال مذکور ہوئی۔

قولہ۔ دہم جمع مذکر سالم چوں مسلمون۔ یازدہم اولو۔ دوازدہم عشرون۔

الحاصل۔ جمع حقیقی یا معنوی یا صوری کا اعراب حالت رفع میں واؤ ماقبل ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر یار ماقبل مکسور کے ساتھ جیسا کہ جار مسلمون واولو مال وعشرون رجلاً ورایت مسلمین واولی مال وعشرین رجلاً ومررت بمسلمین واولی مال وعشرین رجلاً۔ آئے مسلمان مرد اور مال والے اور بیس مرد۔ اور دیکھا میں مسلمان مرد اور مال والوں اور بیس مردوں کو۔ اور گذرا میں مسلمان مردوں اور مال والوں کے ساتھ۔

ترکیب۔ جار فعل مسلمون معطوف علیہ واو حرف عطف اولوا مال ترکیب اضافی ہوکر معطوف اول۔ واو حرف عطف عشرون ممیز رجلاً تمیز۔ ممیز و تمیز مل کر معطوف ثانی معطوف علیہ اور دونوں معطوف سے مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا۔ واؤ حرف عطف رایت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل مسلمین معطوف علیہ واؤ حرف عطف اولی مال ترکیب اضافی ہوکر معطوف اول واو حرف عطف عشرین ممیز رجلاً تمیز ممیز و تمیز مل کر معطوف ثانی معطوف علیہ اور دونوں معطوف مل کر مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول۔ واؤ حرف عطف مررت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل باحرف جار مسلمین معطوف علیہ واؤ حرف عطف اولی مال ترکیب اضافی ہوکر معطوف اول واو حرف عطف عشرین ممیز رجلاً تمیز۔ ممیز و تمیز مل کر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ اور دونوں معطوف سے مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

سوال۔ حقیقی کو صوری و معنوی پر کیوں مقدم کیا۔

جواب۔ حقیقی اصل ہے معنوی و صوری فرع ہے اسلئے اصل کو فرع پر مقدم کیا۔

سوال ۔ اولو کو عشرون پر کیوں مقدم کیا ۔

جواب ۔ اولو یہ ذو کی جمع من غیر اللفظ ہے بخلاف عشرون کے وہ جمع نہیں کیونکہ جمع تو معین پر دلالت نہیں کرتی ہے اولو کو ما فوق الواحد سے مالانہایۃ تک کے لئے استعمال کرتے ہیں اسلئے جمع اعتبار کو غیر جمع جس کا نام صوری ہے اسپر مقدم کیا ۔

سوال ۔ اولو کس طرح جمع ہو سکتا ہے کیونکہ اسمیں جمع کی علامت نہیں جیسے علامت جمع واو ونون ہے ۔

جواب ۔ بعض کے نزدیک یہ جمع ملحق معنوی ہے جیسا کہ مصنفؒ اس کو اختیار فرمایا ۔ اور بعض کے نزدیک بالکل جمع نہیں ہے ۔ بلکہ مفرد ہے ۔ اور بعض کے نزدیک اولون تھا لوازم الاضافت ہونے کی وجہسے نون کو گرادیا اولو ہوا ۔ کما کتب یعقوب فی حاشیہ المنہل ۔ کذا فی الخوض ۔

سوال ۔ عشرون ومسلمین ورجلان وغیرہ میں اعراب نہیں بلکہ الف وواو علامت تثنیہ وجمع ہے کیونکہ وہ الف تثنیہ وواو جمع سے تھا دیا ابوک وغیرہ میں بھی واو اصلی ہے ۔

جواب ۔ عشرون ومسلمین وغیرہ میں واو اعرابیت وعلامت جمعیت دونوں پر دلالت کرتی ہیں ۔ ویسا ہی الف رجلان وغیرہ اعرابیت اور علامت تثنیہ دونوں پر دلالت کرتی ہے اب اور ایک واو والف کی ضرورت نہیں اب معلوم ہوا واو مسلمون وعشرون والف تثنیہ رجلان وغیرہ اعراب ثابت ہوا

سوال ۔ جمع مذکر سالم میں حالت نصبی کو جری کے تابع کیوں کیا ۔

جواب ۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے کچھ تفکر کی ضرورت ہے واضح ہو کہ اعراب کل چھ ہے تین اعراب بالحرکت جیسے ضمہ وفتحہ وکسرہ اور اعراب بالحروف جیسے واو والف ویار اور حقدار نو ہے ۔ کیوں کہ تین کو مفرد کی حالت ہے ۔ (۱) یعنی حالت رفعی (۲) حالت نصبی (۳) حالت جری ویسا ہی تثنیہ کی تین حالت ہے اور جمع کی بھی تین حالت ہے اور ہر حالت کے لئے ایک اعراب کی ضرورت ہے پس مستحق نو کو کل چھ قسم اعراب کو تقسیم کرتا ہے پس سب سے پہلے مفرد کو اعراب بالحرکت دیا اسلئے مفرد جیسا کہ اصل ہے اسلئے اعراب بالحرکت اصلی سزاوار ہے اب مفرد کی حالت رفع میں ضمہ اور حالت نصب میں فتحہ اور حالت جر میں کسرہ دیا اسکے بعد ہم نے دیکھا کہ اعراب بالحروف کل تین ہے اور حالت چھ ہیں ۔ تین حالت تثنیہ میں حالت جمع میں پس ضرورت ہے کہ ایسی طور پر تقسیم کرے کہ تین اعراب تثنیہ اور تین اعراب جمع کے سب حالتوں میں تسادی طور پر تقسیم ہو جائیں پس اولا تثنیہ وجمع کی حالت رفعی پر نظر کی گئی اسلئے کہ حالت رفع حالت نصبی وجری سے عمدہ ہے پس الف کو تثنیہ کی حالت رفع میں اور واو کو جمع کی حالت رفع کے لئے خاص کیا اسلئے تثنیہ میں الف وجمع میں واو ضمیر فاعل

وعلامت فاعل ہے۔ اب ایک اعراب یعنی یا اور چار حالتیں باقی ہیں۔ پس ہم نے ایک اعراب کو ان چاروں حالت پر اسطرح تقسیم کیا کہ تثنیہ کی حالت نصب وجر میں ماقبل مفتوح اور جمع کی حالت نصبی وجری میں یا ماقبل مکسور ہو تاکہ تثنیہ وجمع کے درمیان فرق ہو۔ اور فرق کرنے کیلئے اس کے برعکس نہ کیا اسلئے کہ جمع قلیل ہے اور قلیل جمیز لخفیف ہے اور اسکے مناسب ہے پس جمع میں یار ماقبل مکسور دیئے کیونکہ وہ ثقیل ہے اور تثنیہ چونکہ بہ نسبت جمع کے کثیر ہے اور کثیر ثقیل ہے لہٰذا اسمیں ماقبل یا کو فتحہ دیا کیونکہ ثقیل کیلئے خفیف مناسب ہے۔ اسلئے الف تثنیہ وواو جمع کے بعد نون کو جمع میں مفتوح وتثنیہ میں مکسور پڑھتے ہیں تاکہ ثقیل کا ایک دم خفیف اور خفیف کا ایک دم ثقیل ہونا لازم نہ آوے گا۔ کما قال شارح اخی جعلت الالف علامۃ للتثنیہ۔

قولہ سیزدہم اسم مقصور وآں اسمی است کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چو موسیٰ چہاردہم۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیار متکلم چوں غلامی۔ بعدار باش مصنف اعراب بالحرکت وحروف کو لفظا بیان کرکے اعراب بالحرکت وحروف تقدیری کو بیان کرنا شروع فرمایا ہے۔

تیرھویں قسم اسم مقصور ہے اسم مقصور اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ چودھویں قسم جمع مذکر سالم کے غیر خواہ مفرد ہو یا مثنیٰ یا جمع تکسیر جس قسم کا اسم ہو اگر یار متکلم کی طرف مضاف ہے مذکورہ تیرھویں اور چودھویں اسم کی حالت رفع میں ضمہ تقدیری اور حالت نصب میں فتحہ تقدیری اور حالت جری میں کسرہ تقدیری ہوگا تینوں حالت بصورت یکساں ہوگی جیساکہ جاء موسیٰ وغلامی ورأیت موسیٰ وغلامی ومررت بموسیٰ وغلامی۔ آیا موسیٰ اور میرا غلام اور دیکھا میں موسیٰ اور اپنے غلام کو اور گذرا میں موسیٰ اور اپنے غلام کے ساتھ۔

ترکیب :۔ جاء فعل موسیٰ معطوف علیہ واؤ حرف عطف غلامی ترکیب اضافی ہوکر معطوف، معطوف علیہ اور معطوف مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا۔ جاء فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہا واؤ حرف عطف رأیت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلا مرفوع فاعل موسیٰ مفعول بہ فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اوّل۔ واؤ حرف عطف مررت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل با حرف جار موسیٰ معطوف علیہ واؤ حرف عطف غلامی ترکیب اضافی ہوکر معطوف معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر مجرور ہوا با حرف جار کا جار مجرور سے ملکر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل وفاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی۔

سوال ۔ ان دونوں قسم کو اسم منقوص پر کیوں مقدم کیا گیا۔

جواب ۔ ان دونوں قسم میں اعراب بالحرکت تینوں حالت میں تقدیری رہتے ہیں بخلاف اسم منقوص کے اسمیں صرف دو حالت میں تقدیری رہتا ہے۔ پس تین حالت میں تقدیری رہنے والا اصل ہے تین حالت

میں تقدیری نہ رہنے سے اسلئے مذکورہ دو قسم اصل کو اسم منقوص پر مقدم کیا۔
سوال۔ اسم مقصور میں اعراب تقدیری کیوں رہتا ہے۔
جواب۔ اسم مقصور کے آخر میں الف مقصورہ ہوتا ہے اب الف کبھی حرکت کو قبول نہیں کرتا ہے بلکہ ہمیشہ ساکن رہتا ہے اس تعذر کی سبب سے الف حرکت کو قبول نہ کرسکے اعراب ہمیشہ تقدیری ہے
سوال غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم اعراب لفظی کو کیوں قبول نہیں کرتا ہے۔
جواب۔ یاء متکلم ماقبل ہمیشہ مکسور ہونے کو تقاضا کرتی ہیں اگرچہ ضمہ و فتحہ ہوا کو کسرہ کے ساتھ بدل ڈالتے ہیں۔ اور کوئی حرکت کو اتنا قدر قوۃ نہیں جو یائے متکلم کے ماقبل ظاہر ہوسکے۔ اس عذر کی وجہ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم میں اعراب تینوں حالت میں تقدیری رہتا ہے اور یاء متکلم ماقبل مکسور کو کس لئے تقاضہ کرتی ہے۔ اسکی علت مطولات فن سے تلاش کیجئے۔
سوال۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم میں کچھ اختلاف ہے یا نہیں۔ بینوا۔
جواب۔ اسمیں نحاۃ کا اختلاف ہے ابن حاجب و صاحب ہدایۃ النحو کے نزدیک غیر جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم میں اعراب تینوں حالت میں تقدیری رہتا ہے۔ اسکی علت مذکور ہوئی اور مصنف نے بھی اس مذہب کو اختیار فرمایا۔ مذہب دوم۔ ابن مالک کے نزدیک حالت رفعی و نصبی میں اعراب تقدیری ہے۔ اور حالت جری میں لفظی ہے۔ مذہب سوم۔ عبد القاہر کے نزدیک مذکورہ اسم تینوں حالت میں مبنی ہے۔ مبنی ہونے کی وجہ اسکے نزدیک یہ ہے کہ جو اسم معرب مبنی کیطرف مضاف ہوتا ہے۔ وہ بھی مبنی ہوتا ہے اب اسم مذکور جبکہ یاء متکلم جو کہ مشابہ مبنی ہے اسکی طرف مضاف ہوا وہ بھی مبنی ہوگیا۔ مذہب چہارم بعض کے نزدیک جو اسم یاء متکلم کی طرف مضاف ہو نہ وہ معرب ہوتا ہے نہ مبنی بلکہ میانہ مرتبہ میں رہتا ہے کیونکہ یاء متکلم کا اتصال ہونے سے حرف آخر حکم میں معدوم ہوجاتا ہے اسلئے اسمیں اعراب کا ظہور نہیں ہو سکتا ہے۔ اب وسط کلمہ میں اعراب جاری کرنا صحیح نہیں لیکن یہ مذہب اضعف الضعیف ہے کیونکہ اگر لفظا اعراب ممنوع ہے بسبب مضاف ہونے یائے متکلم کے لیکن تقدیری تو ممنوع نہیں۔
الحاصل آخری تینوں مذہب ضعیف ہے وجہ ضعف مطولات سے معلوم کیجئے۔
قولہ۔ پانزدہم۔ اسم منقوص وآں اسمی است کہ آخرش یائے ماقبل مکسور باشد چوں قاضی یعنی پندرھویں قسم اسم منقوص اسم منقوص اس کو کہتے ہیں جسکے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو مگر اصلی ہو اسم منقوص کی حالت رفع ضمہ تقدیری اور حالت جری کسرہ تقدیری اور حالت نصب میں فتحہ لفظی بشرطیکہ وہ اسم منقوص الف ولام سے خالی نہ ہو جیسا کہ جاء القاضی رایت القاضی و مررت بالقاضی دآیا قاضی اور دیکھا میں نے قاضی کو اور گذرا میں قاضی کے ساتھ۔

ترکیب :۔ جَاء فعل القَاضِی فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف رَأَیتُ فعل تا ضمیر فاعل القاضی مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اول واؤ حرف عطف مررت فعل تا ضمیر فاعل با حرف جار القاضی مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ

نکتہ :۔ اسم منقوص الف ولام سے خالی ہو تو حالتِ رفع و جر میں بظاہر تنوین وکسرہ کے ساتھ اور حالتِ نصبی میں فتح لفظی لیکن فی الحقیقت حالتِ جری میں بھی تقدیری ہوگا۔ جیسا کہ جاء قاضٍ و مررت بقاضٍ۔ ترکیب مذکورہ پر قیاس کرلو۔

سوال ۔ اسم منقوص کو جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم پر کیوں مقدم کیا۔

جواب ۔ اسم منقوص میں اعراب بالحرکت تقدیری ہے جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم میں اعراب بالحروف تقدیری ہے اعراب بالحرکت تقدیری اصل اعراب بالحروف تقدیری کا ہے اسلئے اصل کو مقدم کیا

سوال ۔ حالتِ رفعی و جری میں تقدیری کیوں ہوتا ہے۔

جواب یائے حرف ضعیف ماقبل ضمہ وکسرہ حرکت قوی کا متحمل نہیں اسلئے اعراب تقدیری ہوتا ہے بخلاف فتح کے وہ اخف الحرکات کی وجہ سے یار پر ثقیل نہیں اسلئے حالت نصب میں اسم منقوص کا اعراب لفظی ہوتا ہے خواہ اسم منقوص معرب باللام ہو یا نہ ہو اور الف ولام نہ ہونے کی صورت میں یار ساکن اور تنوین اور ایک ساکن اجتماع ساکنین کی وجہ سے یار کو گرا دیتا ہے اور تنوین ماقبل کے ساتھ لاحق ہوجاتی ہے اور قاضٍ ہوتا ہے۔ شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم یعنی جمع مذکر سالم جس کا آخر واو ونون ہو وہ اگر یائے متکلم کی طرف اضافت ہو تو حالت رفع میں تقدیری واو اور حالتِ نصب و جر میں یار ماقبل مکسور لفظی ہوگا جیسا کہ ہٰؤلاء مسلمیَّ و رایت مسلمیَّ و مررت بمسلمیَّ آئے میرے مسلمان بھائی اور دیکھا میں اپنے مسلمان بھائیوں کو اور گذرا میں مسلمان بھائیوں کے ساتھ۔

ترکیب ۔ ہٰؤلاء اسم اشارہ محلاً مرفوع مبتدا، مسلمون مضاف یائے متکلم ضمیر مجرور متصل محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف رایت فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل مسلمیَّ ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف مررتُ فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل با حرف جار مسلمی ترکیب اضافی ہوکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل اور فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی۔

سوال ۔ مذکورہ اسم میں حالتِ رفعی میں اعراب بالحروف تقدیری کیوں ہوتا ہے۔

جواب ۔ جبکہ جمع مذکر سالم یائے متکلم کی طرف مضاف ہوا اور اس اسم کی آخر واؤ ہے تب واؤ و یا جمع

جمع ہوتا ہے اب صرفیان کے قاعدہ مذکور فی الکتاب کے مطابق واو کو یار کے ساتھ بدل ڈالا اور یا
کو یار میں ادغام کئے اور ماقبل ضمہ کو کسرہ کے ساتھ بدل ڈالا مسلمیّ ہوا اب مذکورہ بیان سے معلوم
ہوا واو لفظی رہنا تقبیل کما ہو الظاہر اگر واو کو بھی ظاہر کرے تو خلاف قاعدہ لازم آوے گا وہ جائز نہیں۔
سوال۔ تینوں حالت میں تقدیری کیوں نہ کیا۔ حالانکہ تینوں میں ایک صورت یعنی مدغم ہوتا ہے۔
جواب۔ قاعدہ ابدال صرف حالتِ رفعی میں موجود ہے نہ کہ حالت نصب وجر میں بلکہ حالت نصب و جر
میں قاعدہ ادغام جاری ہوتا ہے۔ اور یہ تو ظاہری بات ہے کہ ابدال سے ادغام اولیٰ ہے کیونکہ ابدال
حروف کو اپنا اصل سے خارج کر دیتا ہے بخلاف ادغام کے کیونکہ وہ اپنی اصل سے خارج نہیں کرتا ہے
بلکہ مدغم فیہ میں مدخول کرتا ہے اور صورت تکرار میں لکھی جاتی ہے اسلئے حالتِ رفعی میں بضرورۃ قاعدہ تقدیری
کئے اور حالت نصب وجر میں لفظی کیا۔
سوال۔ حالت نصبی وجری میں لفظی ہونے کی کیا دلیل ہے۔
جواب۔ حالت نصبی وجری میں اصل استخراج کرنے سے اسکا ثبوت ہو جاتا ہے جیساکہ رأیت مسلمیّ
ومررت بمسلمیّ میں اصل میں مسلمین ی تھا نون کو حالتِ اضافت میں گرادیا اب دو یا ایک جا جمع ہونے کی
وجہ سے ایک یار کو دوسری میں ادغام کئے یار تقدیری نہیں بلکہ لفظی ہے۔
سوال۔ نون تثنیہ وجمع حالتِ اضافت میں کیوں گر جاتا ہے۔
جواب۔ نون تثنیہ وجمع انفصال کا تقاضی کرتا ہے اور اضافت اتصال کا تقاضا کرتی ہے دونوں
کے درمیان منافات ہونے کی وجہ سے نون تثنیہ وجمع کو حذف کرتے ہیں تاکہ اضافت ہو سکے اور اتصال
حاصل ہو۔ الحاصل۔ مصنف جس ترتیب سے اعراب بیان کئے وہ خوب احسن واسہل ہے۔ اول اعراب بالحرکت
لفظی پھر اعراب بالحروف لفظی۔ پھر اعراب بالحرکت تقدیری پھر اعراب بالحروف تقدیری مگر بعض شارحین نے
اس کے خلاف بیان کیا شاید بطور تحقیق نہیں اب ناچیز نے سب اعرابات کو نقشہ میں منقش کر دیا ہے تاکہ حفظ
کے لئے آسان ہو۔ اوّل اعراب دو قسم ہے۔ اوّل اعراب ذاتی۔ دوم۔ اعراب صفتی۔ اعراب ذاتی اس کو کہتے
ہیں جسمیں اعراب بالحروف کو حروف کے ساتھ بدل کیا جاوے جیسے جاء ابوک ورأیت اباک
ومررت بابیک۔ اعراب صفتی اس کو کہتے ہیں جسمیں اعراب بالحرکت کے ساتھ بدل کیا جاوے جیسے
جاءنی زیدٌ ورأیت زیداً ومررت بزیدٍ۔ پھر ہر ایک دو قسم پر ہے۔ (۱) حقیقی (۲) حکمی۔
حقیقی اس کو کہتے ہیں جسمیں اعراب بالحروف کو حروف کے ساتھ اور اعراب بالحرکت کو حرکت کے
ساتھ واقعۃً تینوں حالت میں جاری کریا جیسے مثالوں میں نقشہ آنیوالا ہے۔
حکمی وہ اعراب ہے جسمیں واقعۃ تینوں حالت میں بدل نہ ہو۔ بلکہ تبدل کا حکم دیا جائے اور ایک حالت
کو دوسری حالت کا قائم مقام کیا جاوے جیسے مسلمینَ مسلمینِ اوّل نائب فتحہ ہے اور ثانی نائب کسرہ

ہے یہ تغایر حکماً و اعتباراً ہے نہ کہ واقعتاً دیا ہی رأیت مسلمات و مررت باحمد۔ پھر ہر ایک کی دو قسم ہے۔
(۱) لفظی (۲) تقدیری۔ اعراب لفظی اس کو کہتے ہیں جو تلفظ میں واقع ہو جیسے جاء زید وغیرہ تقدیری اس کو کہتے ہیں جو تلفظ میں نہ آوے۔ جیسے جاءنی موسیٰ ورأیتُ موسیٰ وغیرہ اب مذکورہ بالا چار قسم کو دو قسم میں ضرب دینے سے آٹھ صورتیں حاصل ہوگی۔ (۱) اعراب ذاتی حقیقی لفظی (۲) اعراب ذاتی حقیقی تقدیری (۳) اعراب ذاتی حکمی لفظی (۴) اعراب ذاتی حکمی تقدیری (۵) اعراب صفتی حقیقی لفظی (۶) اعراب صفتی حقیقی تقدیری (۷) اعراب صفتی حکمی لفظی (۸) اعراب صفتی حکمی تقدیری۔

سوال۔ تقریر بالا سے معلوم ہوا تقسیم اعراب آٹھ ہوئی حالانکہ کتب نحویہ سے معلوم ہوتا ہے تقسیم اعراب نو ہے۔ معلوم ہوا وجہ حصر ناقص ہے۔

جواب۔ وجہ حصر نو قسم ہونا یہ مسلم ہے کیونکہ ساتویں قسم اعراب جو اعراب صفتی حکمی لفظی ہے وہ دو قسم ہے (۱) نصب تابع جر جیسے رأیت مسلمات (۲) جر تابع نصب جیسے باحمد پس معلوم ہوا کہ اگرچہ بظاہر آٹھ قسم ہے لیکن فی الحقیقۃ نو قسم ہے اب ہر ایک تفصیلات کو نقشہ ذیل سے مع الامثال معلوم کیجئے۔

نقشہ اوّل

اعراب ذاتی حقیقی لفظی۔ ابوک واباک وابیک۔ جاءنی رجلان وکلاھما اثنان۔ مسلمون واولو وعشرون مررت بمسلمین واولی وعشرین وبرجلین وکلیھما واثنین وبمسلمی۔

اعراب ذاتی حقیقی تقدیری۔ جاءنی ابوالحسن ورأیت ابا الحسن ومررت بابی الحسن وجاءنی مسلمیّ
اعراب ذاتی حکمی لفظی۔ رأیت رجلین وکلیھما واثنین ورأیت مسلمین واولی مالٍ وعشرین
اعراب ذاتی حکمی تقدیری۔ رأیت مسلمی البلد۔ یہ مثال سولہ قسم میں مذکور نہیں لیکن یہ عقلاً حاصل ہے۔
اعراب ذاتی صفتی حقیقی لفظی۔ زید ودلو ورجال جاءنی مسلمات ومررت بمسلمات جاءنی احمد رأیت احمد ورأیت القاضی

اعراب صفتی حقیقی تقدیری جاءنی موسیٰ ورأیت موسیٰ ومررت بموسیٰ۔ جاءنی القاضی ورأیت القاضی ومررت بالقاضی

(۷) اعراب صفتی حکمی لفظی۔ رأیت مسلمات ومررت باحمد۔
(۸) اعراب صفتی حکمی تقدیری جاءنی غلامی ورأیت غلامی ومررت بغلامی۔

نقشہ دوم

اعراب صفتی لفظی حقیقی رفع بضمہ زَیدٌ ودَلْوٌ۔ ورِجَالٌ
نصب فتحہ جر کسرہ

اعراب صفتی لفظی حقیقی　　اعراب صفتی لفظی حکمی　　اعراب صفتی حقیقی لفظی

رفع بضم ونصب وجر بکسرہ　　جاءنی مسلمات　　رأیت مسلمات　　مررت بمسلمات

اعراب صفتی حقیقی لفظی　　اعراب صفتی حقیقی لفظی　　اعراب صفتی حکمی لفظی

رفع بضم ونصب وجر بفتح　　جاءنی احمدُ　　رأیت احمد　　مررت باحمد

اعراب ذاتی حقیقی لفظی

رفع بواو ونصب بالف وجر بیاء　　جاءنی ابوک　　ورأیت اباک　　ومررت بابیکَ

اعراب ذاتی حقیقی لفظی　　اعراب ذاتی حکمی لفظی　　اعراب ذاتی حقیقی لفظی

رفع بالف ونصب وجر بیاء ماقبل مفتوح ۔ جاءنی رجلان وکلاهما واثنان ورأیت رجلین وکلیهما واثنین ومررت برجلین

وکلیهما واثنین

اعراب ذاتی حقیقی لفظی　　اعراب ذاتی حکمی لفظی　　اعراب ذاتی حقیقی لفظی

رفع بالواو ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور ۔ جاءنی مسلمون واولو وعشرون ورأیت مسلمین واولی وعشرین ومررت بمسلمین واولی

رفع بضم تقدیری ونصب بفتحہ تقدیری ۔ اعراب صفتی حقیقی تقدیری

وجر بکسر تقدیری　　جاءنی موسٰی ورأیت موسٰی ومررت بموسٰی

غلامی ۔ اعراب صفتی حکمی تقدیری

رفع بضمہ تقدیری ونصب بفتحہ لفظی ۔ اعراب صفتی حقیقی تقدیری ۔ اعراب صفتی حقیقی لفظی اعراب صفتی حقیقی تقدیری

وجر بکسر تقدیری ۔ جاءنی قاضٍ والقاضی ۔ رأیت قاضیًا والقاضی مررت بقاضٍ والقاضی

رفع بتقدیر واو ونصب وجر بیاء ۔ اعراب ذاتی حقیقی تقدیری ۔ اعراب ذاتی حکمی لفظی ۔ اعراب ذاتی حقیقی لفظی

ماقبل مکسور لفظی ۔　　جاءنی مسلمی ۔ رأیت مسلمی ومررت بمسلمی

نقشہ سوم

اسمائے معرب باعراب بالحرکت لفظاً　مفرد منصرف صحیح ، مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح ۔ جمع مکسر منصرف ۔ جمع مؤنث سالم ۔ غیر منصرف کل تعداد ۵

اسمائے معرب اعراب بالحرکت تقدیری ۔ اسم مقصور ۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم ۔ اسم منقوص ۔ کل تعداد تین

اسمائے معرب باعراب بالحروف لفظی ۔ اسمائے ستہ مکبرہ مضاف بسوئے غیر یائے متکلم ۔ تثنیہ کلا وکلتا واثنان واثنتان جمع مذکر سالم واولو

عشرون ، کل تعداد ۵

اسمائے معرب باعراب بالحرف تقدیری ۔ جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم ۔

مرفوع بضم لفظی ۔ زید و دلو و رجال و مسلمات وعمر ۔ مرفوع بضم تقدیری جاء موسٰی وغلامی وقاضی ۔ مرفوع بواو لفظی ۔

جاء مسلمون وابوک واولون وعشرون ۔ مرفوع بواو تقدیری ۔ جاء مسلمی ۔ مرفوع بالف لفظی ۔ جاء رجلان وکلاهما

واثنانِ واثنتانِ ۔ منصوب بفتحۂ لفظی ۔ رایت زیدًا و دلوًا و رجالًا ۔ منصوب بفتحہ تقدیری ۔ رایت موسیٰ وغلامی ومسلمات
منصوب بالف اباک ۔ منصوب بیائے ماقبل مفتوح ۔ رایت رجلین کلیہما واثنین منصوب بیائے ماقبل مکسور ۔ رایت مسلمین واولی
وعشرین ومسلمی ۔ مجرور بکسرہ لفظی بزیدٍ و دلوٍ ورجالٍ ومسلمات ۔ مجرور بکسرہ تقدیری ۔ بموسیٰ وغلامی وقاضی وبفتحہ
بغیرِ مجرور بیائے لفظی ۔ بابیک ۔ مجرور بیائے ماقبل مفتوح برجلین وکلیہما واثنین ومجرور بیائے ماقبل مکسور بمسلمین و
اولی وعشرین وبمسلمی ۔

فصل ۔ بدانکہ اعرابِ مضارع سہ است رفع ونصب وجزم فعل مضارع باعتبار وجوہ
اعراب بر چہارم قسم ست اوّل صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ وجمع مذکر وبرای واحد
مؤنث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چوں هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ
يَضْرِبْ دوم مفرد معتل واوی چوں يَغْزُو ویائی چوں يَرْمِي رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ
لفظی وجزم بحذف لام چوں هُوَ يَغْزُو وَيَرْمِي وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَنْ يَرْمِيَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَرْمِ
سوم مفرد معتل الفی چوں يَرْضَى رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم بحذف لام چوں
هُوَ يَرْضَى وَلَنْ يَرْضَى وَلَمْ يَرْضَ چہارم صحیح یا معتل باضمائر ونونہای مذکورہ رفع شان باثبات
نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ و در جمع مذکر گوئی
هُمْ يَضْرِبُونَ وَيَغْزُونَ وَيَرْمُونَ وَيَرْضَوْنَ و در مفرد مؤنث حاضر گوئی اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ و
تَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضَيْنَ ونصب وجزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ يَضْرِبَا وَلَنْ يَغْزُوَا
وَلَنْ يَرْمِيَا وَلَنْ يَرْضَيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوَا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا و در جمع مذکر گوئی
لَنْ يَضْرِبُوْا وَلَنْ يَغْزُوْا وَلَنْ يَرْمُوْا وَلَنْ يَرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوْا وَلَمْ يَغْزُوْا وَلَمْ يَرْمُوْا
وَلَمْ يَرْضَوْا و در واحد مؤنث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِي وَلَنْ تَغْزِي وَلَنْ تَرْمِي وَلَنْ تَرْضَيْ
وَلَمْ تَضْرِبِي وَلَمْ تَغْزِي وَلَمْ تَرْمِي وَلَمْ تَرْضَيْ ۔

فصل بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم ست لفظی ومعنوی، لفظی بر سہ قسم است حروف وافعال
واسما واین را در سہ باب یاد کنیم ان شاء اللہ تعالیٰ ۔

تشریح ۔ قولہ فصل بدانکہ اعراب مضارع سہ است الخ مصنف اسم متمکن معرب کا اعراب لفظی وتقدیری
حقیقی وحکمی سب کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد اعراب فعل مضارع جو کہ معرب بالشرط ہے اس کو بیان
کرنا شروع فرمایا تاکہ طلبار کو اعراب اسمار وافعال اچھی طرح معلوم ہو جاوے اور کوئی شک وشبہ

باقی نہ ہے جان تو کہ فعل مضارع کا اعراب تین قسم ہے رفع ونصب وجزم اور فعل مضارع باعتبار اعراب کی چار قسم ہے ہرایک کی تفصیل انشاءاللہ تعالیٰ آنے والا ہے۔

سوال۔ ماضی وامر حاضر معروف تو مبنی اصل ہے اب فعل مضارع معرب ہونے کی کیا وجہ ہے۔

جواب۔ امر حاضر اور فعل ماضی میں معرب کی علت موجود نہیں بخلاف فعل مضارع کے اسمیں معرب ہونے کی علت موجود ہے اسلئے فعل مضارع معرب ہوا۔

سوال۔ معرب ہونے کی علت کیا ہے۔ جواب۔ معرب ہونے کی علت دو ہے۔ اول یہ کہ توارد المعانی یعنی معنی فاعلیت ومفعولیت ومجروریت کی صلاحیت رکھنا یعنی فاعل ومفعول ومجرور نہ کا اعراب اسمیں جاری ہوسکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اسم معرب کے ساتھ مشابہت تامہ رکھنا۔ کذا فی حاشیۃ الجامی۔ اب اسم معرب جیسا کہ معرب ہے اسکے ساتھ مشابہت رکھنے والا وہ بھی معرب ہوگا اب فعل مضارع بھی معرب ہوگا

سوال۔ فعل مضارع اسم کے ساتھ کس طرح مشابہت تامہ رکھتا ہے۔

جواب۔ مشترکا یعنی اسم جیسا کہ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے فعل مضارع بھی حال واستقبال میں مشترک ہے۔ تخصیصاً یعنی اسم کے معنی جیسے قرائن وعلامت کی وجہ سے قرینہ مطابق معنی خاص مراد لیا جاتا ہے جیسے رأیت عینا جاریا یہاں صفت جاریا کے قرینہ سے عین کے معنی چشمہ ہے ورأیت عینا باصرا یہاں صفت باصرا ذریعہ عین کے معنی آنکھ ہے علی ہذا القیاس۔ اور ویسا ہی فعل مضارع بھی سین اور سوف کے ذریعہ خاص ہوجاتا ہے کیونکہ سین استقبال قریب کے لئے اور سوف استقبال بعید کے لئے اب دونوں مشترکا وتخصیصاً دونوں طرح مشابہت سے معرب ہوا۔

قولہ۔ اعراب مضارع سہ است کہ کہ مصنف بعض متوہمین کے وہم کا جواب دیا کیونکہ بعض یہ وہم کرسکتا ہے کہ فعل مضارع کے اعراب چار و یا پنج ہوں گے اسکی تردید بقول سہ است فعل مضارع کے اعراب تین قسم پر ہیں۔ ورنہ اعراب فعل مضارع اعراب اسم سے زیادہ ہونا لازم آوے گا۔ وہ ناجائز ہے کذا فی زینی زادہ ومتوسط۔

قولہ رفع نصب وجزم۔ رفع ونصب دونوں اعراب مشترک ہیں۔ اسم وفعل مضارع کے درمیان اور جزم فعل کے لئے مخصوص ہے۔ جیسے جر اسم کے لئے مخصوص ہے ایک دوسرے کی جگہ میں مستعمل نہ ہوسکے جیسے قولهم الجر مختص بالاسماء والجزم مختص بالافعال نفیس بالافعال خفض الاسماء جزم

سوال۔ فعل کے لئے جر اور اسم کے لئے جزم کیوں خاص نہ کیا۔

جواب۔ جر کو واضع نے وضع کے وقت معنی فعلیت کو اسم کی طرف لے جانے کیلئے خاص کیا اور جزم کو فعل کیلئے واضع نے وضع کیا اگر برعکس ہو تو خلاف وضع لازم آوے گا وہ ناجائز ہے۔

سوال۔ جزم کے معنی عدم اعراب کو کہا جاتا ہے پس اسکو اعراب کہنا کس طرح صحیح ہوگا۔
جواب۔ یہ ہے تعریف اعراب فعل تعریف اعراب اسم کا مغایر ہے کیونکہ اعراب اسم اعراب فعل کے درمیان میں بھی مغایرت جیسے اوپر سے معلوم ہوا۔
قولہ ۔ فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب چار قسم است۔ یعنی فعل مضارع اعراب کی قسم کی اعتبار سے چار قسم ہے نہ کہ صرف فعل مضارع چار قسم ہے جیسے ایک شخص چار جگہ میں تجارت کرتا ہے اب وہ سوداگر ایک ہے۔ مگر مکان کے تجارت کے اعتبار سے چار قسم ہوگیا تفکر اس عبارت سے مصنف کا اعراب کے مواضع کو بیان کرنا مقصود ہے۔
سوال۔ فعل مضارع اعراب کے اعتبار سے پانچ قسم کیوں نہ کیا۔
جواب اوّل۔ وجہ حصر یہ ہے کہ فعل مضارع دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو ضمیر مرفوع بارز ہوگا یا نہ ہوگا اگر نہ ہو تو پھر دو حالت سے خالی نہیں۔ اوّل یہ ہے کہ صحیح ہوگا یا معتل اگر صحیح ہو تو ایک قسم اعراب ہے اور اگر معتل ہو تو پھر دو حالت سے خالی نہیں یا تو معتل واوی و یائی ہوگا یا معتل الفی اور اگر واوی و یائی ہو تو ایک قسم اعراب اور الفی ہو تو ایک قسم کے اعراب اگر ضمیر مرفوع بارز ہو تو اس کا ایک قسم اعراب اسکے تجاوز کردہ اور کوئی صورت نہیں۔ اسلئے اسپر وجہ حصر کیا۔ فتامل واحفظ فانہ ینفع۔
اوّل صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ وجمع یعنی چار قسم سے پہلی قسم ہے یہ ان صیغوں میں جو فعل مضارع جس صحیح ہو یعنی آخری حرف علت نہ ہو اسکی تفصیل مبحث اعراب اسم میں مذکور ہے فانظر۔ یہ ایک شرط۔ دوسرا یہ کہ ضمیر مرفوع بارز جو تثنیہ کے لئے جیسے الف تثنیہ اور واو جمع جیسے واو یفعلون و یا واحد مونث کیلئے جیسے یا تفعلین خالی ہو۔ الحاصل اجمالاً چار صیغہ اور تفصیلاً پانچ صیغہ (۱) واحد مذکر غائب یضرب (۲) واحد مؤنث غائب تضرب۔ (۳) واحد مذکر حاضر تضرب۔ (۴) واحد متکلم اضرب (۵) نضرب جمع متکلم مع الغیر ان چار صیغوں اگر رفع حالت رفع میں ضمہ لفظی ہو خواہ حقیقتاً خواہ حکماً (جیسے حالت وقف میں) اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور حالت جزم سکون کے ساتھ جیسے نقشہ ذیل سے بخوبی معلوم ہوگا اور حالت رفع کا معنی یہ ہے کہ وہ فعل مضارع عامل ناصب جیسے ان ولن وکئ واذن۔ اور عامل جازم جیسے ان ولم ولما ولام امر لائے نہی سے خالی ہو اور حالت نصب کا معنی عامل ناصب داخل ہونا اور جزم کا معنی عامل جازم داخل ہونا جیسے اس کی مثال آنے والی ہے۔
فائدہ۔ صیغہ ضمیر مرفوع بارز سے خالی ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ ضمیر اسمیں مستتر ہو جیسے زید یضرب ای ہو۔ دوسرا یہ کہ فاعل اسم ظاہر ہو جیسے یضرب زید۔ تیسرا یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل نہ ہو بلکہ منصوب متصل ہو جیسے یضربک۔ چہارم یہ کہ ضمیر مرفوع منفصل فعل کے ساتھ ہو جیسے ما ضرب

الا ہو ہر چار صورت میں قسم اوّل کا اعراب ہوگا۔ مثال نقشہ میں آنے والی ہے دوسری قسم پانچ صیغے
جو معتل واوی و یائی ہو تو اس وقت حالت رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ ضمہ واو پر اور یا پر
ثقیل ہے کیونکہ واو اخت ضمہ دیگر بر واو ثقیل اور یا حرف ضعیف ضمہ حرکت قوی اب حرف ضعیف حرکت
قوی کا متحمل نہیں اسلئے حالت رفع میں تقدیری کئے اور حالت نصب میں فتحہ لفظی کے ساتھ کیونکہ فتحہ اخف
الحرکات ہے وہ ظاہر ہونے میں کوئی ثقیل نہیں اسلئے فتحہ لفظی ہوگا اور حالت جزم میں واو و یا ساقط ہونے کے ساتھ
کیونکہ عامل جازم جزم دینے کے لئے آیا جب کہ حرف علت کی وجہ سے وہ حرکت کو نہ پایا اب حرکت کی
بجٰن جو حرف علت ہے اس کو ساقط کر دیا جیسے افضل الشاہجین فرماتے ہیں لان الجازم لما
لم یجد حرکۃ اسقط الحرف المناسب ہر ایک کی مثال آنے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔
فعل مضارع کی تیسری قسم وہ پانچ صیغے جو معتل الفی ہو جیسے یرضی و یخشی وغیرہ۔ اس صورت میں حالت
ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جزم بحذف الف اس صورت
میں حالت رفع و نصب میں تقدیری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ الف ہمیشہ ساکن باشد بے ضبط زبان
یعنی الف ہمیشہ ساکن ہو حرکت تو کبھی قبول نہ کرے گا اسلئے تقدیری ہوتے ہیں اور حالت جزم ہونے کی علت
وہ ہے جو قسم دوم میں مذکور ہوا۔
سوال۔ قسم اوّل، و دوم و سوم میں لفظ مفرد کو کیوں لایا حالانکہ سب صورتوں میں جمع متکلم کا صیغہ داخل ہے
جواب۔ جمع متکلم اگرچہ جمع ہے لیکن حکماً مفرد ہے کیونکہ مفرد میں جو اعراب جاری ہوتا ہے جمع متکلم میں
بھی وہ اعراب جاری ہوتا ہے اسلئے لفظ مفرد کہنے سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ از نزہ منصور بدر حامی السنہ مکمل

نقشہ صورت اوّل و دوم و سوم

اقسام اعراب / اقسام فعل مضارع	حالت رفع	حالت نصب	حالت جزم
مفرد صحیح	ھو یضرب وھی تضرب وانت تضرب وانا اضرب ونحن نضرب	لن یضرب وتضرب واضرب ونضرب	لم یضرب ولم تضرب ولم اضرب ولم نضرب
مفرد معتل واوی	ھو یدعو وھی تدعو وانت تدعو وانا ادعو ونحن ندعو	لن یدعو ولن تدعو ولن ادعو ولن ندعو	لم یدع ولم تدع ولم ادع ولم ندع
مفرد معتل یائی	ھو یرمی وھی ترمی وانت ترمی وانا ارمی ونحن نرمی	لن یرمی وترمی وارمی ونرمی	لم یرم ولم ترم ولم ارم ولم نرم
مفرد معتل الفی	ھو یرضی وھی ترضی وانت ترضی وانا ارضی ونحن نرضی	لن یرضی وترضی وارضی ونرضی	لم یرض وترض وارض ونرض

چہارم صحیح یا معتل با ضمائر دو نہائے مذکورہ رفع شان باثبات نون و نصب و جزم بحذف نون یعنی فعل مضارع کی چوتھی قسم وہ صیغے خواہ جنس صحیح ہو یا معتل خواہ معتل واوی ہو یا یائی یا الفی مگر ضمیر مرفوع متصل بارز کے ساتھ ہو اور نون اعرابی بھی ہو الحاصل سات صیغہ چار تثنیہ اور ایک جمع مذکر غائب اور ایک جمع مذکر حاضر اور ایک واحد مؤنث حاضر جیسے یضربان وتضربان وتضربان وتغزوان ویضربون وتضربون وتضربین اور دو صیغہ جمع مؤنث غائب وحاضر مبنی ہونے کی وجہ سے ساقط ہوگئے اب سات صیغہ حالت رفع میں نون ثابت رہے گا کیونکہ وہ نون ضمہ کے مقابلہ میں ہے اور حالت نصب وجزم میں نون ساقط ہو جاوے گا اور ہر ایک کی مثال نقشہ سابقہ میں آنے والا ہے۔

سوال ۔ حالتِ نصب کو جزم کے تابع کیوں کئے ۔

جواب ۔ فعل میں نصب کو جزم کے تابع کئے جیسے اسم میں نصب کو جر کا تابع کئے کیونکہ فعل کے لئے جزم شئی مخصوص اور اسماء کے لئے جر شئی مخصوص ہے اب حالت نصب اسم میں جیساکہ شئی مخصوص کا تابع ہوا فعل میں بھی تابع ہوا فلا حرج ۔

سوال ۔ ان سات صیغہ میں نون اعرابی کیوں لاتے ہیں بجائے اعراب بالحرکۃ کے ۔

جواب ۔ ان صیغوں کے ساتھ جب کہ ضمائر بارزہ الف و واؤ و یا متصل ہوا اور شدۃ اتصال سے کلمہ واحدہ کی حکم میں ہوگا اب اگر الف و واؤ و یا ضمائر کے پہلے اعراب جاری کیا جاوے وسط کلمہ میں اعراب جاری کرنا لازم آوے گا وہ تو جائز نہیں ہے اور وہ ضمائر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ حرکت کو قبول نہیں کرتی ہیں اور ضمائر کے بعد اعراب بالحروف کو بھی زائد کرنا ممکن نہیں کیونکہ دو حرف زائد ہونا لازم آوے گا وہ بھی صحیح نہیں ناچار ضمہ کے بدلہ میں نون اعرابی کو لایا کیونکہ نون اعرابی اور غنہ میں متحد الموضع ہے اور نون اعرابی الف کے بعد مکسور ہوتا جیسے یفعلان ۔ اور جمع کے بعد مفتوح ہوتا ہے تاکہ اسم کا تثنیہ کے ساتھ مشابہ ہو اور جمع کا نون اسم میں مفتوح ہوتا ہے جیسے مسلمون فعل جمع میں بھی نون فتح ہوگا ۔

نقشہ صورت چہارم

اقسام مضارع / اقسام حالت	حالت رفع	حالت نصب	حالت جزم
جنس صحیح	ھما یضربان وانتما تضربان وھم یضربون وانتم تضربون وانت تضربین	لن یضربا ولن تضربا ولن یضربوا ولن تضربوا ولن تضربی	لم یضربا ولم تضربا ولم یضربوا ولم تضربوا ولم تضربی
جنس معتل واوی	ھما یغزوان وانتما تغزوان وھم یغزون وانتم تغزون وانت تغزین	لن یغزوا ولن تغزوا ولن یغزوا ولن تغزوا ولن تغزی	لم یغزوا ولم تغزوا ولم یغزوا ولم تغزوا ولم تغزی
جنس معتل یائی	ھما یرمیان وانتما ترمیان ھم یرمون وانتم ترمون وانت ترمین	لن یرمیا ولن ترمیا ولن یرموا ولن ترموا ولن ترمی	لم یرمیا ولم ترمیا ولم یرموا ولم ترموا ولم ترمی

جنس معتل الفی	ھما یرضیان وانتما ترضیان وھم یرضون وانتم ترضون وانت ترضین	لن یرضیا و ترضیا و لن یرضوا و ترضوا ولن ترضی	لم یرضیا و ترضیا ولم یرضوا و ترضوا ولم ترضی

کتاب میں جو مثالیں مذکور ہیں انکی ترکیبیں

ترکیب صورت اوّل ۔ ھو یضرب ولن یضرب ولم یضرب۔ ترجمہ ظاہر ہے۔ ترکیب اوّل ۔ ھو ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا۔ یضرب فعل ضمیر ھو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف لن یضرب فعل ضمیر ھو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اوّل واؤ حرف عطف لم یضرب فعل ھو ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی۔ معطوف علیہا اور دونوں معطوف مل کر جملہ معطوفہ ہوکر محلاً مرفوع خبر ہوا ھو ضمیر مبتدا کا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔

ترکیب دوم۔ ھو ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا یضرب فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلاً مرفوع خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہا واؤ حرف عطف لن یضرب مذکورہ طریقہ پر فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اوّل واؤ حرف عطف لم یضرب مذکورہ طریقہ پر فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی معطوف علیہا اور دونوں معطوف مل کر جملہ معطوفہ ۔

ترکیب سوم۔ ھو یضرب جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہا واؤ حرف عطف لن یضرب فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف معطوف علیہا اور معطوف مل کر پھر معطوف علیہا واؤ حرف عطف لم یضرب مذکورہ طریقہ پر فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ۔

نکتہ۔ ترکیب دوم وسوم میں جملہ اسمیہ کی عطف جملہ فعلیہ پر ہوا۔ تمثیلات میں یہ جائز ہے اب یہ اعتراض وارد نہ کرسکے کہ ترکیب دوم وسوم میں اسمیہ کا عطف فعلیہ پر کس طرح ہو سکا۔ حالانکہ ناجائز ہے کذا فی زینی زادہ ۔ فائدہ۔ ترکیب صورت دوم وسوم بعینہٖ مانند ترکیب صورت اوّل کے مگر فرق یہ ہے کہ صورت اول صحیح کا صیغہ اور صورت ثانی جنس معتل واوی ویائی کا صیغہ اور صورت سوم میں جنس معتل الفی کی مثال جیسا کہ مذکورہ نقشہ سے معلوم ہوگیا ۔

ترکیب صورت چہارم ۔ حالت رفعی ھما یضربان ویرمیان ویغزوان ویرضیان ۔ ھما ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا یضربان فعل الف ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واؤ حرف عطف یرمیان فعل الف ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اوّل ۔ واؤ حرف عطف یغزوان فعل الف ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی واؤ حرف عطف یرضیان

فعل بعد ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثالث معطوف علیہا اور تینوں معطوف مل کر محلاً مرفوع خبر ہوا ہما مبتدا کا مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ترکیب جمع حالت رفعی۔ ہم ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا یضربون فعل واو ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوعاً فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف یغزون فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اوّل واو حرف عطف یرضون فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی واو حرف عطف ترضون فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثالث۔ معطوف علیہا اور تینوں معطوف مل کر جملہ معطوفہ ہوکر محلاً مرفوع خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مثال واحد مؤنث حالت رفعی انت تضربین الخ انت ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا واو حرف عطف تضربین فعل یای ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف تغزین فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوفہ اوّل واو حرف ترمین فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ثانی ترضین فعل بفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ معطوف علیہا اور تینوں معطوف مل کر محلاً مرفوع خبرانتِ مبتدا کا مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مذکتہ، باقی تراکیب مذکورہ پر قیاس کرلو۔

بدانکہ قولہ فصل بدانکہ عوامل بر دو قسم ست الخ۔ مصنفؒ معمولات کے بیان کرکے عاملات کا بیان کرتے ہیں جان لو کہ عوامل دو قسم پر ہے (۱) عامل لفظی جو لفظاً تلفظ کیا جاوے جیسے مثال مذکور ہوئی (۲) عامل معنوی جو لفظاً تلفظ نہ کیا جاوے لیکن اس کا اعتبار ملحوظ ہوگا جیساکہ مبتدا اور فعل مضارع کا عامل رافع معنوی ہے۔ اسکی تفصیلی بیان آخر کتاب میں آنے والی ہے پھر عامل لفظی تین قسم ہے (۱) حرف عاملہ (۲) افعال عاملہ (۳) اسمار عاملہ ان تینوں قسم کو علیحدہ مصنف بیان کر رہا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب اوّل در حروفِ عاملہ و در وے دو فصل ست ،

فصل اوّل ۔ در حروف عاملہ در اسم و آن پنج قسم ست ، اوّل حروف جر و آں ہفدہ است بادمِن والیٰ وحتیٰ و فی ولام ورُبَّ و واو قسم و تائے قسم وعن و علیٰ و کاف تشبیہ و مذ و منذ وحاشا وخلا و عدا و ایں حروف در اسم روند و آخرش را بجر کنند چوں المالُ لزیدٍ دوم حروف مشبہ بفعل و آں شش است. اِنَّ و اَنَّ و کَاَنَّ و لٰکِنَّ و لَیْتَ و لَعَلَّ ایں حروف را اسمی باید منصوب و خبری مرفوع چوں اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ زید را اسم اِنَّ گویند و قائم را خبر اِنَّ. بداں کہ اِنَّ و اَنَّ حروف تحقیق ست و کَاَنَّ حرف تشبیہ و لٰکِنَّ حرف استدراک و لیت حرف تمنّی و لَعَلَّ حرف ترجّی ، سوم ما و لا المشبہتان بلیس و آں عمل لیس میکنند چنانکہ گوئی مَا زَیْدٌ قَائِمًا زید اسم ماست و قائمًا خبر او ۔

تشریح ۔ واضح باد مصنفؒ معمولات و اعرابات کے بیان سے فارغ ہوکر عوامل کا بیان فرما رہے ہیں اور عوامل دو قسم ہیں ۔ (۱) لفظی (۲) معنوی اور عوامل لفظی چونکہ عوامل معنوی سے اصل ہے اسلئے عوامل لفظی کو معنوی پر مقدم کیا اور عوامل لفظی میں سے پہلے حروف عاملہ کے بیان کو لایا اور وہ دو فصل پر مشتمل ہے پہلی فصل ان حروف عاملہ کے بیان میں جو اسم میں عمل کرنے والے ہیں ، اور دوسری فصل ان حروف عاملہ کے بیان میں جو فعل مضارع میں عمل کرنے والے ہیں اور حروف عاملہ چونکہ افعال عاملہ و اسمائے عاملہ سے باعتبار تعداد کثیر ہیں اور کثیر مستحق التقدم ہوا کرتا ہے ۔ بنا بریں حروف عاملہ کو باقی دو قسم عاملہ پر مقدم کیا کما لایخفیٰ پھر حروف عاملہ میں سے عاملہ در اسم کو عاملہ در فعل مضارع پر مقدم کیا اسلئے کہ نحویوں کا مقصود بالذات حالات اسم کو جاننا ہے اس وجہ سے ان حروف عاملہ کو پہلے ذکر کیا جو اسماء میں عمل کرنے والے ہیں و ایضاً بوجہ کثرت کے بعدہٗ عاملہ در اسم میں سے حروف جارہ کو باقیوں پر اسلئے مقدم کیا کہ حرف جر باعتبار تعداد کثیر ہیں کیونکہ وہ سترہ ہیں اور کثیر مستحق التقدم ہوا کرتا ہے اسلئے حروف جارہ کو باقی قسموں پر مقدم کیا و حروف عاملہ در اسم پانچ قسم ہیں ۔

سوال ۔ مصنفؒ حروف عاملہ در اسم کو پانچ قسم پر کیوں بتایا حالانکہ عبدالقاہر جرجانی نے سات قسم بتایا

سه واو و یا و ہمزہ و الّا و یا و ائی ہیا ۔۔ ناصب اسمند پس ایں ہفت حرف ای مقتدا ۔

جواب ۔ اِلَّا حرف استثناء عند الجمہور عاملہ نہیں بلکہ فعل سابق مستثنیٰ کا عامل ہے بخلاف عبدالقاہر کے جو مصنف مذہب جمہور کو اختیار فرمایا تو مستثنیٰ کی بحث علیحدہ آخر میں ملحق کیا جاوے

الاّ کو یہاں شمار نہیں کیا۔ اب رہی بات واؤ میں واؤ بھی عند الجمہور عامل نہیں بلکہ مفعول معہ منصوب ہوگا فعل سابق سے بخلاف جرجانی کے اور مصنفؒ نے مذہب جمہور کو اختیار فرمایا پس یہ حروف عامل در اسم پانچ قسم باقی رہا پس عبارت مصنف صحیح ہوگی۔ قسم اوّل حروف جر یعنی جر دینے والے حروف اور اصطلاح میں حروف جر اسکو کہتے ہیں جو اسم صریح یا اسم تاویلی کے شروع میں داخل ہوکر آخر میں جر دیتے ہیں خواہ جر لفظی یا تقدیری یا محلی یا حکائی مثال اسم صریح جیسے المال لزید مال زید کے لئے مختص ہے۔

ترکیب۔ المال مبتدا لزید جار مجرور مل کر متعلق ہوا مختص شبہ فعل کے ساتھ مختص شبہ فعل اپنا نائب فاعل اور متعلق مل کر خبر مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مثال اسم تاویلی جیسے قولہ تعالیٰ وضاقت علیهم الارض بما رحبت مثال مذکور میں مارحبت میں مائے مصدریہ کے ذریعہ مصدر ہوگیا اور مصدر اسم تاویلی ہے بعدہٗ اسپر با حرف جر داخل ہوا ای برحبت اور ان کو اسلئے حروف جر کہتے ہیں کیونکہ جر کا معنی کھینچنا ان حرفوں میں بھی معنی فعلیت کو کھینچکر اس اسم کی طرف لاتے ہیں جن کے شروع پر حروف جر داخل ہو یا تو بوجہ جر دیتے اسم کے جیسے مررت بزید میں با حرف جار مرور معنی فعلیت کو کھینچکر زید کی طرف لائی جو زید کا مدخول ہے اور حروف جر کو حروف الاضافۃ بھی کہتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اضافۃ بمعنی تضعیف ای توصیل و افضاء پہونچا دینا حروف بھی معنی فعلیت کو اس اسم کی طرف پہونچا دیتے ہیں۔ جن پر حروف جر داخل ہوتے ہیں اسلئے حروف الاضافۃ کہتے ہیں کذا فی المتوسط۔

اور وہ حروف جر سترہ ہیں جیسا کہ شیخ عبدالقاہر جرجانی نے فرمایا ؎

نوع اوّل ہفدہ حرف جر بود میدال یقیں ۔۔۔ کاندریں یک بیت آمد جملہ بیچون و چرا

با و تا و کاف و لام واو و منذ و مذ خلا ۔۔۔ رُبّ حاشا من عدا فی عن علی حتیٰ الیٰ

اور بعض کے نزدیک اس سے بیش و کم بھی ہے۔ کذا فی الفوائد الضیائیہ۔ ہر ایک کی مثال۔

(۱) کتب بالقلم (۲) تاللّٰہ لافعلن (۳) زیدٌ کالاسد (۴) المال لزیدٍ (۵) واللّٰہ لافعلن (۶) ما رأیت مذ و منذ یوم الجمعۃ (۷) جاءنی القوم خلا زید (۸) رُبّ قاریٍ یقرؤن القرآن والقرآن یلعنہ (۹) جاءنی القوم حاشا زیدٍ (۱۰) قبضت من الدراھم (۱۱) جاءنی القوم عدا زیدٍ (۱۲) المال فی الکیس (۱۳) اخذت عن زیدٍ (۱۴) زیدٌ علی السقف (۱۵) مررتُ برجلٍ حتی رأسہٗ (۱۶) ذھبتُ الی المدرسۃ۔ مثال کا ترجمہ و ترکیب ظاہر ہے قِس علی المذکور۔

(ف) واضح ہو کہ حروف جر میں سے واؤ تا کو قسم کے ساتھ اسلئے خاص کیا کیونکہ وہ واؤ و تا قسم کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی اکثر ان استعمال میں ہیں اور غیر قسم پر داخل نہیں ہوتے ہیں بخلاف با و لام کے

اگرچہ قسم کے لئے مستعمل ہے لیکن بغیر قسم کے لئے بھی مستعمل ہوتے ہیں اسلئے باء ولام کو قسم کے ساتھ نقل نہ کیا پھر واو قسم و تائے قسم کے درمیان فرق یہ ہے کہ تا لفظ اللہ کے ساتھ مختص ہے جیسے تاللہ لافعلن کذا و شمل تالکعبہ وغیرہ شاذ ہے بخلاف واو کے وہ لفظ اللہ وغیرہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے واللہ و زید وغیرہ ف ۔ حروف جر کے متعدد معانی بالتفصیل شرح مایۃ عامل میں مذکور ہیں اور حروف جر اسم کے ساتھ کیوں خاص کیا المال لزید میں حرف لام جر ہے لیکن الک وغیرہ مفتوح کیوں ہوا اسکو بحث علامات اسم و مضمر میں ذکر کی گئی فانظر فیہ۔ (ف) واضح باد حروف جر جو باعتبار تعداد سترہ ہیں وہ تین قسم ہیں قسم اول ان حروف جر جو حرفیت کے لئے لازم ہے اور وہ نو ہے۔ من والی وحتی و فی و باء ولام و رب و واو قسم و تائے قسم۔ قسم دوم جو اسم و حرف دونوں ہوسکتے ہیں اور وہ پانچ حروف ہیں۔ علی و عن و کاف و مذ و منذ یہ حروف اسم و حرف دونوں ہوسکتے ہیں جیسے کتب نحو میں مذکور ہے۔ قسم سوم وہ حروف جر جو فعل و حرف دونوں سکتے ہیں اور وہ تین حروف ہیں۔ جیسے حاشا و خلا و عدا کذا فی شرح المفصل۔

قسم دوم ۔ حروف مشبہ بالفعل ۔ حروف عاملہ در اسم کی دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل ہے یعنی وہ حروف جو فعل متعدی کے ساتھ لفظاً و معناً مشابہت رکھنے والے ہیں لفظاً مشابہت چند طرح ہے۔ (۱) فعل جیسے ثلاثی و رباعی و خماسی ہوتے ہیں حروف مشبہ بالفعل بھی ثلاثی اور رباعی و خماسی ہوتے ہیں جیسے اَنَّ ای اَنَّ بروزن فَعَلَ و کَاَنَّ بروزن فَعَلَّ وغیرہ (۲) فعل جیساکہ بنی علی الفتح ہوتا ہے یہ حروف بھی بنی علی الفتح ہوتے ہیں اَنَّ بروزن ذَبَّ وغیرہ (۳) ان حرفوں کے وزن فعلوں کے وزن پر ہیں ، (۴) فعل جیساکہ مدغم ہوتا ہے حروف بھی مدغم ہوتے ہیں۔ بدر معنی مشابہت یہ ہے ان حرفوں کے معنی میں فعلیت کے معنی موجود ہیں جیسے اِنَّ و اَنَّ حققتُ کے معنی ہیں اور کَاَنَّ شبہتُ اور لٰکِنَّ استدرکتُ کے معنی ہیں استدراک کا معنی دفع التوہم الناشی من کلام السابق یعنی استدراک کا معنی اس وہم کو دور کرنا جو کلام سابق سے پیدا ہو جیسے جاءنی زید لکن عمروا غائب اور لیت تمنیت اور لعل ترجیت کے معنی میں ہے اور تمنی و ترجی کا فرق بحث انشائیہ میں مذکور ہیں اور حروف مشبہ بالفعل بقول مشہور چھ ہیں جیسے قول شاعر۔ اِنَّ و اَنَّ کَاَنَّ لیت لٰکِنَّ لعلَّ ؛؛ ناصب اسمند و رافع در خبر ضد ما و لا۔

قولہ این حروف را اسم باید منصوب الخ یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوکر مبتدا کو نصب کرتے ہیں اور اسکو اصطلاح نحاۃ میں اسم ان کہتے ہیں اور خبر کو رفع کرتے ہیں اور اسکو اصطلاح نحو میں خبر ان کہتے ہیں یہ مذکورہ عمل اس وقت جبکہ ان حرفوں کے ساتھ یعنی حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ مائے کافہ یعنی وہ ما جو عمل سے روک رکھنے والے ہے متصل نہ ہو اگر متصل ہو تب وہ مذکورہ عمل نہیں کریں گے بقول جمہور

کیونکہ یہ حروف فعل متعدی کے ساتھ لفظاً ومعناً مشابہت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں جب مائے کافّہ متصل ہو اتو فعل کے ساتھ مشابہت قائم نہیں رہی اور عدم مشابہت موجود ہونے کی وجہ سے وہ ملغی اور بے عمل ہو جائیگا جیسے اِنَّمَا زیدٌ قائمٌ وکانما زیدٌ قائم ولکن زید قائم ولیتما زید فاضل ولعلّما عمرو غائب یہ عمل بمطابق مذہب بصری ہے اور کوفیوں کے نزدیک یہ حروف صرف اسم کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع جیسا کہ ان حروف کے داخل ہونے سے پہلے بھی تھا کیونکہ حروف مشبہ بالفعل عامل ضعیف ہے اور عامل ضعیف معمول متعدد یعنی خبر میں عمل نہیں کرسکتے ہیں کذا فی الفوائد الغیاثیہ۔ جیسے اِنَّ زیداً قائمٌ تحقیق کہ زید قائم ہے اِنَّ حرف مشبہ بالفعل زیداً اسم اِن قائم خبر اِن اسم اِنّ وخبر اِنّ مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔ کانّ زیداً اسدٌ گویا زید شیر ہے سافر زیدٌ لکن صدیقہ یُسافر زید نے مسافرت اختیار کی اسپر شبہ پیدا ہوگیا کہ شاید ان کے دوست بھی سفر میں ہمراہ گئے ہوں گے ۔ اس کا جواب لکن سے دیا گیا کہ اس کا دوست سفر میں نہیں گیا ۔ لیت الشباب یعود ولعل عمراً غائب ترکیب مذکورہ پر قیاس کرلو

سوال ۔ حروف مشبہ بالفعل فعل متعدی کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے عمل کرنے کو تسلیم نہیں کیونکہ فعل متعدی فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب کرتا ہے ان حروفوں کا عمل اسکے برعکس ہے پس مشابہت عمل کس طرح ہو سکتی ہے ۔

جواب ۔ فعل متعدی کا عمل دو قسم ہے (۱) عمل اصلی (۲) عمل فرعی ۔ عمل اصلی وہ ہے جسمیں مرفوع منصوب پر مقدم ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمرواً اور عمل فرعی وہ ہے جسمیں منصوب مرفوع پر مقدم ہوتا ہے اور حروف مشبہ بالفعل باعتبار عمل فرع ہے اور فرعی عمل دینا زیادہ مناسب ہے اسلئے عمل فرعی کو دیا اور عمل اصلی کو نہیں دیا تاکہ اصل وفرع دونوں متساوی نہ ہو فکان التشابہ تاماً فعلت عمل الفرع ۔

فوائد عجیبہ ۔ واضح ہو کہ بحسب استقراء چند جگہ میں اِنَّ بالکسر پڑھنا واجب ہے ۔ (۱) اسم موصول کے بعد جیسے جاءنی الذی اِنّ اباہ قائم میرے پاس آیا وہ شخص کہ بیشک اس کا باپ قائم ہے ۔ (۲) واو حالیہ کے بعد جیسے جاءنی زید واِنّ اباہ ذاہب آیا میرے پاس زید جس حالیکہ اسکا باپ جانے والا ہے ۔ (۳) حرف ندا کے بعد جیسے یانبی ان اللہ بعثنی (۴) بعد حروف افتتاح یعنی بعد حروف تنبیہ کے جیسے الا ان زیداً قائمٌ (۵) حروف تصدیق کے بعد اور حروف تصدیق سے مراد حروف ایجاب ہیں جیسے ازید قائم کے جواب میں نعم اِنّ زیداً قائم کہا جاوے (۶) حتی ابتدائیہ کے بعد جیسا کہ مرض فلان حتی انہم لا یرجونہ، اور حتی جارہ اور حتی عاطفہ کے بعد دونوں جائز ہے فتحہ پڑھنا بھی اور کسرہ پڑھنا بھی جائز ہے (۷) قسم کے جواب میں جیسا کہ واللہ اِنّ زیداً فاضلٌ ۔ (۸) ابتدائے کلام میں جیسے ان زیداً قائم (۹) اور اس کے قول کے بعد جو ظن و علم کے معنی میں نہ ہو کما قال اِنَّ بکراً قائم (۱۰) اگر خبر میں لام زائدہ ہو جیسے اِنَّ زیداً القائم مثال مذکورہ کا

کا ترجمہ و ترکیب ظاہر ہے، اسلئے ناچیز نے قصداً ترک کیا، چند جگہ اَنَّ بالفتح پڑھنا واجب ہے (۱) اَنَّ اسم و خبر ملکر اگر فاعل واقع ہو جیسے بلغنی اَنَّ خالدًا قائم۔ پہونچی مجھکو یہ خبر کہ بیشک خالد قائم ہے (۲) اَنَّ اسم و خبر ملکر مفعول بہ واقع ہو جیسے کرھت اَنَّ زیدًا قائم مکروہ سمجھا ہوں میں اس بات کو بیشک زید قائم (۳) اَنَّ اسم و خبر ملکر مجرور واقع ہو جیسے عجبتُ مِن اَنَّ بکرا قائم متعجب ہوں قیام بکر سے (۴) اَنَّ اسم و خبر ملکر مضاف الیہ واقع ہو جیسے عجبتُ من طول انک قائم متعجب ہوں تیرے قیام کی درازی سے (۵) اَنَّ اسم و خبر ملکر مبتدا مؤخر ہوا اور خبر مقدم ہو جیسے عندی انک قائم (۶) بعد لولا جیسے لولا انہ حاضر (۷) بعد لو شرطیہ جیسے لو انک قائم (۸) بعد اذا مفاجاتیہ جیسے خرجت فاذا اَنَّ السبع واقف اور بعد اذا مفاجاتیہ کسرہ بھی جائز ہے۔ (۹) ما بمعنی مادام کے بعد جیسے اجلس ما اَنَّ زیدًا قائم ای مادام ان زیدًا قائم بعد مذ و منذ جیسے ما رأیتک مذ و منذ انک مسافرت ہر ایک کا ترجمہ و ترکیب ظاہر ہے۔

الحاصل موضع جملہ میں اِنَّ بالکسرہ پڑھنا واجب ہے اور موضع مفرد میں فتح پڑھنا واجب ہے جیسے مذکورہ مواضع میں تامل کیجئے بالکسر کے مواضع سب مواضع جملہ ہیں اور مواضع اَنَّ بالفتح مفرد کے مواضع ہیں جیسے منزلۃ فاعل منزلہ مفرد ہے منزلہ جواب ندا و قسم موضع جملہ ہے علی ہذا القیاس فاحفظ حفظا ان کنت للنحو شائقا کذا فی الفوائد الضیائیہ وایضاح للمفصل

(ف) کَاَنَّ کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سراسر وہ حرف مفرد ہے اور خلیل نحوی کے نزدیک حرف مرکب ہے کاف حرف تشبیہ جارہ اور ان مکسورہ سے کَاَنَّ ہوا لیکن اِنَّ مکسورہ پر جب حرف جر داخل ہو تب اِن بالکسر کو فتح پڑھنا واجب ہوگا کَاَنَّ ہوا مذکورہ قاعدہ کی بناپر مگر مذہب اوّل اَولیٰ و اقرب الی الجنان ہے اور کان میں تخفیف کی جاتی ہے اور کان ہوگا اور بعد التخفیف ملغی ہوگا کیونکہ مشابہت باقی نہیں رہتی ہے۔ یہ برطابق مذہب مشہور ہے مگر بعض کے نزدیک بعد التخفیف بھی عامل ہوگا کذا فی عبدالرسول۔

قولہ۔ لٰکِنَّ کے بارے میں اختلاف ہے بصری کے نزدیک لکن سراسر حرف مفرد ہے اور اسمیں تغیر و تبدیل نہیں، مگر کوفیوں کے نزدیک لکن مرکب ہے لا نے نافیہ اور کاف تشبیہ اور اِنَّ مکسورہ سے لاکَ اِنَّ لیکن کسرۂ ہمزہ کو ماقبل کاف ساکن میں دیتے اور ہمزہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا اور کبھی لکن کو تخفیف کیجاتی ہے تو اسوقت لکن ملغی ہوگا بوجہ فوت شدن مشابہت فعل متعدی یہ مذہب مشہور ہے مگر یونس و اخفش کے نزدیک عمل باقی رہے گا مگر مذہب اوّل اولیٰ ہے جیسے مشی زیدٌ ولکن بکر عندنا و بکرا عندنا اور اسوقت ایک واو عاطفہ لکن کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔ مثال مذکور ہوئی۔

قولہ۔ لیت یہ انشا بمعنی تمنی کے لئے موضوع ہے خواہ تمنی ممکنات سے ہو جیسے لیت زیدًا حاضر خواہ

ناممکنات سے ہوں جیسے لیت الشباب یعود مگر فرا نحوی مابعد لیت کو مفعول بہ کی بنا پر منصوب پڑھتے ہیں اور لیت کو فعل متعدی بدو مفعول کے ساتھ تاویل کرتے ہیں جیسے لیت زیدا حاضرا ای تمنی زیدا حاضرا۔

قولہ۔ لعل میں چند لغات ہیں (۱) عل (۲) ان (۳) لان (۴) لعن (۵) علت اور کبھی لعل مجرور بھی کرتا ہے کذا فی الفوائد الضیائیہ۔ قولہ۔ سوم ما ولا المشبہتان الخ یعنی حروف عاملہ در اسم کی تیسری قسم وہ حروف جو لفظا ومعنا لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ لفظا مشابہت یہ ہے لیس جیسے جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے یہ ما ولا بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے۔ معنی مشابہت یہ ہے لیس جیسے نفی کا فائدہ دیتا ہے ما ولا المشبہتین بھی مثل لیس نفی کا فائدہ دیتے ہیں اب لیس کے ساتھ لفظا ومعنا مشابہت رکھنے کی وجہ سے لیس جیسے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے یہ ما ولا بھی مثل لیس اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتے ہیں لیکن لیس کا عمل فرعی جو منصوب مرفوع پر مقدم ہونا اس کو عمل نہیں دیا تاکہ صورۃ لا مشبہ بلیس لائے نفی جنس کے ساتھ التباس نہ ہو فتامل جیسے ما زید قائما زید قائم نہیں ہے۔

ترکیب۔ ما مشبہ بلیس زید اسم ما و قائما خبر ما اسم ما و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ۱۲

(ف) ما ولا کے درمیان بحسب استقرار تین فرق ہے (۱) ما یہ عام ہے معرفہ ونکرہ دونوں پر آسکتا ہے بخلاف لا کے وہ صرف نکرہ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اسکی مشابہت لیس کے ساتھ قلیل ہے کما فی المطولات (۲) ما نفی حال کیلئے مستعمل ہوتی ہے بخلاف لا کے وہ مطلق نفی کے لئے موضوع ہے خواہ ماضی ہو یا مستقبل یا حال (۳) ما کی خبر میں با زائدہ ہونا جائز ہے لیکن لا کی خبر میں با زائدہ ہونا صحیح نہیں جیسے لا زید بقائم کہنا صحیح نہیں مذکورہ فرق کے بغیر ما ولا کی مشابہت میں اور کچھ فرق ہے وہ یہ ہے ما کی مشابہت لیس کے ساتھ قوی ہے لا کی مشابہت سے چند وجہ سے (۱) لیس جیسے نفی حال کے لئے بمذہب مشہور ما بھی نفی حال کیلئے ہے بخلاف لا کے وہ نفی مطلق کیلئے (۲) اور لا مشبہ بلیس کا وجود نادر ہے کیونکہ وہ مسموع من العرب ہے بخلاف ما کے کذا فی الغایہ فی شرح ہدایۃ النحو فانظر فیہ۔

(ف) اور ما ولا المشبہتین کا عاملہ ہونا یہ مذہب اہل حجاز کے مطابق ہے مگر تین مواضع میں کما ذکر فی ہدایۃ النحو بخلاف بنی تمیم کے انہوں نے ما ولا کیلئے کسی عمل ثابت نہیں کرتے ہیں اسکی تفصیل مطولات سے معلوم کیجئے کیونکہ یہ مختصر رسالہ ہے اسلئے ناچیز نے قصدا ترک کر دیا۔ ۱۲

چہارم لائے نفی جنس اسم این لا اکثر مضاف باشد منصوب وخبرش مرفوع چوں لا غلام رجل ظریف فی الدار واگر نکرہ مفردہ باشد مبنی باشد بر فتح چوں لا رجل فی الدار واگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد و لا ملغی باشد یعنی عمل نکند و آں

معرفہ مرفوع باشد بابتدا، چوں لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو واگر بعد آں لا نکرہ مفرد باشد مکرر با نکرہ دیگر در وپنج وجہ رواست چوں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلٌ وَّلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلٌ وَّلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ پنجم حروف ندا وآں پنج ست یَا وَ اَیَا وَ ھَیَا و اَیْ و ہمزہ مفتوحہ وایں حروف منادیٰ مضاف را نصب کنند چوں یَا عَبْدَ اللّٰہِ ومشابہ مضاف را چوں یَا طَالِعًا جَبَلًا ونکرہ غیر معین را چنانکہ اعمیٰ گوید یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ ومنادیٰ مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَیْدُ ویَا زَیْدَانِ ویَا مُسْلِمُوْنَ ویَا مُوْسٰی ویَا قَاضِیْ بدانکہ اَیْ وہمزہ برائے نزدیک ست واَیَا وھَیَا برای دور ویَا عام ست۔

تشریح۔ حروف عاملہ در اسم کی چوتھی قسم لائے نفی جنس کی ہے یعنی وہ لا جو جنس کی نفی کیلئے موضوع ہو لیکن حقیقت میں جنس کی نفی کیلئے موضوع نہیں بلکہ جنس کی صفت کی نفی کرنے کے لئے ہے جیسے مثال سابق سے معلوم ہوگا پس مصنفؒ کی عبارت مذکورہ میں ایک مضاف مقدر مانا جائے عبارت صحیح ہوگی ای لائے نفی صفت جنس یعنی جنس کی صفت کو نفی کرنے والا لا پس مثال وممثل لہ دونوں برابر ہوگیا اور اس لا کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے اگر اسم مضاف ہو یا شبہ مضاف اور لائے نفی جنس بلا فاصلہ واقع ہو تب اس وقت منصوب ہوگا اور معرب بھی ہوگا اور خبر مرفوع ہوگی جیسے لا غلام رجل ظریف فی الدار مرد کا حالانکہ غلام مستقر فی الدار نہیں اس مثال سے معلوم ہوا جنس غلام کی نفی مراد نہیں استقراریت فی الدار مراد ہے چونکہ صفت ہے اور جبکہ مصنفؒ نے اکثر کا قید لگایا اس سے معلوم ہوا اگر مضاف نہ ہو تو اس کے احکام دوسرے قسم کے ہوں گے جیسے اسکی تفصیل آئندہ آنے والی ہے۔

ترکیب۔ لا لائے نفی جنس غلام مضاف رجل مضاف الیہ مضاف ومضاف الیہ ملکر اسم لا ظریف شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل وفاعل ملکر خبر اول ہوا لائے نفی جنس کا فی حرف جر الدار مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا مستقر شبہ فعل کا ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل اور فی الدار متعلق سے ملکر خبر ثانی ہوا لائے نفی جنس کا لائے نفی جنس اپنے اسم اور دونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ اس صورت میں لائے نفی جنس کی دو خبر ہے (۲) لا لائے نفی جنس غلام رجل ترکیب اضافی ہوکر اسم لا ظریف شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل فی الدار متعلق ہوا ظریف کے ساتھ ظریف شبہ فعل اپنا فاعل ومتعلق سے ملکر خبر ہوا لائے نفی جنس کا لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اس صورت میں لائے نفی جنس کی ایک خبر ہوگی۔ (۳) لا نفی جنس بمعنی اِنْتَفٰی فعل غلام رجل ترکیب اضافی ہوکر موصوف ظریف صفت

تطابق فی المعرفہ بوجہ تخصیص فی الدار متعلق ہوا انتفاء فعل کے ساتھ انتفی فعل اپنا فاعل ومتعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ

(۴) لا لائے نفی جنس غلام رجل ترکیب اضافی ہوکر موصوف ظریف صفت محمول بر محل اسم لا باعتبار بعید فی الدار ثابت یا مستقر کے ساتھ متعلق ہوکر خبر لا اسم لا وخبر لا مل کر جملہ اسمیہ خبریہ کذا فی البدر المنیر فارسی سب ترکیبوں سے ترکیب اوّل اولیٰ ہے کیونکہ اس صورت میں کذب لازم نہیں آئے گا اور مصنفؒ مثال مشہور جو کہ لا غلام رجل فی الدار بھی اختیار نہ کیا تاکہ مرتکب کذب نہ ہو اور طریق کذب مطولات سے تلاش کرے یا تو دو خبر ہو اس مثال کو لاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ لائے نفی جنس کی خبر کبھی ظرف ہوتا ہے جیسے فی الدار اور غیر ظرف بھی ہو سکتا ہے جیسے ظریف یا تو اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے کہ لائے نفی جنس کی خبر متعدد ہو سکتی ہے اور بھی چند وجوہات ہیں لیکن ناچیز نے مذکورہ پر بس کیا

(ف) لائے نفی جنس صورۃ مذکورہ میں اسم کو نصب وخبر کو رفع کیوں دیتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ لائے نفی جنس حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ حمل النظیر علی النظیر اور حمل النقیض علی النقیض کے طور پر مشابہت رکھتی ہے اب بوجہ مشابہت حرف مشبہ بالفعل جیسے اسم کو نصب وخبر کو رفع دیتے ہیں لائے نفی جنس بھی اسم کو نصب وخبر کو رفع دیتا ہے مگر بات رہی کہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حروف مشبہ بالفعل اصل اور لائے نفی جنس فرع ہے بوجہ مشبہ ومشبہ بہ ہے۔

سوال۔ لائے نفی جنس فرع کو اعراب اصلی حرف مشبہ بالفعل کا کس طرح دینا صحیح ہے۔

جواب۔ یہ ہے کہ قاعدہ مسلمہ ہے الضرورۃ تبیح المحضورات یعنی ضرورت کے وقت ممنوعات بھی جائز ہیں یہاں بھی اس قاعدہ کے مطابق عمل کیا ضرورت یہ ہے کہ اگر لائے نفی جنس اسم کو رفع دیوے اور خبر کو نصب تو اس وقت لائے مشبہ بالفعل کی ساتھ صورۃ التباس ہوگا والالتباس غیر جائز۔ اور حمل النظیر علی النظیر وحمل النقیض کا معنی کافیہ وغیرہ سے تلاش کیجئے۔ یہ مختصر اسکا حامل نہیں اور حمل النقیض علی النقیض یعنی لائے نفی جنس ثبوت نفی کیلئے مستعمل ہے اور حروف مشبہ بالفعل ثبوت اثبات کیلئے و اب ایک دوسرے کی نقیض ہے دوم حمل النظیر علی النظیر یعنی لائے نفی جنس اور حروف مشبہ بالفعل دونوں قسم نفس تاکید میں ایک دوسرے کی نظیر ہے لیکن اوّل تاکید نفی دوسرا تاکید اثبات کیلئے مستعمل ہے۔ اور اگر لائے نفی جنس کی خبر افعال عامہ میں سے کوئی ایک ہو تو اس وقت خبر کو حذف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ لائے نفی خود حذف پر دال وقرینہ کا سا ہے فالحذف جائز۔ اوپر جو باتیں لائے نفی جنس کے بارے میں لکھی گئیں یہ سب اہل حجاز کا مذہب ہے لیکن بنی تمیم لائے نفی جنس کیلئے خبر کو ثابت نہیں کرتے ہیں اور خبر ثابت نہ کرنے کے دو معنی ہیں انکا بالتفصیل بیان کافیہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا فانتظر"

قولہ واگر نکرہ مفرد باشد مبنی باشد بر فتح چوں لا رَجُلَ فی الدار یعنی اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو اور مفرد ہو یعنی مضاف یا شبہ مضاف نہ ہو لیکن تثنیہ وجمع ہو سکے کیونکہ یہاں مفرد کے معنی مضاف یا شبہ مضاف

نہ ہو لیکن تثنیہ و جمع بھی ہو سکے کیونکہ یہاں مفرد کے معنی مضاف یا شبہ مضاف نہ ہونا قرینہ یہ ہے کہ اسکے پہلے مقابل مضاف گیا تو یہاں عدم مضاف و شبہ مضاف مراد ہوگا تب لائے نفی جنس کا اسم مبنی ہوگا فتحہ پر فتحہ عام ہے خواہ اعراب بالحرکت ہو یا حروف یا لفظی یا حکائی لیکن اس صورت میں بھی لائے نفی جنس اور اسکے اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہونا شرط ہے جیسے آئندہ سے یہ بات معلوم ہوگی مثال لارجل فی الدار ولا رجلین فی الدار ولا مسلمین فی الدار ولا مسلمات فی الدار ولا ہو ندر فی الدار سب امثال مذکورہ میں داخل ہے۔

ترکیب۔ لارجل فی الدار، گھر میں کوئی مرد موجود نہیں ہے۔ لا لائے نفی جنس رجل نکرہ مفرد مبنی علی الفتح محلاً منصوب اسم لا فی الدار جار مجرور مل کر متعلق ہوا مستقر شبہ فعل کے مستقر شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل شبہ فعل و فاعل و متعلق سے مل کر خبر لا اسم لا و خبر لا مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ولا رجلین فی الدار۔ لا لائے نفی جنس رجلین یائے ماقبل فتحہ پر مبنی محلاً منصوب اسم لا فی الدار متعلق ہوا مستقران شبہ فعل کے ساتھ مستقران شبہ فعل ضمیر ہما مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل و متعلق سے ملکر خبر لا اسم لا و خبر لا مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ولا مسلمین فی الدار۔ ای لا مسلمین مستقرون فی الدار۔ لائے نفی جنس مسلمین یائے ماقبل کسرہ پر مبنی محلاً منصوب اسم لا مستقرون فی الدار شبہ فعل و فاعل و متعلق مل کر خبر لا اسم لا و خبر لا ملکر جملہ اسمیہ خبریہ اور باقی امثال کی تراکیب کو اسپر قیاس کرلو۔

سوال لائے نفی جنس کا اسم اگر نکرہ مفرد ہو تو مبنی کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں لائے نفی جنس کا اسم من استغراقیہ حرفیہ معنی کو ضمن میں لیتا ہے اور متضمن حرف مبنی ہوا کرتا ہے اسلئے صورت مذکورہ میں بھی بمطابق قاعدہ مذکورہ اسم لا مبنی ہوگا اب بات رہی کس طرح من استغراقیہ حرفیہ کے معنی کو ضمن میں لیتا ہے طریقہ یہ ہے کہ لارجل فی الدار اصل میں لا من رجل فی الدار تھا پس من استغراقیہ حرفیہ کو حذف کیا گیا بوجہ کثرۃ الاستعمال کے پس لارجل فی الدار ہوا۔

سوال۔ لارجل فی الدار اصل میں لا من رجل فی الدار تھا اسکی کیا دلیل ہے۔

جواب یہ کہ لارجل فی الدار یہ جواب واقع ہوتا ہے ہل من رجل فی الدار سوال کا اب سوال میں جیسے من حرفیہ استغراقیہ موجود ہے جواب میں بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ سوال و جواب باہم مطابقت ہوجاوے اور سوال و جواب کے درمیان مطابقت ہونا یہ امر مہتم بالشان ہے کما لا یخفیٰ علی ارباب العقول خلاصہ یہ بات ثابت ہوگی کہ لارجل فی الدار اصل میں لا من رجل فی الدار تھا متضمن من استغراقیہ کی وجہ سے مبنی ہوا۔

سوال۔ مبنی میں اصل تو سکون پر ہوتا ہے اب صورت مذکورہ میں حرکت پر بنا کیوں ہوا؟

جواب یہ کہ فعل کی اصل مبنی ہونا ہے اور اسم کی [illegible] معرب ہونا [illegible] آخر [illegible] ہر نا یہ بنا عارضی ہے دیکھا ری افعال معرب ہونا مثل فعل مضارع وغیرہ [illegible] عارضی ہے جس [illegible] صورت مذکورہ میں بنا اصل موجود نہیں پس

سکون پر مبنی ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ حرکت پر مبنی ہونا لیکن حرکت میں اخف الحرکات جو کہ فتحہ ہے اسپر مبنی ہوگا تاکہ اسکی ثقالت موجودہ زائل ہوجاوے ۔ جواب دوم۔ فتحہ و سکون کے درمیان مناسبت تامہ ہے کیونکہ فتحہ الف کا جزو ہے کیونکہ الف تو فتحہ سے پیدا ہوتا ہے پس الف جو کہ سکون ہے اسکی فتحہ کے ساتھ مناسبت ہوگی اسوجہ سے فتحہ پر مبنی کیا ۔

سوال ۔ لائے نفی جنس کا اسم معرب جب مضاف ہو تب بھی تو لائے نفی جنس کا اسم من استغراقیہ کو متضمن ہوتا ہے پس وہ کیوں مبنی نہیں ہوتا ہے ۔

جواب یہ ہے کہ جبکہ لائے نفی جنس کا اسم مضاف ہو اس صورت میں معرب غالب ہوجاوےگا کیونکہ اضافت اسمائے معربہ کے بڑے خاصہ میں سے ہے اور مبنی ہونا مغلوب ہوجاوےگا اگرچہ متضمن حرف ہے اس لئے صورت مضاف میں معرب ہوگا فتامل

قولہ واگر بعد آں لا معرفہ باشد الخ یعنی اگر لائے نفی جنس کے بعد یعنی لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو خواہ بفاصلہ ہو یا بے فاصلہ تب دوسرے معرفہ کو لا کے ساتھ تکرار لانا واجب ہوگا اور وہ لائے نفی جنس جو معرفہ پر داخل ہوے وہ ملغیٰ و بے عمل ہوگا اور وہ معرفہ جو لا کے بعد واقع ہوا وہ مبتدا کی بناپر مرفوع ہوگا ایسا ہی اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو لیکن لا اور اسم کے درمیان فاصلہ واقع ہوا تب اسوقت بھی تکرار لا بنکرۂ دیگر واجب ہوگا اور لا ملغیٰ و بے عمل ہوگا وہ نکرہ بفاصلہ مرفوع ہوگا مبتدائیت کی بناپر اور اس کا چھ احتمال باہر ہوگا ۔ (۱) لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو اور بلا فاصلہ ہو اور مضاف نہ ہو جیسے لا زید عندی و لا عمرو یہ کتاب میں مذکور ہے (۲) لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو اور فاصلہ بھی ہو لیکن مضاف نہ ہو جیسے لا فی الدار زید و لا عمرو (۳) اسم معرفہ ہو اور بے فاصلہ واقع ہو لیکن مضاف ہو جیسے لا غلام زید فی الدار و لا عمرو (۴) اسم معرفہ و بفاصلہ و مضاف بمعرفہ ہو جیسے لا فی الدار غلام زید و لا عمرو (۵) اسم نکرہ بفاصلہ ہو مضاف نہ ہو جیسے لا فی الدار رجل و لا امرأۃ (۶) اسم نکرہ ہو بفاصلہ ہو اور نکرہ کی طرف مضاف ہو جیسے لا فی الدار غلام رجل و لا امرأۃ اس طرح شبہ مضاف کی بھی بہت سی صورتیں حاصل ہونگی لیکن بندۂ ناپاک نے خوف طوالت سے چھوڑ دیا بعدہ ان صورتوں میں ابتدا کی بناپر رفع پڑھنا واجب ہوگا اسلئے واجب ہے کہ لا صفت نکرہ کی نفی کے لئے موضوع ہے فلہٰذا اس کا اثر معرفہ میں ممتنع ہوگا اور چونکہ لا عامل ضعیف ہے کیونکہ وہ بوجہ مشابہت عمل کرتا ہے اور عامل ضعیف کا معمول مفصول میں عمل کرنا ممکن نہیں پس بنا بر ابتدا کے رفع ہوگا اور تکرار معرفہ ہے واجب ہے کیونکہ لا اصل میں نفی جنس کے لئے ہوتا ہے جنس میں تعدد ہے معرفہ میں تعدد نہیں لہٰذا تکرار کو قائم مقام تعدد جنس کے کیا گیا اور مفصول میں تکرار اسلئے واجب ہے کہ لا فیہا رجل ام امرأۃ کے جواب میں بولا جاتا ہے پس سوال کے مطابق جواب میں بھی تکرار واجب ہے ۔ جیسے لا زید عندی

ولا عمرو یعنی میرے نزدیک زید وعمرو نہیں ہے اسکی دو ترکیب ہوگی۔ پہلی ترکیب عطف المفرد علی المفرد دوسری عطف الجملہ علی الجملہ۔ ترکیب اول لا ملغی زید معطوف علیہ واو حرف عطف لا ملغیٰ عمرو معطوف معطوف علیہ ومعطوف ملکر مبتدا عندی ترکیب اضافی ہوکر مفعول فیہ ہوا ثابتان شبہ فعل کا ہما ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل و فاعل ومفعول فیہ مل کر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ترکیب دوم۔ عطف الجملہ علی الجملہ تقدیر عبارت یہ ہوگی لا زید عندی ثابت ولا عمرو عندی ثابت لا ملغیٰ زید مبتدا عندی ترکیب اضافی ہوکر مفعول فیہ ثابت شبہ کا ثابت شبہ فعل وضمیر مستتر فاعل شبہ فعل و فاعل ومتعلق مل کر خبر مبتدا وخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف لا ملغیٰ عمرو مبتدا عندی مفعول فیہ ثابت کا ثابت شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل شبہ فعل و فاعل ومتعلق مل کر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوفہ بعد سابقہ معطوف علیہا معطوف علیہا ومعطوفہ مل کر جملہ معطوفہ۔

اور بعض نے ترکیب احتمالی کے وہم سے لا کو مشبہ بلیس کر کے اور دو ترکیب کی ترکیب اول عطف المفرد علی المفرد دوم عطف الجملہ علی الجملہ لیکن یہ صورت باطل ہے کیونکہ اس صورت میں ماخن فیہ سے خارج ہوگا فافہم

قولہ اگر بعد آں نکرہ مفرد باشد مکرر نکرہ دیگر در وے پنج وجہ جائز ست یعنی اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو بلا فاصلہ اور مفرد ہو یعنی مضاف وشبہ مضاف نہ ہونب اور ایک لا اور اسم دیگر کے ساتھ مکرر لایا جاوے گا وہ باعتبار لفظ احتمالاً پانچ صورتیں ہیں اور صحت معانی کے اعتبار سے بہت سی صورتیں جائز ہیں۔ جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ الخ سے ہر وہ ترکیب مراد ہوگی جسمیں لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہوے حرف عطف کے ساتھ اور ہر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہوئے بدون فاصلہ کے جیسے آئندہ مثال سابق سے معلوم ہوگا۔

(۱) لاحولَ ولا قوۃَ الخ دونوں اسم مبنی علی الفتح ہو اور دونوں لا لائے نفی جنس ہو (۲) لاحولٌ ولا قوۃٌ الخ دونوں اسم مرفوع ہوئے اور دونوں لا یا تو مشبہ بلیس ہو یا دونوں ملغی۔ (۳) لاحولَ بفتح لام ولا قوۃٌ بالرفع لائے اول لائے نفی جنس لای ثانی ملغیٰ یا تو مشبہ بلیس (۴) لاحولٌ ولا قوۃَ الخ تیسری قسم کا برعکس اول مشبہ بلیس یا ملغیٰ لائے ثانی لای نفی جنس (۵) لاحولَ ولا قوۃً الا باللہ لای اول نفی جنس ولای ثانی زائدہ۔

سوال پانچ قسم ہونے کی وجہ حصر کیا ہے۔ جواب واضح ہو کہ لا کا اسم دونوں موضع مفتوح ہیں اسوقت یہ احتمال رکھتا ہے کہ دونوں لا نفی جنس کے لئے ہو جیسے صورت اول یا تو لائے اول نفی جنس اور ثانی زائدہ محض تاکید نفی کیلئے لایا گیا اور ثانی اسم منصوب ہوگا اور وہ اول پر عطف ہوگا جیسے صورت خامس یا تو دونوں جگہ دونوں اسم مرفوع ہوگا پس اس صورت میں بھی احتمال رکھتا ہے کہ دونوں لائے نفی جنس کیلئے لیکن عمل سے ملغی ہو جیسے صورت ثانی کی ایک صورت یا تو دونوں لا بمعنی لیس ہو جیسے صورت ثانیہ کی صورت ثانی یا تو لای اول برائے نفی جنس و ثانی زائدہ یا مشبہ بلیس جیسے صورت ثالثہ یا تو اسکا عکس جیسے صورت رابعہ کذا فی عمدۃ
چہ دالفضل صدہ

صورت اول لاحول ولا قوۃ الخ: اس صورت میں شبہ زا دو احتمال ہو سکتے ہیں (۱) عطف المفرد علی المفرد۔ (۲) عطف الجملہ علی الجملہ۔ عطف المفرد علی المفرد کی صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی لاحول عن المعصیۃ ولا قوۃ علی الطاعۃِ ثابتانِ بامداد احدٍ الا بامداد اللہ (ترجمہ) نہیں ہے باز رہنے گناہ سے کسی کی مدد سے مگر مدد خداوندی سے اور نہیں ہے قوۃ اطاعت وعبادتِ خداوندی پر کسی کی مدد سے مگر مدد خداوندی سے

ترکیب۔ لا لائے نفی جنس حول مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد مبنی علی الفتح محلاً منصوب اسم لا معطوف علیہ عن المعصیۃ جار مجرور مل کر متعلق ہوا حول کے ساتھ واو حرف عطف قوۃ مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد مبنی علی الفتح محلاً منصوب اسم لا معطوف علی الطاعۃ جار ومجرور ملکر متعلق ہوا قوۃ شبہ فعل کے حول معطوف علیہ اور قوۃ معطوف معطوف علیہ ومعطوف ملکر اسم لا ثابتان شبہ فعل ضمیر ہما مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل باحرف جار امداد احد ترکیب اضافی ہوکر مجرور۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ منہ الّا حرف استثنار بامداد اللہ مذکورہ کی مانند ہوکر جار مجرور ہوکر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابتان شبہ فعل کے ساتھ شبہ فعل اپنی ضمیر ہما فاعل ومتعلق سے مل کر خبر اسم لا وخبر لا مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(ف) عطف المفرد علی المفرد کی صورت خبر کے موقع میں شبہ فعل واحد مقدر مانا جاوے یا تثنیہ اسکے متعلق علماء نحاۃ کا اختلاف ہے بعض نحوی کا مذہب یہ ہے خبر تثنیہ یعنی ثابتان مانا جاوے جیسے ترکیب بالا میں مذکور ہو چکا وجہ تو ظاہر ہے اور اکثر نحاۃ کے نزدیک خبر مفرد محذوف مانا جاوے وجہ یہ ہے کہ حقیقۃ تو دونوں لائے نفی جنس لائے واحد کے منزلہ میں ہے اگرچہ بظاہر بعارض دیگر تکرار لا ہوا پس گویا اس طرح ہوگا لاشیٔ من الامرین الّا باللہ اس اعتبار سے خبر مفرد مقدر مانا جاوے۔ فتدبر وکن من الشاکرین ثم

احتمال دوم۔ یعنی صورت اول کی دوسری ترکیب عطف الجملہ علی الجملہ کے قبیلہ سے تقدیر عبارت یوں ہوگی لاحول عن المعصیۃ ثابت بامداد احدٍ الّا بامداد اللہ ولا قوۃ علی الطاعۃ بامداد احدٍ الا بامداد اللہ (ترجمہ) کسی کی مدد سے سوائے مدد الٰہی سے گناہ سے باز نہیں رہ سکتے اور کسی کی مدد سے سوائے مدد الٰہی نیکی کرنیکی طاقت نہیں، اس صورت میں بھی دونوں لائے نفی جنس ہوگا۔

ترکیب۔ لا لائے نفی جنس حول مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد محلاً منصوب اسم لا عن المعصیۃ جار مجرور مل کر متعلق ہوا حول کے ساتھ ثابت شبہ فعل محذوف ہو ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل باحرف جار امداد احد ترکیب اضافی ہوکر مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور ملکر مستثنیٰ منہ الّا حرف استثنار باحرف جار امداد اللہ ترکیب اضافی ہوکر مجرور ہوا باحرف جار کا جار ومجرور مل کر مستثنیٰ مستثنیٰ ومستثنیٰ منہ ملکر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے ساتھ۔ ثابت شبہ فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر خبر لائے نفی جنس لائے نفی جنس اپنا اسم (لاحول عن المعصیۃ) اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف لا قوۃ

علی الطاعۃ ثابت بامداد احد الّا بامداد اللہ، ترکیب بعینہ جملہ سابقہ کی مانند ہو کر معطوف معطوف علیہا اور معطوفہ مل کر جملہ معطوفہ " صورت دوم۔ لاحولَ ولاقوۃَ اِلّا باللہ۔ اس صورت میں احتمال کی چار صورت حاصل ہوگی مشہورا کیونکہ دونوں لا یا تو زائدہ ہوگا تو اس صورت میں (۱) عطف المفرد علی المفرد ہوگا یا تو (۲) عطف الجملہ علی الجملہ ہوگا یا تو دونوں لا لیس مشبہ بلیس ہو تو اس صورت میں بھی دو صورت حاصل ہوگی (۱) یا تو عطف المفرد علی المفرد ہوا (۲) یا تو عطف الجملہ علی الجملہ مجموعہ چار صورت محتملہ مشہورہ۔ احتمال اوّل دونوں لا زائدہ عطف الجملہ علی الجملہ ہو تو اس صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی لاحولٌ عن المعصیۃ ثابت بامداد احد اِلّا بامداد اللہ۔ ولاقوۃ علی الطاعۃ بامداد احد الّا بامداد اللہ۔ ترجمہ کسی کی مدد سے سوائے مدد اللہ کے گناہ سے باز نہیں رہ سکتے اور کسی کی مدد سے سوائے مدد الٰہی کے نیکی کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔

ترکیب۔ لاملغی حول شبہ فعل مصدر عن المعصیۃ متعلق ہو کر مبتدا ثابت شبہ فعل ضمیر محذوف ہو مستتر محلاً مرفوع فاعل باحرف جار امداد مضاف احد مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار و مجرور مل کر مستثنیٰ منہ الاحرف استثنار بامداد اللہ جار و مجرور مل کر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے ساتھ ثابت شبہ فعل اپنا فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف لاملغی قوۃ شبہ فعل مصدر علی الطاعۃ جار و مجرور مل کر متعلق ہوا قوۃ مصدر کے ساتھ شبہ فعل و متعلق مل کر مبتدا ثابت بامداد احد الا بامداد اللہ بعینہ مذکورہ کی مانند ہو کر خبر قوۃ مبتدا کا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ "

احتمال دوم دونوں لا زائدہ یا ملغی عطف المفرد علی المفرد تقدیر عبارت لاحول عن المعصیۃ ولاقوۃ علی الطاعۃ ثابتان یا ثابت بامداد احد الا بامداد اللہ۔ ترجمہ مذکورہ کے مانند۔ ترکیب لاملغی حول مصدر شبہ فعل عن المعصیۃ جار و مجرور مل کر متعلق ہوا حول شبہ کی ساتھ شبہ فعل و متعلق مل کر معطوف علیہ واو حرف عطف لاملغی قوۃ شبہ فعل علی الطاعۃ جار مجرور مل کر متعلق ہوا قوۃ شبہ فعل کے ساتھ شبہ فعل و متعلق مل کر معطوف معطوف علیہ و معطوف مل کر مبتدا ثابتان بقول بعض و ثابت بقول اکثر ثابتان شبہ فعل ہُما ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل بامداد احد مذکورہ کی مانند جار مجرور ہو کر مستثنیٰ منہ، الّا حرف استثنار بامداد اللہ جار و مجرور مل کر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابتان شبہ فعل کے ساتھ ثابتان شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتدا مذکور کا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

احتمال سوم۔ دونوں لا مشبہ بلیس عطف المفرد علی المفرد تقدیر عبارت یوں ہوگی لاحولٌ عن المعصیۃ ولاقوۃً علی الطاعۃ ثابتین یا ثابتا بامداد احد الا بامداد اللہ ترجمہ سابقہ کی مانند۔

ترکیب۔ لا مشبہ بلیس حولٌ عن المعصیۃ شبہ فعل مع متعلق مل کر اسم لا مشبہ بلیس معطوف علیہ واو حرف عطف لا مشبہ بلیس قوۃ علی الطاعۃ اسم لا مشبہ بلیس معطوف معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر

اسم وصفتہ بلیس ثابتین شبہ فعل بامیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل بامداد جار ومجرور مل کر مستثنیٰ منہ الّا حرف استثنار بامداد اللہ جار ومجرور مل کر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ ومستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابتا یا ثابتین شبہ فعل کے ساتھ ثابتین شبہ فعل اپنا فاعل اور متعلق سے مل کر خبر لاشبہ بلیس لاشبہ بلیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

احتمال چہارم ۔ دونوں لاشبہ بلیس عطف الجملہ علی الجملہ تقدیری عبارت یہ ہوگی لاحول علی الطاعۃ ثابتا بامداد احد الا بامداد اللہ ولا قوۃ علی الطاعۃ ثابتا باحد الّا بامداد اللہ ۔ ترجمہ مذکورہ کی مانند ترکیب اجمالی۔ لاشبہ بلیس حول عن المعصیۃ اسم لا ثابتا بامداد احد الّا بامداد اللہ مذکورہ کی مانند ہوکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہا واو حرف عطف لاقوۃ علی الطاعۃ ثابتا بامداد احد الّا بامداد اللہ مذکورہ کی مانند ہوکر معطوف معطوف علیہا اور معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ۔

صورت سوم ۔ لاحول ولا قوۃ الخ اس صورت میں اگر لائے اوّل کو نفی جنس کے لئے قرار دیا جاوے اور لا ثانی کو نفی زائدہ قرار دیا جاوے تب اس صورت میں دو احتمال حاصل ہوگا (۱) عطف المفرد علی المفرد (۲) عطف الجملہ علی الجملہ احتمال اوّل میں تقدیر عبارت یہ ہوگی لاحول عن المعصیۃ ولا قوۃ علی الطاعۃ ثابتان بامداد احد الا بامداد اللہ ۔ ترجمہ ۔ ظاہر مثال مذکور کے ۔

ترکیب ۔ لا لائے نفی جنس حول مصدر شبہ فعل نکرہ مفرد محلاً منصوب اسم لا عن المعصیۃ متعلق حول کے ساتھ شبہ فعل ومتعلق مل کر معطوف علیہ واو حرف عطف لا لغی قوۃ شبہ فعل علی الطاعۃ جار ومجرور مل کر متعلق ہوا قوۃ شبہ فعل کے ساتھ شبہ فعل اپنا فاعل ومتعلق سے مل کر معطوف ہوا لاحول پر عطف معطوف ومعطوف علیہ مل کر اسم لای نفی جنس ثابتان شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل بامداد احد با حرف جار امداد واحد ترکیب اضافی ہوکر مجرور جار ومجرور ملکر مستثنیٰ منہ الّا حرف استثنار بامداد اللہ جار ومجرور مل کر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا ثابتان شبہ فعل کے ساتھ ثابتان شبہ فعل اپنا فاعل اور متعلق مل کر خبر لای نفی جنس مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔

(ف) سوال ترکیب مذکورہ میں تو لا قوۃٌ مرفوع کو لاحولَ مفتوح پر عطف کرنا صحیح نہیں کیونکہ معطوف ومعطوف علیہ کے درمیان حکم اعراب ایک ہوا کرتا ہے یہاں تو ایک نہیں بلکہ ایک مفتوح لاحولَ دوسرے مرفوع قوۃ اب عطف المفرد علی المفرد کس طرح صحیح ہوا۔

جواب ۔ ترکیب مذکورہ میں لاقوۃ الخ کو لاحولَ لفظ پر عطف نہیں کیا بلکہ لاحول کے محل بعید پر عطف کیا کیونکہ لاحولَ محل بعید کے اعتبار سے مرفوع تھا اب قوۃ الخ مرفوع کو حولٌ مرفوع پر عطف کرنا صحیح ہوگا اب بات رہی محل قریب کس کو کہتے ہیں محل قریب کہتے ہیں بالفعل جو عامل ہے اس کا اعتبار کرنا ترکیب میں یہ محل قریب ہے اور عامل داخل ہونے سے پہلے جو حالت قدیمہ تھی اگر اسکا اعتبار

کیا جاوے تو اسکو محل بعید کہا جائے گا جیسے مثال مذکور میں لاحول میں محل بعید کا اعتبار کر کے عطف کرنا صحیح ہوا فتامل فانہ ادق الدقائق ۔

احتمال دوم ۔ لای اول نفی جنس کے لئے اور لای ثانی زائدہ عطف الجملہ علی الجملہ کی تقدیر عبارت یوں ہوگی لاحول عن المعصیۃ ثابت بامداد احد الّا بامداد اللہ ولا قوۃ علی الطاعۃ ثابت بامداد احد الا بامداد اللہ ۔ ترجمہ مذکورہ کی مانند ۔

ترکیب ۔ لا لای نفی جنس حول عن المعصیۃ اسم لا ثابت بامداد احد الّا بامداد اللہ مذکورہ کے مانند ہوکر خبر لا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف لا ملغیٰ قوۃ علی الطاعۃ شبہ فعل ومتعلق مل کر مبتدا ثابت بامداد احد الا بامداد اللہ ترکیب مذکورہ کی مانند ہوکر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ معطوف علیہا اور معطوفہ سے مل کر جملۂ معطوفہ ۔

احتمال سوم ۔ لائے اول نفی جنس ولائے ثانی مشبہ بلیس تقدیری عبارت یہ ہوگی لاحولَ عن المعصیۃ ثابت بامدادِ احد الّا بامداد اللہ ولا قوۃٌ علی الطاعۃ ثابتاً بامداد احد بامداد اللہ ترجمہ ظاہر ہے ۔ ترکیب ۔ لا لائے نفی جنس حول عن المعصیۃ اسم لائے نفی جنس ثابت بامداد الا بامداد اللہ خبر لا اسم لائے نفی جنس وخبر لا ملکر جملۂ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف لا مشبہ بلیس قوۃ علی الطاعۃ شبہ فعل مع المتعلق مل کر اسم لا مشبہ بلیس ثابتاً بامداد احد الّا بامداد اللہ بطور مذکورہ خبر ہوا لا مشبہ بلیس کا لا مشبہ بلیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا معطوف علیہا اور معطوفہ مل کر جملۂ معطوفہ ہوا ۔

(ف) اس صورتِ ثانیہ میں احتمال چہارم عقلاً ہو سکتا ہے لیکن صحیح نہیں کیونکہ جبکہ لائے اول لائے نفی جنس کے لئے ہو اور لائے ثانی لائے مشبہ بلیس ہو اس صورت میں عطف المفرد علی المفرد صحیح نہیں کیونکہ عطف المفرد علی المفرد کرنے کیلئے دونوں کی خبر مقتضی اعراب میں متحد ہونا شرط ہے وہ یہاں موجود نہیں ہوگا کیونکہ لائے نفی جنس خبر مرفوع کا مقتضی ہوگا اور لا مشبہ بلیس کی خبر منصوب کا مقتضی ہوگی دونوں جبکہ متحد نہیں ہوا وہ عطف بھی ممکن نہیں تو صورتِ مذکورہ بھی صحیح نہیں ہوگی ۔

صورت چہارم ۔ یعنی لائے اول ملغیٰ مرفوع بابتدا علی قول الضعیف لائے ثانی لائے نفی جنس اس صورت میں چند احتمال ہوگا ۔ (۱) عطف المفرد علی المفرد تقدیر عبارت یہ ہوگی ۔ لاحولٌ عن المعصیۃ ولا قوۃَ علی الطاعۃ ثابتان بامدادِ احد الّا بامداد اللہ ۔

ترکیب ۔ اجمالی لا ملغیٰ حول عن المعصیۃ معطوف علیہ واو حرف عطف لا لائے نفی جنس قوۃ علی الطاعۃ معطوف معطوف علیہ ومعطوف مل کر مبتدا ہوا ثابتان شبہ فعل ضمیر ہما مستتر فاعل بامداد احد مستثنیٰ منہ

اِلّاَ حرف استثنار بامداد اللہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ ملکر متعلق ہوا ثابتان شبہ فعل کے ساتھ ثابتان خبر فعل با فاعل و متعلق ملکر خبر مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ اس صورت میں بھی مذکورہ کی مانند اعتراض لازم آئے گا۔ کیونکہ قوۃ مفتوح کو حول مرفوع پر عطف کرنا کس طرح صحیح ہوا اسکا جواب بعینہٖ مذکورہ جواب ہے نقض علیہ۔

احتمال دوم:۔ عطف الجملہ علی الجملہ تقدیر عبارت لَاحَولَ عن المعصیۃ ثابت بامدادِ احدٍ اِلَّا بامداد اللہ وَلَا قوۃَ علی الطاعۃ ثابت بامداد احدٍ الا بامداد اللہ۔

(ترکیب) لا لنفی حول شبہ فعل عن المعصیۃ اسکے ساتھ متعلق ہوکر مبتدا ثابت الخ خبر مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہا واو حرف عطف لا لائے نفی جنس قوۃ علی الطاعۃ اسم لا ثابت الخ خبر لائے نفی جنس واسم لا وخبر لا مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ۔

احتمال سوم:۔ لائے اوّل مشبہ بلیس ولائے ثانی لائے نفی جنس تقدیر عبارت یہ ہوگی لَاحَولٌ عن المعصیۃ ثابت بامداد احدٍ اِلَّا باللہِ ثابتًا ای الا بامداد اللہ وَلَا قوۃَ علی الطاعۃ ثابتٌ بالرفع بامداد احد الا بامداد اللہ۔ ترکیب پہلے پر قیاس کرلو اور بالنصب اسم پہلے لا لا مشبہ بلیس اور دوسرے لا لائے نفی جنس ہو تو اس صورت میں عطف المفرد علی المفرد جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں دونوں خبر کے اعراب کا مقتضی یعنی تقاضا ایک نہیں بلکہ ایک کا نصب اور ایک رفع کما ذکر۔

صورتِ پنجم۔ لائے اوّل برائے نفی جنس لائے ثانی زائدہ برائے تاکید نفی جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس صورت میں دو احتمال ہونگا۔ احتمال اوّل۔ عطف المفرد علی المفرد تقدیری عبارت لَاحول عن المعصیۃ وَلَا قوۃ علی الطاعۃ ثابتان بامداد احدٍ الا بامداد اللہ۔

(ترا کیب) لا لائے نفی جنس حول عن المعصیۃ شبہ فعل و متعلق ملکر اسم معطوف علیہ واو حرف عطف لا و واو زائدہ قوۃ علی الطاعۃ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر اسم لا ثباتان الخ ملکر خبر لا اب اسم لا و خبر لا سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ احتمال دوم عطف الجملہ علی الجملہ تقدیری عبارت لاحول عن المعصیۃ ثابت بامداد احدٍ الا بامداد اللہ ولا قوۃ علی الطاعۃ ثابت بامداد احدٍ الا بامداد اللہ ترجمہ ظاہر ہے۔

ترکیب:۔ لا لائے نفی جنس حول مصدر عن المعصیۃ جار مجرور ملکر متعلق حول مصدر کے ساتھ شبہ فعل اپنا متعلق سے ملکر اسم لا ثابت بامداد احد الا بامداد اللہ بطور مذکور خبر لا ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف لا زائدہ قوۃ اسم معطوف لفظ حول پر قوۃ شبہ فعل اپنا متعلق سے مل کر اسم لا ثابت بامداد احدٍ الا بامداد اللہ بطریق مذکور خبر لا اسم اپنا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

سوال۔ لا قوۃ آہ جب لا زائدہ ہوتب تو قوۃ مرفوع ہونا واجب تھا اب منصوب کیوں ہوا؟

جواب۔ قوۃ میں اگرچہ لا زائدہ ہے تو وہ قیاساً مرفوع ہونا تھا ابتدائیت کی بنا پر لیکن وہ لفظ حول پر عطف ہوا اب حول جیسے مفتوح تب قوۃ بھی منصوب ہوگا بنا بر المعطوف فی حکم المعطوف علیہ کے

سوال۔ اوپر کی بات سے معلوم ہوا کہ قوۃ حول پر عطف ہے وہ مسلم نہیں کیونکہ اگر قوۃ حول پر عطف ہوتا تب وہ بھی مفتوح ہوتا۔

جواب یہ ہے کہ لفظ قوۃ یہ مفتوح نہیں ہوگا کیونکہ تابع معرب لفظ کا تابعدار ہوا کرتا ہے اور مبنی کا تابع محل کی تابعداری کرتا ہے قوۃ معرب ہوگا بنار بر لفظ معرب کے جیسے فوائد الضیائیہ سے معلوم ہوتا ہے انّ ان معطوف علی الاوّل فیکون منصوبًا حملًا علی لفظہ مشابہۃ حرکۃ ۱۲

قولہ پنجم حرف ندا الخ ندا مصدر بمعنی آواز دینا وکرنا اور ندا بحسب استقرار دو قسم پر ہے (۱) ندا حقیقی۔ (۲) ندا مجازی ندا حقیقی اسکو کہتے ہیں جسمیں منادی یعنی جس کو آواز دی جائے آواز دینے کے پہلے متوجہ نہ تھا آواز دینے سے متوجہ ہوا ہوا سکو ندائے حقیقی کہا جاتا ہے جیسے یا زید وغیرہ۔ ندا مجازی وہ کہ اسکو کہتے ہیں جسمیں منادی آواز دینے سے پہلے متوجہ تھا جیسے حق سبحانہٗ کو ندا دینا کیونکہ باری تعالیٰ ہمہ اوقات حاضر ہے جیسے یا اللہ یا تو منادی ایسا ہو جو بعد ندا متوجہ ہونا ممکن نہیں کیونکہ منادی کو صلاحیت توجہ نہ ہو بلکہ جس کو اقبال کی صلاحیت نہیں ہے اسکو صلاحیت اقبالیت قرار دیکر ندا دیا جاتا ہے تاکہ حالات محبوبہ حاصل ہو جیسے یا سما دیا ارض ویا جبال وغیرہ اسکو ندا مجازی کہا جاتا ہے کذا فی شرح اور اصطلاح میں ندا کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا اس حرف کے ذریعہ جو ادعوا کا قائم مقام ہو جیسے یا وغیرہ اور منادی کے معنی لغوی آواز دیا ہوا اور اصطلاح میں منادی اس اسم کو کہتے ہیں جس پر حرف ندا سے کوئی ایک حرف داخل ہوا اور جسپر داخل ہو اسکو متوجہ کرنا مقصود ہو خواہ وجہًا ہو یا قلبًا خواہ حقیقۃً ہو یا حکمًا نادی ومنادی۔ ندا دینے والا کو کہا جاتا ہے اور حرف ندا جس کے ساتھ ندا دیا جاتا ہے اسکو کہتے ہیں اور حرف ندا القول مشہور پانچ ہیں یا وایا وہیا وای وہمزہ اور بعض نے پانچ حرف سے زائد بھی فرمایا۔ کذا فی الحاشیہ الفوائد الضیائیہ۔

قولہ این حرف منادیٰ مضاف را بنصب کند الخ مصنفؒ حروف مذکورہ کے عمل کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ مذکورہ حروف ندا منادیٰ مضاف اور شبہ مضاف اور نکرہ غیر معین کو نصب دیتے ہیں مثال اوّل یا عبداللہ ای اللہ تعالیٰ کا بندہ ترکیب، یا مبنی علی السکون معنی فعل حرف ندا قائم مقام ادعو یا اطلب یا انبہ فعل کا ادعو فعل ضمیر انا مستتر محلًا مرفوع فاعل عبد مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ مضاف ومضاف الیہ ملکر منادیٰ مفعول بہ ادعو فعل اپنا فاعل اور منادی مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مثال دوم شبہ مضاف کی شبہ مضاف وہ اسم ہے جو مضاف کے ساتھ مشابہ یعنی مضاف جیسے بغیر مضاف الیہ ناتمام رہتا ہے شبہ مضاف بھی دوسرے اسم کے بغیر ناتمام رہتا ہے۔ جیسے طالعًا یعنی چڑھنے والا یہ محتاج ہے کسی طرف کی طرف کہ پہاڑ پر چڑھنے والا ہے۔ یا غیر پر اب اسکو جبلًا لانے سے وہ تمام ہوگیا جیسے یا طالعًا جبلًا ای وہ مرد جو پہاڑ پر چڑھنے والا ہے۔

ترکیب۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کا ادعو فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر مرفوع فاعل رجلاً موصوف محذوف طالعاً شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ بائیہ سے ملکر صفت ہوا رجلاً موصوف کا موصوف اور صفت ملکر منادی مفعول بہ ادعوا فعل کا ادعو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ خلاصہ مذکورہ ترکیب میں تقدیری عبارت بھی ہوگی جیسے یا رجلاً طالعاً جبلاً۔

فائدہ۔ مذکورہ ترکیب بمطابق مذہب بصری کے ہیں ورنہ کوفیوں کے نزدیک طالعاً شبہ فعل کے پہلے موصوف محذوف ماننے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسم فاعل وغیرہ بلا اعتماد کا عمل کرتا ہے لہٰذا موصوف کو محذوف ماننے کی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ بالتفصیل اختلاف کا بیان باب سوم میں آنے والا ہے۔ مثال سوم نکرہ غیر معین یعنی حرف ندا نکرہ غیر معین کو نصب دینے کی مثال جیسے کوئی نابینا کہے یا رجلاً خذ بیدی (اے کوئی مرد میرے ہاتھ کو پکڑو) ترکیب: یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کا ادعو فعل انا ضمیر مستتر فاعل رجلاً منادی مفعول بہ فعل و فاعل اور منادی مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر ندا خذ فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل باحرف جار یدی ترکیب اضافی ہوکر مجرور ہوا باحرف جار کا جار اور مجرور ملکر متعلق ہوا خذ فعل کے ساتھ خذ فعل انت فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جواب ندا ندا وجواب مل کر جملہ ندائیہ۔

(ترکیب) یا رجلاً خذ بیدی یہ بعینہ مذکورہ ترکیب کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ بیدی میں جو باء ہے وہ زائدہ ہے یدی ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ ہوا خذ فعل کا خذ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر ندا جواب ندا وندا مل کر جملہ ندائیہ۔

سوال۔ تیسری مثال میں نکرہ کو غیر معین کے ساتھ کیوں مقید کیا جبکہ نکرہ تو ہمیشہ غیر معین رہتا ہے

جواب۔ مثال مذکور میں غیر معین نکرہ کے لئے قید احترازی نہیں بلکہ قید اضافی ہے جو مقید کے مخالف نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ مقید و قید دونوں کا مصداق ایک ہو جیسے نکرہ و غیر معین دونوں کا مقصود غیر معین ہونا یہاں اگر یہ قید احترازی ہوتی تب اعتراض وارد ہوتا کما لا یخفیٰ۔

سوال۔ مثال مذکور بقول اعمیٰ کے ساتھ کیوں مقید کیا۔

جواب۔ تاکہ اشارہ ہوئے اس بات کی طرف کہ اعمیٰ عدم بصارت کی وجہ سے کبھی منادی کو معین نہیں کرسکتا ہے لہٰذا غیر معین کے ساتھ مقید کیا ہاں اگرچہ اندھا سننے سنتے معین کرلیوے اس کا اعتبار نہیں کیونکہ یہاں تعیین سے مراد تعین بالبصارت ہے فتامل فانہ دلیل

سوال۔ مثال مذکور میں منادی منصوب کیوں ہوا

جواب منادی کے عامل میں نحاۃ کا اختلاف ہے۔ مذہب اول امام الائمہ سراج البصریان حضرت

علامہ سیبویہ کے نزدیک منادیٰ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے اور ناصب منادیٰ فعل محذوف ہے دلیل یہ
ہے کہ فعل عمل میں اصل ہے اسم وحرف فعل کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے عمل کرتا ہے جب اصل
کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے فرع کی طرف رجوع کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا اصل میں فعل تھا لیکن کثرت استعمال
کی وجہ سے فعل کو حذف کرنا واجب ہوا اور حرف ندا جو معنی فعل ہے اس کو فعل کے قائم مقام کیا یہ مذہب تھا یہ
مذہب دوم۔ مبرد کے نزدیک نفس حرف ندا منادیٰ کو نصب دیتا ہے کیونکہ وہ قائم مقام فعل ہے اور جو چیز
قائم مقام عامل ہے وہ عامل ہوگی ملہذا حرف ندا بھی عامل ہوگا۔
مذہب سوم ابو علی کا ہے۔ ابو علی فرماتا ہے حرف ندا اسمائے افعالوں میں سے ہے ملہذا اسمائے افعال جیسے عامل
ہے یہ حرف ندا بھی عامل ہوگا جیسے یا اسم فعل بمعنی ادعو لیکن آخری دونوں مذہب غیر مختارہ ہے اور مردود
قول ہے جیسے مطولات میں تفصیل وار بیان ہے فانظر فیہ کذا فی الغوص ص۲۳
سوال منادیٰ مضاف وغیرہ کے امثال کو امثال منادیٰ مفرد پر کیوں مقدم کیا۔
جواب۔ منادیٰ مضاف وغیرہ معرب ہے اور منادیٰ مفرد معرفہ مبنی ہے المعرب مقدم علی المبنی یعنی معرب
مبنی پر مقدم ہوا کرتا ہے اسلئے منادیٰ مضاف وغیرہ کو منادیٰ معرفہ مفرد پر مقدم کیا کیونکہ معرب مقصود اصلی
ہے بخلاف مبنی کے ۔۔
قولہ۔ منادیٰ مفرد معرفہ الخ یعنی اگر منادیٰ مفرد ہو یعنی مضاف وشبہ مضاف نہو اور معرفہ ہو نکرہ
نہ ہو تب منادیٰ علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے خواہ ہو علامت رفع اعراب بالحرکت لفظی کے ساتھ جیسے یا زید
یا اعراب بالحروف لفظی کے ساتھ جیسے یا زیدان و زیدون و مسلمون یا اعراب بالحرکت تقدیری ہو جیسے یا موسیٰ
و یا قاضی . . . . ہر ایک کی ترکیب یا زید (ای زید) یا حرف ندا قائم مقام
ادعو فعل کا ادعو فعل انا ضمیر مستتر محلاً مرفوع فاعل زید منادیٰ مفرد معرفہ مبنی علی الضم محلاً منصوب منادیٰ مفعول بہ
ادعو فعل اپنا فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ یہ مثال معرفہ قبل الندا ہے یا رجل بعد الندا معرفہ ترکیب
مذکورہ پر قیاس کرلو۔ یا زیدان یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کا ادعو فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع
فاعل زیدان منادیٰ مفرد معرفہ مبنی علی الالف محلاً منصوب منادیٰ مفعول بہ ادعو فعل اپنے فاعل اور منادیٰ
مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ۔ یا مسلمون واو حرف عطف یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کا ادعوا
فعل بفاعل مسلمون منادیٰ مفرد مبنی علی الواو محلاً منصوب منادیٰ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ
ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ۔ و یا موسیٰ واو حرف عطف یا حرف ندا قائم مقام ادعوا فعل کا ادعو فعل انا
ضمیر مستتر محلاً مرفوع فاعل موسیٰ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی علی الضم تقدیری محلاً منصوب منادیٰ مفعول بہ فعل اپنے
فاعل اور منادیٰ مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اور ایسا ہی ترکیب یا قاضی کا ہے فاحفظ نافع لک
فائدہ۔ سوال۔ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی ہونے کی وجہ کیا ہے۔

جواب۔ منادی مفرد معرفہ کاف اسمی خطابی کے قائم مقام ہوتا ہے جو کاف حرفی کے ساتھ لفظاً ومعنیً مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوگا اور جو چیز مبنی کی جگہ میں قائم مقام ہو وہ مبنی ہوگی فلہٰذا منادی مفرد معرفہ مبنی ہوگا اب کاف اسمی اور کاف حرفی کے ساتھ لفظی مشابہت تو ظاہر ہے کیونکہ دونوں صورت وشکل ایک ہے اور معنیً مشابہت یہ ہے کاف اسمی جیسے خطاب کیلئے مستعمل ہے کاف حرفی بھی خطاب کے لئے مستعمل ہے اب معنیً مشابہت ہوگی۔
سوال۔ منادی مضاف وشبہ مضاف بھی کاف اسمی خطابی کی جگہ میں قائم ہوتا ہے اب وہ مبنی کیوں نہیں ہوا۔ جیسے یا عبداللہ ای ادعوک جواب منادی مضاف وشبہ مضاف میں دوجہت ہے (۱) جہت معرب جو اضافت وشبہ اضافت جو اسم معرب کا خواصہ بکثرہ سے ہے۔ (۲) جہت مبنی وہ ہے کہ کاف اسمی خطابی کی جگہ میں واقع ہے لیکن جہت معرب غالب ہے اور جہت مبنی مغلوب ہے اور جس موضع غالب ومغلوب دونوں کا اجتماع ہو جاوے تو غالب کو ترجیح ہوتی ہے مغلوب مرجوح ہوتا ہے بناء علیہ معرب رہے گا مبنی نہیں ہوگا۔
سوال۔ نکرہ غیر معین تو مضاف نہیں ہے اب وہ مبنی کیوں نہیں ہوا ہے۔
جواب۔ نکرہ غیر معین کا کاف اسمی خطابی کی جگہ واقع ہونا صحیح نہیں کیونکہ کاف اسمی خطابی تو معرفہ ہے نکرہ غیر معین ہے اب نکرہ غیر معین کا کاف اسمی ضمیر معرفہ موضع میں واقع ہونا صحیح نہیں اب علت مبنی موجود نہیں فلہٰذا معرب ہوگا فتامل۔ سوال۔ ضمہ پر مبنی کیوں کیا حالانکہ سکون پر مبنی ہونا اصل ہے۔
جواب۔ یہ منادی تو مبنی اصلی نہیں تاکہ وہ سکون پر مبنی ہوتا بلکہ وہ مبنی عارضی ہے مبنی عارضی کے لئے سکون پر مبنی ہونا شرط نہیں فلہٰذا حرکت پر مبنی ہوگا۔ لیکن حرکتوں میں سے ضمہ پر مبنی کیا کیونکہ اگر کسرہ پر مبنی ہو تو منادی مضاف بیائے متکلم کی حالت میں حذف یاء میں جیسے یا غلامی سے یا غلام کے ساتھ التباس ہو جائے گا اسلئے کسرہ پر مبنی نہیں کیا اور فتحہ پر بھی نہیں کیا کیونکہ منادی مضاف بیائے متکلم کبھی الف کیساتھ بدل جاتی ہے جیسے یا غلامی سے یا غلاما پھر الف کو حذف کر ڈالتے ہیں ماقبل فتحہ کو قائم رکھتے ہیں جیسے یا غلامَ اب اگر فتحہ پر مبنی کیا جائے تو صورت مذکورہ کے ساتھ التباس ہو جائے التباس غیر جائز فلہٰذا ضمہ پر مبنی ہونا وہ متعین ہو گیا وایضاً وہ حرکت قوی بھی ہے اسلئے ضمہ پر مبنی کیا گیا۔
قولہ بدانکہ ای وہمزہ برائے نزدیک ست الخ یعنی حرف ندا میں سے ای بفتح ہمزہ اور ہمزۂ مفتوحہ ندائے قریب کے لئے مستعمل ہے اور ایا وہیا ندائے بعید کے لئے اور یا عام کبھی ندائے قریب کیلئے اور کبھی ندائے بعید کے لئے مستعمل ہوتی ہے وجہ یہ ہے قلت حروف قلت صوت پر دال ہے اور قلت ندائے صوت قریب پر دال ہے اور کثرت حروف مد صوت پر دال ہے اور مد صوت ندائے بعید پر دال ہے اور بعض حضرات ندائے قریب وبعید کے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے ہیں بلکہ ہر ایک قریب وبعید ومتوسط کیلئے مستعمل ہے اور بعض حضرات ندا کو قریب وبعید دو قسم کی طرف تقسیم

کرنے میں متوسط کو قریب میں داخل کرتے ہیں۔

ف. اگر منادیٰ معرف باللام ہو تو مذکر کے لئے لفظ ایّھا اور مؤنث کے لئے ایتھا منادیٰ کے شروع میں فاصلۃً لاتے ہیں تاکہ حرف ندا ایک حرف تعریف اور معرف باللام اور ایک حرف تعریف ایک جا جمع نہ ہو جیسے یا ایّھا النبی و یا ایتھا المرأۃ مگر لفظ اللہ پر ایتھا کو زائد نہیں کیا گیا اگرچہ وہ منادیٰ واقع ہو باوجودیکہ معرف باللام ہے کیونکہ لفظ اللہ قاعدہ مذکورہ سے مستثنیٰ ہے جیسے یا اللہ

ف. لفظ ایھا و ایتھا باعتبار ترکیب کے مختلف اقوال کے ساتھ منقول ہے (۱) بعض نحوی فرماتے ہیں کہ لفظ ایتھا و ایتھا موصوف ہے منادیٰ معرف باللام صفت ہے موصوف صفت ملکر منادیٰ واقع ہو

(۲) اور بعض نحوی فرماتے ہیں کہ ایھا و ایتھا موصول مابعدہٗ صلہ موصول وصلہ مل کر منادیٰ۔ نادر

(۳) بعض نحوی فرماتے ہیں ایتھا و ایتھا بمنزلہ ضمیر فاصلہ کے ہے ترکیب میں اس کا لحاظ نہیں کذا فی زینی

(ف) میم مشدد بجائے حرف ندا یا کے صرف لفظ اللہ کے آخر میں زائد کرتے ہیں جیسے اللّٰھم ارزقنی (اے اللہ مجھے رزق عطا فرما) یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ لفظ اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

(ف) کبھی حرف ندا محذوف ہوتی ہے جیسے یوسف اعرض عن ہذا ای یا یوسف اعرض عن ہذا اور ایسا ہی منادیٰ کبھی حذف ہوتا ہے وقت میں پایا جانے قرینہ کے جیسے یا اسجدوا اصل میں یا قوم اسجدوا تھا۔ بہرحال اگر قرینہ و قائم مقام منادیٰ موجود ہو تب حذف واجب ہوگا ورنہ جائز ہے۔

فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع و آں بر دو قسم ست قسم اوّل حروفیکہ فعل مضارع را نصب کنند و آں چہار ست اوّل اَنْ چوں ارید اَن تقوم و اَن بفعل بمعنی مصدر باشد یعنی ارید قیامک و بریں سبب او را مصدریہ گویند دوم لن چوں لن یخرج زید و لن برائے تاکید نفی ست سوم کے چوں اسلمت کے ادخل الجنۃ چہارم اِذن چوں اِذن اکرمک در جواب کسی کہ گوید انا اتیک غدا۔

تشریح:۔ واضح ہو کہ مصنفؒ پہلے حروف عاملہ در اسم کو بیان فرمایا تھا اور ابھیں حروف عاملہ در فعل کو بیان کرنا چاہتے ہیں بقول قسم اوّل وہ حروف جو فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں اور وہ اجمالاً چار ہیں اور تفصیلاً پانچ جیسے علامہ جرجانی فرماتے ہیں

اَنْ لَنْ پس کے اِذن این چار حرف معتبر   نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اقتضا۔

الحاصل فعل مضارع کو نصب دینے والا چار حرف ہیں (۱) اَنْ ملفوظ و مقدرہ (۲) لن (۳) کی (۴) اذن

ان ملفوظ کی مثال جیسے ارید ان تقوم یعنی ارادہ کرتا ہوں یہ کہ کھڑا ہوئے تو اس مثال میں تقوم منصوب ہوگا بوجہ ان ملفوظ کے۔ (ترکیب) ارید فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل ان ملفوظ ناصبہ مصدریہ تقوم فعل انت ضمیر متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل مل کر فعل وفاعل مل کر بتاویل مفرد محلاً منصوب مفعول بہ ہوا ارید فعل کا ارید فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مثال مذکور میں تقوم فعل مضارع ان کے ذریعہ منصوب و مصدر ہوگیا اسلئے ان کو مصدریہ کہا جاتا ہے پس ارید ان تقوم یعنی ارید قیامک یعنی تیرے قیام کا ارادہ کرتا ہوں۔

(ترکیب) ارید فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل قیامک ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور مثال اعراب بالحرکت کسے اب اعراب بالحروف کا مثال جیسے ان تصوموا خیر لکم تھا ان مصدریہ کے ذریعہ نون اعرابی ساقط ہوگئی۔

فائدہ۔ ان مصدریہ لفظاً و معناً ان حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اسکی وجہ سے ان حرف مشبہ جیسے اسم کو نصب دیتے ہیں ان مصدریہ جو فعل کے لئے مخصوص ہے وہ بھی فعل مضارع کو نصب کرے گا لفظاً مشابہت جیسے ان مصدریہ وأنّ دونوں شکلاً و صورۃً ایک ہے کیونکہ دونوں حرف کے شروع میں مفتوح ہے اور معناً مشابہت یہ ہے کہ ان حرف مشبہ بالفعل جیسے جمل کو مفرد کی تاویل کرتا ہے ان مصدریہ بھی فعل کو بتاویل مفرد کرتے ہیں اب مذکورہ قاعدے علم ان سیقوم وغیرہ سے اعتراض وارد ہوگا کہ ان مصدریہ کے ذریعہ فعل کو منصوب نہ ہوا تو قاعدہ باطل ہے تو اسکا جواب یہ ہوگا ان کے ذریعہ نصب ہوگا جب ان لم یعرض عارض یعنی اگر کوئی عارض پیش قدمی نہ ہو یہاں تو پیش قدمی جیسے سین استقبال وغیرہ پیش ہے اور عارض کی تحقیق مطولات میں مبسوط ہے۔

فائدہ۔ ان کچند قسم ہے (۱) مصدریہ جو مذکور ہوئی (۲) ان مخففہ من المثقلہ جیسے علم ان سیکون تیسرا ان تفسیریہ جیسے قولہ تعالیٰ و نادیناہ ان یا ابراھیم (۴) ان زائدہ جیسے فلما ان جاء البشیر ای فلما جاء البشیر۔ (فائدہ نادرہ) ان کا لفظی عمل نصب دینا معنوی عمل فعل کو مصدر کے معنی میں کردینا اور بعض حضرات نے ان جازمہ کو تصریح فرمایا لیکن وہ قابل قبول نہیں اسلئے ناچیز نے اسکو نقل نہ کیا جیسے تعالوا ان نأتی اصل میں ان نأتینی تھا أن مصدریہ یا ان جازمہ کے ذریعہ یا حرف علت کو ساقط کردیا کذا فی بعض الحواشی۔ قولہ لن یخرج زید یعنی ہرگز نہ نکلے گا زید۔

ترکیب لن حرف ناصبہ یخرج فعل زید اسم ظاہر فاعل فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الحاصل دوسری قسم حرف ناصبہ سے لن ہے وہ بھی فعل مضارع میں لفظاً و معناً دونوں قسم عمل کرتا ہے لفظی عمل یہ ہے کہ لفظاً فعل مضارع کو نصب اور نون اعرابی کو ساقط کرتا ہے جیسے اعراب فعل مضارع میں مثال مذکور ہوچکی معناً عمل یہ ہے کہ لن فعل مضارع کو مستقبل کیلئے خاص کردیتا ہے جیسے معنی سے

ظاہر ہوگیا۔ فائدہ ۔ ان ولن وکی اذن افادہ استقبال میں ان مصدریہ کے ساتھ مشابہت ہے اور اس مشابہت کیوجہ سے ان جیسے فعل مضارع کو نصب کرتا ہے مذکورہ حروف بھی نصب کریگا۔

فائدہ روشن باد لفظ لن کے بارے میں علماء نحویہ کا اختلاف ہے۔ مذہب اوّل فرا نحوی کے نزدیک لن اصل میں لا تھا الف کو نون خفیفہ کے ساتھ بدل ڈالی لن ہوئی شیخ رضی نے فرمایا کہ مذہب فرا کی کوئی دلیل قوی موجود نہیں مذہب دوم خلیل نحوی کے نزدیک لن اصل میں لا اَن تھا ہمزہ کو خلاف قیاس حذف کیا برائے تخفیف کے جیسے تخفیف ایش کہ ای شئی ہے بعدہ دو ساکن جمع ہوا درمیان الف اور نون ساکن کے الف جو کہ مستحق حذف ہے حذف کرڈالا لن ہوا۔ مذہب سوم سیبویہ کے نزدیک لن برأسہ ہی مستقل حرف ہے ایمیں کوئی تغیر و تبدل نہیں اور حروف کا اصل بھی تغیر و تبدیل نہ ہونا ہے پس لن حرف برأسہ ہے اور سیبویہ کا مذہب مختار ہے۔

فائدہ ۔ لن کس معنی کا مفید ہے اسکے بارے میں علماء اسلام کا اختلاف ہے اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک لن تاکید نفی مستقبل کیلئے موضوع ہے اور معتزلی نفی تاکید کے لئے ہر ایک کی دلیل و مع جوابات مطولات میں مذکور ہے۔ فاطلب ھناک،

قولہ سوم کی الخ یعنی کی جو کہ تاکہ کا معنی دیتا ہے اسکے ذریعہ بھی فعل مضارع منصوب اور نون اعرابی ساقط ہوتا ہے جیسے اسلمت کی ادخل الجنۃ یعنی میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں ترکیب۔ اسلمت فعل بفاعل کی حرف ناصبہ ادخل الجنۃ جملہ ہو کر بتاویل مفرد مفعول بہ تمام مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

فائدہ ۔ واضح ہو کہ کی کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ تعلیل کیلئے موضوع نہیں بلکہ سببیت کے لئے موضوع ہے اور بعض کے نزدیک اس کا برعکس ہے اور بعض کے نزدیک مطلقاً ہے کبھی تعلیل کے لئے مستعمل ہے اور کبھی سببیت کے موضوع ہے۔

فائدہ ۔ قولہ ادخل الجنۃ مابعد دخلت خرجت مفعول فیہ یا بہ اسکے بارے میں اختلاف کثیرہ ہے یہ بحث کافیہ و مبسوط میں ہے آئندہ آنیوالی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہ اذن یعنی فعل مضارع کو نصب دینے والا حروف میں سے چوتھا اذن ہے وہ بھی فعل مضارع کو نصب کرتا ہے لیکن اذن کیلئے فعل مضارع کو نصب دینے کیلئے دو شرط ہے اوّل مابعد اذن کا ماقبل اذن پر اعتماد نہ کرے یعنی اذن کا ماقبل معمول ہو بلکہ دونوں مستقل ہوں اور مدخول اذن سے زمانہ استقبال مراد ہو نہ کہ حال و ماضی دوسری شرط یہ کہ مدخول اذن جواب یا تو جزء واقع ہو اسلئے مصنفؒ نے در جواب کسیکہ کے ساتھ مقید کیا اگر مذکورہ شرطوں میں سے کوئی ایک شرط مفقود ہو تب اذن فعل مضارع کو نصب نہیں کریگا بلکہ رفع دے گا مثال نصب دینے اذن کے جیسے انا اتیک غدا اس سوال کے جواب

کہا جائے گا کہ اذن اکرمک۔ میں تیرے پاس آئندہ کل آؤنگا۔ جواب میں کہو اسوقت تیرا اکرام کروں گا پس مثال مذکورہ میں دونوں شرط موجود ہونے کی وجہ سے اکرم فعل مضارع منصوب ہوا اب باقی مثالوں کو قیاس کرو۔ (ترکیب) انا ضمیر مرفوع منفصل محلاً مرفوع مبتدا اٰتیک فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر مرفوع فاعل ک خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ غدا مفعول فیہ ظرف زمان فعل اور فاعل اور مفعول بہ و فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر سوال و بمنزلہ شرط اذاً حرف ناصبہ مفعول فیہ مقدم اکرم فعل ضمیر انا فاعل ک خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ و فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب و بمنزلہ جزا۔ اور اذن کے رفع دینے کی مثال تفصیل وار فوائد الضیائیہ میں مذکور ہے اگر یہاں ذکر کیا جاوے تو طوالت لازم آوے گی اسلئے ناچیز نے اسکو ترک کر دیا۔

سوال۔ اذن تو حرف ہے اب وہ کس طرح مفعول فیہ واقع ہوے گا۔

جواب۔ اذن اگرچہ حرف ناصبہ ہو لیکن وہ صورۃً ثلاثی ہونے کے اعتبار سے مشاکل اسم ہے اور معنی بھی ظرفیت کا معنی دیتی ہے اسلئے مفعول فیہ واقع ہوا یا تو یہ کہو کہ اذن بعض حضرات کے نزدیک اسم ہے لہٰذا وہ مفعول فیہ واقع ہو سکتا ہے مثل اسمائے شرط کے کما سیاتی فی الباب الثالث۔

فائدہ۔ لفظ اذن میں اختلاف ہے۔ عند السیبویہ اذن برأسہ حرف ہے کوئی تغیر و تبدیل نہیں۔ (۲) اور بعض کے نزدیک اِذ اَنْ تھا حرکت ہمزہ کو نقل کرکے ماقبل ذال میں دیا اور ہمزہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا اذن ہوا (۳) اور شیخ رضی کے نزدیک اذن اصل میں اذ تھا اب وہ لوازم اضافت ہونے کی وجہ سے گویا کہ مضاف ہوا اور مضاف محذوف کے عوض میں نون ساکن یعنی تنوین کو لایا اذن ہوا کذا فی الفوائد المفتیہ

فائدہ۔ لفظ اذن واو یا فاء کے بعد واقع ہو تو مابعد اذن میں رفع و نصب دونوں جائز ہے جیسے فاذا اکرمک

وبدانکہ اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کند حتیٰ نحو مررت حتی ادخل البلد ولام جحد نحو ما کان اللہ لیعذبھم واو بمعنی الیٰ ان یا الّا ان نحو لالزمنک او تعطینی حقی۔ وواؤ الصرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیز است امر و نہی و نفی واستفہام و تمنی و عرض، و امثلتہا مشہورہ

قولہ بدانکہ ان بعد الخ واضح ہو کہ مصنفؒ ان ملفوظ اور باقی حروف ناصبہ کو بیان کرکے ان مقدرہ کو بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا جان تو کہ چھ چیز کے بعد ان مقدرہ رہکر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے لیکن نصب دینے کیلئے دو شرط ہے اوّل یہ کہ جبکہ حتی کا مدخول فعل مضارع سے زمانہ مستقبل مراد ہو نہ کہ حال نہ کہ دونوں خواہ باعتبار ماضیہ ہو یا تکلم یا مستقبل خواہ حکایۃً یا حقیقۃً دوسرا

یہ کہ حتیٰ بمعنی الیٰ انتہائے غایۃ یا تو کی سبب کے معنی میں ہو اول بمعنی یہاں تک کہ اسکو حتی غایۃ کہتے ہیں اور جو سببیہ کے لئے آتا ہے اسکو تعلیلیہ اور سببیہ بھی کہتے ہیں جیسے اَسْلَمْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ اس مثال میں دخول جنت مستقبل ہے اور اسلام کیلئے حتی بمعنی کی ہے (ترجمہ) اسلام لایا میں تاکہ داخل ہوں بہشت کو اور اسیر حتی تغیب الشمس یعنی سیر کرتا ہوں میں سورج غروب ہونے تک یہ مثال حتی بمعنی الیٰ انتہائے غایۃ کا ورنہ غروب شمس کے لئے سبب قرار دیا جاوے تو اس وقت خلاف واقع لازم آئے گا کیونکہ کوئی شخص سورج کو نہ ڈوبا سکے گا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ پس اگر حتی کے مدخول مضارع سے زمانہ حال مقصود ہو تو اس وقت وہ فعل مضارع کو منصوب نہ کرے گا بلکہ مرفوع ہوگا کیونکہ ان مصدریہ مستقبل کی علامت ہے پس جب حال مراد ہو تو خلاف علامت وخلاف مقصود لازم آوے گا وہ ناجائز ہے اور اسوقت وہ حتی جارہ اور عاطفہ نہ ہوگا بلکہ حتی ابتدائیہ ہوگا یعنی ایسا حتی جس سے نئے کلام کو شروع کیا ہو

فائدہ:۔ حتیٰ تین قسم پر ہے (۱) حتی جارہ۔ اسکو کہتے ہیں جو اسم صریح اور اسم تاویل پر داخل ہوتا ہے اور اپنے مدخول کو مجرور کرتا ہے حقیقۃً یا حکماً (۲) حتی عاطفہ اسکو کہتے ہیں جو اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتا ہے اور مابعد کو ماقبل کے حکم میں کر دیتا ہے جیسے قدم الحاج حتی المشاۃ یعنی حاجی لوگ آگئے یہاں تک کہ پیادہ چلنے والے حاجی بھی آگئے (۳) حتی ابتدائیہ اس کو کہتے ہیں جس سے نیا کلام شروع ہو جیسے مثال مذکور ہوئی اور حتی ابتدائیہ کا یہ معنی نہیں کہ اسکے بعد مبتدا محذوف ہو اور فعل مضارع اسکی خبر ہو یہ سمجھنا سخت غلطی ہے۔

قولہ: لام جحد جیسا کہ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے

قولہ۔ جحد۔ جحد کے لغوی معنی دانستہ انکار کردن جحد بالفتح جیم یعنی جان کر انکار کرنا اور اصطلاح نحاۃ میں لام جحد اس لام کو کہتے ہیں جو کان منفی کی خبر میں ہو حقیقۃً یا حکماً مثال حقیقی کقولہ تعالیٰ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ اور حکما کے مثال لم یکن لیفعل یعنی نہیں ہے وہ کہ کرے فائدہ لام کی وہ لام جحد کے درمیان لفظاً ومعناً دونوں طرح فرق ہے۔ لفظاً یہ کہ لام کی جو کہ تاکہ کا معنی دیتی ہے اور عام ہے کہ کان منفی وغیر منفی دونوں میں مستعمل ہوتی ہے جیسے اسلمت لادخل البلد ومَا کَان زید لیدخل السوق بخلاف لام جحد کے وہ خاص ہے کان منفی کے خبر کے لئے آتا ہے غیر کان منفی میں مستعمل نہیں ہوتا ہے جیسے مثال مذکور ہوئی اسلئے طریقہ مذکورہ کو اختیار فرمایا۔ اور معناً فرق یہ کہ لام کی جو کہ اصل ہے اسکو گرا دینے سے معنی میں خلل پذیر ہوگا بخلاف لام جحد کے اسکو گرا دینے سے معنی میں کوئی خلل نہ ہوگا کیونکہ زائدہ ہے مثال مذکورہ میں لام کو گرا دینے سے کوئی نقصان نہ ہوگا جیسے مَا کَانَ اللّٰہُ لیعذبہم کا معنی صحیح ہوگا فتامل ۔

سوال۔ حتی اور لام جحد اور لام کی کے بعد ان مصدریہ مقدرہ کیوں مانتے ہیں۔

جواب ۔ یہ تینوں حقیقۃً حرف جر ہیں اور حرف جر اسم پر داخل ہوتا ہے اور اگر کبھی فعل پر داخل ہو تب انکو ان مصدریہ وغیرہ کے ذریعہ اسم تاویلی یعنی مصدر کر دیتے ہیں بعدہٗ مذکورہ حروف داخل ہوتے ہیں اسلئے تینوں حروف کے بعد ان مصدریہ مقدر ماننا لازم ہے ورنہ حرف جر جو اسم پر داخل ہوتا ہے فعل کے اوپر داخل ہونا لازم آوے گا وہ ناجائز ہے ۔

سوال ۔ ان تینوں جگہ میں اُن مصدریہ کو ملفوظ کیوں نہیں مانتے ہیں تاکہ صراحۃً مصدریہ ہو جاوے ۔

جواب ۔ اگر ان تینوں حروف کے بعد ان مصدریہ کو ملفوظ مانا جاوے تو بظاہر دو حروف عامل ناصبہ یعنی ان ولام کی یک جا جمع ہونا لازم آوے گا وہ بالکل جائز نہیں اسلئے ان کو مقدر مانتے ہیں۔ کذافی الشرح ۔ فائدہ ۔ لام جحد کے بارے میں نحاۃ کا اختلاف ہے (۱) کوفیوں کے نزدیک لام جحد حرف زائدہ ہے اسکے لئے کوئی متعلق کی ضرورت نہیں جیسے با زائدہ کے لئے متعلق کی ضرورت نہیں نحو مازید بقائم ای مازید قائما (۲) اور بصریوں کے نزدیک یہ حرف جار زائدہ نہیں بلکہ اصل ہے اسکے لئے فعل یا شبہ فعل ہونا ضروری ہے خواہ وہ فعل لفظی ہو یا تقدیری ۔ اب اس تقریر سے کوفیوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آیۃ مذکورہ میں خبر ناقص صرف مصدر ہے یعنی تعذیب اور اسم ناقص یعنی لفظ اللہ اسم ذات ہے اب اسم ذات پر حمل صرف مصدر کا صحیح نہیں کما ہو الظاہر ۔ کیونکہ حقیقت میں اسم ناقص مبتدا اور خبر ناقص خبر ہے اب زید ضرب کہنا یعنی زید مارنا یہ مثال جیسے صحیح نہیں اس آیۃ مذکورہ میں بھی حمل صحیح نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعذیبہم یعنی اللہ ان کو عذاب دینا یہ کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اور اس کا جواب کوفیوں نے نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ان مثالوں کی تاویل کی جانے سے صحیح ہوگا ۔ تین طرح سے تاویل کی جا سکتی ہے پہلی تاویل ، اوّل جانب اسم سے یعنی اسم ناقص کے شروع میں ایک مصدر مقدر مانا جاوے جیسے لفظ صفۃ وغیرہ جیسے ماکان صفۃ اللہ لیعذبہم یعنی نہیں ہے اللہ کی صفت عذاب دینا ۔

(ترکیب) اوّل ما نافیہ کان فعل ناقص صفۃ اللہ ترکیب اضافی ہو کر اسم ناقص تعذیب مصدر شبہ فعل مضاف ہم ضمیر مجرور متصل محلاً مجرور مفعول بہ مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور مفعول بہ مضاف الیہ مل کر خبر ناقص اسم ناقص اور خبر ناقص ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔

تاویل دوم خبر کی جانب سے اور وہ دو تاویل ہو سکتی ہے مصدر بمعنی اسم فاعل جیسے ماکان اللہ لیعذبہم ای ماکان اللہ معذبہم یعنی نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا ان کو ۔ اسم فاعل یہ ذات مع الوصف ہے اب ذات مع الوصف کا حمل صرف اللہ ذات پر صحیح ہوگا ۔

(ترکیب دوم) ما نافیہ کان فعل ناقص لفظ اللہ اسم ناقص معذب شبہ فعل مضاف ہو ضمیر مستتر فاعل ہم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ مضاف الیہ شبہ فعل مضاف اور مفعول بہ مضاف الیہ مل کر خبر ناقص فعل ناقص اپنے اسم ناقص اور خبر ناقص سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔

تاویل دوم مضاف مقید بجانب خبر جیسے ماکان اللہ ذا التعذیبہم بحذف مضاف بر مصدر تعذیب یعنی اللہ
تعالیٰ ان کو عذاب دینے یعنی صاحب عذاب نہیں ہے ۔

ترکیب سوم) ما نافیہ کان فعل ناقص لفظ اللہ اسم ناقص ذا مضاف تعذیبہم مذکورہ ترکیب کے مانند ترکیب
اضافی ہوکر پھر مضاف الیہ ہو ذا مضاف کا مضاف اور مضاف الیہ مل کر خبر ناقص۔ فعل ناقص اور خبر ناقص
اور اسم ناقص مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اس صورت میں خبر ناقص کا حمل لفظ اللہ اسم ناقص پر صحیح ہوگا کیونکہ دونوں
اسم ذات ہے یعنی لفظ اللہ ذا جو خبر ناقص ہے وہ بھی اسم ذات ہے اب دونوں اسم ذات ہے۔ اسم ذات کا
حمل اسم ذات پر صحیح ہوتا ہے مگر بصریوں کے نزدیک یہ لام جحد تو جارہ غیر زائدہ ہے۔ اور ان کے نزدیک
ایک شبہ فعل محذوف ہے اب تقدیری عبارت یہ ہوگی ماکان اللہ قاصداً لیعذبہم یعنی اللہ تعالیٰ
ان کو عذاب دینے کا قصد کرنے والا نہیں ہے ۔ ترکیب بمذہب بصری ما نافیہ کان فعل ناقص لفظ اللہ
اسم ناقص قاصداً شبہ فعل ہو مرفوع متصل مستتر فاعل لام۔ لام جحد حرف جار۔ ان مصدریہ ناصبہ محذوف
یعذب فعل ضمیر ہو فاعل مرجع لفظ اللہ، ہم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ
مل کر بتاویل مصدر محلاً مجرور مجرور۔ لام حرف جار۔ جار اور مجرور مل کر متعلق ہوا قاصداً شبہ فعل کے ساتھ
شبہ فعل و فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ناقص فعل ناقص اور خبر ناقص اور اسم ناقص مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا
یہ صورت تاویل کی صورت نہیں کیونکہ قاصداً یہ صیغہ اسم فاعل ذات مع الوصف ہے اس کا حمل لفظ اللہ
اسم ذات پر صحیح ہوگا یہ مذہب مختار مصنف ہے جیسے عبارت مصنف سے معلوم ہوتا ہے۔

قولہ او۔ اور وہ او جو الیٰ کے معنی میں ہو بمذہب جمہور اور او بمعنی الّا کے ہے بمذہب سیبویہ کے اس
کے بعد ان مقدر رہکر فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں لالزمنک او تعطینی حقی ۔

سوال۔ بعد او ان مقدر کیوں ہوتا ہے۔ جواب او جبکہ الیٰ کے معنی میں ہوا تو الیٰ حرف جر ہے اور حرف
جر اسم پر داخل ہوتا ہے نہ کہ فعل پر اگر فعل پر داخل ہو تو اسکو اسم کے ساتھ تاویل کر دیتے ہیں ان مصدر
کے ذریعہ اسلئے ان مقدرہ ماننے کی ضرورت ہوئی ایسا ہی او بمعنی الّا یہ مستثنیٰ کو نصب دینے کے واسطے مستعمل
ہوتی ہے اب جب فعل مضارع کے اوپر ان مقدر نہ مانا جاوے گا تو الّا غیر عاملہ ہونا لازم آوے گا وہ
خلاف اصل ہے اسلئے ان مقدر مان کر مابعد الّا کو نصب دیتے ہیں ورنہ خلاف واقع لازم آویگا ۔

جواب۔ حرف استثناء اسم پر داخل ہوتا ہے اگر فعل پر داخل ہو تو اسکو اسم کے ساتھ کرتے ہیں ان مصدریہ
کے ذریعہ سے جمہور کے مذہب کے مطابق اس مثال کی تاویل یہ ہوگی ۔ جیسے لالزمنک الیٰ اعطائک حقی ۔

فائدہ ۔ یہ معنی جو بعض شارحین نے کہا ہے کہ او بمعنی الا ان یا اولیٰ ان پھر اسکے بعد ان مصدریہ کو مقدر
ماننے یہ محض غلط ہے کیونکہ اس صورت میں تکرار ان لازم آئے گا وہ تو جائز نہیں۔

ترکیب۔ بمذہب جمہور لالزمنک او تعطینی حقی ای الی ان تعطینی حقی یعنی لازم پکڑوں میں تجھکو مجھکو میرے حق

دینے تک لام تاکید زائدہ الزمن فعل ضمیر انا مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل ک خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ۔ او حرف ناصبہ بمعنی الیٰ۔ الیٰ حرف جار ان مصدریہ مقدرہ تعطینی فعل ضمیر انت مرفوع متصل فاعل نون وقایہ ی متکلم ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اوّل حقی ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ ثانی فعل و فاعل اور دونوں مفعول بہ ملکر بتاویل مصدر محلاً مجرور ہوا الیٰ حرف جار کا جار اور مجرور مل کر متعلق ہوا الزمن فعل کے ساتھ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب۔ مذہب سیبویہ واضح ہو کہ سیبویہ کے نزدیک فعل مضارع پر ایک مضاف مقدر ماننا ضروری ہے تاکہ استثناء صحیح ہو تقدیری عبارت یہ ہوگی الزمنک او تعطینی حقی ای لالزمنک فی کل وقت الا فی وقت ان تعطینی حقی۔ ترجمہ۔ تجھکو میں تمامی وقت لازم پکڑوں مگر وقت میں دینے مجھے میرے حق کو۔

ترکیب۔ لَ لام تاکید زائدہ الزمنک فعل انا فاعل کاف خطاب ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فی حرف جار کل مضاف وقت مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا فی حرف جار کا جار بالمجرور مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء فی حرف جار وقت مضاف محذوف ان مصدریہ ناصبہ محذوف تعطینی فعل انت فاعل نون وقایہ ی متکلم مفعول بہ اوّل حقی ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ ثانی فعل و فاعل اور دونوں مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مفرد محلاً مجرور مضاف الیہ ہوا وقت مضاف کا مضاف اور مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا فی حرف جار کا جار بالمجرور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ او مستثنیٰ مل کر متعلق ہوا الزمنک فعل کے ساتھ فعل بفاعل اور مفعول بہ او متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ۔ مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہونا شرط نہیں کبھی مرفوع اور کبھی مجرور ہوتا ہے مثال مذکورہ میں اگر مستثنیٰ مجرور ہو تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ قولہ واو الصرف۔ صرف کا معنی لغوی باز رکھنا واو صرف اس واو کو کہتے ہیں جو فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اپنے عامل معطوف علیہ کے حکم کو اپنے مدخول معطوف پر آنے سے باز رکھتا ہے یا تو اعراب معطوف علیہ کو معطوف میں آنے سے باز رکھتا ہے اور اسکو واو الجمع بھی کہتے ہیں جیسے لا تاکل السمک وتشرب اللبن (ترجمہ) مچھلی کو دودھ کے ساتھ ایک وقت میں مت کھاؤ متکلم کا مقصود یہ ہے کہ ایک وقت میں مچھلی اور دودھ کو کھانے میں جمع نہ کرو یہاں وتشرب میں جو واو ہے وہ واو صرف ہے کیونکہ واو کے ماقبل معطوف علیہ عدم اکل پر دلالت کرتا ہے اور تشرب اللبن اثبات شرب پر دلالت فرماتا ہے اور واو کی معطوف علیہ کی حکم کو معطوف پر آنے نہ دیا اگر واو صرف کے معطوف میں بھی اس کا لحاظ کیا جاوے تب معنی بھی خلاف مقصود متکلم ہو جاوے اور اس وقت معنی یہ ہوگا کہ مچھلی اور دودھ کھانے میں جمع مت کر یہ خلاف مقصود متکلم ہے۔

سوال۔ واو صرف کے فعل مضارع پر عمل کرنے کے لئے کیا شرط ہے۔

جواب۔ دو شرطیں ہیں اوّل یہ کہ واو کے ماقبل اور واو کے مابعد دونوں کے حصول کا زمانہ ایک ہو

جیسے مثال مذکور میں اکل السمک و شرب اللبن ایک زمانہ اور ایک حالت میں کھانے کو منع فرمایا نہ کہ مطلقاً کھانے کو۔
دوسری شرط واو کے ماقبل امر و نہی و نفی و تمنی و عرض و استفہام میں سے کوئی ایک مقدم ہو ورنہ فعل مضارع کو نصب دیوے ہر ایک کی مثال۔ مثال امر زرنی واکرمک مثال نہی لا تاکل السمک و تشرب اللبن۔ مثال استفہام ہل عندکم ماء و اشربہ مثال تمنی لیت لی مالاً و انفقہ مثال نفی ما تاتینا و تحدثنا۔ مثال عرض الا تنزل بنا و تصیب خیرا ان مذکورہ مثالوں میں دو شرط موجود ہونے کی وجہ سے واو صرف کے بعد ان مقدرہ کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔
سوال۔ واو صرف کے بعد ان مصدریہ کو کیوں مقدر مانتے ہیں؟
جواب۔ واو صرف حقیقت میں واو عاطفہ ہے اب واو صرف کے ماقبل جملہ انشائیہ اور مابعد فعل مضارع جملہ خبریہ اب جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر صحیح نہ ہوگا اسلئے واو صرف کے مابعد ان مصدریہ مقدر مان کر فعل مضارع کو مصدر کر دیتے ہیں۔ اور یہ مصدر واو صرف کے ماقبل جملہ انشائیہ سے جو مصدر سمجھا جاتا ہے اس پر حمل ہوا اب عطف المفرد علی المفرد ہوگا اور ترکیب بھی صحیح ہو جاوے گا کہ عطف المفرد علی الجملہ وہ صحیح نہیں جیسے مذکور ہوا مثال امر کی تاویل عبارت تقدیر عبارت لیکن منک زیارۃ واکرام۔ ترکیب لام امر جازمہ یکن فعل ناقص منک جار مجرور بلکہ معطوف علیہ منی معطوف دونوں مل کر متعلق ہوا ثابتا ثابتا شبہ فعل کے ساتھ ثابتا شبہ فعل با فاعل اور متعلق مل کر خبر ناقص مقدم زیادہ معطوف علیہ واو حرف عطف اکرام معطوف دونوں مل کر اسم ناقص مؤخر خبر ناقص مقدم اور اسم ناقص مؤخر مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
مثال نہی کی تقدیر عبارت۔ لا یجتمع منک اکل السمک مع شرب اللبن (ترکیب) لا ئے نافیہ منک متعلق ہوا یجتمع فعل کے ساتھ اکل السمک اضافی ہو کر فاعل مع مضاف شرب مصدر مضاف اللبن مفعول بہ مضاف الیہ دونوں مل کر پھر مضاف الیہ ہوا لفظ مع مضاف کا دونوں مل کر مفعول فیہ ہوا۔ لا یجتمع فعل و فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مثال نفی کی تقدیر و تاویل عبارت لیس منک اتیان و تحدیثک ایانا ترکیب۔ لیس فعل ناقص منک متعلق ہوا ثابتا کے ساتھ ثابتا شبہ فعل با فاعل و متعلق مل کر خبر ناقص مقدم اتیان معطوف علیہ تحدیث مصدر مضاف ک فاعل مضاف الیہ ایا نا مفعول بہ تمامی مل کر معطوف ہوا اتیان معطوف علیہ اور معطوف مل کر اسم ناقص مؤخر خبر ناقص مقدم اور اسم ناقص مؤخر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
مثال استفہام کی تقدیر عبارت ہل یکون منکم ماء و شرب منی۔
ترکیب۔ ہل حرف استفہام یکون فعل ناقص منکم معطوف علیہ واو حرف عاطفہ منی معطوف۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر متعلق ہوا ثابتا شبہ فعل کے ساتھ ثابتا شبہ فعل اور فاعل اور دونوں متعلق سے مل کر خبر ناقص ماء معطوف علیہ واو حرف عاطفہ شرب معطوف دونوں مل کر اسم ناقص مؤخر فعل ناقص اپنے اسم ناقص مؤخر و خبر ناقص مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ مثال تمنی کی تقدیر عبارت لیت لی ثبوت مال و انفاقہ

ترکیب ۔ لیت حرف مشبہ بالفعل لی جار مجرور مل کر معطوف علیہ منی جار مجرور مل کر معطوف دونوں مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے ساتھ ثابت شبہ فعل با فاعل اور متعلق مل کر خبر لیت مقدم ثبوت مال اضافی ہو کر معطوف علیہ واو حرف عطف انفاقاً معطوف دونوں مل کر اسم لیت مؤخر خبر لیت مقدم اور اسم لیت مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ مثال عرض کی تاویل عبارت الایکون منک نزول واصابۃ خیر منی اسکی تحقیق اور ترکیب سب جملہ انشائیہ کے بحث میں مذکور ہے ۔ عہ منعد من حرف جر متکلم مجرور جار مجرور ۔ ملکر مصدر کے متعلق انفاقاً مصدر اپنے متعلق سے مل کر

فائدہ ۔ واو صرف کی دوسری اور ایک مثال ۔ شعر ۔

لاتنہ عن خلق وتاتی مثلہ عارٌ علیک اذا فعلت عظیم

یہاں لاتنہ میں جو لا ہے وہ تاتی پر لانا صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر لا کو تاتی پر لاوے تب شاعر کا مقصود خلل پذیر ہو جاوے گا جیسا کہ ظاہر ہے اور شاعر کا مقصود یہ ہے کہ ایسے برے خلاق سے نہی کرنا جو خود اس برے اخلاق میں ہو تب بڑی شرم کی بات ہوگی پس اگر لا کو تاتی پر لاوے تب عدم اتیان جو شاعر کا مقصود نہ تھا وہ لازم آوے گا ۔

(ترکیب) لاتنہ فعل ضمیر انت ذو الحال واو حالیہ تاتی فعل با فاعل مثلہ اضافی ہو کر مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محلاً منصوب حال ذو الحال اور حال مل کر محلاً مرفوع فاعل عن خلق جار و مجرور ملکر متعلق ہوا لاتنہ فعل کے ساتھ لاتنہ فعل با فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ۔

عار علیک اذا فعلت عظیم اصل عبارت اذا فعلت ہذا فعلیک عار عظیم ۔ ضرورت شعر کی بنا پر الٹ پلٹ کر دیا ہے اذا اسم ظرف مفعول فیہ ہوا فعلت فعل کا فعلت فعل فاعل ہذا مفعول بہ محذوف فعل اور فاعل اور مفعول بہ و مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط فا جزائیہ علی حرف جار کاف مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے ساتھ ثابت شبہ فعل و فاعل اور متعلق مل کر خبر مقدم عار موصوف عظیم صفت موصوف اور صفت مل کر مبتدا مؤخر خبر مقدم اور مبتدا مؤخر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہوا شعر مذکور میں غور کرو کہ تاتی مثلہ میں تاتی کا یا حذف نہیں ہوا اور لاتنہ کا یا حذف ہوئی یہی دال ہے واو صرف کا کہ ما قبل کے حکم سے باز رکھا علیک عار عظیم یہ جملہ ظرفیہ اور فعلیہ بھی ہو سکتا ہے مانند عندی مال کے اسکا بیان مذکور ہوا ہے ۔ قولہ ۔ لام کی ۔ اس لام کو کہتے ہیں جو تاکہ کے معنی کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ اسلمت لادخل الجنۃ ۔ ترکیب ، اسلمت فعل بفاعل لام حرف جر ان مصدریہ مقدر ادخل فعل فاعل الجنۃ مفعول بہ بقول بعض و مفعول فیہ بقول بعض فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر بتاویل مفرد محلاً مجرور ہوا لام جر کا جار و مجرور مل کر متعلق ہوا اسلمت فعل کا اسلمت فعل و فاعل و متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۔

قولہ فاکہ در جواب شش چیز است ۔ امر و نہی و استفہام و تمنی و عرض آوبین فا بعد ان مصدریہ لاکر

فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور نصب دینے کے واسطے دو شرط ہے اول یہ کہ فا کا ما قبل ما بعد کے لئے اعتماد کرے اور دوسری شرط یہ کہ فا کے پہلے امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض سے کوئی ایک ہو۔ سوال - پہلی شرط کو کیوں دیا۔ جواب - فعل مضارع اگر عوامل ناصب و جازم سے خالی ہو تو فعل مضارع کو رفع دینا اصل ہے اگر عامل ناصب و جازم داخل ہو تب اپنے عامل کے مطابق اپنے حال پر رہے گا اب جبکہ فعل مضارع پر اَنْ مصدریہ کو مقدر مانے تب معنی میں تغیر و تبدیل ہو جاتے ہیں اب معنی میں جیسا کہ تغیر ہوا اب فار کو لا کر لفظ میں بھی تغیر کیا تاکہ تغیر لفظ تغیر معنی پر دلالت کرے
سوال - دوسری شرط کیوں کیا۔
جواب - اسلئے اشیاء ستّہ کو شرط کیا تاکہ سامع یہ وہم نہ کرے کہ فا کے بعد جو جملہ ہے وہ فا کے پہلے جملہ پر عطف ہوا بلکہ عطف المفرد علی المفرد ہوگا کیونکہ اگر عطف الجملہ علی الجملہ قرار دیا جاوے تو عطف الجزیہ علی الانشائیہ لازم آوے گا اور وہ جائز نہیں ہے جیسا کہ واؤ صرف میں مذکور ہوا فا کی مثال اور ترکیب واو صرف کی مثال اور ترکیب کی مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ واو کی جگہ میں فا کو لاوے مثال امر کی تقدیر عبارت لیکن منک زیارۃ فاکرام منی مثال نہی کی تقدیر عبارت لا یکن منک شتم فضرب منی مثال نفی کی تقدیر عبارت لیس منک اتیان فتحدثیک منا۔ مثال استفہام کی تقدیر عبارت ہل یکون منکم نار فشرب منی۔ مثال تمنی کی تقدیر عبارت لیت لی ثبوت مال فانفاق منی۔ مثال عرض کی تقدیر عبارت الا یکون منک نزول فاصابۃ خیر منی اور کبھی بدون شرائط مذکورہ کے فا کی بعد اَنْ مصدریہ مقدر رہتی ہے۔
قولہ اشلتہا مشہورۃ یعنی مذکورہ ان مقدر رہنے کی مثال تو شائع ضائع ہے اب تفصیل و بیان کی ضرورت نہیں لیکن ناچیز بغرض سہولت بیان کر دیا۔

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را جزم کنند و آن پنج ست لَمْ و لَمَّا و لام امر و لای نہی و اِنْ شرطیہ چوں لَمْ یَنْصُرْ وَ لَمَّا یَنْصُرْ وَ لِیَنْصُرْ وَ لَا تَنْصُرْ وَ اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ بدانکہ اِنْ در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملہ اول را شرط گویند و جملہ دوم را جزا و اِنْ برای مستقبل ست اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ و اینجا جزم تقدیری بود زیراکہ ماضی معرب نیست و بدانکہ چوں جزای شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا فا در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی اِنْ تَاتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَاِنْ تَاتِکَ زَیْدٌ فَاَکْرِمْہُ وَاِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُہِنْہُ وَاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا

مصنفؒ فعل مضارع کے عامل ناصب کو بیان سے فارغ ہو کر فعل مضارع کے عامل جازم کو بیان کرنا شروع فرمایا دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور وہ عامل جازم پانچ ہیں جیسا کہ عبدالقاہر جرجانی نے فرمایا ان ولم ولما ولام امر ولائے نہی نیز پنج حرف جازم فعلند ہرایک بید تما اول لم سوال لم فعل مضارع کو جزم کیوں دیتی ہے۔ جواب لم کی لفظاً ومعناً ان حرف شرطیہ کے ساتھ مشابہت ہے اب حرف شرط جیسا کہ فعل مضارع کو جزم دیتا ہے لم بھی جزم دیگا اور لفظاً مشابہ ہے کہ ان شرطیہ جیسا کہ دو حرف والا ہے لم بھی دو حرف والی ہے اور ان میں جیسا کہ حرف اول متحرک وحرف دیگر ساکن لم میں بھی حرف اول متحرک اور حرف دوم ساکن اور معناً یہ ہے کہ ان شرطیہ جیسا کہ ماضی کے معنی کو مضارع کے معنی میں کر دیتا ہے لم بھی فعل مضارع کو ماضی منفی کی طرف پلٹ دیتی ہے اب نفس پلٹانے میں دونوں کی مشابہت ہونے کی وجہ سے ان شرطیہ جیسا کہ جزم دیتی ہے لم بھی جزم دیویگا تا کہ مشابہت باقی رہے

سوال۔ ان شرطیہ جزم کیوں دیتی ہے۔

جواب۔ واضع نے اس کو جزم دینے کیلئے بنایا اسلئے وہ جزم دیتی ہے اور اصطلاح پر کوئی اعتراض ومناقشہ نہیں کقولہم لا مناقشۃ فی الاصطلاح۔ جواب ان جبکہ دو جملہ پر داخل ہوتا ہے اور دو جملہ میں عمل کرنا موجب ثقالت ہے پس عمل قوی یعنی حرکت دینے کی طاقت نہیں رکھتی ہے اس سے اضعف و اخف ترین حرکات جو کہ جزم ہے عمل ان کے لئے مختص کیا کذا فی الشرح مٹ

قولہ۔ کَلَمَّا۔ لَمَّا بھی فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اور جزم کی علت وہ ہے جو لم میں مذکور ہیں۔

سوال۔ لم ولما کے درمیان کیا فرق ہے۔ جواب۔ لم ولما کے درمیان چند فرق ہے (۱) لم مطلق ماضی منفی کے لئے مستعمل ہوتا ہے یعنی زمانہ ماضی سے کسی ایک زمانہ میں متکلم نے کوئی کام نہ کیا اور لما استغراق ماضی منفی کے لئے وضع کیا گیا ہے استغراق یعنی زمانہ ماضی سے زمانہ تکلم تک کسی کام کی نفی کرنے کے لئے لما موضوع ہے جیسا کہ لما یضرب یعنی کسی زمانہ میں نہ مارا یعنی ہمیشہ اب زمانہ موجود تک بھی نہ مارا (۲) لم کے بعد فعل کو حذف کرنا جائز نہیں اور لما کے بعد فعل کو حذف کرنا جائز ہے اگر قرینہ ہو پس شارقت المدینہ ولما یہ اصل میں شارقت المدینہ لمّا اُدْخُلھا تھا اب ادخلہا کو لمّا کے بعد سے حذف کر دیا یعنی قریب ہوا میں شہر کو نہیں داخل ہوں پس شارقت المدینہ ولم کہنا صحیح ہوگا۔ (۳) لمّا پہ حرف شرط کو داخل کرنا جائز نہیں ہے اور لم کے اوپر داخل کرنا جائز ہے جیسا کہ ان لم یضرب ومن لم یضرب اور ان لما یضرب اور من لمّا یضرب کہنا صحیح ہوگا کیونکہ لمّا پر حرف شرط داخل ہوا اور وہ جائز نہیں ہے (۴) لما امید کے کاموں میں مستعمل ہوتا ہے اور لم ایسا نہیں۔ قولہ لام امر اسکو کہتے ہیں جو کسی کام کو تلاش کرنے پر دلالت کرے اور لائے نہی اسکو کہتے ہیں جو کسی کام تلاش نہ کرنے کے لئے دلالت کرے۔

سوال۔ لام امر اور لائے نہی فعل مضارع کو جزم کیوں دیتی ہے۔
جواب۔ لام امر اور لائے نہی یہ دونوں معنًا اِنْ شرطیہ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اب اِنْ شرطیہ جیسا کہ فعل مضارع کو جزم دیتی ہے لام امر اور لائے نہی بھی دیگا جیسا کہ لیضرب ولا تضرب اور مشابہت یہ ہے کہ اِنْ شرطیہ جیسا کہ ماضی کو استقبال کی طرف انتقال کرتی ہے ویسا ہی لام امر اور لائے نہی بھی فعل مضارع کو حال اور استقبال مشترک سے استقبال کیلئے پلٹا کر دیتی ہے اور ہر ایک کی مثال لم یضرب ولما یضرب ولیضرب ولا تضرب اور اس کی ترکیب سہل ہونے کی وجہ سے بندہ نے بیان نہیں کیا۔ فقاتلُ
قولہ۔ اِنْ تنصر انصر کو جزم دیتی ہے جیسے اِنْ تنصر انصر یعنی اگر تو مدد کرے گا میں بھی مدد کرونگا۔
ترکیب، اِنْ شرطیہ جازمہ تنصر فعل انت ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، انصر فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ۔
قولہ بدانکہ اِنْ در دو جملہ رود الخ یہ کہکر اِنْ شرطیہ سے کچھ حکم کو بیان کرنا مقصود ہے اور جملہ شرطیہ اسکو کہتے ہیں جسمیں ایک جملہ کو دوسرے جملہ کیلئے معلق کرے پہلے جملہ کو شرط کہتے ہیں اور ثانی جملہ کو جزا کہتے ہیں۔ سوال۔ شرط اور جزا کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔؟
جواب۔ شرط کو اسلئے شرط کہا جاتا ہے کہ اسمیں دوسرا جملہ وجود میں آنے کیلئے جملہ اول کی ضرورت پڑتی ہے اب شرط بمعنی جزو اول اسلئے شرط کو شرط کہتے ہیں اور جزا بمعنی کامل کر دینا اور جزا کو جزا اسلئے کہتے ہیں کہ وہ جملہ اول کے خواہش کو کامل کر دیتا ہے جیسا کہ مثال مذکورہ میں تنصر شرط ہے اور انصر جزا ہے کیونکہ متکلم کا مدد وجود میں آنے کیلئے مخاطب کی نصرت شرط ہے۔
قولہ اِنْ تضرب اضرب یعنی اگر تو مارے گا تو مارونگا میں اسکی ترکیب بعینہ اِنْ تنصر انصر کی مانند ہے پس اسکو پھر لوٹانے کی حاجت نہیں۔ قولہ اِنْ برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود پس اس عبارت سے مصنف کا مقصود اِنْ شرطیہ کی لفظی اور معنوی عمل بیان کرنا ہے واضح ہو کہ اِنْ شرطیہ معنی مستقبل کے لئے ہوتی ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہوئے پس اِنْ ماضی کو معنی مستقبل میں کر دیتی ہے جیسا کہ اِنْ ضربتَ ضربتُ یعنی اگر تو مارے گا تو مارونگا میں یہاں ضربتُ اور ضربتَ دونوں ماضی کا صیغہ ہونیکے باوجود بھی مضارع کا بھی معنی دیا اگر مضارع پر داخل ہو تب بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتی ہے۔ مشترک نہیں رہتی ہے۔ قولہ اِنْ ضربتَ ضربتُ (ترکیب) اِنْ شرطیہ جازمہ ضربتَ فعل تَ ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ضربتُ فعل تُ ضمیر فاعل فعل اور فاعل مل کر جزا شرط اور جزا مل کر شرطیہ ہوا۔
قولہ اینجا جزم تقدیری بود نہ براکہ الخ اور یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے اور سوال یہ ہے

کہ اگر ان شرطیہ جزم دیتا ہے تب ضربتَ ضربتُ میں جزم کیوں نہیں دیا اب اس کا جواب مصنف نے فرمایا اسمیں بھی ان شرطیہ عمل کیا معناً و لفظاً عمل نہ کیا لیکن عمل تقدیری کی کیونکہ فعل ماضی مبنی ہونے کی وجہ سے لفظاً عمل نہ کرے گا۔

فائدہ ۶۔ اگر شرط و جزا مضارع کا صیغہ ہو تو جزم دینا واجب ہے لفظاً مثال گذر گیا اگر شرط وجزا ماضی ہو تو تب لفظ عمل نہ کریگا لیکن تقدیراً عمل کریگا مثال گذر گیا اگر شرط مضارع ہو اور ماضی ہو جزا تب بھی مضارع کو جزم دینا واجب ہے مثال ان تضرب ضربتُ اگر جزا مضارع اور شرط ماضی ہو تب جزا میں جزم دینا اور نہ دینا دونوں جائز ہے مثال ان ضربتَ تضربُ۔

قولہ بدانکہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد الخ یا امر و نہی الخ اس عبارت سے مصنف یہ فرماتے ہیں کہ ان شرطیہ کی جزا میں کب فا آتی ہے وہ مصنف مشہور کی بنا پر چار جگہ بتایا مگر ناچیز بحسب استقرار چند مواقع کو بیان کرتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ذیل کی جگہوں میں جزا میں فا لانا واجب ہے۔ (۱) اگر شرط کی جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے اِن تاتِنی فانتَ مُکرَمٌ اگر تو میرے پاس آوے پس اکرام کیا جاوے تو ترکیب ان شرطیہ جازمہ تاتی فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل نون وقایہ ی متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط فا جزائیہ انت ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع مبتدا مکرم شبہ فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع نائب فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ (۲) اگر جزا امر کا صیغہ ہو جیسے اِن رایت زیداً فاکرمہ اگر زید کو دیکھے گا تو پس اکرام کر تو اس کو ترکیب ان حرف شرط رایتَ فعل تا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل زیداً مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ف جزائیہ اکرم فعل ضمیر انت فاعل ہ ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ (۳) اگر جزا نہی واقع ہو جیسے اِن اتاک عمرو فلا تہنہ اگر عمرو تیرے پاس آوے پس اس کی اہانت مت کر ترکیب ان حرف شرطیہ جازمہ اتا فعل عمرو فاعل ک خطاب ضمیر منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط فا جزائیہ لا لائے نہی جازمہ تہن فعل ضمیر انت فاعل ہ ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۴) اگر جزا جملہ دعائیہ واقع ہو جیسے ان اکرمتنی فجزاک اللہ خیراً اگر اکرام کریگا تو میرا پس بدلہ دے گا تجھکو اللہ تعالیٰ اچھا بدلہ۔ ترکیب۔ ان حرف شرط اکرم فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل علی الطریقہ المذکورہ نون وقایہ ی متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ف جزائیہ جزا بروزن دعا فعل لفظ اللہ فاعل ک ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب

مفعول ــ اوّل جزاً مفعول بہ ثانی
فعل اور فاعل اور دونوں مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ (۵) اگر جزا ماضی ہووے قد کیساتھ
جیسے ان اکرمتنی فقد اکرمتک امس اگر تو مجھکو اکرام کرے پس البتہ اکرام کیا میں تجھکو گذشتہ کل (۶) جواب
استفہام ہو جیسا ہل تعلم فتنج (۷) اگر جزا مضارع منفی ہو ما کے ساتھ جیسا کہ ان تشتمنی فما اضربک یعنی اگر
مجھکو گالی دیوے تو پس نہیں مارونگا میں تجھکو (۸) اگر جزا مضارع منفی ہو لم کے ساتھ جیسا کہ ان تشتمنی فلم
اضربک یعنی اگر تو مجھکو گالی دیوے پس نہیں مارونگا میں تجھکو (۹) اگر مضارع منفی بلن ہو جیسا کہ ان تقرء
الکتاب فلن تستضل یعنی اگر کتاب اللہ کو پڑھے تو پس ہرگز گمراہ نہیں ہوئے تو تمنی کے جواب میں جیسا کہ لیت
لی کتاب فاقرئہ کاش کہ مرے لئے کتاب ہوتی پس پڑھوں (۱۰) عرض کے جواب میں جیسا کہ الا تنزل بنا فتصیب
خیرا کیوں نہیں اترا تو ہمارے ساتھ پس پہونچے تو بھلائی کو سوال جزا میں فا کیوں لاتے ہیں۔ جواب ۔ واضح
ہو کہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس جگہ حرف شرط تاثیر ہو کرے تو فا لانا اس وقت جزا میں جائز نہیں اگر حرف
شرط تاثیر نہ کرے تو فا لانا البتہ واجب ہے جیسے ان مواضع مذکورہ میں حرف شرط کا کوئی اثر نہیں
غور سے دیکھو فلہذا فا لانا واجب ہے اگر حرف شرط کا تاثیر ضعیف ہو تو فا لانا اور نہ لانا جائز ہے۔

بابُ دوم در عمل افعال

بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست وافعال در اعمال بر دو گونہ است قسم اوّل معروف بدانکہ
فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را برفع کند چون قامَ زیدٌ و ضَرَبَ عمرٌو
و شش اسم را نصب کند اوّل مفعول مطلق را چون قامَ زیدٌ قیاماً و ضَرَبَ زیدٌ ضرباً
دوم مفعول فیہ را چون صُمتُ یومَ الجمعۃ و جلستُ فوقک سوم مفعول معہ را چون
جاءَ البرد و الجُبّات ای مع الجُبّات چہارم مفعول لہ را چون قُمتُ اِکراماً لِزیدٍ و
ضربتُہٗ تادیباً پنجم حال را چون جاءَ زیدٌ راکباً ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت
فعل بفاعل ابہامی باشد چون طابَ زیدٌ نفساً اما فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند چون
ضَرَبَ زیدٌ عمراً و این عمل فعل لازم را نباشد

تشریح ۔ واضح ہو کہ مصنف حروف عامل در اسم و در فعل مضارع کے بیان سے فارغ ہونے کے
بعد افعال عاملہ کے بیان کو شروع فرمایا بقولہ بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست الخ یعنی ہر قسم فعل خواہ لازم
ہو خواہ متعدی خواہ متصرفہ ہو یا غیر متصرفہ خواہ مقاربہ ہو یا غیر مقاربہ خواہ تامہ ہو یا غیر تامہ ۔

العامل ہر قسم کا فعل عمل کرنے والا ہے کیونکہ فعل کی اصل عمل کرنا ہے اور ہر شئی کا اپنا اصل پر برقرار رہنا یہ بھی ایک اصل ہے بناء علیہ کوئی فعل ایسا نہیں ملے گا کہ وہ عمل کرنے والا نہیں ہے اور فعل عمل کے اعتبار سے دو قسم پر ہے اوّل معروف دوم مجہول، فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع کرتا ہے اور چھ اسم (یعنی اسم مفعول مطلق و فیہ و معہ ولہ و حال و تمیز کو نصب کرتا ہے اور یہ عمل فعل لازم معروف کا ہے لیکن فعل متعدی معروف سات اسم کو نصب کرتا ہے انہیں سے چھ قسم جو مذکور ہو چکا باقی ایک قسم وہ مفعول بہ ہے خواہ وہ نصب لفظی ہو یا تقدیری ہو خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو یا اعراب بالحرکت ہو یا اعراب بالحروف ہو جیسا کہ بالتفصیل بحث اعرابات میں مذکور ہوا۔

فعل کا معنی لغوی کرنا کام کا اور اصطلاح میں فعل اس کلمہ کو کہتے ہیں جو دلالت کرتا ہے ایسے معنی پر جو اپنے نفس میں ہونے والا ہے۔ جس حالیکہ وہ معنی میں زمانوں میں سے کسی زمانوں کے ساتھ ملنے والا ہو۔ فعل لازم۔ لازم کا معنی لغوی لپٹنے والا اور اصطلاح میں فعل لازم اس فعل کو کہتے ہیں جو صرف فاعل سے تمام ہو جاتا ہے اور مفعول بہ کی طرف محتاج نہیں ہے۔ فعل متعدی۔ تعدی بمعنی تجاوز کرنا اور اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں جو صرف فاعل سے تمام نہ ہو کر مفعول بہ کی طرف تجاوز کرتا ہے یعنی مفعول بہ کے بغیر اس کا معنی ناتمام رہتا ہے۔ اور فعل معروف اس فعل کو کہتے ہیں جبکہ فاعل جلی یعنی اسم ظاہر اور فاعل خفی یعنی اسم ضمیر کی طرف نسبت کیا جاوے اور اسکو معلوم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا فاعل معلوم ہے اور فعل مجہول اسکا خلاف۔ اور فعل متصرفہ اس فعل کو کہتے ہیں جبکہ ماضی و مضارع وغیرہ کی طرف گردانا جاتا ہے اور فعل غیر متصرفہ اسکا خلاف ہے اور باقیوں کی تعریف آیندہ میں آنے والی ہے مثال فاعل۔ قام زید (کھڑا ہوا زید)، قام فعل زید اسکا فاعل فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ و ضرب عمرو (مارا عمرو نے)، ضرب فعل عمرو اسکا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مثال اول فعل لازم کا اور مثال ثانی فعل متعدی کا۔

مثال منصوبات۔ اول مفعول مطلق کا مثال جیسے قام زید قیاماً (کھڑا ہوا زید کھڑا ہونا)، یہ مثال مفعول مطلق برائے تاکید کی ہے قام فعل زید فاعل قیاماً مفعول مطلق فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور ضرب زید ضرباً (مارا زید نے مارنا)، یہ مثال بھی برائے تاکید ہے ضرب فعل زید فاعل اور ضرباً مفعول مطلق فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ مثال اوّل فعل لازم کا اور مثال ثانی فعل متعدی کا۔ دوسری قسم مفعول فیہ کو نصب کرتا ہے جیسے صمتُ یومَ الجمعۃ و جلست فوقک (روزہ رکھا میں جمعہ کے دن کا اور بیٹھا میں تیرے اوپر)، صمتُ فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز محلا مرفوع فاعل اور یوم الجمعۃ ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ ظرف زمان فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ دونیں فعل لازم کا مثال ہے اور فعل متعدی کا مثال یہ ہے ضربت یوم الجمعۃ و ضربتُہٗ فی السوق اور ان

دونوں کی ترکیب مذکورہ بالا ترکیب پر قیاس کیجئے۔ تیسرا مفعول معہ کو بھی نصب کرتا ہے جیسے جاء البردُ
والجبّاتِ ای مع الجبات یعنی موسم جاڑا آئی ساتھ جبّوں کے (ترکیب۔ جاء فعل البرد فاعل واو بمعنی مع الجبات
مفتوحہ بالفتح ای حرف تفسیر مع مضاف الجبّات مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ مل کر مفسر بالکسر
مفسّر و مفسّر مل کر مفعول معہ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ راز براعظم مرحوم)
اور بعض نے اسکی ترکیب یوں کیا ہے۔ جاء فعل البردُ فاعل والجبّات کو مفعول معہ ہاں اگرچہ یہ ترکیب صحیح
ہے لیکن اولیٰ نہیں کیونکہ ای مع الجبّات کو شامل نہیں کرتا ہے اور الجبّات یہ مفعول معہ ہے تو نصب ہونا
واجب تھا لیکن بظاہر جر ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ جبّات جبّہ کی جمع ہے جمع مؤنث سالم اور جمع مؤنث
سالم کا اعراب حالت نصب میں جر کے ساتھ ہوتا ہے حکماً جیسے مذکور ہوا اسلئے جر ہوا اور مثال فعل
لازم کا ہے اور فعل متعدی کا مثال یہ ہے ضَرَبَ زیدٌ عمرًا مع بکرٍ مارا زید نے عمر کو بکر کے ساتھ اسکی
ترکیب مذکورہ بالا ترکیب پر قیاس کیجئے۔ چوتھا مفعول لہٗ کو بھی نصب کرتا ہے جیسے قمتُ اکرامًا لزید۔
زید کی تعظیم کرنے کی غرض سے کھڑا ہوا میں (ترکیب قمتُ فعل ت ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل
اکرامًا شبہ فعل مصدر لام حرف جار زید مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اکرامًا شبہ فعل کا
اور شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہٗ ہوا قمتُ فعل کا قمتُ فعل اپنے فاعل اور مفعول لہٗ سے مل کر
جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف ضربتہٗ تادیبًا مارا میں نے زید کو ادب دینے کی غرض سے)
ترکیب ضربتُ فعل بفاعل ہٗ ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ اور تادیبًا مفعول لہٗ فعل اپنے فاعل
اور مفعول بہ اور لہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اور مثال اوّل فعل لازم کا اور مثال ثانی متعدی کا
پانچواں حال کو بھی نصب دیتا ہے جیسے جاء زیدٌ راکبًا یعنی آیا زید حالت رکوب میں) جاء فعل زید ذوالحال
راکبًا شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر فاعل شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال ذوالحال اپنے حال
سے مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور یہ مثال فعل لازم کا ہے
اور فعل متعدی کا مثال یہ ہے جیسے ضربت زیدًا مشدودًا۔ چھٹا تمیز کو بھی نصب دیتا ہے بشرطیکہ
فعل یا شبہ فعل کی نسبت اپنے فاعل کی طرف کرنے میں ابہام ہوئے جیسے طاب زید نفسًا (خوش ہوا
زید از روئے نفس کے) طاب فعل زید ممیز بالفتح نفسًا تمیز ممیز اور تمیز مل کر فاعل فعل اپنے فاعل سے
مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور فعل لازم کی مثال ہے اور فعل متعدی کی مثال اسپر قیاس کر لو۔
قولہ اما فعل متعدی الخ یعنی فعل متعدی مفعول بہ کو نصب کرتا ہے جیسے ضرب زیدٌ عمرًا (مارا
زید نے عمرو کو۔ ضرب فعل زید فاعل عمرًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
وقولہ۔ این عمل فعل لازم را نباشد الخ یعنی مفعول بہ کو نصب کرنا یہ عمل خاص کرکے فعل متعدی معروف

کا اور یہ فعل لازم کا عمل نہیں ہے ۱۲

فصل بدانکہ فاعل اسمیت کہ پیش از وے فعلی باشد مسند بداں اسم بطریق قیام فعل بداں اسم چوں زید در ضرب زید ومفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد فعلے واں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں ضربا در ضربت ضربا وتادیبا در قمت تادیبا ومفعول فیہ اسمیت کہ فعل مذکور در واقع شود واو را ظرف گویند وظرف بر دو گونہ است ظرف زماں چوں یوم در صمت یوم الجمعۃ وظرف مکاں چوں عند در جلست عندک ومفعول معہ اسمیت کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنی مع چوں والجبات در جاء البرد والجبات ای مع الجبات ومفعول لہ اسمیت کہ دلالت کند بر چیزی کہ سبب فعل مذکور باشد چوں اکراما در قمت اکراما لزید وحال اسمیت نکرہ کہ دلالت کند بر ہیأت فاعل چوں راکبا در جاء زید راکبا یا بر ہیأت مفعول چوں مشدودا در ضربت زیدا مشدودا یا بر ہیأت ہر دو چوں راکبین در لقیت زیدا راکبین وفاعل ومفعول را ذوالحال گویند وآں غالبا معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چوں جاءنی راکبا رجل وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رأیت الامیر وھو راکب و تمیز اسمیت کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عندی احد عشر درھما یا از وزن چوں عندی رطل زیتا یا از کیل چوں عندی قفیزان برا یا از مساحت چوں ما فی السماء قدر راحۃ سحابا ومفعول بہ اسمیت کہ فعل فاعل بر دو واقع شود چوں ضرب زید عمرا بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند وجملہ بفعل وفاعل تمام شود بدیں سبب گویند کہ المنصوب فضلۃ

تشریح - مخفی نہ رہے کہ تشریح سے پہلے فاعل کی تعریف میں جو عبارات متعلقہ ہے اسکو حل کرنا ضروری ہے تا بآسانی فاعل کی تعریف معلوم ہو جائے قولہ پیش از وی ہیں وی کا مرجع اسم ہے مسند اسم مفعول اسکی ضمیر راجع ہے طرف فعل یا شبہ فعل کے جو فاعل سے پہلے ہو۔ قولہ بداں اسم اس سے اشارہ اس بات کی طرف کہ مرجع اس کا وہ اسم ہے کہ جس سے پہلے فعل یا تو شبہ فعل ہو فاعل کا لغوی معنی کرنے والا کسی کام کا اور اصطلاح میں فاعل ایسا اسم ہے خواہ اسم صریح ہو یا تاویلی جو فعل یا شبہ فعل کے بعد واقع ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کی اسناد اس اسم کی طرف ہو۔ جو فعل یا شبہ فعل کے بعد واقع ہو بطریق قائم ہونے یا تو صادر ہونے اس فعل یا شبہ فعل کا اس اسم کے ساتھ صدور جیسا کہ افعال اختیاریہ ہیں مثلاً اکل وشرب وغیرہ

یا عدم صدور جیسا کہ افعال غیر اختیاریہ میں مثلاً طال ومات وغیرہ اور قولہ پیش از وی فعلے باشد سے زید قام سے احتراز ہے کیونکہ زید اسم سے پہلے کوئی فعل واقع نہ ہوا تو زید مبتدا اور قام کو خبر سے تعبیر کرتے ہیں یہ مذہب بصری کا ہے لیکن کوفیوں کے نزدیک زید قام اور قام زید دونوں ایک برابر ہے اور دونوں صورت میں زید فاعل ہے اور تقدیم فاعل علی الفعل ان کے نزدیک جائز ہے لیکن مصنف نے بصریوں کا مذہب اختیار فرمایا اس نے پیش از وی کی قید کے ساتھ مقید کیا وبقولہ مسند بداں اسم کی قید سے مفاعیل خارج ہوگئے کیونکہ مفعولات کے ساتھ مسند نہیں ہوتا ہے۔

وبقولہ برطریق قیام فعل بداں اسم کی قید سے مفعول مالم یسم فاعلہ خارج ہوگیا کیونکہ وہ برطریق وقوع فعل علیہ ہے اور برطریق قیام فعل الخ یہ قید برمذہب ابن حاجبؒ لگانا لابدی ضروری ہے ورنہ صاحب مفصل اور اکثر بصریین اور شیخ عبدالقاہر جرجانی کے نزدیک اس قید کو ترک کرنا واجب ہے کیونکہ یہ حضرات فاعل اور نائب فاعل میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں (کذا فی الفوائد ضیائیہ والدرایہ)

مثال فاعل جیسے زید فاعل ہے ضرب زید میں (ترکیب) ضَرَبَ فعل زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ وقولہ مفعول مطلق وہ ایسا مصدر ہے جو فعل کے بعد واقع ہو بشرطیکہ وہ مصدر فعل مذکور کے معنی میں ہو۔ یعنی مفعول مطلق اور فعل مذکر دونوں معنی مصدری میں ایک ہو نہ کہ بعینہ فعل مذکور کے معنی میں ہو کیونکہ فعل اصطلاحی کے تین معنی ہیں (۱) معنی مصدری (۲) نسبت الی فاعل تا (۳) اقتران بالزمان اور وہ مفعول مطلق میں موجود نہیں اور اس مصدر سے مراد عام ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی اور فعل مذکور سے عام مراد ہے خواہ ملفوظ ہو یا مقدر جیسے ضَرْبَ الرِّقَابِ اصل میں فاضربوا ضرب الرقاب تھا لیکن لفظاً و باباً متحد یعنی ایک ہونا ضروری نہیں جیسے لفظاً و باباً و معناً متحد ہے ضربت ضرباً یا تو لفظاً متحد نہ ہو لیکن معنی و باباً متحد ہو جیسے قعدت جلوساً یہ مثال ان لوگوں کے قول پر صحیح ہے جنہوں نے قعود و جلوس کو مرادف مانا ورنہ مثال صحیح نہ ہوگی کیونکہ فعل مذکور کے معنی میں نہ ہوگا یا تو لفظاً و معناً متحد ہو لیکن باباً تغایر ہو جیسے انبت اللہ نباتاً اور انبات اور نبات دونوں باباً متغائر ہے (کما ذکر فی الصرف) یا تو لفظاً و باباً تغائر ہو لیکن معنی متحد ہو جیسے فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ کیونکہ ایجاس باب افعال سے یعنی در دل انگندن ترس راکے ہے (کذا فی الصراح) اور خیفہ کے معنی بھی ڈرانا اب دونوں معنی متحد ہے لیکن باب و لفظ میں مغائر ہے مثال مفعول مطلق جیسے ضَرْباً یہ مفعول مطلق ہے ضربت ضرباً میں اور قیاماً مفعول مطلق ہے قمت قیاماً میں دونوں مثال کی ترکیب گذر گئی۔

فائدہ۔ مفعول مطلق تین معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے اول تاکید کے واسطے مثال مذکور ہوا۔ دوم بیان نوع کے لئے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَۃَ الْقَارِیِّ (بیٹھا میں ایک نوع بیٹھنا) سوم بیان عدد کے لئے جیسے جَلَسْتُ

جَلَستُ بالفتح (بیٹھا) میں ایک مرتبہ بیٹھا، جیسے شاعر کہتا ہے۔ شعر

الفَعلۃ للمرۃ والفِعلۃ للحالۃ — والفَعلۃ للمقدس کا والمفعل للآلۃ

(قولہ مفعول فیہ اسمیت الخ) اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ مفعول فیہ کا مطلب جس میں فعل کیا گیا ہو اور اصطلاح نحاۃ میں مفعول فیہ وہ اسم ہے جسمیں فعل مذکور واقع ہو حقیقتاً ہو یا حکماً اور فعل مذکور سے مراد عام ہے خواہ فعل لغوی یا اصطلاحی اور مفعول فیہ کو اصطلاح نحاۃ میں ظرف بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ظرف کے معنی برتن کے ہیں اور برتن میں جیسا کہ چیزیں سمائی جاتی ہیں ویسا ہی مفعول فیہ میں بھی فعل مذکور کو سمایا جاتا ہے خواہ زمان میں ہو یا مکان میں ہو پھر ظرف دو قسم پر ہے یعنی حقیقۃ مفعول فیہ دو قسم پر ہے ایک مفعول فیہ ظرف زمان وہ اسکو کہتے ہیں جس زمانہ یا وقت میں فعل مذکور واقع ہو۔ دوسرا ظرف مکان وہ اسکو کہتے ہیں کہ جس جگہ یا مکان کے اندر فعل مذکور کیا جاتا ہے مثال اوّل جیسے یوم مفعول فیہ ہے صُمتُ یوم الجمعۃ کے اندر اسکی ترکیب گذر چکی ہے مثال ثانی جیسے جلستُ عندک اسکی ترکیب مثل جلستُ خلفک کے ہے۔

فائدہ۔ شھدتُ یوم الجمعۃ جو مفعول بہ و فیہ دونوں کا محتمل ہے اس سے اعتراض وارد نہ ہوگا کیونکہ ہر تعریفات کے اندر قید حیثیت ملحوظ ہوا کرتی ہے۔ اسلئے مثال مذکور میں اگر من حیث ما فعل فیہ ہو تو مفعول فیہ و اگر من حیث وقع علیہ ہو تو مفعول بہ (فلا منافاۃ) اور وہ دو ترکیب یعنی انا ضارب یوم الجمعۃ و اعجبنی ضربک یوم الجمعۃ اسمیں داخل ہو گئی کیونکہ ان دونوں میں شبہ فعل مذکور (فعل لغوی موجود ہے (باقی تقریرات آئندہ کتابوں میں پائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ)

(قولہ) مفعول معہ الخ مفعول معہ معنی لغوی جسکے ساتھ فعل کیا گیا ہو اور اصطلاح میں مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد واقع ہو والجبات مفعول معہ ہے جو جاء البرد والجبات ای مع الجبات کے اندر ہے اور اسکا معنی و ترکیب مذکور ہو چکا واو بمعنی مع کے بعد واقع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تاکہ مفعول معہ معمول فعل کی مصاحبت پر دلالت کرے اور یہ مصاحبت کئی قسم پر ہے اوّل یہ کہ مفعول معہ فاعل کا ہم مصاحبت ہونیکا دونوں فعل سے صادر ہونے میں جیسے استوا الماء والخشبۃ۔ پانی لکڑی کے برابر ہوا۔ یا تو مفعول معہ اور مفعول دونوں میں مصاحبت ہو جیسے ضربت زیداً مع بکر یا تو مفعول معہ فاعل و مفعول دونوں کی مصاحبت ہو جیسے کفاک زید درہماً کفایت کیا تجھ کو زید ساتھ درہم کے (ف) مفعول معہ کے عامل کے بارے میں نحاۃ کا اختلاف ہے اوّل عبدالقاہر جرجانی کے نزدیک مفعول معہ کا عامل حرف واو ہے جیسے انکے شعر میں ہے۔

واو ویا وہمزہ والا و یا وائے حیا — ناصب اسم اند پس این ہفت حرف ای مقتدا

دوم اخفش کے نزدیک مفعول معہ کا عامل مفعول فیہ یعنی ظرفیۃ کی بنا پر ہے کیونکہ مع جو مصاحبت پر دلالت کرتی ہے اور وہ از قبیل ظرف کے ہے۔

سوم مذہب جمہور یہ ہے کہ مفعول معہ کا عامل فعل یا شبہ فعل یا معنی الفعل بواسطہ واو بمعنی مع کے شباہت مفعول فیہ کے ہے۔ چہارم کوفیوں کے نزدیک مفعول معہ کا عامل معنوی ہے مانند مبتدا وخبر کے پنجم۔ زجاج کے نزدیک مفعول معہ کا عامل واو کے بعد ایک فعل مقدر رہا کرتا ہے وہ اس کا عامل ہے کیونکہ وہ واو بمعنی مع کے اصل عاطفہ ہے۔ اسلئے معطوف میں بھی فعل ہونا چاہیئے تاکہ عطف الفعلیہ علی الفعلیہ ہو جاوے وکذا فی الحاشیہ

فائدہ یہ مفعول معہ واو بمعنی مع کے بعد واقع ہوتا ہے صراحۃً مع کے بعد نہیں بلکہ واو کے بعد واقع ہوتا ہے کیونکہ واو لفظ مع سے مختصر ہے کیونکہ مع میں دو حرف ہے اور فا بھی مع سے مختصر تھی لیکن اسکے بعد واقع نہیں ہوتا کیونکہ فا صرف ترتیب وجمعیت کیلئے آیا کرتی ہے نہ کہ معیت کیلئے بخلاف واو کے وہ معیت وجمعیت دونوں کیلئے مستعمل ہے اسلئے اسکے بعد واقع ہوتا ہے۔

وقولہ مفعول لہٗ اسمیت کہ دلالت کند الخ مفعول لہٗ کے معنی لغوی جسکے لئے فعل مذکور کیا گیا اور بہ اصطلاح نحاۃ میں مفعول لہٗ وہ اسم ہے جو فعل مذکور کے سبب پر دلالت کرے۔ خلاصہ تعریف یہ ہے کہ مفعول لہ وہ اسم ہے کہ جسکو حاصل کرنے کی غرض سے یا تو جسکے وجود کے سبب سے فعل مذکور کو ایجاد میں لایا جاتا ہے۔ تحصیل کی مثال جیسے اکراماً مفعول لہٗ ہے قمتُ اکراماً میں یعنی کھڑا ہوا زید کا اکرام حاصل کرنے کی غرض سے ویسا ہی ضربتہ تادیبا۔ مثال سبب وجود مفعول لہٗ کے جیسے قعدت عن الحرب جبنا میں لڑائی کے میدان سے بزدل ہونیکے سبب بیٹھ گیا، ترکیب قعدت فعل بفاعل عن الحرب جار مجرور مل کر متعلق ہوا قعدتُ فعل کے ساتھ اور جبنا مفعول لہ، فعل اپنے فاعل ومفعول لہٗ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ، اور یہ تعریف بالموافق جمہور کے ہے ورنہ زجاج نحوی مفعول لہٗ کے وجود کو بھی نہیں مانتے بلکہ اس کو مفعول مطلق من غیر اللفظ میں داخل کر دیتا ہے لیکن اس کا بطلان مطولات میں ذکر ہے اور مفعول لہٗ نصب ہونیکی شرائط بھی مطولات میں ہے۔ وقولہ حال اسمیت نکرہ کہ دلالت کند بر ہیات فاعل یا مفعول یا ہر دو الخ۔

حال کا معنی لغوی حال الشی یحول بمعنی بدل جانا ہے ماخوذ ہے اور حال کو اسلئے حال کہا جاتا ہے کہ وہ ایک حالت پر نہیں رہتی ہے اور اصطلاح میں حال وہ لفظ ہے کہ فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی ہیئت بیان کرے جو بوقت صدور فعل من الفاعل یا وقوع فعل کے پائی جاتی ہے جیسے راکبا حال ہے جاءنی زید راکبا کے اندر ویسا ہی مشدودا حال ہے ضربتُ زیدا مشدودا میں اور راکبین حال ہے لقیت زیدا راکبین میں اور مذکورہ تعریف میں لفظ ہیئت سے تمیز خارج ہو گئی کیونکہ وہ ہیئت پر دلالت نہیں کرتی اور فاعل ومفعول بہ کی قید سے ان دونوں کے غیر کی ہیئت سے احتراز ہے۔ تامل۔

(فائدہ) فاعل ومفعول بہ سے مراد عام ہے خواہ فاعل حقیقی ہو یا حکمی ویسا ہی مفعول بہ حقیقی ہو یا حکمی سب نائب فاعل وغیرہ اور مضاف الیہ ومجرور کی ہیئت بیان کرنا بھی حال ہوگا کیونکہ وہ سب حکماً فاعل

ومفعول بہ ہے۔ مثال ہیئت فاعل جاء زید راکبًا اسکا معنی و ترکیب گذر چکی مثال ہیئت مفعول بہ جیسے ضربت
زیدًا مشدودًا یعنی مارا میں نے زید کو جس حالیکہ وہ زید سخت باندھا ہوا، ترکیب، ضربتُ فعل تُ ضمیر
مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل زیدًا ذوالحال مشدودًا شبہ فعل ضمیر ہو مستتر نائب فاعل شبہ
فعل و نائب فاعل مل کر حال ہوا زیدًا ذوالحال کا ذوالحال وحال مل کر مفعول بہ فعل و فاعل ومفعول بہ سے
ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۲ ومثال ہیئت ہر دو جیسے لقیتُ زیدًا راکبین ملاقات کیا میں نے زید کو جس حالیکہ
میں اور زید دونوں سوار کی حالت میں ہو، ترکیب اوّل لقیت فعل تُ ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً
مرفوع ذوالحال اوّل زیدًا ذوالحال ثانی راکبین شبہ فعل ضمیر نحن مستتر فاعل شبہ فعل اپنا فاعل مل کر
حال اوّل ہوا تُ ضمیر ذوالحال کا ذوالحال وحال مل کر محلاً مرفوع فاعل پھر راکبین شبہ فعل محذوف اپنا
فاعل سے مل کر حال ثانی ہوا زیدًا ذوالحال کا زید ذوالحال وحال مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ
سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

الحاصل راکبین کو ترکیب میں دو مرتبہ لحاظ کیا جاوے کیونکہ ذوالحال جیسا کہ دو ہے ویسا ہی حال
بھی دو ہونا مناسب ہوگا (یہ ترکیب میرے استاذ و مرشد حضرتنا مولانا الحاج بڑا حضور سے میری
کان سے سنی لیکن اکثر شارحین یہاں بہک گئے کما لا یخفی، ترکیب ثانی۔ لقیت فعل تُ ضمیر بارز محلاً
مرفوع ذوالحال راکبین شبہ فعل ضمیر نحن فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر حال ہوا تُ ضمیر ذوالحال کا ذوالحال
وحال ملکر محلاً مرفوع فاعل زیدًا ذوالحال راکبین شبہ فعل ضمیر ہما مستتر محلاً مرفوع فاعل شبہ فعل وفاعل
سے مل کر حال ہوا زیدًا ذوالحال کا ذوالحال وحال مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
مگر ترکیب اوّل اولیٰ والیق ہے بخلاف ترکیب ثانی کے (کذا فی زینی زادہ صـ۱۲۹) (ف) شبہ فعل میں مستقل
فاعل نہیں بلکہ ماقبل کی اتباع کرتا ہے اسلئے پہلی دو مثال میں شبہ فعل کا ضمیر غائب مانا گیا کیونکہ فعل مذکور
غائب ہے اور مثال آخر میں متکلم مانا گیا کیونکہ وہ مذکور متکلم ہے جیسے لقیت لیکن ترکیب اوّل میں ثالث صورۃ
کی ثانی صورۃ میں بھی ضمیر متکلم مانا گیا حالانکہ ذوالحال غائب ای زیدًا وضمیرتُ متکلم تھے بنا بر تغلیب کے کابوین
وقولہٗ فاعل ومفعول را ذوالحال گویند الخ ذوالحال کا معنی صاحب حال اور اصطلاح میں جسکی ہیئت بیان کی جاتی
ہے اس کو ذوالحال کہتے ہیں وقولہ وآن غالبًا الخ یعنی ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے کیونکہ ذوالحال بمنزلہ محکوم
علیہ کے ہے اور محکوم علیہ کی اصل معرفہ ہوتا ہے لیکن غالبًا لفظ سے مقید اسلئے کیا ہے کہ کبھی نکرہ مخصوصہ
جو کہ حکماً معرفہ ہے ذوالحال واقع ہوتا ہے اور نکرۂ مخصوصہ وہ ہے کہ جو صفت وغیرہ کے ذریعہ سے خاص
کیا جاتا ہے اور حال کا اصل نکرہ ہوتا ہے کیونکہ وہ فی الحقیقۃ محکوم بہ ہے اور محکوم بہ کا اصل نکرہ ہونا
ہے واگر کہیں حال معرفہ ہو تو اسکو نکرہ کے ساتھ تاویل کر لیتے ہیں جیسے مررت بہ وحدہٗ ای متوحدًا

مثال مذکورہ میں وحدہٗ باضافت معرفہ ہے اور حال واقع ہوا ہے اسلئے اسکو متوحداً سے جو نکرہ ہے تاویل کی
ویساہی بہت سی مثالیں ہیں مانند وارسلہا العراک وغیرہ ۔
وقولہ اگر نکرہ باشد الخ اگر کہیں ذوالحال نکرہ ہو تو اسوقت حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے تاکہ
وہ نکرہ ذوالحال واقع ہو سکے کیونکہ یہ تو قدرۃ مسلّمہ ہے کہ التقدیم ماحقہ التاخیر یفید الحصر والقصر والتخصیص
یعنی اگر کوئی مؤخر چیز کو مقدم کیا جاوے تب وہ تقدیم حصر وقصر وتخصیص کا فائدہ دیتی ہے جیسے آئندہ
مثال میں آنے والا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تاکہ حالت نصب میں حال وصفت کے ساتھ التباس
نہ ہو جو جائز نہیں جیسے رأیت رجلا راکبا اور جبکہ راکبا کو مقدم کیا جاوے تو حال ہونے کے ساتھ تعین
ہو جاوے کیونکہ عربی میں صفت موصوف پر مقدم نہیں ہوتی بخلاف حال کے کہ وہ ذوالحال پر مقدم ہو سکتا
ہے جیسے جاءنی راکبا رجل و آیا میرے پاس رجل جس حالیکہ سوار ہے۔ ترکیب، جاء فعل نون وقایہ یای
متکلم ضمیر متصل محلا منصوب مفعول راکبا شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال مقدم رجل ذوالحال
مؤخر حال مقدم ذوالحال مؤخر سے مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل وفاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ (فائدہ) حال چند قسم پر ہے (۱) حال مؤکدہ (۲) منتقلہ (۳) مترادفہ (۴) متداخلہ (۵) دائمہ
(۶) مقدرہ وغیرہ ہرایک کی تفصیل آنے والی ہے۔
وقولہ وحال جملہ نیز باشد الخ مصنفؒ حال مفردہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد حال جملہ
ہونیکی صورتیں بیان فرمارہے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جملہ انشائیہ حال واقع نہیں ہو سکتا ہے مگر تاویلا بمذہب
بصری اور جملہ خبریہ بلاتاویل حال واقع ہو سکتا ہے وگر جملہ خبریہ حال واقع ہو تب وہ حال سے خالی
نہیں یا تو اسمیہ ہوگا یا فعلیہ اگر اسمیہ ہو حال واقع ہوا تو اسوقت رابطہ کی ضرورت ہے خواہ وہ رابطہ واو
ہو فقط یا ضمیر ہو فقط یا تو دونوں ہوا اگر حال جملہ فعلیہ ہو تب بھی وہ حال سے خالی نہیں یا تو مضارع
مثبت ہوگا تو اس وقت رابطہ صرف ضمیر ہے یا تو ماضی مثبت یا منفی یا تو مضارع منفی ہو تو سب
صورتوں میں رابطہ کبھی ضمیر اور کبھی واو اور ہر دونوں رابطہ ہوا کرتا ہے اور ہرایک کی تفصیل وار بیان
انشاءاللہ کافیہ میں آنے والا ہے۔ جیسے رأیت الامیر وہو راکب دیکھا میں نے امیر کو جس حال میں وہ
سوار ہونے والا، ترکیب، رأیتُ فعل بفاعل الامیر ذوالحال واو حالیہ ہو ضمیر مرفوع منفصل محلا مرفوع
مبتدا راکب خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر محلا منصوب حال ذوالحال اور حال مل کر مفعول۔ رأیتُ
فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
وقولہ تمیز الخ اصطلاح کے اندر تمیز اس اسم کو کہا جاتا ہے جو ابہام ثابتہ ومستقرہ کو ذات مذکورہ ومقدرہ
سے رفع کر دیوے اور ذات مذکورہ سے جو تمیز دیوے وہ کبھی مفرد ومقدار سے ابہام کو دور کرتا ہے

خواہ وہ مفرد مقدار عدد سے ہو جیسے عندی احد عشر درہما (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) یا تو وزن سے رفع ابہام کرے جیسے عندی رطل زیتا (میرے پاس ایک رطل ہے از روئے زیتون تیل کے) یا تو کیل سے رفع ابہام کرے گا۔ جیسے عندی قفیزان برا (میرے پاس دو قفیز گیہوں کا موجود ہے) اور عندی قفیزان برا کے اندر کئی ترکیبیں ہوسکتی ہیں۔ ترکیب اوّل عندی ظرف قفیزان ممیز بالفتح برا تمیز ممیز اور تمیز سے مل کر فاعل ظرف و فاعل ظرف سے مل کر جملہ ظرفیہ۔ ترکیب دوم عندی موجود شبہ فعل محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم قفیزان ممیز برا تمیز دونوں مل کر مبتدا موخر تو مبتدا موخر و خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ترکیب سوم ثبت فعل محذوف عندی اس کا مفعول فیہ و قفیزان برا ممیز و تمیز سے مل کر فاعل فعل و فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ " اور ترکیب عندی رطل زیتا و عندی احد عشر درہما کا مانند ترکیب مذکورہ و بالا کے ہے واللہ اعلم، یا تو مساحت بکسر المیم معنی لغوی زمین کا ناپنا یعنی پیمائش والا کر اسکے مصداق میں ابہام واقع ہو جیسے قدر راحۃ یعنی مقدار کف دست تو اسمیں مختلف چیزوں کا احتمال ہوسکتا ہے لیکن ما فی السماء قدر راحۃ سحابا میں سحابا تمیز واقع ہونے سے رفع ابہام ہو گیا اور دوسری کسی چیز کا احتمال باقی نہیں رہا (ترجمہ، آسمان میں مقدار ہتھیلی کے بادل موجود نہیں)

ترکیب۔ ما مشبہ بلیس فی السماء جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتا شبہ فعل محذوف کے ساتھ اور ثابتا بالنصب بسبب خبر مشبہ بلیس ہونے کے اور ثابتا شبہ فعل ضمیر مستتر فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ما مقدم قدر مضاف راحۃ مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ مل کر ممیز سحابا تمیز ممیز و تمیز سے مل کر اسم ما موخر اسم موخر و خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ "

ترکیب۔ ما زائدہ فی السماء ظرف قدر راحۃ سحابا فاعل ظرف تو ظرف فاعل مل کر جملہ ظرفیہ۔

ترکیب۔ ما نافیہ فی السماء متعلق ثبت فعل کے ساتھ قدر راحۃ سحابا ممیز و تمیز مل کر فاعل ثبت کا ثبت فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ (فائدہ) مقدار میں مثل وزن وغیرہ میں کوئی ابہام نہیں بلکہ موزونات و مکیلات و معدودات کے اندر ابہام ہے جیسے ظاہر ہے کہ ایک دو تین عددوں کے اندر کوئی ابہام نہیں بلکہ اس کے معدودات کیا چیز ہیں اسمیں ابہام ہے۔

(قولہ مفعول بہ الخ) مفعول بہ ایسا ایک اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمرا ضرب فعل زید فاعل و عمرا مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ "، وقولہ بدانکہ ایں ہمہ منصوبات الخ یعنی جملہ جب فعل و فاعل یعنی مسند و مسند الیہ سے تمام ہو جاتا ہے تو ان چند منصوبات کی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے اس لئے ان چند مفعولات کو فضلہ کہا جاتا ہے۔ المنصوبۃ فضلۃ۔ المنصوبۃ مبتدا فضلۃ خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ "

فصل - بدانکہ فاعل بر دو قسم ست مظہر چون ضَرَبَ زَیْدٌ و مضمر بارز چون ضَرَبْتُ و مضمر مستتر یعنی پوشیدہ چون زَیْدٌ ضَرَبَ فاعل ضَرَبَ ھو ست در ضرب مستتر بدانکہ چون فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد چون قَامَتْ ھِنْدٌ وَھِنْدٌ قَامَتْ ای ھی و در مظہر مؤنث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چون طَلَعَ الشَّمْسُ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ و قسم دوم مجہول بدانکہ فعل مجہول بجای فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را بنصب چون ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ امام الامیر ضربًا شدیدًا فی دارہٖ تادیبًا والخشبۃ و فعل مجہول را فعل مالم یسم فاعلہ گویند و مرفوعش را مفعول مالم یسم فاعلہ گویند۔

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم ست اوّل متعدّی بیک مفعول چون ضَرَبَ زَیْدٌ عمرًا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چون اعطی و آنچہ در معنی او باشد چون أَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا و اینجا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز ست سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا نباشد و این در افعال قلوب ست چون عَلِمْتُ وظننتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَزَعَمْتُ وَرَأَیْتُ وَوَجَدْتُ چون عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا وَظننتُ زَیْدًا عَالِمًا چہارم متعدی بسہ مفعول چون اَعْلَمَ وَاَرٰی وَاَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَنَبَّأَ وَحَدَّثَ چون اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا بدانکہ این ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و مفعول لہٗ و مفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید و در باب اعطیتُ مفعول اوّل بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم

تشریحات۔ واضح ہو کہ مصنفؒ ہر ایک کی تعریف بیان کرنے کے بعد فاعل جو کہ جزو کلام ہے اور کثیر الاستعمال ہے اسلئے اسکے احکام بیان فرمارہے ہیں تاکہ مبتدیان نحو پر عربیت کی قدرت حاصل ہو فرماتے ہیں کہ ہر قسم فعل کا فاعل دو حال سے خالی نہیں اوّل فاعل اسم ظاہر ہو اور اسم ظاہر وہ ہے جسکا تلفظ کیا جاتا ہے جیسے ضَرَبَ زید میں زید فاعل ہے اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد ہوتا ہے خواہ وہ فاعل تثنیہ ہو یا تو جمع مثل ضَرَبَ الزیدان والزیدون دوم یہ کہ فاعل اسم مضمر ہو خواہ ضمیر بارز ہو جیسے ضربتُ میں تُ ضمیر فاعل بارز خواہ مستتر ہو جیسے زید ضرب میں فاعل ضرب ھُو ہے جو زید کی طرف راجع ہے ہر ایک کی ترکیب ظاہر ہے اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو فاعل واحد کیلئے فعل بھی واحد ہوگا اگر تثنیہ ہو تو فعل تثنیہ اگر جمع ہو تو فعل کو بھی جمع لایا جاوے گا

دونوں صورت میں اور تکلیت وحضوریت وغائبیت میں مطابق ہونا ضروری ہے۔

وقولہ بدانکہ الخ جبکہ فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ واقع نہ ہو یا تو فاعل مؤنث کی ضمیر ہو خواہ حقیقی ہو یا غیر حقیقی تب مذکورہ بالا دونوں صورت میں فعل کے اندر علامت تانیث لانا واجب ہے جیسے قامت ہند وہند قامت یہاں فاعل قامت ھی ہے جو ھند کی طرف راجع ہے۔

ترکیب، قامت فعل ھند فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہا واو حرف عطف ھند مبتدا قامت فعل ضمیر ھی مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف (علت، صورت اوّل کا یہ ہے کہ جبکہ فاعل مؤنث حقیقی ہو بے فاصلے کے تو تانیث کی تاثیر فعل میں غالب ہے اسلئے تانیث لانا واجب ہے اور ثانی صورت میں ضمیر مونث اور اس کا مرجع دونوں مطابق ہونے کیلئے ورنہ ارجاع ضمیر مونث الی المذکر لازم آئے گا۔ اگر فاعل مونث غیر حقیقی ہو خواہ فاصلہ ہو فاصلہ نہ ہو یا تو حقیقی ہوکر فعل وفاعل کے درمیان فاصلہ واقع ہو یا تو فاعل اسم ظاہر ہوکر جمع تکسیر ہو تو مذکورہ تینوں صورتوں میں دو وجہ جائز ہے اوّل فعل کو مذکر لانا دوم مؤنث لانا جیسے طلع الشمس (فعل مذکر کی مثال) طلعت الشمس (فعل مؤنث کی مثال) اور یہ دونوں مظہر مؤنث غیر حقیقی کی مثال ہے اور قال الرجال فعل مذکر کی مثال قالت الرجال فعل مؤنث کی مثال اور یہ دونوں جمع تکسیر میں سے ہے اور مذکورہ بالا مثالیں غیر فاصلہ کی ہے اب فاصلہ کی مثال دیتا ہوں حضر مجلس القاضی الیوم امرأۃ یا تو حضرت مجلس القاضی الیوم امرأۃ ہر ایک کی ترکیب مذکورہ ترکیبوں پر قیاس کیجئے۔

(علت، صورت اوّل میں یہ ہے جب فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو تب وہ مونث قوی نہیں بلکہ ضعیف ہے تو اس ضعف کی بنا پر علامت تانیث نہیں لایا ہاں اگرچہ وہ ضعیف ہے لیکن فی نفسہ مؤنث ہونیکے لحاظ سے فعل کو مؤنث لایا جاوے اور صورت ثانیہ میں جمع تکسیر کی دو حیثیت ہے اوّل یہ کہ لفظا مؤنث ومعنی مذکر اسلئے اسمیں دونوں جانب کا لحاظ کیا گیا اور ثالث کی علت یہ ہے کہ جب فاصلہ واقع ہو تب تاثیر قوی نہیں اسوجہ دونوں جائز ہے اگر فاعل جمع مذکر سالم ہو تو اسوقت علامت تانیث واجب نہیں جیسے جاء المسلمون کیونکہ یہ لفظا ومعنی دونوں اعتبار سے مذکر ہے اور تانیث جو علامت مذکر ہے اسکے خلاف ہے اور اگر فاعل ایسی ضمیر ہو جو نساء وایام جیسے جمع کی طرف راجع ہو تو اسوقت فعل کو واحد مؤنث یا جمع مؤنث دونوں جائز ہے جیسے الایام مضت ومضین وکذا النساء واللہ اعلم۔

اور قسم اوّل میں فعل معروف کی گفتگو تھی وہ ختم ہوگئ اب دوسری قسم کی طرف آیئے۔

اور دوسری قسم فعل مجہول ہے اور اس کا عمل یہ ہے کہ وہ بجائے فاعل کے مفعول بہ کو رفع کرتا ہے اور باقی مفعولات کو نصب کرتا ہے جیسے ضُرب زید یوم الجمعۃ امام الامیر ضربا شدیدا فی دارہ تادیبا للجنۃ

(یعنی ملا ڈالا زید کو جمعہ کے دن امیر کے سامنے سخت مارنا اسکے گھر میں لاٹھی کے ساتھ) ترکیب ضُرِبَ فعل مجہول زید نائب فاعل یوم الجمعۃ مفعول فیہ ظرف زمان امام الامیر ظرف مکان ضربا شدیدًا ترکیب توصیفی ہوکے مفعول مطلق فی دارہ متعلق تادیبًا مفعول لہٗ مع الخشبۃ مفعول معہ فعل اپنا نائب فاعل اور مفعول فیہ زمان ومکان اور مفعول مطلق اور متعلق اور مفعول لہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ فعل مجہول کے فاعل کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہا جاتا ہے یعنی ایسا مفعول جس کا فاعل مذکور نہ ہو اور فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ کہا جاتا ہے یعنی ایسا فعل جسکا فاعل مذکور نہیں یہ جو گذرا ہے اوّل فصل کی تشریح ہے آئندہ یہ فصل ثانی یعنی بدانکہ فعل متعدی بر چہار الخ ہے مخفی نہیں رہے کہ مصنفؒ فعل لازم کے احکام سے فارغ ہونیکے بعد فعل متعدی کے احکام کو شروع فرمایا بقول فعل متعدی الخ فعل متعدی ولازم کی تعریف گذر گئی اور فعل متعدی باعتبار حذف مفاعیل وعدمہ اجمالاً تین قسم اور تفصیلاً چار قسم پر ہے۔ قسم اوّل جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے ضَرَبَ زیدٌ عمرًا (مارا زید نے عمرو کو) ضَرَبَ فعل زیدٌ فاعل عمرًا مفعول بہ فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ دوم متعدی الخ دوسری قسم وہ فعل متعدی جو دو مفعول کی طرف متعدی ہو جس سے ایک مفعول پر بھی بلا قرینہ حذف بس کرنا جائز ہے جیسے اعطٰی اور وہ افعال جو اعطٰی کا معنی دینے والا ہے یعنی متعدی بدو مفعول غیر افعال قلوب جیسے سلبتُ وکسرتُ وغیرہ جیسے اَعْطیتُ زیدًا درہمًا یہ متعدی بدو مفعول ہوا اور اس جگہ اعطیتُ زیدًا تو صرف اعطیتُ درہمًا کہنا صحیح ہوگا۔ ترکیب اعطیت فعل بفاعل زیدًا مفعول بہ ثانی فعل فاعل و دونوں مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترکیب۔ اعطیتُ زیدًا اعطیتُ فعل بفاعل زیدًا مفعول بہ فعل فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اور اعطیتُ درہمًا ترکیب بالا کی طرف ہے۔ قسم سوم۔ تیسری قسم جو دو مفعول کی طرف متعدی ہو لیکن ایک مفعول پر اکتفا کرنا جائز نہ ہو اور یہ افعال قلوب میں جاری ہے اور افعال قلوب وہ افعال ہیں جو قلبوں سے صادر ہوتا ہے جیسے خلت (قلب سے خیال کیا میں)، ویسا ہی اسکا غیر اور ان کو افعال شک والیقین بھی کہتے ہیں کیونکہ ان افعال میں سے علمتُ ودرایتُ ووجدت یہ تینوں فعل یقین کا فائدہ دیتی ہے اور حسبت وظننتُ وخلت ظن کا فائدہ دیتے ہیں اور زعمت یہ ظن ویقین دونوں میں مستعمل ہوتا ہے اور اسکو افعال غیر علاج وجوارح بھی کہتے ہیں اور جو فعل غیر قلب سے ہے یعنی اعضاء وجوارح سے صادر ہوتا ہے اسکو افعال جوارح وعلاج کہا جا ہے اور ہر ایک کی تفصیلی بحث شرح مأتہ عامل میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ مثال یقین علمتُ زیدًا فاضلًا جانا میں زید کو فاضل۔ ترکیب۔ علمت فعل بفاعل زیدًا مفعول اوّل فاضلًا مفعول ثانی فعل اپنا فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مثال ظن ظننتُ زیدًا عالمًا (گمان کیا میں زید عالم ہے) ظننت فعل بفاعل زیدًا مفعول بہ اوّل عالمًا مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

فائدہ ۔ قسم ثانی و ثالث کی علت یہ ہے کہ قسم ثانی میں مفعول اوّل و ثانی ایک دوسرا کا مغائر ہے اسلئے ایک کو حذف کرکے دوسرے کو باقی رکھنے کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں اور قسم ثالث میں مفعول بہ اوّل بمنزلہ مبتدا اور مفعول ثانی بمنزلہ خبر کے ہے کیونکہ افعال قلوب فی الحقیقۃ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور مفعولیت کی بنا پر دونوں کو نصب کرتا ہے اور اگر ایک کو رکھ کر دوسرے کو حذف کیا جاوے تو مبتدا کو رکھ کر خبر کو حذف کرنا یا برعکس لازم آئے گا یہ جائز نہیں ہاں اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو اسوقت حذف کرنا جائز ہے ۱۲

چہارم متعدی بسہ مفعول الخ چوتھی قسم جو فعل متعدی تین مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے اعلم جتایا داری دکھلایا ۔ انبار واخبر وخبّر ونبأ کے معنی خبر دلانا وحدّث کے معنی حدیث بیان کیا اور مصنف جمیع امثال کو باب افعال وتفعیل سے لاکر اس کی طرف اشارہ کی ای اشارۃ الی ہذان ہذین لبیان الۃ التعدیہ جیسے اعلم اللہ زیداً عمراً فاضلاً (جانا یا اللہ تعالیٰ زید کو کہ عمر فاضل ہے) ترکیب ۔ اعلم فعل لفظ اللہ فاعل زیداً مفعول بہ اول عمراً مفعول بہ ثانی وفاضلاً مفعول بہ ثالث فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۲

وقولہ این ہمہ الخ مذکورہ مفاعیل یعنی باب اعطیت وعلمت کے دونوں مفعول اور اعلم کے تینوں مفعول فی الحقیقۃ باب مفعول بہ ہے اور اس سے ایک وہم پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ سب مفاعیل میں اسکو نائب فاعل قرار دینا صحیح ہوگا حالانکہ مصنف اسکو رفع کرنے کے لئے فرمایا کہ علمت کا دوسرا مفعول اور اعلمت کا تیسرا مفعول کو نائب فاعل قرار دینا صحیح نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں فی الحقیقۃ مسند ہے اگر اس کو نائب فاعل قرار دیا جاوے تب مسند الیہ ہونا لازم آوے گا تو شئی واحد حالت واحدہ میں مسند ومسند الیہ ہونا ممکن نہیں اسلئے نائب فاعل نہ ہوسکے ویساہی مفعول لہٗ ومعہ بھی نائب فاعل نہ ہوسکے کیونکہ مفعول لہٗ خواہ باللام ہو اپنے معنی علیت پر باقی نہیں رہتا اور مفعول معہ میں وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل وفاعل دونوں ہی فعل کا جزء ہے جیسے ہے اور وہ اتصال پر دلالت کرتا ہے اور مفعول معہ جو بعد واو کے ہو اور واو فی الاصل حرف عاطف ہے اور واو کا اصل فعل وفاعل کے اندر انفصال ڈالنا خلاصہ یہ ہے کہ مفعول معہ اور نائب فاعل کے درمیان منافات ہے بنابر نائب فاعل نہیں ہوسکتا ہے اور باقی مفعول کو نائب فاعل قرار دینا صحیح ہوگا اور باب اعطیتُ کے دونوں مفعولوں میں سے مفعول اوّل نائب فاعل ہونے کیلئے زیادہ مناسب ہے ثانی سے کیونکہ مفعول بہ اوّل جیسے زید میں معنی فاعلیت زیادہ ہے مفعول ثانی یعنی درہما سے ۔

(فائدہ) آلہ تعدیہ چند چیزیں ہیں ۔ ۱۔ باب افعال ۔ ۲۔ باب تفعیل ۔ ۳۔ باب استفعال ۴۔ باب مفاعلہ ۵۔ باب کرُم اس شرط پر کہ باب نصر کے اندر معنی مبالغہ کیلئے مستعمل ہو (۶) فعل لازم کا فعل متعدی کے معنی کو ضمن میں لینا ۷۔ بعد فعل لازم کے حرف جر لانا یعنی مذکورہ باب میں اگر فعل لازم کو لیا جاوے تو وہ فعل لازم کو فعل

متعدی جیسے استعمال کیا جا سکتا ہے اگر وہ باب متعدی بیک مفعول ہوتا تب وہ بھی ویسا ہی ہوگا اور اگر وہ متعدی بدو مفعول ہوتا تب یہ بھی ویسا ہی علیٰ ہذا القیاس جمیع احکام میں وہ شامل ہوگا ورنہ التعدیہ کا کیا معنی ہوگا مثال باب تفعیل فرح زید خوش ہوا زید یہ لازم ہے، اس سے فرحتہ، میں نے اسکو خوش کیا، مثال افعال ذہب زید سے اذھبتُ زیداً یعنی میں نے زید کو لے گیا، مثال مفاعلہ مشی زید یعنی زید پیدل چلا یہ لازم ہے اس سے ماشیتہ، میں نے اسکو چلایا یہ متعدی ہے۔

فَصل۔ بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند کَانَ وَصَارَ وَظَلَّ وَبَاتَ وَاَصْبَحَ وَاَضْحٰی وَاَمْسٰی وَعَادَ وَاٰضَ وَغَدَا وَرَاحَ وَمَازَالَ ومَاانفکَّ ومَابَرِحَ وَمَافَتِئَ ومَادَامَ وَلَیْسَ۔ ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند ومحتاج باشند بخبرے بدیں سبب اینہا را ناقصہ گویند و در جملۂ اسمیہ روند ومسند الیہ را برفع کنند ومسند را بنصب چون کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا ومرفوع را اسم کان گویند ومنصوب را خبر کان وباقی را بریں قیاس کن بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے افعال بفاعل تنہا تمام شوند چون کَانَ مَطَرٌ شد باران بمعنی حَصَلَ واو را کان تامّہ گویند وکان زائدہ نیز باشد۔

فصل۔ بدانکہ افعالِ مقاربہ چارست عسٰی وکَادَ وکَرَبَ واَوشَکَ وایں افعال در افعال در جملۂ اسمیہ روند چون کان اسم را برفع کنند وخبر را بنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اَنْ چون عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یخرُجَ یا بی اَنْ چون عسٰی زَیْدٌ یخرُجُ وشاید کہ فعل مضارع با اَنْ فاعل عسٰی باشد واحتیاج بخبر نیفتد چون عَسٰی اَنْ یَخرُجَ زَیْدٌ در محل رفع بمعنی مصدر

تشریح۔ واضح ہو کہ مصنف افعال تامہ متصرفہ کے بیان سے فارغ ہونیکے بعد افعال ناقصہ کے بیان کو شروع فرمایا کہ جان لو کہ افعال ناقصہ اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہاں فاعل سے اسم کان اور خبر کان مراد ہے اور افعال ناقصہ سترہ ہیں اور بعض کے نزدیک تیرہ ہیں ہر ایک کی تفصیل اپنا مقام آئیگا اور ان افعال کو ناقصہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف فاعل پر تمام نہیں ہوتا ہے اور خبر کی طرف محتاج ہوا کرتا ہے اور جو چیز محتاج ہوتی ہے غیر کی طرف وہ ناقص ہے لہٰذا یہ افعال ناقصہ ہیں اور ان افعالوں کا عمل یہ ہے کہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مسند الیہ کو رفع کرتا ہے اور اسکو اسم کہا کرتا ہے اور خبر کو مشابہ بالمفعول ہونے کی بنا پر نصب دیتا ہے اس کو خبر کہتے ہیں جیسے کان زیدٌ قائماً د زید کھڑا تھا، ترکیب۔ کان فعل ناقص زید اسم کان قائماً خبر کان تو کان اسم و خبر

کو لے کر جملہ اسمیہ خبریہ اور باقی امثال جیسے صار زید فقیرا و اصبح زید غنیا اور باقیوں کو مذکورہ بالا مثالوں پر قیاس کیجئے ۔ ۱۰۔ وقولہ بدانکہ ۔ جان لو کہ ان افعال ناقصہ میں سے بعض افعال بعض حالت میں صرف فاعل کو لے کر تمام ہو جاتا ہے اور خبر کی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے جیسے کان وغیرہ مثال اسکا کان المطر ای حصل المطر یہاں کان بمعنی حصل ہے جو فعل تامہ ہے اور المطر یہ اس کا فاعل ہے تو فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور ایک قسم کان زائدہ ہے وہ اسکو کہتے ہیں کہ اس کان کو کہ اگر اسکو لفظ سے ساقط کر دیا جائے تو کوئی معنی تغیر پذیر ہوگا جیسے ما کان اصح علم من تقدم یہاں کان زائدہ ہے اور اسکو معنی سے ساقط کر دینے سے کوئی تغیر نہ ہوگا اور ایک قسم کان شانیہ ہے جس کا اسم کان ضمیر شان ہو جیسے کان زید قائم کی ای کان ہو زید قائم اور کان شانیہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اسم کان ضمیر شان ہو اور خبر کان جملہ واقع ہو ۱۲

اور مصنفؒ افعال تامہ متصرفہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد افعال مقاربہ کی بحث کو لایا ہے کیونکہ افعال ناقصہ و مقاربہ خبر کی طرف محتاج ہونے میں مشترک ہے اسلئے افعال ناقصہ کے بعد افعال مقاربہ کو لایا ہے اور مقاربہ کے معنی لغوی باہم قریب کر دینے والا اور اصطلاح میں افعال مقاربہ اس کو کہتے ہیں جن فعلوں کی خبر کو اسم یعنی فاعل کے قریب کر دینے پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو اور یہ قریب کر دینا تین قسم پر ہے اوّل رجا یعنی متکلم کا امید کے اعتبار سے خبر کو فاعل کی قریب کر دیوے جیسے عسیٰ زید ان یخرج امید ہے کہ قریب ہے زید نکلے ۔ دوم حصول یعنی چیز کو فاعل کے لئے یقین طور قریب کر دیوے لیکن متکلم شروع بالفعل نہ کرے جیسے کاد زید ان یخرج وعنقریب یقینی طور پر زید نکلے ۔ ۳۔ اخذ فیہ یعنی متکلم شروع فی الفعل کی وجہ سے خبر کو فاعل کے قریب کر دیوے بطور یقینی جیسے طفق زید یخرج قسم اوّل کے لئے عسیٰ اور ثانی کے لئے کاد اور ثالث کے لئے طفق خاص ہے جیسے مثال مذکورہ سے معلوم ہو جاتا ہے فائدہ ۔ افعال مقاربہ اصلاً چار ہے جو مذکور ہوا اور ملحقا اور چند قسم پر ہے جیسے اخذ وطفق وجعل واولیٰ وغیرہ وکذا فی بعد الرسول ، ان فعلوں کا عمل یہ ہے کہ افعال ناقصہ کی مانند جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے مگر دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ افعال مقاربہ کی خبر فعل مضارع ہونا شرط ہے خواہ بان ہو جیسے عسیٰ زید ان یخرج یا بلا ان جیسے عسیٰ زید یخرج ۔ ترکیب اوّل عسیٰ فعل مقاربہ و زید اسم عسیٰ ان مصدریہ ناصبہ یخرج فعل ضمیر ہو مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر بتاویل مفرد محلاً منصوب خبر عسیٰ اسم عسیٰ و خبر عسیٰ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ۔ ترکیب دوم عسیٰ فعل مقاربہ زید فاعل ان یخرج فعل و فاعل مل کر بتاویل مفرد محلاً منصوب مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور یہ ترکیب ثانی عند الزمخشری اولیٰ ہے ۔ ترکیب سوم عسیٰ فعل زید مبدل منہ ان یخرج فعل و فاعل مل کر بتاویل مفرد ہو کر بدل الاشتمال اب زید تو مبدل منہ اور بدل سے مل کر فاعل عسیٰ فعل کا عسیٰ فعل اپنے فاعل

سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور ترکیب ثالث کو علامہ جامیؒ نے ترجیح دیا ہے اور فرمایا کہ بعد اجمال تفصیل اوقع فی النفس ہوتی ہے اور اسکو شارح رضیؒ نے بھی ترجیح دیا ہے (کذا فی بعض شروحات کافیہ)

(ف) ترکیب اوّل میں عسیٰ ناقصہ ہے اور ثانی میں تامہ ہے اور ترکیب اوّل میں مصدر کا حمل ذات پر لازم آتا ہے یہ صحیح نہیں تقدیر عبارت یہ ہوگی عسیٰ زید خروج اس کا جواب یہ ہے کہ مثل جواب ماکان اللہ لیعذبہم کے تین تاویل ہوگی۔ عسیٰ صفۃ زید خروج دونوں صفۃ (۲) عسیٰ زید خارجا مصدر بمعنی اسم فاعل یہ ذات مع الوصف ہے اس کا حمل ذات پر صحیح ہے (۳) عسیٰ زید ذالخروج یہاں دونوں ذات ہے زید وذا لہٰذا حمل صحیح ہوگا۔ مثال ثانی ہے ان کی ترکیب۔ عسیٰ فعل مقاربہ زید اسم عسیٰ یخرج فعل وفاعل مل کر محلا منصوب خبر عسیٰ۔ عسیٰ اپنی اسم وخبر کو لے کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور باقی اور ترکیب ہوسکتی ہے مانند اوّل کے مذکورہ بالا ترکیب عسیٰ ناقصہ کا تھا اور مثال تامہ یہ ہے کہ عسیٰ ان یخرج زید لیکن اسوقت وہ عسیٰ خبر کی طرف محتاج نہ ہوگا، ای عسیٰ خروج زید یہ اسوقت ہوگا جبکہ خبر عسیٰ مقدم ہو اسم پر اور فعل مضارع بان ہو ترکیب اوّل عسیٰ فعل ان مصدریہ ناصبہ یخرج فعل زید فاعل فعل وفاعل مل کر بتاویل مفرد محلا مرفوع فاعل عسیٰ تو عسیٰ اپنے فعل وفاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ لیکن خروج زید نسبت میں دونوں مقصود ہے ترکیب دوم۔ عسیٰ فعل مقاربہ ان یخرج فعل ضمیر مستتر فاعل فعل وفاعل مل کر محلاً منصوب خبر مقدم اور زید اسم عسیٰ مؤخر تو عسیٰ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب سوم۔ عسیٰ فعل ضمیر مستتر اسم وان یخرج زید بتاویل ہوکے خبر تو عسیٰ اپنی اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(فائدہ) افعال مقاربہ یہ سب انشائیہ ہوگا کیونکہ وہ فعل ترجیہ کے معنی کا متضمن ہے پس لعل ترجی جیسے انشائیہ ہے وہ بھی انشاء ہوگا اور وہ غیر متصرفہ بھی ہوگا (ف) افعال مقاربہ کی خبر فعل مضارع ہونا اسوجہ شرط ہے کہ معنی مقارب حاصل ہو اور اسمیں وہ معنی موجود ہے اور معنی مقاربت کے علاوہ اور کوئی مقصود نہیں کیونکہ فعل مضارع بقول بعض حال واستقبال کے لئے موضوع ہے (کذا فی الشرح ص ۹۲)

فصل بدانکہ افعال مدح وذم چہارست نِعْمَ وَحَبَّذَا برای مدح وبِئْسَ وَسَاءَ برای ذم وہرچہ مابعد فاعل باشد آن را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند وشرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چون نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ یا مضاف بسوی معرف بلام باشد چون نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ یا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ چون نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ فاعل نِعْمَ ہُوَست مستتر در نِعْمَ ورَجُلًا منصوب ست بر تمیز زیرا کہ ہُوَ مبہم ست وَحَبَّذَا زَیْدٌ حَبَّ۔ فعل مدحست وذا فاعل او وزید مخصوص بالمدح وہم چنین بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ وَسَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو

فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اوّل مَا اَفْعَلَہٗ چون مَا اَحْسَنَ زَیْدًا چہ نیکوست زید تقدیرش اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ است در محل رفع بابتدا و اَحْسَنَ در محل رفع خبر مبتدا و فاعل احسن ہو است در و مستتر و زَیْدًا مفعول بہ دوم اَفْعِلْ بِہٖ چون اَحْسِنْ بِزَیْدٍ اَحْسِنْ صیغہ امر ست بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَیْدٌ ای صَارَ ذَا حُسْنٍ و با زائدہ است ۔

تشریح ۔ مدح معنی لغوی مدح وتعریف کرنا اور اصطلاح میں فعل مدح اس کو کہتے ہیں جو انشاء مدح کے لئے موضوع ہو وہ مشہور دو ہے نعم وحبذا اور ذم کا معنی لغوی برا کہنا و ہجو کرنا اور اصطلاح نحاۃ میں اسکو کہتے ہیں جو انشار ذم کے لئے موضوع ہو وہ بھی دو ہے بئس وساء ہر ایک کی مثال آنے والی ہے اور تعریف کے اندر انشاء مدح وذم کی قید سے مدحتہ وذممتہ والے الفاظ سے احتراز ہوگیا کیونکہ یہ الفاظ اخبار مدح وذم کے لئے موضوع ہے اور اخبار وانشاء کے درمیان فرق آئندہ کتابوں میں آنے والا ہے اور امدح اور اذم سے بھی احتراز ہے کیونکہ وہ دونوں بھی طلب مدح وذم کے لئے موضوع ہے نہ کہ انشاء مدح وذم کے لئے اور مَا احسن زیدًا بھی خارج ہوگیا کیونکہ وہ انشاء مدح کے لئے نہیں بلکہ انشاء تعجب کیلئے دنیا ری شرف وغیرہ ۔

(ف) نِعْمَ وبِئْسَ اصل میں نَعِمَ وبَئِسَ تھا بروزن سمع تخفیفًا فا کلمہ کو ساکن کرکے کسرہ عین کو ماقبل حرف میں دیا نِعْم وبِئْس ہوگیا۔ اب کوئی اعتراض نہ کیا جاوے کہ یہ فعل کے وزن پر نہیں پھر نعم کے اندر چار لغت ہے۔ (۱) نَعِمَ (۲) نِعِمَ (۳) نَعْمَ (۴) نِعْمَ ویسا ہی بئس کے اندر بھی قولہ ہر چہ مابعد فاعل باشد الخ اس عبارت سے طریقہ استعمال بیان کرنا مقصود ہے تو استعمال یہ ہے اولًا فعل مدح وذم ثانیًا فاعل مدح وذم اور ثالثًا وہ شی جو فاعل مدح کے بعد واقع ہو تو اسکو مخصوص بالمدح (یعنی مدح کے ساتھ خاص کیا ہوا) کہا جاتا ہے اور فاعل ذم کے بعد جو شی واقع ہوتا ہے اسکو مخصوص بالذم کہتے ہیں (یعنی ذم کے ساتھ خاص کیا ہوا) اور وجود قرینہ کی وجہ سے مخصوص بالمدح وذم کو حذف کرنا جائز ہے جیسے نعم العبد ای ایوب اور مخصوص بھی افراد وتثنیہ وجمع وتذکیر وتانیث میں فاعل کے مطابق ہوگا جیسے نعم الرجل زید ونعم الرجلان زیدان وغیرہ وقولہ شرط آنست الخ افعال مدح وذم غیر حبذ کے فاعل کے لئے اجمالًا تین شرطیں ہیں۔

اوّل یہ کہ فاعل مدح وذم معرف بلام عہد ذہنی ہو جیسے نعم الرجل زید وبئس الرجل زید دوسری شرط یہ کہ اگر معرف بلام نہ ہو تو معرف بلام کی طرف اضافت ہو خواہ بلا واسطہ ہو جیسے نعم صاحب القوم زید یا بواسطہ جیسے نعم وجہ فرس غلام الرجل زید وغیرہ تیسری شرط اگر مذکورہ بالا دونوں شرط موجود نہ ہو تب فاعل ایسا ایک ضمیر مستتر ہو جسکی تمیز نکرہ منصوبہ ہو جیسے نعم رجلا زید وبئس رجلا زید یا تو تمیز لفظ

جیسے قولہ تعالیٰ فنعما ہی الخ مثال اوّل نعم الرجل زید (زید اچھا مرد ہے)۔ ترکیب اوّل نعم فعل مدح الرجل فاعل مدح زید مخصوص المدح فعل مدح اپنے فاعل اور مخصوص بالمدح مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب دوم نعم فعل مدح الرجل فاعل مدح فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم زید مبتدا مؤخر خبر مقدم اور مبتدا مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ ترکیب سوم نعم فعل مدح الرجل فاعل مدح فعل مدح اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر علیحدہ جملہ۔ ہو ضمیر مبتدا محذوف ہے زید خبر مبتدا مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ تو تقدیر عبارت ہوگی نعم الرجل ہو زید و جملہ مستانفہ جو سائل کے سوال کے جواب میں واقع ہو، یہاں بھی اگر مذکورہ پر کوئی سائل سوال کرے نعم الرجل کون شخص ہے تو کہا جاوے ہو زید فی نعم الرجل من ہو اُجیب ہو زید۔ ترکیب چہارم۔ نعم الرجل مذکورہ جیسے جملہ فعلیہ انشائیہ اعنی فعل محذوف انا ضمیر مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل زیداً منصوب مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اس وقت مخصوص بالمدح منصوب ہوگا۔ ترکیب پنجم۔ نعم فعل مدح الرجل مبدل منہ زید بدل مبدل منہ اور بدل مل کر فاعل ہوا نعم فعل کا فعل و فاعل مل کر خبر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب ششم۔ نعم فعل مدح الرجل معطوف علیہ زید عطف بیان معطوف علیہ زید عطف بیان مل کر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور اسی ترکیب پر بئس الرجل زید اور ساء الرجل زید کا مابین ترکیب کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں اور نعم صاحب القوم زید کی بھی مذکورہ کے مانند چھ ترکیبیں ہوں گی مگر فرق یہ ہے کہ مثال اوّل میں الرجل مفرد فاعل ہوا اور یہاں صاحب القوم ترکیب اضافی ہو کر فاعل ہوگا ورنہ باقی احکام مذکورہ کا ہے۔ نعم الرجل زید کی ترکیبیں بھی مذکورہ بالا جیسے ہے صرف فرق یہ ہے کہ نعم رجلاً زید میں ممیز و تمیز مل کر فاعل مدح ہوگا نعم رجلاً زید۔ نعم فعل مدح ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع ممیز رجلاً تمیز ممیز و تمیز مل کر فاعل ہوا نعم فعل کا اور زید مخصوص بالمدح تو فعل مدح اپنے فاعل مدح و مخصوص بالمدح سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جملہ انشائیہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ افعال انشاء مدح و ذم کے لئے موضوع ہیں اور جو انشاء کے لئے موضوع ہوا کرتا ہے وہ انشائیہ ہوتا ہے فلہٰذا یہ افعال بھی انشائیہ ہوں گے۔ مثال حبذا۔ حبذا زید (زید اچھا ہے) ترکیب۔ حبّ فعل مدح ذا محلاً مرفوع فاعل مدح زید مخصوص بالمدح تو فعل مدح اور فاعل و اپنے مخصوص المدح سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ اور باقی پانچوں ترکیب مذکورہ بالا پر قیاس کیجئے۔

(ف) نعم و بئس دونوں کی فعلیت کے اندر نحاۃ میں اختلاف ہے بصریوں اور کسائی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں فعل ہے دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ فعل کے ساتھ جیسے تا تانیث ساکنہ لاحق ہوتی ہے ویسا ہی ان دونوں کے ساتھ بھی لاحق ہوتی ہے دوسری دلیل فعل کے اندر جیسے ضمیر مستکن رہتی ہے۔ ویسا ہی ان دونوں کے بیچ بھی ضمیر مستتر رہا کرتی ہے۔ تیسری دلیل یہ دونوں مبنی علی الفتح ہے اگر اسم ہوتا تب مبنی علی الفتح نہ ہوتا کیونکہ مبنی ہونے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے اور بعض کے نزدیک اسم ہے دلیل یہ کہ

یہ ہے کہ ان دونوں پر حرف ندا داخل ہوتا ہے جو اسم کی علامت میں سے ہے جیسے یا نعم المولی پس معلوم ہوا کہ وہ اسم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں منادی محذوف ہے اصل میں یا اللہ نعم المولی اور یہاں حرف ندا نعم پر داخل نہیں ہوا لہذا وہ منادی نہیں پس وہ اسم نہ ہوگا۔

فصل۔ بدانکہ فعل تعجب الخ تعجب کا معنی لغوی تعجب کرنا یا تو کسی شئی نادر کو جاننا جس کا سبب خفی ہو اور اصطلاح میں فعل تعجب اسکو کہتے ہیں جو انشاء تعجب کے لئے موضوع ہو پس قید بالا سے تعجبت وعجبت خارج ہوئیا کیونکہ وہ دونوں انشاء تعجب کیلئے نہیں بلکہ اخبار تعجب کے لئے ہے اور افعال تعجب پر ثلاثی مجرد سے جسکے معنی میں لون وعیب ظاہری کے معنی نہ ہو اور مشہورا دو وزن پر آتے ہیں اول ما افعلہ دوم افعل بہ اگر ثلاثی مزید فیہ یا رباعی مجرد ومزید فیہ یا اس ثلاثی مجرد سے جو لون وعیب ظاہری کا معنی دیوے تو لفظ اشد یا اقوی یا احسن یا اقبح وغیرہ سے صیغہ تعجب بنا کر بعد میں وہ مصدر منصوب ذکر کرنا چاہیئے جس سے فعل تعجب بنانا چاہئے ہو جیسے ما اشد اعوارہ لفظی ترجمہ کسی شئی نے اسکی ایک چشمی کو اشد کر دیا (ترجمہ محاورہ) اسکی ایک چشمی کیا ہی عجیب ہے ویسا ہی واشدد باستخراجہ۔ واشدد باصفرارہ وغیرہ وزن اول ما افعلہ کی ترکیب کو جو وزن اول ہے جیسے ما احسن زیدا لفظی ترجمہ کس شئی نے زید کو صاحب حسن بنا دیا اور اصطلاحی ترجمہ زید کیا ہی حسین ہے ۱۲ پھر لفظ ما کے اندر اختلاف ہے سیبویہ اور خلیل نحوی کے نزدیک ما نکرہ ہے موصوف ای شئی صفت محذوف ہونیکی بنا پر تقدیر عبارت یوں ہو گی ای شئی عظیم احسن زیدا (بڑی شئی نے زید کو حسین کیا ہے۔ ترکیب ما بمعنی شئی موصوف عظیم صفت موصوف وصفت مل کر مبتدا احسن فعل بفاعل زیدا مفعول بہ فعل اپنا فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ کیونکہ وہ انشاء کے لئے موضوع ہے۔ دوسرا اخفش کا مذہب یہ ہے کہ ما موصولہ ہے بمعنی الذی تو تقدیر عبارت یہ ہوگی ما احسن زیدا ای الذی احسن زیدا شئی عظیم یعنی وہ شئی جو زید کو حسین کیا ہے بڑی شئی ہے) ترکیب ما بمعنی الذی اسم موصول احسن فعل بفاعل زیدا مفعول بہ فعل وفاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر صلہ موصول وصلہ مل کر محلا مرفوع مبتدا اور شئی عظیم ترکیب توصیفی ہو کر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ۱۲

مذہب سوم۔ فرا نحوی کا اسکے نزدیک لفظ ما استفہامیہ بمعنی ای شئی اس نے ما احسن زیدا کی تقدیر عبارت یوں مانی ہے ای ای شئی احسن زیدا (زید کو کس چیز نے حسین کیا ہے) ترکیب ای مضاف شئی مضاف الیہ تو مضاف ومضاف الیہ مل کر مبتدا احسن فعل ضمیر مرفوع متصل مستتر فاعل زیدا مفعول بہ فعل اپنا فاعل ومفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۲ ہو کر پھر محلا مرفوع خبر ہوا ای شئی مبتدا کا تو مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ۱۲

فائدہ۔ شیخ رضی کے نزدیک قول راجح باعتبار معنی مذہب فرا کا ہے گویا کہ متکلم زید کے حسن سے ناواقف تھا پس اسپر متعجب ہو کر سوال کیا کہ زید کو کس چیز نے حسین کیا ہے؟ اور مصنف نے اسی مذہب کو اختیار کرتے ہوئے اپنی کتاب کے اندر بیان فرمایا بقولہ تقدیرش ای شئی الخ لیکن یہ مذہب من حیث اللفظ ضعیف ہے

کیونکہ یہاں نقل الانشار الی الانشار لازم آتا ہے جو کلام عرب میں جائز نہیں ہے کیونکہ استفہام جیسا کہ انشاء کے قبیل سے ہے ویسا ہی تعجب بھی انشاء سے ہے فلہذا نقل الانشار الی الانشار لازم آتا ہے جو غیر ثابت ہے اسلئے اس مذہب کو اختیار نہیں کیا (کذا فی الشرح) وزن دوم افعل بہ کو متضمن ہوا اور بیان نہ کر صیغہ امر مراد ہے جیسے احسن بزید احسن صیغہ امر ہے افعال سے لیکن خبر کے معنی میں یعنی امر اگرچہ من قبیل انشاء ہے لیکن بمعنی خبر یعنی فعل ماضی کے معنی میں ہے احسن بمعنی احسن تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ احسن بزید ای احسن زیدًا ای صار زید ذاحسن (زید حسن والا ہو گیا) اور بزید میں جو بار ہے وہ زائدہ ہے نہ با جو تعدیہ کے لئے آتا ہے (واللہ اعلم بالصواب) اور یہ احسن بزید میں بھی عند النحاۃ اختلاف ہے اول سیبویہ کے نزدیک احسن بزید میں مجرور فاعل اور افعال کا ہمزہ جیسے وہ صیرورۃ کیلئے ہے اور با زائدہ ہے اسکو مصنف نے بھی اختیار فرمایا اسلئے فرمایا ہے ای صار ذاحسن ترکیب صار فعل ناقص ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع اسم ناقص ذاحسن ترکیب اضافی ہو کر خبر ناقص صار فعل ناقص اپنی اسم ناقص و خبر ناقص سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ دوسرا اخفش کے نزدیک وزن ثانی میں با کا مدخول مفعول بہ ہے خواہ با کو زائدہ تسلیم کیا جاوے اور ہمزہ افعال تعدیہ کے لئے ہوگا یا با زائدہ نہ ہو بلکہ تعدیہ کے لئے ہو ہمزہ افعال کی وجہ سے تعدی نہ ہوا۔ بہر صورت اخفش کے نزدیک احسن کے اندر انت ضمیر مستتر رہے گی۔ اور زیدًا مفعول بہ فعل فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اور فرا کے نزدیک احسن بزید امر کا صیغہ ہے ہر ایک مخاطب کے وصف کو بیان کرنے پر قادر ہو زید کی صفت بیان کر اس صورت میں صفت میں مبالغہ ہوگا جو باعث تعجب ہو۔ (ف) امر ماضی کے معنی میں ہو سکتا ہے جیسے ماضی امر کے معنی میں ہوتا ہے جیسے رحم اللہ تعالیٰ ای ارحم باللہ (ف) اس بحث میں تین نسخہ جائز ہے ۱۔ فعلا التعجب بنظر صیغہ اس باب کا ۲۔ فعلا التعجب بنظر جنس تعجب کے (۳) فعلا التعجب بنظر افراد کثیرہ

باب سوم در عمل اسمار عاملہ و آن یازدہ قسم ست

اوّل اسمائے شرطیہ بمعنی اِنْ و آن نہ است مَنْ وَمَا وَاَیْنَ وَمَتٰی وَاَیّ وَاَنّٰی وَاِذْمَا وَحَیْثُمَا وَمَہْمَا فعل مضارع را بجزم کند چون مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ وَمَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ وَاَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ وَمَتٰی تَقُمْ اَقُمْ وَاَیَّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ وَاَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ وَاِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ وَحَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ وَمَہْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چون ھَیْہَاتَ وَشَتَّانَ وَسَرْعَانَ اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند چون ھیہات

يَوْمُ الْعِيْدِ ۲ ای بعدَ سوم ۳ مای افعال بمعنی امر حاضر چون رُوَيْدَ دَبْلَهٗ وحَيَّهَلْ وعَلَيْكَ وَدُوْنَكَ وَهَا اسم را نصب کنند بنا بر مفعولیت چون رُوَيْدَ زَيْدًا ۲ ای أَمْهِلْهُ چهارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کرده باشد بر لفظیکہ پیش ازو باشد و آن لفظ یا مبتدا باشد در لازم چون زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ و در متعدی چون زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا یا موصوف چون مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ بَكْرًا یا موصول چون جَاءَنِي الْقَائِمُ أَبُوْهُ وَجَاءَنِي الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًا ۲ یا ذو الحال چون جَاءَنِي زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا یا ہمزہ استفہام چون أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا یا حرف نفی چون مَا قَائِمٌ زَيْدٌ ہمان عمل کہ قَامَ وَضَرَبَ میکرد قَائِمٌ وَضَارِبٌ میکند پنجم اسم مفعول بمعنی حال و استقبال عمل فعل مجهول کند بشرط اعتماد مذکور چون زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ عَمْرٌو و معطی غُلَامُهٗ دِرْهَمًا وَبَكْرٌ مَعْلُوْمٌ ابْنُهٗ فَاضِلًا وَخَالِدٌ مُخْبَرٌ ابْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا ہمان عمل کہ ضُرِبَ وَأُعْطِيَ وَعُلِمَ وَأُخْبِرَ می کرد مَضْرُوْبٌ وَمُعْطًى وَمَعْلُوْمٌ وَمُخْبَرٌ می کند۔

تشریحات:۔ مصنفؒ افعال عاملہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد اسمائے عاملہ کے بیان کو شروع فرمایا تاکہ طلباء کو عوامل لفظیہ اچھی طرح معلوم ہو سکے لیکن اسماء عاملہ زیادہ ہونے کے باوجود افعال عاملہ کو مقدم ذکر کیا وجہ اسکی یہ ہے کہ فعل عمل میں اصل ہے اور اسم فرع اور اصل فرع پر مقدم ہوا کرتی ہے اسلئے افعال عاملہ کو مقدم اور اسمائے کو مؤخر کیا اور سید صاحب اسماء غیر عاملہ کو ذکر نہ کیا باوجود زیادہ افراد کے اور حروف غیر عاملہ کو ذکر کیا باوجود قلت افراد کے جو آئندہ آنے والا ہے اور اسمائے عاملہ بحسب استقراء گیارہ قسم ہے اوّل اسمائے شرطیہ یعنی ایسا اسم جو ان شرطیہ کے معنی کو متضمن ہو۔ پس جبکہ ان شرطیہ کے معنی کو متضمن ہوا تب وہ مثل ان شرطیہ کے دو جملہ پر داخل ہو کر جملہ اوّل کو شرط اور جملہ ثانیہ کو جزا بنائیگا اگر شرط وجزا دونوں فعل مضارع ہو تو فعل مضارع کو مثل ان کے جزم کرے گا اور اسمائے شرطیہ بحسب استقراء کے نوّ ہے اور اسکو کلمہ مجازاۃ یعنی ایسے کلمے جو جزا کا تقاضا کرنے والے ہیں ، اور کلمات شرط وجزا بھی کہتے ہیں۔

رف) اسمائے شرطیہ کا مذکورہ عمل اگر وہ ان شرطیہ کے معنی کو متضمن ہو ورنہ فعل مضارع کو جزم نہیں کریگا کیونکہ علت جزم موجود نہیں جیسے مَنْ وَمَا جبکہ صلہ واستفہامیہ وغیرہ کیلئے ہو فعل مضارع کو جزم نہیں کرے گا لیکن میرے استاذ مرشد مرحوم بڑے حضورؒ نے فرمایا کہ

صلہ وغیرہ کی صورۃ میں بھی فعل مضارع مجزوم ہوگا حملاً علی صورۃ الشرطیہ اور ترکیب میں مَنْ وَمَا وغیرہ کو موصولہ ماننے کی صورت میں ایک ضمیر موصول کی طرف راجع ہونے کیلئے مقدر ماننا واجب ہوگا اور باقی احکام شرط وجزا باب اوّل کے اواخر میں مذکور ہو چکا ۔

ف، مَنْ وَمَا وَاَیّ باعتبار معمول ہونیکی تین حالتیں ہیں اوّل مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہوئے جبکہ مذکورہ تینوں موصول واستفہام وغیرہ ہو۔ دوم محلاً منصوب مفعول بہ واقع ہوئے جبکہ شرط کے معنی کو متضمن ہو جیسے دونوں صورۃ ترکیب میں مذکور ہوگی۔ سوم محلاً مجرور ہوگا کہ اگر مضاف الیہ یا حرف جار کا مجرور واقع ہو جیسے مَرَرْتُ بِمَنْ ہُوَ اَخُوکَ وَغُلَامُ مَنْ عَلَّمْتَ عَلَّمْتُ ترکیب ظاہر ہے قس علی المذکور ۔ وقولہ مَن شرطیہ وَ استفہام وموصول وموصوفہ کے لئے مستعمل ہوسکتا ہے جیسے اسم غیر متمکن کی بحث میں تفصیل مذکور ہوئی مَن شرطیہ کی مثال جیسے مَن تضرب اضرب جسکو تو مارے گا اسی کو میں مارونگا۔ ترکیب اوّل مَن اسم شرط متضمن معنی اِن محلاً منصوب مفعول بہ مقدم تضرب فعل ضمیر انت محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط اضرب فعل ضمیر انا مستتر فاعل فعل وفاعل مل کر جزا شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ۔
ترکیب دوم ۔ من موصولہ تقدیر عبارت یہ ہوگی الذی تضربہ اضربہ الذی اسم موصول تضربہ فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول وصلہ مل کر مبتدا اور اضربہ فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ اور استفہامیہ کی ترکیب مذکورہ پر قیاس کیجئے وقولہ مَا شرط واستفہام وموصوف وموصول وزائدہ تامہ کیلئے مستعمل ہوسکتا ہے تفصیل مذکور ہوئی مثال مَا شرطیہ کی مَا تفعل افعل جسکو تو کرے گا اس کو میں بھی کرونگا، ترکیب مانند مَن کے ہے ای لافرق بینہما من حیث الترکیب ۔ وقولہ این مکان شرط کے معنی میں ہوتا ہے اس کو شرطیہ اور کبھی استفہام مکان کے لئے ہوتا ہے اس کو استفہامیہ کہتے ہیں مثال این تجلس اجلس جس جگہ تو بیٹھے گا اسی جگہ میں بھی بیٹھوں گا) ترکیب اَیْنَ اسم شرط متضمن معنی اِن محلاً منصوب مفعول فیہ مقدم تجلس فعل ضمیر انت فاعل فعل وفاعل ومفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط اجلس فعل انا ضمیر مستتر فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ۔

وقولہ متی تقم اقم جس وقت تو کھڑا ہوگا میں بھی کھڑا ہونگا) یہ کبھی شرط کے معنی کو متضمن ہونیکی وجہ سے اسکو شرطیہ اور کبھی استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے تو اسکو استفہامیہ کہتے ہیں اور این ومتی کے بعد کبھی مَا زائدہ ہوتا ہے جیسے اینما ومتما اور ترکیب اسکی مانند ترکیب اَیْنَ کے ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ متی ظرف زمان کے لئے اور اَیْنَ ظرف مکان کے لئے ہے ۔ وقولہ ای مثل ای شیئ تاکل اکل جسکو تو کھاوے گا میں بھی کھاونگا) ترکیب ۔ ای شیئ ترکیب اضافی ہوکر مفعول بہ مقدم تاکل فعل انت ضمیر فاعل فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط آکل فعل وفاعل مل کر جزا شرط و

جزا مل کر جملہ شرطیہ باقی ترکیب مثل من کے ہے وقولہ أنّی تکتب اکتب (جسطرح یا جس جگہ تو لکھے گا میں بھی لکھونگا، ترکیب مثل سابق کے ہے یہ شرطیہ و استفہامیہ دونوں ہوسکتا ہے۔
وقولہ إذ ما کبھی شرط اور کبھی ظرف کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اول کو شرطیہ اور ثانی کو استفہامیہ کہتے ہیں۔ مثال شرطیہ اذ ما تسافر أسافر (جسوقت تو سفر کرے گا میں بھی سفر کرونگا، ترکیب اذ ما اسم شرط محلاً منصوب مفعول فیہ مقدم تسافر فعل وانت ضمیر فاعل فعل و فاعل و مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط اسافر فعل انا ضمیر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ
وقولہ حیثما تقصد اقصد (جس جگہ تو قصد کرے گا میں بھی قصد کرونگا، یہ شرط و ظرف و تعلیل کے لئے مستعمل ہوتی ہے ترکیب حیثما اسم شرط محلاً منصوب مفعول فیہ مقدم تقصد فعل و فاعل و مفعول فیہ مل کر شرط اقصد فعل و فاعل مل کر جزا شرط و جزا مل کر جملہ شرطیہ۔
وقولہ مہما تقعد اقعد (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھونگا، ترکیب مثل سابق کے ہے۔ (ف) إذ ما وحیثما و مہما کی ما زائدہ ہے اور مہما کی اصل میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ما ما تھا ما ثانی زائدہ ہے اور اول ما کی الف کو ہا سے بدل دیا مہما ہوا اور بعض کے نزدیک مہ بمعنی اکفف اسم فعل ما ثانیہ زائدہ تو دونوں مل کر کلمہ واحدہ یعنی شرطیہ ہوگیا ایسا ہی حیثما و اذ ما میں بھی اختلاف ہے تو عند السیبویہ یہ الفاظ ثلثہ غیر مرکب ہے و عند غیرہ مرکب ما زائدہ کے ساتھ اصل میں مہ و اذ و حیث تھا لیکن یہ الفاظ ثلثہ فعل مضارع کو جزم دینے کے لئے ما زائدہ کے ساتھ متصل ہونا شرط ہے اگر متصل نہ ہو تو جزم نہ کرسکے جیسے افضل الشارحین نے فرمایا اذ و حیث مجزمان الفعل المضارع مع ما و اما بدونہا فلا وکذا فی فوائد الضیائیہ) وقولہ دوم اسماء افعال اسکا نالہا و ماعلیہا اسم غیر متمکن میں مذکور ہوچکا۔ اسما افعال بمعنی فعل ماضی اسم ظاہر یا تو ضمیر مستتر کو فاعلیت کی بناپر رفع دیتا ہے اور وہ بہت ہیں لیکن مصنف تمثیلاً تین اسماء افعال کو لایا مثل هیهات بمعنی بعد و شتان بمعنی افترق و سرعان بمعنی سرع جیسے ہیہات یوم العید (عید کا دن بہت دور ہے۔ ترکیب اول ہیہات اسم فعل بمعنی بعد فعل یوم العید ترکیب اضافی ہوکر فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترکیب ثانی ہیہات یوم العید مذکورہ کی مانند ہوکر مفسرہ ای حرف تفسیر بعد جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفسرہ ویسا ہی سرعان زیدٌ و شتان زیدٌ ۱۲
وقولہ سوم اسماء افعال الخ (تیسرا اسماء افعال جو امر حاضر کے معنی میں ہو اسم ظاہر یا ضمیر منصوب کو مفعولیت کی بناپر نصب کرتے ہیں کیونکہ فاعل ہمیشہ ایسی (اسم فعل بمعنی امر حاضر میں) مستتر رہتا ہے کیونکہ وہ امر حاضر کے معنی میں ہے (یعنی واحد حاضر میں) انت ضمیر مستتر رہتا ہے جیسے رُوَیدَ وبَلْهَ وحیهل وعلیک و دونک وھا جیسے رُوید زیدًا ای امہلہ۔ ترکیب رُوید اسم فعل بمعنی امہل فعل انت ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل زیدًا مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مفسرہ ای حرف تفسیر

اُنصُرْہُ فعل ضمیر انت فاعل اور ہُ ضمیر مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفسرہ اور باقی مثالوں کی ترکیب مذکورہ ترکیب جیسے ہے۔ (فائدہ) باب سوم میں اسمائے افعال کو علیحدہ طور پر بیان کیا بخلاف بحث اسم فعل کے کیوں کہ دونوں باعتبار عمل کے جداگانہ ہے فقال۔"

(قولہ چہارم اسم فاعل الخ اسمائے عاملہ کی چوتھی قسم اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس کو کہتے ہیں جو فعل معروف سے مشتق کیا گیا ہو، اسلئے کہ اس ذات کے لئے موضوع ہو جسکے ساتھ اس کا ماخذ یعنی معنی مصدری باعتبار حدوث قائم ہو نہ کہ باعتبار ثبوت و دوام واستمرار کے پس مذکورہ تعریف سے اسم مفعول وتفضیل وصفت مشبہ خارج ہوگئی۔ اور اسم فاعل عمل کرنے کیلئے لفظاً ومعناً دونوں طرح پر شرطیں ہیں۔ معناً شرط یہ ہے کہ اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور لفظی شرطیں یہ ہیں کہ چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کرنا پڑیگا وہ چھ چیزیں مبتدا وموصول وموصوف و ذوالحال وحرف استفہام وحرف نفی ہے پس اگر مذکورہ دو قسم شرطیں اسم فاعل میں موجود ہو تب فعل معروف کا عمل کرے گا ورنہ نہیں کرے گا جیساکہ آئندہ مثالوں سے روشن ہو جاویگا مبتدا پر اعتماد کرنے کی مثال زید قائم ابوہ (زید اس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) قائم شبہ فعل ابوہ اسمائے ستہ مکبرہ کو رفع دیا یہ مثال لازم کلی ہے۔ ترکیب۔ زید مبتدا قائم شبہ فعل ابوہ ترکیب اضافی ہوکر فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر خبر ہوا زید مبتدا کا تو مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (زید ضارب ابوہ عمرًا (زید اس کا باپ عمر کو مار ڈالنے والا ہے) زید مبتدا ضارب شبہ فعل ابوہ فاعل عمرًا مفعول بہ فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اور یہ مثال شبہ فعل متعدی بیک مفعول کی ہے باقی بدو مفعول وبسہ مفعول کو اس پر قیاس کیجئے۔" موصوف پر اعتماد کرنے کی مثال جیسے مررت برجل ضارب ابوہ بکرًا (گذرا میں ایسے مرد کے ساتھ جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے) مررت فعل بفاعل با حرف جار رجل موصوف ضارب شبہ فعل جس نے رجل موصوف پر اعتماد کر کے ابوہ کو رفع اور بکرًا کو نصب دیا۔ ضارب شبہ فعل ابوہ فاعل بکرًا مفعول بہ شبہ فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر صفت ہوا رجل موصوف کا اور موصوف صفت مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور یہ مثال متعدی کی ہے اور لازم کی مثال مررت برجل قائم ابوہ ترکیب ظاہر ہے اور موصول پر اعتماد کر کے عمل کرنے کی مثال جیسے جاءنی القائم ابوہ ای جاءنی الذی قام ابوہ۔ ترکیب جاء فعل نون وقایہ یا ی متکلم محلاً منصوب مفعول بہ الذی اسم موصول قائم بمعنی قام فعل ابوہ فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ہوا الذی اسم موصول کا موصول وصلہ مل کر محلاً مرفوع فاعل جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ یہ مثال لازم کی ہے اور متعدی کی مثال یہ ہے جاءنی الضارب ابوہ عمرًا ای جاءنی الذی یضرب ابوہ عمرًا اسکی ترکیب مانند مذکورہ جیسے ہے اور مثال اول عین فعل کا ہے اور ثانی مثال شبہ فعل کا ہے، ذوالحال پر اعتماد کر کے عمل کرنے کی مثال جاءنی زید راکبًا غلامہ فرسًا (میرے پاس زید آیا اس

حال میں کہ غلام اسکے گھوڑے پر سوار تھا، ترکیب جار فعل ی محلاً منصوب مفعول بہ۔ زید ذوالحال راکباً شبہ فعل ذوالحال پر اعتماد کرکے غلامہٗ کو رفع دفرسًا کو نصب دیا، غلامہ ترکیب اضافی ہوکر فاعل فرسًا مفعول بہ شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال ہوا ذوالحال و حال مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل و فاعل و مفعول مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ اور استفہام پر اعتماد کرکے عمل کرنے کی مثال جیسے اضارب زید عمرًا کیا۔ یہ عمرو کو مارنے والا ہے۔ ترکیب اوّل ہمزہ حرف استفہام ضارب شبہ فعل قائم مقام مبتدا زید فاعل قائم مقام خبر عمرًا مفعول بہ شبہ فعل با فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ ترکیب دوم ہمزہ حرف استفہام ضارب شبہ فعل ہو ضمیر مستتر محلاً مرفوع فاعل عمرًا مفعول بہ شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر مقدم زید مبتدا مؤخر مبتدا مؤخر و خبر مقدم مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ حرف نفی کی مثال جیسے ما قائم زید۔ نہ زید کھڑا ہونے والا نہیں، ترکیب اوّل ما نافیہ قائم شبہ فعل ضمیر ہو مستتر فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر مبتدا مقدم زید مبتدا مؤخر تو مبتدا مؤخر و خبر مقدم مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ترکیب دوم ما نافیہ قائم شبہ فعل قائم مقام مبتدا زید فاعل قائم مقام خبر شبہ فعل قائم مقام مبتدا زید فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۱۲ د قولہ مثل عمل کہ تام الخ یعنی فعل معروف لازم جو عمل کرے اسم فاعل لازم بھی وہ عمل کرے گا جیسے قائم وغیرہ کے اور فعل معروف متعدی جو عمل کرے اسم فاعل متعدی بھی وہی عمل کرے گا۔ جیسا کہ مثال مذکور سے روشن ہو گئی اور افعال کے عمل کا بیان باب دوم میں بالتفصیل بیان ہوچکا واللہ اعلم (ف) اسم فاعل عمل کرنے کیلئے معنوی شرط حال و استقبال کے معنی میں ہونا وجہ اسکی یہ ہے کہ اسم فاعل عمل کرتا ہے فعل مضارع کے ساتھ لفظاً و معنًا مشابہت رکھنے کی وجہ سے لفظاً جیسے حرکات و سکنات و حروفات وغیرہ میں مثل ضارب و یضرب اور معنی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ جیسا کہ حال و استقبال کا معنی ہوتا ہے یہ بھی حال و استقبال کے معنی میں ہوا اب دونوں اعتبار سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے مثل فعل مضارع عمل کرے گا اسلئے حال و استقبال کے معنی میں ہونے کے ساتھ مشروط کیا گیا اگر حال یا تو استقبال کے معنی میں نہ ہو تب مشابہ و مشابہ کے درمیان مشابہت قائم نہیں رہے گی اور اسقاط مشابہت کی وجہ سے عمل بھی باطل ہو جائے گا جیسا کہ اگر فعل ماضی کے معنی میں ہو تو عمل نہیں کرے گا بلکہ اضافہ معنوی ہو گی بخلاف کسائی کے کہ اسکے نزدیک مطلقاً عمل کرے گا (کذا فی الغایۃ والہدایہ)

(فائدہ) سوال اسم فاعل کرنے کے لئے اعتماد مذکور کی شرط کیوں ہے۔ جواب۔ اوّل تاکہ اسم فاعل کی مشابہت فعل کے ساتھ قوی ہو جاوے اسطرح فعل جیسا کہ مسند ہوتا ہے فاعل کی طرف اسم فاعل بھی اپنے ماقبل کی طرف مسند ہوا کرتا ہے اور اپنا ماقبل مثل فاعل کے ہے۔ جواب دوم اسم فاعل بمنزلہ صفت کے ہے تو صفت بحیثیت موصوف پر اعتماد کرتی ہے۔ جواب سوم۔ فعل عمل میں اصل ہے تب بھی اپنے فاعل پر اعتماد کرتا ہے پس اسم فاعل عامل فرعی ہے وہ تو بطریق اولیٰ ہے جو ماقبل پر اعتماد کرے گا اور مذکورہ اعتماد جو شرط کیا گیا بصریوں اور سیبویہ کے نزدیک ورنہ اخفش و کوفیوں کے نزدیک بلا شرط مذکور

کے عمل کر سکے کیونکہ ان کے نزدیک عمل کرنے کیلئے رائحہ فعل کافی ہے اور شبہ فعل بھی رائحہ ہے۔
پنجم اسم مفعول الخ اسم مفعول اس کو کہتے جو فعل مجہول سے مشتق ہو اور اس ذات کیلئے موضوع ہو جس پر ما
ماخذ یعنی معنی مصدری حقیقۃً وحکمًا واقع ہو جیسے مضروب زید ہیں زید پر ضرب واقع ہوا اور یہ اسم
مفعول عمل کرنے کیلئے لفظًا ومعنًا مثل اسم فاعل کے ہے قس علیہ جیسے مبتدا پر اعتماد کرنے کی مثال زید مضروب
ابوہٗ (زید اس کا باپ مار ڈالا گیا) وعمرو معطًی غلامہٗ درہمًا (عمرو کے غلام کو درہم دیا گیا) وبکر معلوم ابنہٗ فاضلًا
(اور بکر کے بیٹے کا فاضل ہونا بتلایا گیا) وخالد مخبر ابنہٗ عمرًا فاضلًا (اور خالد اسکے بیٹے عمرو کا فاضل ہونے
کی خبر دیا گیا) ترکیب۔ زید مبتدا مضروب شبہ فعل ابوہٗ نائب فاعل شبہ فعل ونائب فاعل مل کر خبر
مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہا واو حرف عطف عمرو مبتدا معطًی شبہ فعل غلامہٗ نائب فاعل
درہمًا مفعول بہ ثانی شبہ فعل ونائب فاعل ومفعول بہ ثانی مل کر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ واو
حرف عطف خالد مبتدا مخبر شبہ فعل ابنہٗ نائب فاعل وعمرًا مفعول ثانی وفاضلًا مفعول بہ ثالث مل کر خبر

تو مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

فائدہ۔ مصنف علامؒ نے اسم مفعول مبتدا پر اعتماد کرکے عمل کرنے کی مثال کیوں لائے ہیں۔
جواب۔ یہ ہے کہ ایک فائدہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ یہ کہ اسم مفعول خواہ متعدی بیک مفعول ہو اور دو مفعول
ہو یا تین مفعول ہو۔ مفعول اوّل نائب فاعل ہوگا اور باقی سب مفعول رہے گا۔ واللہ اعلم۔
(فائدہ) اسم مفعول کے موصوف وموصول ذوالحال وغیرہ پر اعتماد کرنے کی مثال بعینہٖ اسم فاعل کی مثال جیسے ہے
مگر فرق یہ ہے کہ اسم فاعل کے بجائے اسم مفعول کے صیغہ کو رکھا جائے گا ورنہ کوئی فرق نہیں جیسے مررت
برجلٍ مضروبٍ ابوہٗ وجاءنی المضروب ابوہٗ وغیرہ۔

ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چون زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ
ہمان عمل کہ حَسُنَ میکرد حَسَنٌ میکند ہفتم اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ است بہ
مِنْ چون زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا بالف ولام چون جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا باضافت
چون زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وعمل او در فاعل باشد وآن ہو است فاعل اَفْضَلُ کہ در وے مستتر
ست ہشتم مصدر بشرطیکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند چون اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا
نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چون جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ بدانکہ اینجا لام بحقیقت
مقدر ست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ دہم اسم تام تمیز را نصب کند و
تمامی اسم یا بتنوین باشد چون مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین چون عِنْدِیْ
اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَزَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْہُ مَالًا یا بنون تثنیہ چون عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ

مثنّٰی یا نون جمع چون هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا یا بمشابه نون جمع چون عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یا باضافت چون عِنْدِیْ مِائَةُ رَجُلٍ یازدہم اسمای کنایہ از عدد و آن دو لفظ است كَمْ و كَذَا بر دو قسم ست استفہامیہ و خبریہ کم استفہامیہ تمیز را نصب کند و کذا نیز چون كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ و عِنْدِیْ كَذَا دِرْهَمًا و کم خبریہ تمیز را بجر کند چون كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ و كَمْ دَارٍ بَنَيْتُ و گاہی مِنْ جار بر تمیز کم خبریہ آید چون قوله تعالیٰ كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ ۔

چھٹی قسم صفت مشبہ جو اسم فاعل کے ساتھ واحد و تثنیہ و جمع مذکر و تانیث میں مشابہت رکھتی ہے مثال حسن و حسان وغیرہ مثل ضارب و ضاربان وغیرہ کے اور اصطلاح میں وہ اسم جو مشتق ہو فعل لازم سے تاکہ دلالت کرے اس شخص پر جسکے ساتھ وہ فعل قائم ہو بطور ثبوت و دوام و استمرار کے پس اسم فاعل و مفعول وغیرہ خارج ہو گئے کیونکہ وہ حدوث پر دلالت کرتے ہیں اور اسکا صیغہ اسم فاعل و مفعول کی صیغہ کے مخالف ہے بلکہ سماعی ہے کذا ذکر فی علم الصیغہ اور صفت مشبہ اپنے فعل لازم کی مانند فاعل کو رفع کرے گی فاعلیت کی بنا پر اور مزید عمل یہ ہے کہ نصب دیتا ہے مشبہ بالمفعول کی بنا پر اگر اسم معرفہ ہو اگر نکرہ ہو تو نصب دیتی ہیں تمیز کی بنا پر اور اسم تفضیل عمل کرنے کے لئے اعتماد مذکورہ (یعنی مبتدا و موصوف و ذوالحال و حرف نفی و استفہام) پر اعتماد کر کے مذکورہ عمل کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور صفت مشبہ موصول پر اعتماد نہیں کرتی ہے کیونکہ صفت مشبہ پر جو الف ولام داخل ہو وہ الذی کے معنی میں نہیں ہوتا ہے بخلاف اسم فاعل و مفعول کے کیونکہ صلہ فعلیت پر و فعلیت حدوث پر دلالت کرتی ہے اور شی ضد ضد آخر کے لئے شرط نہیں ہو سکتی ہے ۔ ویسا ہی عمل کرنے کیلئے حال و استقبال کے معنی میں ہونا بھی شرط نہیں کیونکہ حال و استقبال حدوث پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبہ دوام پر پس حال و استقبال صفت مشبہ کی ضد ہے اور شی ضد ضد آخر کے لئے شرط نہیں ہو سکتا ہے اسلئے حال و استقبال کے معنی میں نہیں ہوتا ہے جیسے زید حسن غلامہ (زید کا غلام حسین ہے) ترکیب زید مبتدا حسن شبہ فعل غلامہ ترکیب اضافی ہو کر فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ باقی مثال موصوف کا جاءنی زید حسن غلامہ و جاءنی زید حسنًا غلامہ و احسن زید و ما حسن زید ہر ایک ترجمہ و ترکیب ظاہر ہے ۔ (ف) صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں ہیں جو ہدایۃ النحو و کافیہ میں مذکور ہے۔ یہ رسالہ اس کا متحمل نہیں اسلئے ناچیز نے اسکو قصدًا ترک کر دیا ۔
ہفتم اسم تفضیل الخ ۔ سماعی عاملہ کی ساتویں قسم اسم تفضیل ہے ، اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل لغوی یعنی مصدر سے اسلئے مشتق ہو کر اس ذات پر دلالت کرے جسمیں باعتبار کسی دوسرے چیز کے معنی مصدری زیادہ تر

پائے جاتے ہیں اور اس کا استعمال تین طرح پر ہے اوّل مِن کے ساتھ مستعمل ہو جیسے زید افضل
من عمرو (زید عمر سے زیادہ فضیلت والا ہے) اور استعمال میں اسم تفضیل ہمیشہ واحد ہوتا ہے اگر
مفضل واحد و تثنیہ وجمع ہو جیسے زید افضل من عمرو والزیدان افضل من عمرو والزیدون افضل
من عمرو تینوں صورت میں افضل واحد مذکر ہے اگر مفضل مؤنث ہو تب بھی علامت تانیث لانا ممنوع
ہے علّت مطولات میں مذکور ہے۔ ترکیب زید مبتدا افضل شبہ فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً
مرفوع فاعل مِن عمرو جار مجرور مل کر متعلق ہوا افضل شبہ کے افضل شبہ فعل وفاعل ومتعلق سے مل کر خبر
مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔۔ دوسرا استعمال یا تو اسم تفضیل الف ولام کے ساتھ مستعمل ہو جیسے
جاءنی زیدن الافضل (میرے پاس فاضل زید آیا) اس استعمال میں اسم تفضیل ہمیشہ مفضل کی واحد و
تثنیہ وجمع وتذکیر وتانیث میں مطابقت کرے گا، کیونکہ اسم تفضیل بمنزلہ صفت کے ہے اور مفضل
بمنزلہ موصوف کے اور صفت اور موصوف کے درمیان ہمیشہ مطابقت ہوتی ہے جیسے جاءنی الزیدانِ
الافضلانِ والزیدونَ الافضلونَ ترکیب جاء فعل نون وقایہ یا محلاً منصوب مفعول بہ زید موصوف الافضل
صفت موصوف وصفت مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۔۔
تیسرا استعمال۔ یا تو اسم تفضیل اضافت کے ساتھ استعمال ہوگا یعنی اسم تفضیل مضاف ہو مفضل علیہ
مضاف الیہ ہو جیسے زید افضل القوم (زید قوموں سے افضل ہے) یہ تیسری قسم دو معنی کے لئے مستعمل ہوتی
ہے اوّل مضاف سے معنی زیادتی قصد کیا جاوے مضاف الیہ سے یا تو مطلقاً زیادہ کا قصد کیا جاوے
اگر اضافت سے معنی اول مراد ہو تو اسم تفضیل واحد ومطابقت موصوف کے دونوں جائز ہے اور ثانی معنی
کے اعتبار سے ہمیشہ اسم تفضیل موصوف کے مطابق ہوگا۔ کذا فی الکافیہ، ترکیب زید مبتدا افضل القوم
ترکیب اضافی ہو کر خبر تو مبتدا وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ۔۔ اور اسم تفضیل مفعول میں مطلقاً عمل نہیں کرتا ہے
خواہ مفعول بہ اسم ظاہر ہو یا اسم مضمر اور فاعل اگر اسم ضمیر ہو جیسے مذکورہ مثالوں میں گذر گیا تب اسم تفضیل بلا شرط
عمل کر سکتا ہے کیونکہ ضمیر مستتر معمول ضعیف ہے کیونکہ لفظ میں ظاہر نہیں ہو سکتا ہے اور عامل ضعیف
معمول ضعیف کے اندر بلا شرط عمل کر سکتا ہے اور اگر فاعل اسم ظاہر ہو تب اسم تفضیل عمل کرنے کے لئے
چند شرطوں کی ضرورت ہے تاکہ ان شرائط سے قوت پیدا کر کے اسم ظاہر میں عمل کرے اور یہ شرائط
وغیرہ تمامی ہدایۃ النحو وغیرہ میں تفصیل وار مذکور ہیں، فانظر فیہ۔
(فائدہ) مذکورہ تین استعمالوں میں سے ایک حالت کے اندر دو استعمال ایک ہی ساتھ ہونا ممنوع ہے
جیسے زید الافضل من عمرو استعمال بلام ومن اور تینوں استعمالوں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہونا بھی ممنوع
ہے جیسے زید افضل ہاں اگر مفضل علیہ محذوف ہو تو صحیح ہوگا۔ جیسے اللہ اکبر ای من کل شئ ۔۔

(فائدہ) اسم تفضیل بنانے کا قاعدہ کتب صرف میں مذکور ہے اسلئے قصداً ترک کر دیا ویساہی باقی ماندہ مسئلے آئندہ کتب النحو میں ملیں گے۔ ہشتم مصدر یہ اپنے فعل کی مانند عمل کرے گا یعنی اگر مصدر لازم ہو تو رفع کرے گا اور اگر متعدی ہو تو مفعول بہ کو نصب کرے گا اور شرط یہ کہ ترکیب میں وہ مصدر مفعول مطلق واقع نہ ہو اگر مفعول مطلق واقع ہو تو اس وقت فعل مذکور کا عمل کریگا کیونکہ مصدر عامل ضعیف ہے اور عامل قوی کے موجودگی کے وقت عامل ضعیف کا عمل کرنا ممکن نہیں ہے اگر مصدر فعل محذوف کا قائم مقام ہو تو اس وقت دو حالت ہے یا تو فعل محذوف کا عمل کرے گا کیونکہ وہ اصل ہے یا تو مصدر کا عمل کرے گا کیونکہ وہ اصل کا نائب ہے مثل اعجبنی ضرب زید عمروًا (مجھکو تعجب میں ڈالا زید کے مارنے نے عمرو کو) اور مثال مذکور میں ضرب مصدر ہے زید کو محلاً رفع دیا کیونکہ زید فاعل ہے اگرچہ لفظاً مجرور ہوا اور عمروًا کو نصب دیا مفعولیت کی بناپر ترکیب اعجب فعل نون وقایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ ضرب مصدر شبہ فعل مضاف زید فاعل مضاف الیہ عمروًا مفعول بہ شبہ فعل مضاف و مضاف الیہ و مفعول بہ مل کر فاعل اعجب کا اعجب فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۔

(فائدہ) مصدر متعدی کا بحسب استقراء پانچ استعمال ہے اوّل مصدر کے فاعل کیطرف اضافت ہو اور مفعول بہ لفظاً منصوب ہو مثال مذکور ہوئی دوم مصدر فاعل کی طرف اضافت ہو اور مفعول بہ مذکور نہ ہو جیسے عجبت من ضرب زید یہاں مفعول بہ موجود نہیں۔ سوم مصدر مفعول بہ کی طرف اضافت ہو اور فاعل لفظاً مذکور و مرفوع ہو جیسے عجبت من ضرب اللص الجلاد یعنی جلاد کے چور کو مارنے سے متعجب ہوں چہارم مصدر مفعول کی طرف مضاف ہو فاعل محذوف ہو جیسے دُعاء الخیر اصل میں دعاءٌ الخیر تھا اور سمیع الخیر مفعول ہے پنجم مصدر مجہول مفعول کی طرف اضافت ہو جو فاعل کے قائم مقام ہے جیسے عجبت من ضرب زید الخ ضرب بصیغہ مجہول۔ مصدر لازم کا ایک ہی استعمال ہے فاعل کی طرف اضافت ہونا۔ نہم اسم مضاف مضاف الیہ کو جر کرتا ہے بواسطہ حرف جر تقدیری کے جیسے جاءنی غلام زید (میرے پاس زید کا غلام آیا) ترکیب جاء فعل نون وقایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ غلام زید ترکیب اضافی ہو کر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بقولہ کہ کر بواسطہ جر جار کی طرف اشارہ فرمایا اور غلام زید میں غلام لزید یعنی ایسا غلام جو زید کے لئے مختص ہے ترکیب غلام موصوف مختص لزید صفت موصوف و صفت مل کر ترکیب توصیفی ۔

دہم اسم تام الخ اسم تام اسکو کہتے ہیں جو تنوین لفظی یا تقدیری یا نون تثنیہ و جمع و اضافت کے ذریعہ تمام وختم ہو جیسے آئندہ مثالوں سے ظاہر ہو جاوے گا اور اسم تام ہونے کا معنی یہ ہے کہ اسم کو حالت تام میں کسی کی طرف اضافت کرنا صحیح نہ ہو اور اسم تام تمیز کو مشابہ مفعول بہ کی بنا پر نصب دیتا ہے کیونکہ بمنزلہ فعل اشیاء تام (مثل تنوین وغیرہ) بمنزلہ فاعل اور تمیز بمنزلہ مفعول بہ کے ہے اور مذکورہ بنا پر وہ فعل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور فعل جیسے عمل کرتا ہے یعنی فی انتصاب التمیز اور تنوین لفظی کے ساتھ اسم تام ہونیکی مثال

جیسے مافی السماء قدر راحۃ سحاباً یہاں راحۃ اسم سحاباً کو نصب دیا اسکی ترکیب مالہا و ما علیہا بحث تمیز میں گذرچکی
اور تنوین تقدیری کی مثال عندی احد عشر رجلاً اصل احدٌ عشرٌ تھا مبنی ہونے کی وجہ سے تنوین ساقط ہوگئی
اور دوسری مثال زید اکثر منک مالاً زید مجھ سے مال کے اعتبار سے زیادہ ہے یعنی زید تجھ سے زیادہ مالدار
ہے ہرایک کی ترکیب گذر گئی اوّل بحث تمیز میں اور ثانی بحث تفضیل میں اور ثانی میں تنوین بوجہ غیر منصرف
کے تقدیری ہے "، نون تثنیہ کے ساتھ تام ہونے کی مثال جیسے عندی قفیزان بُرّاً اسکا ترجمہ و ترکیب
گذرا یا نون جمع کے ساتھ تام ہونا ہے جیسے قولہ تعالیٰ ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً (کیا ان لوگوں کے بارے
میں تم کو خبر نہ دیں جو باعتبار عمل نقصان اٹھانے والے ہیں یہاں الاخسرین جمع حقیقی تام بنون جمع اعمالاً
تمیز کو نصب دیا۔ ترکیب۔ ہل حرف استفہام ننبئ فعل ضمیر نحن مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل کم ضمیر
منصوب متصل مفعول بہ باحرف جار الاخسرین شبہ فعل ہم ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل
شبہ فعل و فاعل مل کر ممیز اعمالاً تمیز ممیز و تمیز مل کر مجرور ہوا باحرف جار کا جار و مجرور متعلق ہوا ننبئ شبہ فعل
کے ساتھ ننبئ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ "، (از بڑے حضور مرحوم)
مثال مشابہ بنون جمع جیسے عندی عشرون درہماً (میرے پاس بیس درہم ہے) عشرون مشابہ بالجمع
تام مشابہ بنون جمع درہماً تمیز کو نصب دیا ترکیب مذکورہ پر قیاس کیجئے۔ اضافت کے ساتھ تام ہونیکی مثال
جیسے عندی ملوہٗ عسلاً میرے پاس بھرپور سے شہد ہے) ترکیب اوّل عندی ظرف ملوہ ترکیب اضافی ہوکر
ممیز عسلاً تمیز ممیز و تمیز مل کر فاعل ظرف ظرف فاعل ظرف مل کر جملہ ظرفیہ "، ترکیب ثانی موجود عندی خبر مقدم
ملوہٗ عسلاً ممیز و تمیز مل کر مبتدا مؤخر تو مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ۔ ترکیب ثالث ثبت عندی ملوہٗ عسلاً ثبت
فعل ملوہٗ عسلاً ممیز و تمیز مل کر فاعل عندی مفعول فیہ فعل و فاعل و مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ "،
یازدہم اسمائے کنایہ اسکی تعریف و تحقیق اسم غیر متمکن میں مذکور ہوچکی (واللہ اعلم)
یہاں کنایہ سے کنایہ از عدد مراد ہے اور وہ دو لفظ ہے اول کم دوم کذا پھر کم دو قسم پر ہے کم استفہامیہ
جو استفہام کے معنی کو ضمن میں لیوے اور یہ تمیز کو نصب دیتا ہے دوسری قسم کم خبریہ جو معنی استفہام
کو متضمن نہ ہو جو تمیز کو جر دیتا ہے اوپر سے دونوں کے درمیان ایک فرق معلوم ہوگیا دوسرا فرق
کم استفہامیہ کی تمیز منصوب و مفرد ہوتی ہے اور کم خبریہ کی تمیز ہمیشہ مجرور ہوتی ہے لیکن کبھی
مفرد و کبھی جمع ہوتا ہے اور کم استفہامیہ کی مانند کذا بھی تمیز کو نصب کرے گا اور نصب کرنے کی علت
مطولات سے معلوم کیجئے۔ اور یہ رسالہ اسکا متحمل نہیں مثال کم رجلاً عندک (کتنا رجل تیرے پاس موجود ہے)
ترکیب کم ممیز رجلاً تمیز، تمیز و ممیز مل کر محلاً مرفوع مبتدا عندک مفعول فیہ موجود شبہ فعل کا موجود شبہ
فعل ضمیر ھو مستتر نائب فاعل تو شبہ فعل و فاعل و مفعول فیہ سے مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ
عندی کذا درہماً (میرے پاس چند درہم موجود ہے) ترکیب اوّل عندی ظرف کذا ممیز درہماً تمیز ممیز و تمیز

مل کر محلاً مرفوع فاعل ظرف ظرف وفاعل ظرف مل کر جملہ ظرفیہ "۔ عندی کذا درہما میرے پاس چند درہم موجود ہے،
ترکیب اول عندی ظرف کذا ممیز درہما تمیز ممیز وتمیز مل کر فاعل ظرف ظرف وفاعل ظرف مل کر جملہ ظرفیہ "۔
ترکیب ثانی وثالث کو مذکورہ پر قیاس کیجئے ۔ مثال کم خبریہ ۔ کم مالٍ انفقت (بہت مال کو خرچ کیا میں)
ترکیب اول انفقت فعل بفاعل کم ممیز مالٍ تمیز ممیز وتمیز سے مل کر مفعول بہ مقدم انفقت فعل کا انفقت فعل
وفاعل ومفعول بہ مقدم مل کر جملہ فعلیہ خبریہ "۔ ترکیب ثانی تقدیر عبارت یوں ہوگی کم مالٍ انفقتہٗ (میں نے
بہت مال کو خرچ کیا) کم ممیز مالٍ تمیز ممیز وتمیز مل کر محلاً مرفوع مبتدا انفقت فعل ت ضمیر فاعل ہ ضمیر منصوب
متصل محلاً منصوب مفعول بہ راجع کم مالٍ کی طرف فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلاً مرفوع
خبر ہوا کم مالٍ مبتدا کا مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ "۔ مثال ثانی کم دارٍ بنیتُ (میں نے بہت گھر بنایا) اسکی
ترکیب بعینہٖ کم مالٍ انفقت کے ہے اور مصنفؒ یہاں دو مثال لاکر ایک فائدہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ مثال
اول کم کی تمیز شئی منقول ہے اور مثال ثانی میں کم خبریہ کی تمیز شئی غیر منقول ہے جیسے دار جو ہے اس کی عادۃً
کہ وہ نقل نہیں کرتے بخلاف مال کے کہ وہ شئی منقول ہے بہت نقل کرتے ہیں (کذا فی الشرح) وقولہ
گا ہے من جارہ بر تمیز الخ یعنی کم خبریہ کی تمیز پر اور کم خبریہ کے بعد یعنی کم خبریہ اور اسکی تمیز کے درمیان
ایک من جارہ بیانیہ کو کبھی زائد کرتے ہیں جیسے قول باری تعالیٰ کم من ملکٍ فی السموٰت یہاں ملک تمیز اور
کم خبریہ کے درمیان من کو فاصلہ لایا (ترجمہ بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہے) ترکیب کم ممیز بالفتح
من جارہ زائدہ ہے ملک تمیز ممیز وتمیز مل کر محلاً مرفوع مبتدا فی حرف جار السموٰت مجرور جار مجرور مل کر متعلق
ہوا موجود شبہ فعل کے ساتھ موجود شبہ فعل ضمیر ہو نائب فاعل تو شبہ فعل ونائب فاعل ومتعلق
مل کر خبر مبتدا وخبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ "۔
(فائدہ) شاید مصنفؒ نے مذہب شارح رضی کو اختیار فرمایا ورنہ امام النحو ابن حاجبؒ وعلامہ تفتازانی نے
من جارہ بیانیہ کو استفہامیہ وخبریہ دونوں کی خبر پر زائدہ مانتے ہیں جیسے ابن حاجبؒ نے فرمایا وتدخل
من فیھما فی تمیز الخبریہ والاستفہامیہ اور ویسا ہی علامہ تفتازانی اس آیۃ کریمہ سے استدلال پیش کیا کرتے
ہیں قولہ تعالیٰ سل بنی اسرائیل کم اتیناھم من اٰیۃٍ بینۃٍ تو اگر کم استفہامیہ ہو تو ترجمہ یوں ہوگا کہ آپ بنی اسرائیل
سے دریافت کیجئے ۔ کہ ہم نے ان کو کس قدر نشانیاں دی ہیں (کم خبریہ ہو تو ترجمہ یوں لگا کہ ہم نے بہت نشانیاں
بنی اسرائیل کو دی ہیں اب اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ دونوں کی تمیز پر من جارہ زائدہ ہوسکتا ہے
یہ مذکورہ قاعدہ جو لازمی ہے اگر کم اور اسکی تمیز کے درمیان فعل متعدی فاصلہ واقع ہو تو اس وقت من جارہ
لانا واجب ہوگا تاکہ تمیز ومفعول بہ کے ساتھ التباس نہ ہو جو ناجائز ہے جیسے کم اھلکنا من قریۃ
اور من جارہ کو اس لئے زائدہ مانتے ہیں کیونکہ تمیز جیسے بیان کیلئے آیا کرتی ہے ویسا ہی من بھی بیان کیلئے
آتا ہے ۔ اب دونوں کے درمیان مناسبت تامہ ہوگی اور لفظاً بھی مناسبت کہ دو حرفی ہے

اور مثل کم خبریہ کے جر دینے میں فاعل " (ف) کم باعتبار معمول کے کبھی محلاً مرفوع اور کبھی محلاً منصوب اور کبھی محلاً مجرور ہوا کرتا ہے (واللہ اعلم)

قسم دوم در عوامل معنوی بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم ست اوّل ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را برفع کند چون زَیْدٌ قَائِمٌ وانیجا گویند کہ زَیْدٌ مبتداست مرفوع با بتدا و قائم خبر مبتداست مرفوع با بتدا وانیجا در مذہب دیگرست یکے آنکہ ابتدا عامل ست در مبتدا و مبتدا در خبر دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عاملست در دیگر دوم خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل را برفع کند چون یَضْرِبُ زَیْدٌ اینجا یَضْرِبُ مرفوعست زیرا کہ خالی ست از ناصب و جازم تمام شد عوامل نحو بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَوْنِہٖ ۔

تشریح :۔ واضح ہو کہ مصنفؒ عوامل لفظیہ قویہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد عوامل معنویہ ضعیفہ کے بیان کو شروع فرمایا۔ بقولہ بدانکہ جو بقولہ بدانکہ الخ جان لو کہ عوامل معنویہ دو قسم پر ہے اوّل ابتدا جو ہر معنوی ہے مذہب مشہور کے مطابق مبتدا و خبر دونوں کو رفع دیتا ہے جیسے زید قائم دونوں مرفوع ہوا ابتدا کی بنا پر ترکیب زید مبتدا و قائم خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ " اور اس کو مصنفؒ علام و ابن حاجبؒ و صاحب ہدایۃ النحو وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے اور اپنی عبارت سے ذکر کیا کہ زید مرفوع ہوا ابتدا کی وجہ سے اور قائم بھی مرفوع ہوا ابتدا کی وجہ سے اور مبتدا کا عامل کے بارے میں چند اقوال ہیں ایک مذہب مشہور جو گذر چکا مذہب ثانی سیبویہ کا جیسے امام اندلسیؒ نے سیبویہ سے نقل کیا کہ مبتدا کا عامل معنوی ہے ابتدا اور خبر کا عامل لفظی ہے یعنی مبتدا خود ہی خبر کو رفع دیتا ہے و مذہب ثالث امام کسائی اور فرا کا ہے ان کے نزدیک مبتدا کا عامل خبر ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے یعنی دونوں کا عامل لفظی ہے بخلاف مذہب ثانی کے ایک عامل معنوی، دوسرا عامل لفظی مذہب رابع امام خلف نے فرمایا کہ مبتدا کا عامل وہ اسناد ہے جو خبر کی جانب مبتدا کی طرف ہوتا ہے۔ مذہب خامس کوفیین حضرات فرماتے ہیں کہ مبتدا کا عامل وہ ضمیر ہے جو خبر کے اندر مستتر رہتی ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے مذہب سادس بعض کے نزدیک ابتدا عامل ہے مبتدا کا اور ابتدا اور مبتدا دونوں عامل ہے خبر کا واللہ اعلم بالصواب "

قسم دوم فعل مضارع کا عامل رافع اسکے بارے میں بھی چند مذاہب ہیں، مذہب اوّل بصریوں کا ان کے نزدیک فعل مضارع کا عامل ناصب و جازم سے خالی ہونا ہے جو امر معنوی ہے مذہب دوم کوفیوں کا ہے ان کے نزدیک فعل مضارع کا اسم فاعل کی جگہ میں واقع ہونا صحیح ہونا ہی فعل مضارع کا عامل رافع ہے اسکے بارے میں اختلاف شدید مع جوابات فوائد ضیائیہ اور دیگر مطولات میں لکھا ہے کہ اگر زیادہ کا خیال ہو تو وہاں

ملاحظہ فرمائیے، مذہب سوم کسائی کے نزدیک علامت مضارع یعنی حروف اتین میں سے کسی ایک حروف کا ہونا فعل مضارع کا عامل رافع ہے لیکن وہ مردود ہے کیونکہ اگر علامت مضارع عامل رافع ہوتا تو فعل مضارع پر عامل نصب وجازم داخل ہونے کے بعد بھی مرفوع ہوتا حالانکہ ایسا نہیں بنا دعلیہ وہ مفقود ہے اور مذکورہ بالا تینوں مذہبوں سے مذہب کوفی اولیٰ ہے لیکن مصنفؒ نے مذہب بصری کو اختیار کیا اسکی تفصیل وار علت فوائد الضیائیہ میں مذکور ہے۔ فانظر فیہ۔

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجبست و آں سہ فصل ست۔ **فصل اوّل** در توابع بدانکہ تابع لفظی ست کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جہت ولفظ سابق را متبوع گویند وحکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع ست اوّل صفت واو تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چون جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چون جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ یا اَبُوْہُ مثلاً قسم اوّل در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و تثنیہ وجمع در رفع ونصب وجر چون عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَامْرَأَۃٌ عَالِمَۃٌ وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَۃٌ عَالِمَاتٌ اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف و تنکیر در رفع ونصب وجر چون جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ بدانکہ نکرہ را جملہ خبریہ صفت تواں کرد چون جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ و در جملہ ضمیری عائد بنکرہ لازم باشد دوم تاکید واو تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند و تاکید بر دو قسم ست لفظی ومعنوی تاکید لفظی تکرار لفظ است چون زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ وَضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ وَاِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ و تاکید معنوی بہشت لفظ ست۔ نَفْسٌ وَعَیْنٌ وَکِلَا وَکِلْتَا وَکُلٌّ وَاَجْمَعُ وَاَکْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ چون جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ وَجَاءَنِیْ الزَّیْدَانِ اَنْفُسُہُمَا وَجَاءَنِیْ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُہُمْ وَعَیْنٌ را برین قیاس کن و جَاءَنِیْ الزَّیْدَانِ کِلَاہُمَا وَالْہِنْدَانِ کِلْتَاہُمَا وکِلَا وَکِلْتَا خاصند بمثنیٰ وَجَاءَنِیْ الْقَوْمُ کُلُّہُمْ اَجْمَعُوْنَ وَاَکْتَعُوْنَ وَاَبْتَعُوْنَ وَاَبْصَعُوْنَ بدانکہ اکتع و ابتع و ابصع اتباع اند اجمع پس بدون اجمع نیایند و مقدم بر اجمع نباشند۔

تشریح:۔ واضح باد کہ مصنفین کرام کا عموماً یہ دستور ہے کہ آخری کتاب میں کچھ ایسے مسائل ضروریہ

بیان کرتے ہیں جو گذشتہ بحثوں میں نہ داخل ہوسکے ہو لیکن مذکورہ بحثوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور آخری کتاب کے حصہ کو خاتمہ کے ساتھ موسوم فرماتے ہیں اب مصنف بھی اس طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا۔ قولہ اول توابع خاتمہ کے معنی لغوی انتہا کے ہیں اور اصطلاح میں خاتمہ ما یختم بہ الشیٔ جس چیز کے ساتھ شی کا اختتام ہوتا ہے اسکو خاتمہ کہتے ہیں یہاں خاتمہ سے مراد کتاب کا آخری حصہ جس سے کتاب ختم ہوگی۔ الحاصل خاتمہ الکتب ان فوائد متفرقہ میں جن کو معلوم کرنا واجب ہے اور اس کو تین فصلوں میں ذکر کیا جاوے گا۔

پہلی فصل توابع کی بحث میں وقولہ بدانکہ اے جان لو کہ تابع ایسا ایک لفظ ہے جو لفظ باعتبار سابق دوسرا مرتبہ میں ہو اور تابع کا اعراب مثل اعراب متبوع کے ہوگا اور جہت واحدہ سے ہوگا یعنی اگر متبوع فاعل کی بناپر مرفوع ہو تو تابع بھی فاعلیت کی بناپر مرفوع ہوگا ہکذا فی المفعولیت والمجرورت اور لفظ سابق کو متبوع کہتے ہیں کیونکہ اسکا تابعدار کیا گیا اور لفظ لاحق کو تابع کہتے ہیں کیونکہ وہ متبوع کی تابعداری کرنے والا ہے اور دوم سے مراد دوسری منزل میں ہونا جیسے متبوع منزلۂ اول اور توابع خواہ واحد ہو یا متعدد سب مل کر منزلۂ ثانی کے ہے پس صفت ثالث و رابع و خامس وغیرہ سب توابع میں داخل ہوگی اور تابع کا حکم یعنی اثر مرتب علی الشیٔ یہ ہے کہ بیشتر اعرابات میں متبوع کی تابعداری کرے گا خواہ بدل ہو یا معطوف یا تاکید یا صفت وغیرہ علت مذکور ہوئی اور توابع پانچ قسم پر ہے وجہ حصریہ ہے کہ یا تو تابع مقصود ہو جیسے بدل یا تو متبوع مقصود ہو تو تین حال سے خالی نہیں یا تو تابع متبوع کے معنی وصفت پر دلالت کرے تو صفت یا تو متبوع کو ثابت وتقریر کرے تو تاکید یا تو توضیح کرے تو عطف بیان یا تو تابع ومتبوع دونوں مقصود ہو تو عطف بحرف اول قسم توابع کی صفت ہے اور تقدیم صفت کی چند وجہ ہے اول کثرت فائدہ کی بناپر دوم کثیر الاستعمال کی بناپر سوم کثرت تابعداری وکثرت بیان کی بناپر مقدم کئے ہیں اور صفت کا لغوی معنی کسی کی بھلائی یا تو برائی بیان کرنا اور اصطلاح میں نعت ایک ایسا تابع ہے جو ایسا ایک معنی پر دلالت کرے جو ذات متبوع یا تو متعلق متبوع میں موجود ہو اور قسم اول کو صفت بحال موصوف کہا جاتا ہے اور قسم ثانی کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں وجہ تسمیہ ظاہر ہے قسم اول کی مثال جیسے جاءنی رجل عالم یعنی میرے پاس ایک رجل آیا جو بذات خود عالم ہے۔ ترکیب جاء فعل نون وقایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ رجل موصوف عالم صفت موصوف وصفت مل کر فاعل فعل وفاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

قسم ثانی یعنی صفت بحال متعلق موصوف کا مثال جاءنی رجل حسن غلامہ یا ابوہ رمیرے پاس ایسا رجل آیا

جس کا غلام یا جس کا باپ حسین ہے یہاں حسین ہونا وصف ذات رجل نہیں بلکہ اس کا متعلق جو غلام ہے یا باپ ہے وہ حسین ہے اور ثانی قسم کی صفت ہونے میں بڑا اختلاف ہے جو مطولات میں مذکور ہے فانظرہ۔ ترکیب جاء فعل نون وقایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ یا فیہ رجل موصوف حسن صفت مشبہ شبہ فعل غلامہ ترکیب اضافی ہوکر فاعل شبہ فعل و فاعل مل کر صفت موصوف و صفت سے مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وقولہ مثلاً صفت بحال موصوف میں صفت و موصوف کے درمیان دس چیزوں میں مطابقت یعنی متحد ہونا شرط ہے۔ بالقوہ لیکن دس چیزوں میں فی الحال چار کا موجود ہونا شرط ہے ورنہ صفت بحال موصوف نہیں ہوسکے گا۔ ۱۔ معرفہ ونکرہ سے ایک کا موجود ہونا ریا تو دونوں معرفہ ہو یا تو دونوں نکرہ ہو) ۲۔ تذکیر وتانیث میں سے ایک کا موجود ہونا ریعنی دونوں یا تو مذکر ہوگا یا مؤنث) ۳۔ واحد وتثنیہ وجمع میں سے ایک کا موجود ہونا ریعنی دونوں واحد ہو یا دونوں تثنیہ یا تو دونوں جمع ہو) ۴۔ رفع ونصب وجر میں سے ایک کا موجود ہونا ریعنی دونوں یا تو مرفوع ہوگا یا تو منصوب یا تو مجرور۔ ہر ایک کی مثال ذیل میں موجود ہے جیسے عندی رجل عالم رمیرے نزدیک ایک عالم رجل ہے) یہ مثال صفت بحال موصوف کا ہے جسمیں چار شرطیں دس شرطوں میں سے موجود ہے۔ ایک رجل و عالم دونوں مذکر ہے ر۲) دونوں مرفوع ہے ر۳) دونوں واحد ہے ر۴) دونوں یعنی رجل و عالم دونوں نکرہ ہے) اور باقی مثالوں میں مذکورہ بالا قاعدہ کو جاری کیجئے وعندی رجلان عالمان مثال تثنیہ مذکر کا وعندی رجال عالمون مثال جمع مذکر کا وامرأۃ عالمۃ مثال واحد مؤنث کا وامرأتان عالمتان مثال تثنیہ مؤنث کا ونسوۃ عالمات مثال جمع مؤنث کی ترکیب اول عندی رجل عالم عندی ظرف رجل عالم ترکیب توصیفی ہوکر فاعل ظرف تو ظرف و فاعل ظرف سے مل کر جملہ ظرفیہ ترکیب دوم ثابت عندی خبر مقدم رجل عالم ترکیب توصیفی ہوکر مبتدا مؤخر تو مبتدا و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔ ترکیب سوم ثبت عندی رجل عالم جملہ فعلیہ خبریہ باقی سب جملوں کی ترکیب مذکورہ بالا پر قیاس کیجئے۔ ما بین کچھ فرق نہیں قسم ثانی یعنی صفت بحال متعلق موصوف میں بالقوہ پانچ چیزیں شرط ہیں لیکن بالفعل دو کا موجود ہونا شرط ہے اگر یہ دونوں موجود نہ ہو تو اسکا بحال متعلق موصوف واقع ہونا صحیح نہ ہوگا۔ ہاں دو سے زائد ہوسکتا ہے جیسے جاءنی رجل عالم ابوہ ومیرے پاس ایسا رجل آیا جس کا باپ عالم ہے۔ ترکیب جاء فعل نون وقایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ رجل موصوف عالم شبہ فعل ابوہ فاعل شبہ فعل و فاعل سے مل کر صفت موصوف و صفت مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وقولہ بدانکہ الخ یعنی نکرہ کی صفت کبھی جملہ خبریہ بھی ہوسکتا ہے لیکن جملہ انشائیہ صفت نہیں ہوسکتا ہے۔

علت اسکی مذکور ہوئی، بحث اسم موصوف کے اندر اور معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ جملہ وضعًا معرفہ ونکرہ کسی میں داخل نہیں لیکن جبکہ وہ ادوات تعریف سے خالی ہے تو اہل نحاۃ نے اس کو حکمًا نکرہ میں داخل کیا کرتے ہیں اب موصوف بھی نکرہ جملہ بھی نکرہ فلہذا مابین مطابقت ہوگی دگر موصوف معرفہ ہو تب موصوف وصفت کے درمیان مطابقت نہیں ہوگی اور جبکہ من حیث ہی ہی مستقل ہونیکی وجہ سے موصوف کے ساتھ کوئی ربط نہیں اسلئے برائے قائم ربط موصوف میں ایک ضمیر ہونا ضروری ہے جو موصوف کی طرف راجع ہو اور دونوں کے درمیان ربط قائم ہوجاوے مثال جاءنی رجل ابوہ عالم۔ ترکیب جاء فعل نون وقایہ یای متکلم محلًا منصوب مفعول بہ رجل موصوف ابوہ مبتدا عالم خبر مبتدا وخبر مل کر صفت موصوف وصفت مل کر فاعل جاء فعل کا جاء فعل وفاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ۱۲

(فائدہ) صفت چند چیزوں کا فائدہ دیتی ہے اگر موصوف وصفت دونوں معرفہ ہو تو توضیح کا فائدہ دیتی ہے جیسے زید الفاضل اور اگر دونوں نکرہ ہو تو تخصیص کا فائدہ دیتی ہے جیسے رجل عالم یا تو مدح کے لئے جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا تو ذم کے لئے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم یا تو تاکید کیلئے نفخۃ واحدۃ یا تو بیان ماہیت کے لئے جیسے الجسم الطویل العریض العمیق یا تو کشف کے لئے اور بھی بہت سے معنی کے فائدہ میں مستعمل ہوا کرتی ہے لیکن ناچیز نے اختصارًا چند قسموں کو بیان کیا ہے ۱۲

(ف) قسم اول وثانی جن چیزوں میں مطابقت کی بات گذر گئی یہ اس وقت ہوگا جبکہ صفت کا صیغہ مذکر ومؤنث مستوی الاستعمال والا نہ ہو جیسے رجل جریح وامرأۃ جریح یا تو صفت خالص مؤنث کی صفت نہ ہو جیسے امرأۃ حائض یا تو صفت ایسا فعول کے وزن پر نہ ہو جو فاعل کے معنی میں ہوتا ہے جیسے صبور بمعنی صابر رجل صبور وامرأۃ صبور یا تو صفت ایسا صیغہ مؤنث نہ ہو جنکا مذکر پر بھی اطلاق کرنا بھی صحیح ہوتا ہے۔ جیسے رجل علامہ مذکورہ عدمی شرط اگر متحقق ہو تو مطابقت ضروری نہیں ۱۲ کذا فی کتب النحو۔ دوم تاکید۔ تاکید کا معنی لغوی کسی چیز کو دوبارہ کرنا اور اصطلاح میں تاکید وہ تابع ہے جو امر متبوع کو نسبت میں ثابت کرتا ہے اور اکثر تاکید لفظی میں کہ وہ نسبت میں منسوب ہے یا منسوب الیہ کوئی اور شئی نہیں یا تو وہ شمول میں اپنے متبوع کے حال کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام افراد کو اس حکم میں شامل ہے جو اسکے لئے ہے اور یہ تاکید معنوی میں مذکورہ قید کی وجہ سے باقی توابع خارج ہو گئے اور تاکید سے فائدہ یہ ہے کہ سامع کو تاکید کے ذریعہ کون منسوب ہے اور کون منسوب الیہ اسمیں شک نہ رہے اور تاکید دو قسم پر ہے۔ تاکید لفظی منسوب الی اللفظ یعنی لفظ اول کو مکرر لانا خواہ وہ لفظ اسم ہو جیسے زید زید قائم یا تو فعل ہو جیسے ضرب ضرب زید یا حرف ہو جیسے انّ انّ زیدًا قائم شاید مصنف کا مذہب ہے ورنہ بعض نحوی تاکید لفظی صرف اسم وفعل میں منحصر

ملتے ہیں اور حرف کو تاکید لفظی نہیں مانتے جیسے ابن حاجبؒ کی مثال سے ظاہر ہے اور تاکید لفظی دو قسم پر ہے حقیقی جو مثال میں مذکور ہوا و حکمی جیسے ضربت انت نفسک ترکیب زید اوّل مؤکد وزید ثانی تاکید مؤکد و تاکید سے مل کر مبتدا و قائم خبر مبتدا و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف ضرب اوّل مؤکد و ضرب ثانی تاکید مؤکد و تاکید مل کر فعل زید فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف اوّل۔ واو حرف عطف اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، اوّل مؤکد و انَّ ثانی تاکید مؤکد و تاکید مل کر حرف مشبہ بالفعل زیدًا اسم اِنَّ قائم خبر اِنَّ اپنی اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ " (از بڑے حضور)

دوسری تاکید معنوی وہ ہے جو معنی کی طرف منسوب ہو اور معنی کا لحاظ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہو اور تاکید معنوی اجمالاً آٹھ و تفصیلاً نو الفاظ کے ساتھ خاص ہے ان کے غیر میں نہیں پایا جاتا ہے وہ الفاظ یہ ہیں۔ نفس، عین و کلا و کلتا و کل و اجمع و اکتع و ابصع و ابتع "

طریقۂ استعمال۔ تاکید معنوی کے الفاظ میں سے اوّل دو یعنی نفس و عین عام ہے مفرد و تثنیٰ و مجموع کے لئے آتے ہیں، البتہ متبوع کے لحاظ سے ان کا صیغہ اور ضمیر بدلتی رہے گی لیکن پھر متبوع کے لحاظ سے صیغہ کا بدل صرف واحد و جمع میں ہوگا اور تثنیہ کے لئے جمع کا صیغہ مستعمل ہوتا ہے اور کلا و کلتا تثنیہ کے لئے ہیں نہ کہ واحد و جمع کے لئے اوّل تثنیہ مذکر و ثانی تثنیہ مؤنث کیلئے صیغہ و ضمیر دونوں بھی تثنیہ ہوگا اور باقی الفاظ سب غیر تثنیہ یعنی واحد و جمع کے لئے آتے ہیں اور ان میں سے صرف لفظ کل اختلاف ضمیر کے ساتھ مستعمل ہے جیسے واحد مذکر کے لئے کُلُّہٗ اور واحد مؤنث کیلئے کلّہا و جمع مذکر کے لئے کلّہم و جمع مؤنث کیلئے کلّہن اور باقی الفاظ اختلاف صیغہ کے ساتھ مستعمل ہے جیسے اجمع و جمعا و اجمعون و جمع ہر ایک کی مثال سابق میں آنے والی ہے مع الاستعمال اور مصنفؒ طریق استعمال کو مثال پر اکتفا کیا ہے اور مستقلاً بیان نہیں فرمایا فتامل۔

مثال نفس جاءنی زید نفسہ و جاءنی الزیدان انفسہما و جاءنی الزیدون انفسہم (ترجمہ) میرے پاس زید یقیناً آیا اور میرے پاس خود زید ہی آئے اور میرے پاس بہت زید خود ہی آئے)

ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یائے متکلم محلاً منصوب مفعول بہ زید مؤکد یا تو مؤکد نفسہ ترکیب اضافی ہو کر تاکید معنوی مؤکد و تاکید مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف علیہا واو حرف عطف جاءنی مذکورہ کے مانند فعل و مفعول بہ الزیدان انفسہما ترکیب اضافی ہو کر تاکید مؤکد و تاکید سے مل کر فاعل فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ اوّل واو حرف عطف جاءنی مذکورہ کی مانند فعل و مفعول بہ الزیدون مؤکد انفسہم تاکید مؤکد و تاکید مل کر فاعل جاء فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوفہ ثانی یہ مذکورہ

مثال مذکر کیلئے اور مؤنث کی مثال جاءنی ہند نفسہا والہندان انفسہما والہندات انفسہن ترکیب وترجمہ مذکورہ کے مانند ہے اور نفس کا استعمال جیسے کی ہے ویسا ہی عین کا بھی استعمال ہے مگر فرق یہ ہے کہ نفس کے بجائے عین کو رکھا جائے ۱۲ (مثال کلا وکلتا کی) جاءنی الزیدان کلاہما یعنی میرے پاس بخود دو زید آئے۔ ترکیب، جاء فعل نون وقایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ الزیدان کلاہما ترکیب اضافی ہوکر تاکید معنوی مؤکد وتاکید مل کر فاعل فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ جاءتنی الہندان کلتاہما (میرے پاس بخود دو ہند آئیں) ترکیب جاءتنی مذکورہ کے مانند الہندان مؤکد کلتاہما ترکیب اضافی ہوکر تاکید مؤکد وتاکید مل کر فاعل فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ خبریہ ۔
اور اس جگہ فعل مؤنث لانا واجب ہوگا کیونکہ فاعل مؤنث حقیقی بلا فاصلہ ہے مثال کل وغیرہ جاءنی القوم کلہم اجمعون واکتعون وابتعون وابصعون (میرے پاس قوم میں سے ہر شخص آیا) یہاں لفظ کل قوم کے ہر فرد کو شامل ہوگیا اور اجمع وغیرہ سے مبالغہ فی التاکید مقصود ہے۔ ترکیب اوّل جاءنی فعل نون وقایہ یای متکلم محلاً منصوب مفعول بہ القوم مؤکد کلہم ترکیب اضافی ہوکر تاکید اوّل اجمعون معطوف علیہ واو حرف عطف اکتعون معطوف اوّل واو حرف عطف ابتعون معطوف ثانی واو حرف عطف ابصعون معطوف ثالث معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
مثال مؤنث جاءتنی النساء کلہن جمع وکتع وبتع وبصع مثال واحد مذکر اشتریت العبد کلہ واجمع واکتع وابتع وابصع ومثال واحد مؤنث جاءتنی المرأۃ کلہا وجمعاء وکتعاء وبتعاء وبصعاء ترجمہ وترکیب ظاہر ہے اور ترکیب ثانی مثل ترکیب اوّل کے ہے مگر فرق صرف یہ ہے کہ کلہم کو مبدل منہ اجمعون وغیرہ کو بدل اور اگر اجمعون کی تفصیلی ترکیب کرنا مقصود ہو تو اس طرح کہنا پڑے گا کہ اجمعون شبہ فعل ہم ضمیر مستتر فاعل اور اجمع میں ہو اور جمعاء کے اندر ہی وجمع میں ھن ضمیر مستتر ہوگی علیٰ ہذا القیاس (فائدہ) لفظ نفس اگرچہ باعتبار استعمال اللفظی مؤنث قرار دیا گیا ہے یعنی جبکہ ضمیر لوٹائی جائے گی تو ضمیر مؤنث راجع ہوگی مگر باعتبار مصداق مذکر ومؤنث دونوں کو عام ہے اسلئے مصنفؒ مذکر کا اعتبار کیا ۱۲ (ف) لفظ کل واجمع کے ساتھ ان چیز کی تاکید کی جاتی ہے کہ جو ذو اجزاء ہے اور اجزاء بھی ایسے ہوکہ ان کا افتراق از روئے حس یعنی حقیقۃ وحکماً کے صحیح ہو جیسے جاء القوم کلہم میں قوم کو حساً افتراق کیا جائے۔ جیسے القوم یہ مجموعہ زید وعمرو وبکر وخالد وغیرہ کا ہے۔ مثال افتراق حکمی کا اشتریت العبد کلہ یہاں عبد کو حکماً اجزاء کیا جاسکتا ہے کیونکہ کسی غلام کے نصف کو خریدنے اور دوسرے نصف آخر کو ویسا ہی ثلث وربع وغیرہ یہ حکماً اشتراء افتراق ہونا ممکن ہے لیکن حقیقۃ افتراق صحیح نہیں کیونکہ اگر حقیقۃ افتراق کرنا چاہیے تو غلام ہلاک ہوجائے گا اور جاء زید کلہ کہنا

صحیح نہیں کیونکہ یہیں نہ حقیقتاً نہ حکماً کسی قسم کا افتراق صحیح نہیں ہے وقولہ بدانکہ الخ یعنی اکتع وابتع وابصع یہ تینوں الفاظ اجمع کے تابع ہیں یعنی یہ تینوں الفاظ اجمع کے تابع ہونیکی حیثیت سے مذکور ہوتے ہیں اصالۃً مذکور نہیں ہوتے اسوجہ سے ان تینوں الفاظ کو اجمع کے علاوہ ذکر کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس وقت ذکر تابع بدون متبوع کے لازم آئے گا اور یہ مستحسن نہیں اور تینوں الفاظ اجمع پر مقدم بھی نہیں ہوتے ہیں کیونکہ اسوقت تقدیم التابع علی المتبوع لازم آئے گا۔ وہ بھی صحیح نہیں علت یہ ہے کہ آخری تینوں الفاظ میں معنی جمعیت نہیں اور ذکر اجمع سے ان تینوں الفاظ میں معنی جمعیت ظاہر ہوتے ہیں اور بعض کے نزدیک الفاظ مذکورہ متاخرہ میں مستقلاً معنی جمعیت موجود ہے اور اجمع کی طرف محتاج اس مذہب کی بناء پر ان الفاظِ ثلثہ مذکورہ کو اجمع پر مقدم کرنا اور بدون اجمع کے ذکر کرنا بھی صحیح ہے کیونکہ علّت تابعیت موجود نہیں اور اسکے بارے میں اختلاف ضعیف ہے (کذا فی الغموض فانظر فیہ)

سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد وبدل بر چہار قسم ست بدل الکل وبدل الاشتمال، وبدل الغلط، وبدلُ البعض بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہٗ باشد چون جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ وبدل البعض آنست کہ مدلولش جزو مبدل منہٗ باشد چون ضُرِبَ زَیْدٌ رَاْسُہٗ وبدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہٗ باشد چون سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ وبدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظے دیگر یاد کنند چون مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ چہارم عطف بحرف واو تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چون جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو وحروف عطف دہ است در فصل سوم یاد کنیم اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ واو را عطف نسق نیز گویند پنجم عطف بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چون اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ ودتیکہ بعلم مشہور تر باشد

تشریح:۔ تیسری قسم بدل ہے اصطلاح میں بدل ایسا تابع ہے جس کے متبوع کی طرف کسی شی نسبت توطیہ وتمہیداً نسبت کی جائے اور تابع کی طرف بالذات نسبت کرے اسلئے مصنفؒ نے فرمایا ہے کہ نسبت کے اندر مقصود بالذات تابع ہوگا نہ کہ متبوع اور نسبت سے مراد عام ہے خواہ ایجابی ہو یا سلبی اب ماجاءنی احد الا زید سے اعتراض واقع نہ ہوگا کہ یہاں تو نسبت موجود نہیں بلکہ عدم نسبت موجود ہے ۱۲

(فائدہ) مبدل منہٗ مقصود نہ ہونیکا یہ معنی نہیں کہ بالکلیہ مقصود نہ ہوگا بلکہ یہ معنی ہے کہ مقصود اصلی نہ ہوگا اور مبدل منہٗ توطیہ وتمہیداً مذکور ہو اور توطیۃً وتمہیداً کا مطلب یہ ہے کہ وہ مبدل منہٗ بدل کیلئے

جیسا ہو اور وہ بدل چار قسم پر ہے
وجہ حصر یہ ہے کہ مبدل منہ و بدل کے درمیان مناسبت ہوگی یا نہیں ثانی قسم بدل الغلط او قسم اول جو مبدل منہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو وہ مناسبت یا تو کلیۃ ہوگی یا جزیۃ یا ان دونوں کے علاوہ ہوگی قسم اول بدل الکل قسم ثانی بدل البعض قسم ثالث بدل الاشتمال ہے اور بدل الکل وہ بدل ہے جس کا مصداق ومعنی بعینہ مبدل منہ کا مصداق ومعنی ہو جیسے جاءنی زید اخوک (میرے پاس زید آیا جو تیرا بھائی ہے) یہاں لفظ زید جس پر صادق آتا ہے اخوک بعینہ اسی پر کلیۃ صادق آتے گا۔ ترکیب: جاء فعل نون وقایہ یای متکلم ضمیر منصوب متصل محلا منصوب مفعول بہ۔ زید مبدل منہ اخوک ترکیب اضافی ہو کر بدل الکل سے مل کر فاعل جاء فعل کا جاء فعل و فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
دوسری قسم بدل البعض وہ بدل ہے جس کا مصداق مبدل منہ کے مصداق کا جزء ہو جیسے ضرب زید راسہ یعنی زید کا سر مار ڈالا گیا۔ یہاں مقصود بالذات ضرب راسہ ہے مگر زید کو توطیۃ وتمہیدا لایا گیا ترکیب ضرب فعل مجہول زید مبدل منہ اور راسہ ترکیب اضافی ہو کر بدل البعض۔ مبدل منہ و بدل البعض مل کر نائب فاعل ہوا ضرب فعل مجہول کا ضرب فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
تیسرا بدل الاشتمال اسکو کہتے ہیں جس کا مصداق ومدلول ومعنی مبدل منہ کا جزء نہ ہوگا بلکہ ایک شئی سے متعلق ہوگا جیسے سلب زید ثوبہ (زید کپڑا اس کا کھینچا گیا) یہاں اصلی مقصود سلب ثوب ہے، لیکن زید کو توطیۃ وتمہیدا ذکر کیا گیا اور ثوب ملبوس ہے اور زید لابس ہے تو لابس وملبوس کے درمیان مناسبت وتعلق ہے اسلئے سلب ثوب کے بجائے سلب زید کہا گیا ترکیب سلب فعل مجہول زید مبدل منہ ثوبہ ترکیب اضافی ہو کر بدل الاشتمال مبدل منہ و بدل الاشتمال مل کر نائب فاعل فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
چوتھی قسم بدل الغلط وہ بدل ہے جسمیں متکلم غلطی وسہو یا تو سبقت لسانی وعقلی وغیرہ کیوجہ سے ایک غلط لفظ لائے اور غلط لفظ لانے کے بعد دوسرا صحیح لفظ سے اس غلط کو درست وصحیح کر دیوے اور اسی غلط لفظ کو مبدل منہ اور صحیح لفظ کو بدل قرار دیتے ہیں جیسے مررت برجل حمار (گذرا میں رجل کے ساتھ نہیں نہیں بلکہ گدھا کے ساتھ) در مثال مذکورہ میں رجل مبدل منہ حمار بدل ہے اول غلط ہے اور ثانی صحیح ہے۔ ترکیب مررت فعل بفاعل باحرف جار زید مجرور جار ومجرور ملکر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل و فاعل ومفعول۔ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
فائدہ: کبھی مبدل منہ و بدل دونوں معرفہ ہوتے ہیں جیسے جاءنی زید اخوک یہاں دونوں معرفہ ہے یا تو دونوں نکرہ ہو جیسے جاءنی رجل غلام لک یہاں دونوں نکرہ ہے یا تو مبدل منہ معرفہ

وبدل نکرہ تو اسوقت بدل کی صفت لانا واجب ہے ورنہ فوقیت غیر مقصود علی المقصود لازم آے گی
کیونکہ بدل نکرہ مقصود اور مبدل منہ معرفہ غیر مقصود معرفہ اعلیٰ ہے نکرہ ادنیٰ سے کما لایخفیٰ علیٰ من لہ
ممارست بالکتب النحو یہ جیسے بالناصیہ، ناصیۃ کاذبۃ یہاں الناصیہ مبدل منہ معرفہ اور ناصیۃ بدل ہے نکرہ
اسلئے کاذبۃ صفت کو لایا گیا ۱۲

(ف) مبدل منہ وبدل کبھی دونوں اسم ظاہر ہو جیسے کہ امثال مذکورہ میں گذرا ہے اور کبھی دونوں ضمیر
ہو جیسے لقیتہم ایاہم (ملاقات کیا میں خاص کر کے ان سے) یہاں ہم اوّل مبدل منہ ایاہم بدل دونوں منصوب
کی ضمیر ہوا یا تو مبدل منہ اسم ضمیر وبدل اسم ظاہر جیسے ضربتہ زیدًا ضمیر منصوب مبدل منہ زیدًا بدل یا تو
برعکس ہو جیسا کہ ضربت زیدًا ایاہ یہاں زیدًا مبدل منہ ایاہ بدل ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لیجئے۔
فائدہ بدل الکل مبدل منہ کی توضیح ومبالغہ کا فائدہ دیتا ہے اور بدل البعض متکلم کے التباس
فی القلب کو دفع کرنے کا فائدہ دیتا ہے اور بدل الاستعمال بھی مثل بدل البعض کے مگر مولانا سعید
نے فرمایا کہ بدل البعض وبدل الاشتمال توضیح متبوع ومبدل منہ کا فائدہ دیتا ہے اور بدل الغلط
سے کیا فائدہ ہے معلوم نہیں۔

قولہ چہارم عطف بحرف۔ عطف کا معنی لغوی میل کرنا اور عطف بحرف کو اسلئے عطف کہتے ہیں
کیونکہ اسمیں حرف عطف کے ذریعہ معطوف علیہ کو معطوف کی طرف میل کیا جاتا ہے اور اصطلاح میں
جیسا کہ حضرت مصنف علام نے فرمایا عطف بحرف ایسا تابع ہے جو نسبت میں اپنے متبوع کے
ساتھ مقصود ہو یعنی معطوف علیہ جیسا کہ مستقلاً نسبت میں مقصود ہے معطوف بھی مستقلاً
نسبت میں مقصود ہے اور عطف بحرف کی شرط یہ ہے کہ معطوف ومعطوف علیہ کے درمیان حروف
عاطفہ میں سے کوئی حرف عطف ہو اور معطوف علیہ ہمیشہ حرف عطف سے پہلے ہوتا ہے اور
معطوف ہمیشہ حرف عطف کے بعد اور حرف عطف سے پہلے اگر مفرد ہو تو اسکو معطوف علیہ اور
مابعد کو معطوف کہتے ہیں اور اگر معطوف حرف عطف سے پہلے جملہ ہو تو اسکو معطوف علیہا ومابعد جملہ
کو معطوفہ کہتے ہیں جیسا کہ ترکیب میں مذکور ہوا جیسے جَاءَنِی زیدٌ وعمرٌو۔ تیرے پاس زید عمر دونوں آیا
یہاں میں مجیئت کی نسبت زید کے ساتھ جس طرح متعلق ہوا عمر کے ساتھ بھی متعلق ہوا اور مجیئت
میں دونوں مقصود ہے ترکیب جَاءَ فعل نون وقایہ یائی متکلم منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ زید
معطوف علیہ واؤ حرف عطف عمر معطوف اب معطوف علیہ ومعطوف مل کر فاعل ہوا جَاءَ فعل کا جَاءَ
فعل وفاعل ومتعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قولہ واو را عطف نسق گویند یعنی عطف بحرف کو
عطف نسق بھی کہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ نسق یہ ثغر نسق سے ماخوذ ہے کلام عرب میں بچے کے دانت جب برابر
ہوتے ہیں تو اہل عرب اسکو ثغر النسق کہتے ہیں مناسبت یہ ہے کہ معطوف ومعطوف علیہ کے درمیان میں

حرکات وا حکام برابر ہے اسلئے عطف نسق کہتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ نسق لغۃً بمعنی مصدر یعنی بات کو ترتیب دینا اور عطف بحرف کو اسلئے عطف نسق کہتے ہیں کہ یہ بھی معطوف و معطوف علیہ کے حکم کو علی الترتیب بیان کرتے ہیں جیسے جاءنی زید وعمرو وبکر وغیرہ کذا فی المفصل وغیرہ ۔

فائدہ ۔ مخفی مباد کہ توابع کے عامل کے بارے میں اختلاف ہے ناچیز اس کو تفصیلی طور پر لکھتا ہے تاکہ یہ تحریرات ناچیز کے لئے باعث جنت ہو جائیں کہ صفت وتاکید وعطف بیان کے بارے میں تین قول ہے، مذہب سیبویہ سیبویہ کے نزدیک مذکورہ تینوں توابع کا عامل وہ شی ہے جو متبوع میں عمل کرنے والا ہے، مذہب اخفش کہ مذکورہ تینوں کا عامل معنوی ہے مثل مبتدا وخبر کے مذہب بعض الناس کہ مذکورہ تینوں تابع کا عامل مقدر مثل عامل متبوع ہے یعنی متبوع پر جو عامل موجود ہے اسکے مانند ایک عامل کو مقدر ماننا، اور بدل کے عامل کے بارے میں بھی اختلاف ہے اخفش وغیرہ ، واکثر متاخرین کے نزدیک بدل کا عامل مقدر ہے جو مثل عامل ملفوظ علی المتبوع کے سیبویہ ومبرد وسیرافی وزمخشری وابن حاجب کے نزدیک بدل کا عامل وہ ہے جو مبدل منہ کا عامل ہے اور عطف بحرف کے عامل کے بارے میں بھی تین قول ہے اول مذہب سیبویہ کہ وہ معطوف کا عامل اسکو مانتا ہے جو معطوف علیہ پر داخل ہوا بواسطۂ حرف جار کے مذہب ابن جنی وفارسی کے نزدیک معطوف کا عامل مقدر ہے مثل عامل متبوع کے مذہب بعض الناس کے نزدیک حرف عطف ہی عامل ہے جو عامل کا قائم مقام ہے ۔

قولہ بجم عطف بیان یعنی معطوف علیہ کو بغیر حرف عطف بیان کرنا اور اصطلاح میں عطف بیان اسکو کہتے ہیں جو صفت نہ ہو اور متبوع کو روشن کر دئے اور روشن کرنے کا یہ معنی کہ متبوع میں جو مثل شبہ تھا اسکو دور کر دیگا یہ معنی نہیں کہ متبوع اولاً غیر روشن تھا اسکو تابع وعطف بیان نے روشن کیا کیونکہ اگر مذکورہ کی مانند ہو تو فوقیت تابع علی المتبوع لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے جیسے اقسم ابوحفص عمر قسم کھایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ابوحفص نے جن کا علم مشہور عمر ہے) مثال مذکورہ میں ابوحفص متبوع اور عمر عطف بیان ہے ابوحفص بہ معرفہ تھا لیکن اسمیں کچھ شبہ تھا عمر نے اسکو روشن کر دیا یہ اسوقت جبکہ علم مشہور ہے اور دوسری مثال جاءنی زید ابوعمرو (میرے پاس زید آیا جو ابوعمرو ہے) جبکہ کنیت مشہور ہے ۔ ترکیب مثال اول اقسم فعل ابوحفص معطوف علیہ عمر عطف بیان معطوف علیہ اور عطف بیان ملکر فاعل ہوا جار فعل کا جملہ فعل و فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ۔

مثال ثانی جاء فعل نون وقایہ یائ متکلم ضمیر منصوب متصل محلاً منصوب مفعول بہ زید معطوف علیہ ابوعمرو ترکیب اضافی ہوکر عطف بیان معطوف علیہ اور عطف بیان ملکر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل وفاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ۔

رف ، دو مثال لاکر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عطف بیان کبھی علم ہوتا اور کبھی کنیت ہوتا

الی میما، جو مشہور ہو وہ عطف بیان واقع ہوگا جیسے مثال گذر گئی ۔

(ف) علم بحسب استقراء پنج قسم پر ہے اول یہ کہ علم شخصی جو اصل نام ہے کہ زید عمرو بکر وغیرہ دوم کنیت وہ نام ہے جو لفظ ابن وا ب شروع میں ہو جیسے ابو حفص ابن عباس سوم لقب وہ نام ہے جسمیں کسی قسم تعظیم پائی جاتی ہے جیسے محدث و مفتی وغیرہ ۔ چہارم عرف مشہور وہ نام ہے جو عرف میں مشہور ہو پنجم تخلص وہ نام ہے جو شاعر اپنے شعر میں مختصراً معین کرتے ہیں۔ جیسے سعدی دعائی وغیرہ " کذا فی المفتاح (ف) عطف بیان اور بدل کے درمیان چند فرق ہے (۱) عطف بیان کےلئے علم ہونا ضروری ہے بخلاف بدل کے وہ غیر علم بھی ہوتا ہے (۲) عطف بیان اسم ظاہر ہونا شرط ہے بخلاف بدل کے وہ اسم ضمیر بھی ہوسکتا ہے (۳) عطف بیان کا مفہوم عین مفہوم معطوف علیہ کے ہو بخلاف بدل کے (۴) عطف بیان میں متبوع و تابع دونوں مقصود ہوتا ہے، بخلاف بدل کے کیونکہ اسمیں صرف تابع بدل مقصود ہے ۔ (ف) ابو حفص عمرو کا واقعہ جو ناقہ کے بارے میں ہوا یہ مطولات میں مذکور ہے فاطلب هناک

فصل در حروف غیر عاملہ و آن شانزدہ قسم ست اول حروف تنبیہ و آں سہ است الا و اما و ھا دوم حروف ایجاب و آن شش ست نعم و بلیٰ و اجل و ای و جیر و انّ سوم حروف تفسیر و آن دو است ای و اَن کقولہ تعالیٰ نادیناہُ اَن یا ابراھیم چہارم حروف مصدریہ و آن سہ است ما و اَن و اَنّ ما و اَن در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد پنجم حروف تحضیض و آن چہار ست اَلَّا و ھَلَّا و لولا و لوما ششم حروف توقع و آن قد است برای تحقیق در ماضی و برای تقریب ماضی بحال و در مضارع برای تقلیل ہفتم حروف استفہام و آن سہ است ما و ھمزہ و ھل ہشتم حروف ردع و آن کلّا ست بمعنی باز گردانیدن و بمعنی حقا نیز آمدہ ست چون کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ نہم تنوین و آن پنج است تمکن چون زیدٌ و تنکیر چون صہٍ ای اُسکت سکوتاً ما فی وقتٍ ما و صہْ بغیر تنوین فمعناہ اُسکتِ السکوتَ الآن و عوض چون یومئذٍ و مقابلہ چون مسلماتٌ و ترنم کہ در آخر ابیات باشد شعر

اقلّی اللوم عاذلَ والعتابَن   وقولی ان اصبتُ لقد اصابَن

و تنوین ترنم در اسم و فعل و حرف رود اما چہار اولین خاص ست باسم دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ و خفیفہ چون اِضربَنَّ اِضربَنْ ۔

فصل سوم ۔ در حروف غیر عاملہ الخ خاتمہ کی تیسری فصل حروف غیر عاملہ کی بحث میں اور حروف غیر عاملہ بحسب استقرار سولہ قسم میں منحصر ہیں وجہ حصر یہ ہے کہ حروف غیر عاملہ تین حال سے خالی نہیں اول یہ کہ صرف فعل پر داخل ہونے کے لئے مختص ہو یا صرف اسم کے لئے مختص یا تو کسی ایک قسم کیلئے مختص نہ ہو وہ حروف جو صرف فعل پر داخل ہونے کیلئے مختص ہو وہ دو قسم ہے۔ اول یہ کہ شروع فعل پر داخل ہو یا آخر فعل پر اگر شروع فعل پر داخل ہو تو وہ تحقیق فعل یا تو تعلیق فعل یا تو تخصیص فعل کے لئے ہو قسم اول حروف توقع مثل قد قسم ثانی حروف شرط مثل لو وغیرہ قسم ثالث حروف تخصیص اگر آخر فعل میں ہو تو بھی دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ تانیث فعل کے لئے ہو یا تو تاکید فعل کیلئے قسم اول تاء تانیث قسم ثانی نون ثقیلہ وخفیفہ اگر حروف غیر عاملہ جو اسم کیلئے مختص ہے وہ تنوین مع اقسامہ اگر حروف غیر عاملہ دونوں قسموں سے کسی ایک کے ساتھ مختص نہ ہو وہ بھی دو قسم سے خالی نہیں اول یہ کہ ان حروف غیر عاملہ کو ساقط کرنے سے معنی میں خلل پذیر ہو یا نہ ہو تو حرف زائد ہے اگر معنی میں خلل پذیر ہو اور وہ چند قسم پر ہے۔ اول یہ کہ ماقبل کے مابعد کے ساتھ حکم میں شریک کرنے کا فائدہ دیتا ہے، قسم اول حروف عطف قسم ثانی بھی چند حال سے خالی نہیں یا تو وہ حروف تنبیہ مخاطب کے لئے ہو یا زجر مخاطب کیلئے یا تو شک متکلم کے لئے یا تو ایجاب واثبات ماقبل کے لئے یا تو تعین مبہم یا تو تاویل مرکب کیلئے ہو قسم اول حروف تنبیہ قسم دوم حروف ردع قسم سوم حروف استفہام چہارم حروف ایجاب پنجم حروف تفسیر ششم حروف مصدر کذا فی التحریر۔ قولہ اول حروف تنبیہ، تنبیہ باب تفعیل کا مصدر ہے معنی لغوی بیدار کرنا و آگاہ کرنا اور اصطلاح میں وہ حروف ہیں جو جملہ سے پیشتر آئیں جن سے مخاطب کی غفلت دور کرنا مقصود ہو اور وہ تین حروف ہیں الا اما ہا اور الا و اما یہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ یا خبریہ یا انشائیہ تاکہ مخاطب سنتی یہ بات معلوم کرلیوے کہ مجھے ان حروف کے ذریعہ خبردار کر رہا ہے مثال ہر ایک کی الا زید قائم و الا قام زید و الا لا تفعل عن الطلب اور اما کی مثال بھی مذکور کی مانند ہے لا فرق فیھما اور ہا کبھی مفرد پر داخل ہوتی ہے جیسے ہذا اور کبھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتی ہے جیسے ہا زید قائم اور ہا حرف تنبیہ کیلئے صدارت کلام کی ضرورت نہیں۔

(ف) ابن حاجب امالی مسائل المتفرقہ میں فرماتے ہیں حروف تنبیہ کا نام حروف افتتاح کہنا اولیٰ ہے کیونکہ یہ حروف اکثر شروع کلام میں ہوتے ہیں دوم حروف ایجاب الخ دوسری قسم حروف ایجاب ہے ایجاب مصدر از باب افعال معنی لغوی جواب دینا و اثبات کرنا اور اصطلاح میں ان

حرفوں کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ کلام سابق کی تحقیق وتثبیت کی جائے اور ان کو حروف تصدیق بھی
کہا جاتا ہے اور وہ حروف بحیثیت استقرار چھ ہیں نعم کلام سابق کو تحقیق وتثبیت کرنے کیلئے موضوع
ہے خواہ وہ کلام سابق اثبات ہو یا نفی خبریہ ہو یا انشائیہ ۲ بلی کلام منفی کو ثابت وتحقیق کرنے
کیلئے موضوع ہے خواہ وہ منفی مع الاستفہام ہو یا بغیر استفہام ای ہمزہ وسکون یا بعد الاستفہام
کلام سابق کو اثبات کرنے کیلئے مستعمل ہوتا ہے مگر ہمیشہ قسم میں مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ
فعل قسم ملفوظ نہ ہو اور مقسم بہ لفظ اللہ کے بغیر دوسرا لفظ نہ ہو اور بعض نے کہا ای تصدیق جملہ خبریہ
کیلئے موضوع ہے اجل جیر دان یہ تینوں تصدیق خبر کے لئے مستعمل ہوتا ہے خواہ وہ خبر مثبت ہو یا منفی
اور ہر ایک کا تفصیلی بیان آئندہ آنے والا ہے ۱۲ سوم حروف تفسیر الخ تفسیر کا معنی لغوی
کسی شئی مبہم کو لفظاً یا معنیً بیان کرنا تاکہ سامع کو اچھی طرح معلوم ہو جاوے اور اصطلاح میں
حروف تفسیر وہ حروف ہیں جن کے ذریعہ کسی امر مبہم کو بیان کیا جائے اور حروف تفسیر دو ہے
اول ای بفتح الہمزہ وسکون یاء یہ ہر شئی مبہم کی تفسیر کے لئے مستعمل ہوتا ہے خواہ وہ شئی مبہم مفرد
ہو جیسے جاءنی رجل ای زید یہاں رجل مفرد کی تفسیر کیا زید سے خواہ وہ شئی مبہم جملہ ہو جیسے قطع
رزقہ ای مات یعنی اسکا رزق منقطع ہوگیا یعنی مرگیا یہاں قطع رزقہ سے جملہ کی تفسیر کیا بذریعہ
ای کے دوسرا ان یہ اس فعل کے مفعول بہ کی تفسیر کرتا ہے جو فعل قول کے معنی میں ہو نیز اوپر سے
معلوم ہوگیا ان اس فعل کی تفسیر نہ کرے گا جو صراحۃً قول ہو جیسے قال او یقول او قل وغیرہ ویسا ہی
جو معنیٔ قول میں نہ ہو اسکی تفسیر بھی نہیں کرتا ہے جیسے ضرب زید ای جرحہ کہنا صحیح نہیں فتامل عام
ہے معنیٔ قول کا مفعول بہ مقدر ہو یا ملفوظ ہو مثال اول جیسے وناديناه ان یا ابراهیم وای ناديناه
بلفظ هو ان یا ابراهیم اور ہم نے اس ابراہیم کو ایک لفظ کے ساتھ پکارا وہ لفظ ای ابراہیم تھا۔
مثال مذکورہ میں ان حرف تفسیر معنیٔ قول نادینا بمعنی قلنا کا مفعول بہ ثانی محذوف جو کہ بلفظ ہے
اسکی تفسیر کیا۔ ترکیب نادینا فعل نا ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل ہ ضمیر منصوب متصل
محلاً منصوب مفعول بہ اول با حرف جار لفظ محذوف باعتبار محل بعید مفعول بہ ثانی ومفسر بالفتح ان حرف
تفسیر یا حرف ندا قائم مقام ادعو کے ادعو فعل انا ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل ابراہیم علیہ السلام
منادیٰ مفرد معرفہ محلاً منصوب منادیٰ مفعول بہ ادعو فعل و فاعل اور منادیٰ مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ
ہوکر تاویل مفرد مفسر مفسر مل کر محلاً بعید کے اعتبار سے مفعول بہ ثانی ہوا نادینا فعل کا نادینا
فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
مثال ثانی قولہ تعالیٰ اوحینا الی امک ما یوحیٰ ان اقذفیہ فی التابوت ہم نے آپ کی ماں کے

پاس وحی بھیجا وہ وحی یہ ہے کہ ڈال تو تابوت میں مثال مذکورہ میں مایوحی اوحینا ہ کا مفعول بہ مفرد
ہے اسکی تفسیر کیا ان اقذفیہ ای اقذفیہ فی التابوت ۔ ف ، اگر حرف تفسیر سے پہلے مفرد ہو تو مفسَّر بالفتح
اور مابعد کو مفسِّر بالکسر اگر حرف تفسیر سے پہلے جملہ ہو تو ماقبل جملہ کو مفسَّرہ بالفتح اور مابعد کو
مفسِّرہ کہتے ہیں مثال اوپر ہیں گذر چکی ۔ قولہ چہارم الخ یعنی حروف غیر عاملہ کی چوتھی قسم حروف
مصدریہ یعنی ایسا حروف جو مصدر کر دیتے ہیں اور اصطلاح میں حروف مصدریہ ان حروف کو
کہتے ہیں جو حروف اپنے مدخول کو مصدر کر دیتے ہیں خواہ مدخول مفرد ہو یا جملہ فعل ہو یا غیر فعل
جیسے جملہ اسمیہ اور حروف مصدریہ بحیثیت استقرار تین ہے ما وان بفتح ہمزہ وسکون نون
ان بفتح ہمزہ وتشدید نون ما ان یہ دونوں حروف جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اپنے مدخول
کو تاویل مصدر کرتے ہیں مثال ما جیسے قولہ تعالیٰ وضاقت عَلَیْھِمُ الارض بِمَا رَحُبَتْ ، ی
رحبت تنگ ہوگئی زمین ان پر باوجود کشادہ ہونے کے مثال مذکورہ میں رحبت کا مصدریہ
کی وجہ ای رحبھا مثال ان اعجبنی ان ضربت مجھے تعجب میں ڈالا تیرے مار ڈالنے نے مثال مذکورہ میں ان کے
ذریعہ ضربت مصدر ہوگیا ای ضربک (ف) ان مصدریہ ایک حروف عاملہ ناصبہ بھی ہے
اور ان مصدریہ ناصبہ اور ان مصدریہ غیر عاملہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان
مصدریہ عاملہ فعل مضارع کے لئے مختص ہے بخلاف ان مصدریہ زائد کے وہ عام ہے فعل مضارع
اور غیر مضارع دونوں پر داخل ہوسکتی ہے دوسرا فرق یہ کہ پہلا تو ناصبہ و عاملہ ہے اور ثانی غیر
عاملہ وغیر ناصبہ ہے فتامل ۔ اور ان یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اپنے مدخول کو تاویل مصدر
کر دیتا ہے اور جملہ اسمیہ کو مصدر کی تاویل کرنے سے مراد جملہ اسمیہ کی خبر کو مصدر بنا دینا جیسے اعجبنی
ان زیدً قائم اعجبنی قیام زید یعنی مجھے زید کے قیام نے تعجب میں ڈالا پنجم حروف تحضیض الخ حروف غیر عاملہ
کی پانچویں قسم حروف تحضیض مصدر از باب تفعیل رغبت دینا یا برانگیختہ کرنا یا ورغلانا اور اصطلاح
میں ان حروف کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ کسی کام پر لالچ یا تو شرم دلاتے ہیں اور علامہ سکاکی نے ان کو
حروف تندیم و تحریض بھی کہا ہے اور وہ بحیثیت استقرار چار ہے اَلَّا یہ مرکب ہے ان مصدریہ
سے لاءِ نافیہ سے ہَلَّا یہ مرکب ہے حرف شرط و لائے نافیہ سے لولا یہ مرکب ہے حرف شرط اور
لائے نافیہ سے لوما یہ مرکب ہے حرف شرط اور مائے نافیہ سے ۔ (ف) اگر حروف فعل ماضی
پر داخل ہو تو متکلم اپنے مخاطب سے فعل ماضی سے ندامت کرنے کا قصد کرتے ہیں جیسے ھَلَّا اکرمت
زیدًا زید کا کیوں تمہیں اکرام کیا تو مثال مذکورہ میں مخاطب کو عدم اکرام پر ندامت کیا اگر مضارع پر داخل
ہو تو متکلم مخاطب کو زمانہ مستقبل میں فعل کرنے کی رغبت دینے کا قصد کرتا ہے ھلا تکرم زیدًا کیوں نہیں

اکرام کرے گا تو زید کا یعنی زید قابل اکرام ہے اسکی خدمت کرنے کی طرف رغبت دیا اور حروف تحضیض کی باقی مثالوں کو مذکورہ پر قیاس کرلو۔ (ف) حروف تحضیض کے لئے صدارت کلام یعنی کلام کے شروع میں ہونا ضروری ولابدی ہے تاکہ سامع سنتے ہی معلوم کرلیوے کہ یہ من قبیل التحضیض ہے خواہ فعل ملفوظ ہو یا مقدر، مثال اول ھلا ضربت زیداً مثال ثانی ہل زیداً ضربتہ ای ھل ضربت زیداً ضربتہ فتامل۔ قولہ ششم حروف توقع وآں قد است الخ توقع کے معنی لغوی امید کرنا اور اصطلاح میں حروف توقع اسکو کہتے ہیں جسکے مدخول سے امید کا معنی مراد ہو غالباً جیسا کہ آئندہ مثالوں سے معلوم ہوجاوے اور طریقہ استعمال یہ ہے کہ قد حبث معنی تحقیق کا فائدہ دیتا ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر اگر قد ماضی پر داخل ہو تب کبھی تحقیق ماضی کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی قد زمانہ ماضی کو حال کے قریب کردیتا ہے خواہ امید کے ساتھ ہو یا بغیر امید کے ہو اور کبھی توقع وتحقیق وتقریب تینوں معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے قول موذن قد قامت الصلوٰۃ اور اگر قد مضارع پر داخل ہو تو کبھی تقلیل فعل مع التحقیق کا فائدہ دیتا ہے جیسے ان الکذوب قد یصدق بیشک جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بولتا ہے مثال مذکورہ میں قد تقلیل فعل کا فائدہ دیا ساتھ تحقیق اور کبھی قد مضارع پر داخل ہوکر معنی تکثیر کا فائدہ دیتی ہے جیسے قد نری تقلب وجہک فی السماء (ف) واضح ہو کہ بصریوں کے نزدیک قد دو قسم پر ہے قد حرفی جو مذکور ہوا قد اسمی دونوں مبنی ہے اور کوفیوں کے نزدیک قد حرفی مبنی ہے اور قد اسمی معرب ہے جیسے قد زید اور قد کبھی اسم فعل بھی ہوتا ہے کفی کے معنی میں جیسے قد درہم زیداً ای کفی درہم زیداً۔ نکتہ فعل مضارع پر قد اسوقت داخل ہوتی ہے جب فعل مضارع عوامل وعوامل جازم سے خالی ہو مثال مذکورہ ہوئی اور کبھی قد اور مدخول قد کے درمیان قسم کے ساتھ فاصلہ کیا جاتا ہے جیسے لقد واللہ احسنت اصل میں واللہ لقد احسنت تھا قولہ ہفتم حروف استفہام استفہام مصدر از باب استفعال مادہ فہم استفہام بمعنی طلب فہم اور اصطلاح میں حروف استفہام ان حروف کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ متکلم امر مجہول کو مخاطب عالم سے معلوم کرے اور حروف استفہام بحیثیت استقرار تین ہے ما وہمزہ وھل پھر استفہام چند قسم پر ہے استفہام انکاری، استفہام استخباری استفہام اقراری وغیرہ ہر ایک کی تفصیل اوائل کتاب میں مذکور ہوچکی فانظر فیہ۔

(ف) ما استفہامیہ اکثر مفرد پر داخل ہوتا ہے جیسے ما اسمک تیرا نام کیا ہے اور ہمزہ وہل جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جیسے ازید قائم واقام زید وہل زید قائم وہل قام زید وغیرہ لیکن بعض نے کہا کہ ہمزہ مطلقاً جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے ہل کردہ لیے

جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جس جملہ اسمیہ کی خبر فعل ہو جیسے ہل زید قام قولہ ہشتم حروف ردع ردع کے معنی لغوی زجر و منع کرنا اور اصطلاح میں حروف ردع اسکو کہتے ہیں کہ متکلم نے جو گفتگو کر رکھا ہے اس سے منع و زجر کرنے کیلئے مستعمل ہوتا ہے اور وہ حرف ردع کلا ہے تنبیہ یا کبھا اور کبھی کلا تحقیق مضمون جملہ کیلئے مستعمل ہوتی ہے اور اسوقت حق کے معنی میں ہوتا ہے اور اس وقت حرف ردع نہیں رہتی ہے بلکہ وہ اسم ہو جاتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ کلا سوف تعلمون حق ہے کہ تم عنقریب اپنے اعمال کے نتائج کو جان لوگے۔ ترکیب کلا حرف ردع سوف حرف تنفیس تعلمون فعل واؤ ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(ف) کلا حرف ردع جبکہ حق کے معنی میں ہو تو اسوقت اسم ہوگا یا نہیں رہیگا اس بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کلا جبکہ حقا کے معنی میں ہو تب وہ اسم مبنی ہوگا وجہ مبنی بشاکلت کلا حرفی کے اور بعض کے نزدیک اسوقت بھی حرفی رہے گا۔ قولہ نہم تنوین الخ تنوین کے معنی لغوی منون کرنا شئی یعنی کسی شئی کو تنوین والا کرانا یا تو تنوین داخل کرنا اور اصطلاح میں تنوین اس نون ساکنہ کو کہتے ہیں جو کہ آخری حرکت کی تابعداری کرے وضعا لا استعمالاً سوا رکان حقیقۃ او حکما نہ کہ تاکید فعل کے لئے ہو جیسے زید پس تعریف مذکور سے من ولدن وغیرہ سے احتراز ہوگیا کیونکہ وہ نون ساکن اصلیۃ ہے اور نون خفیفہ سے بھی احتراز ہوگیا کیونکہ وہ صرف تاکید فعل کیلئے مستعمل ہوتا ہے اور وہ تنوین بحسب استقراء پانچ قسم پر ہے جیسے شاعر نے فرمایا ع

تنوین پنج قسم شد اے یار من بگیر　　　اوّل تمکن ست دعوض وثالث تنکیر

دیگر مقابلہ ست وترنم برادرم　　　ایں پنج یاد کن کہ شوی شاہ بے نظیر

کذا فی التحفۃ۔ اوّل تمکن مصدر از باب تفعل معنی لغوی قدرت دینا اور اصطلاح میں تنوین تمکن اس کو کہتے ہیں جو اسم کے منصرف ہونے پر دلالت کرے جیسے زید دوم تنکیر وہ تنوین ہے جو اسم نکرہ ہونے پر دلالت کرے اور وہ عامی طور پر اسماء افعال پر داخل ہو اور معرفہ و نکرہ کے درمیان فاصلہ کر دے جیسے صہ یہ اسم فعل ہے یہاں تنوین نے نکرہ کا فائدہ دیا ای اسکت سکوتا ما فی وقت تا چپ ہو تو چپ ہو کر کسی وقت میں۔ ترکیب اول صہ اسم فعل بمعنی اسکت فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل سکوتا مفعول مطلق ما زائدہ فی حرف جار وقت مجرور ما زائدہ جار و مجرور مل کر متعلق اسکت فعل کے ساتھ اسکت فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ ترکیب ثانی صہ اسم فعل بمعنی اسکت فعل کا اسکت فعل انت ضمیر مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل سکوتا یا صفۃ بمعنی کا ملاً یا تو شیئاً صفت موصوف و صفت مل کر مفعول مطلق فی حرف جار وقت موصوف

مابعی شئی صفت موصوف وصفت مل کر مجرور ہوا فی حرف جار کا جار ومجرور مل کر متعلق ہوا اسکت
فعل کا اسکت فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ترکیب ثالث صہ
اسم فعل بمعنی اسکت اسکت فعل ضمیر انت مستتر فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ای
حرف تفسیر اسکت سکوتاً ما فی وقت ما مذکورہ ترکیب کی مانند ہوکر مفسرہ فتامل۔
قولہ اما صہ بغیر تنوین یعنی اگر تنوین نہ ہو تو وہ نکات زائل ہو جاوے پس اسوقت معنی یہ ہوگا
اور تقدیر عبارت یہ ہوگی اسکت سکوت الآن یعنی چپ ہو تو چپ ہونے کر اس وقت موجودہ میں
ترکیب اسکت فعل ضمیر انت مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل سکوت مفعول مطلق الآن مفعول
فیہ اسکت فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ سوم تنوین عوض وہ
تنوین ہے جو مضاف الیہ محذوف کے عوض میں لایا جاتا ہے جیسے حینئذ اصل میں حین اذ کان کذا
تھا کان کذا اذ کا مضاف الیہ اسکو حذف کر دیا اور اسکے عوض میں تنوین عوضیہ کو لایا حینئذ
ہوا اسی طرح ہی ساعتئذ و یومئذ وغیرہ چہارم تنوین تھی وہ تنوین ہے جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ
میں جمع مؤنث سالم میں لائی جاتی ہے جیسے مسلماتٍ میں جو تنوین ہے یہ نون جمع مذکر سالم کے مقابلہ میں ہے کیونکہ واو
جمع مذکر سالم میں علامت مذکر ہے اور مسلمات میں الف وتا ر قرشت جمع مؤنث کی علامت ہے لیکن جمع مؤنث
سالم میں نون جمع سالم کا کوئی مقابلہ نہیں آسکے تنوین کو اسکی مقابلہ میں لائے پنجم تنوین ترنم مصدر از باب تفعل
معنی لغوی آواز نیک یا تو گانا یا تو آواز کو گھمانا یا تو تلاوت قرآن میں آچھی آواز کرنا اور اصطلاح میں
تنوین ترنم اسکو کہتے ہیں جو ابیات ومضارع کے آخر تحسین کلام کیلئے مستعمل ہوتی ہے کیونکہ نون ترنم کے ذریعہ
خیشوم میں لفظ کو گویا مایا جاتا ہے اور یہ اسباب غنا رسے ہے کما لا یخفی علی اصحاب الغنار جیسے قول شاعر
اقلی اللوم عاذل والعتابن ۔ وقولی ان اصبتُ لقد اصابن ، شعر مذکورہ میں العتابن واصابن میں جو تنوین موجود
ہے وہ تنوین ترنم ہے۔ اصل میں العتاب واصاب تھا نون یعنی تنوین ترنم یعنی تحسین شعر کیلئے ترکیب اول تقدیر
عبارت یہ ہوگی یا عاذلۃ اقلی اللوم والعتاب وقولی ان اصبت لقد اصاب ۔ ترجمہ اے میری محبوب ومعشوقہ عاذلہ
تم ملامت وعتاب کو کم کرو اور اگر میں صحیح بات کہوں تو تم وتائید کرتے ہوئے کہو اس نے صحیح بات کہی خلاصہ یہ
کہ میری ساتھ انصاف کا معاملہ کرو ظلم مت کرو۔ ترکیب یا حرف ندا محذوف قائم مقام ادعو فعل کا ادعو فعل
انا ضمیر مرفوع [illegible] مستتر محلاً مرفوع فاعل عاذل منادی مفرد معرفہ مرخم محلاً منصوب منادی مفعول بہ فعل وفاعل
ومنادی مف[illegible] مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر ندا اقلی صیغہ واحد مؤنث حاضر از امر حاضر معروف اصل میں اقللی
تھا بروزن افعلی اقلی فعل یا ضمیر بارز مرفوع متصل محلاً مرفوع فاعل اللوم معطوف علیہ واو حرف عطف العتاب
معطوف معطوف علیہ ومعطوف مل کر مفعول بہ ہوا اقلی فعل کا اقلی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ
انشائیہ ہوکر معطوف علیہا واو حرف عطف قولی فعل یا ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل ان حرف شرط اصبت

فعل بفاعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط لام تاکید قد حرف تو قع اصاب فعل ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ہوکر محلاً منصوب مقولہ مفعول بہ قولی فعل کا قولی فعل وفاعل ومقولہ مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوفہ ہوا۔
اقلی معطوف علیہا کا معطوف علیہا اور معطوفہ سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر جواب ندا ہوا یا عاذل ندا کا ندا وجواب ندا مل کر جملہ ندائیہ۔ ترکیب دوم تقدیری عبارت یہ ہوگی یا عاذل اقلی اللوم والعتاب وان اصبت قولی لقد اصاب یا عاذل مذکورہ کی مانند ہوکر ندا اقلی فعل بفاعل اللوم والعتاب معطوف ومعطوف علیہ مفعول بہ فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہا واو حرف عطف ان حرف شرط اصبت فعل بفاعل جملہ فعلیہ ہوکر شرط قولی فعل یائی ضمیر مرفوع متصل بارز محلاً مرفوع فاعل لقد اصاب فعل ضمیر ہو محلاً مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلاً منصوب مقولہ مفعول بہ قولی فعل اپنے فاعل اور مقولہ مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہوا ان اصبت شرط کا یا تو عین جزا نہیں بلکہ دال علی الجزاء ہے شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ہوکر معطوفہ ہوا اقلی اللوم والعتاب معطوف علیہا اور معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر جواب ندا ندا وجواب ندا مل کر ندائیہ۔
الحاصل میں لاتعذلی وغیر مقدر ماننے بہت سی ترکیبوں کا احتمال ہے لیکن ناچیز نے صرف دو ترکیب پر کفایت کیا لاعتراض علیّ۔ (ف) تنوین ترنم ہے یہ اسم یا تو فعل یا تو حرف ہر ایک کے آخر میں تنوین ترنم لاحق ہوتی ہے بخلاف پہلی چار تنوین مثل تمکن وتنکیر وعوض ومقابلہ یہ اسم کے لئے مخصوص ہے جیسا تعریف سے یہ بات اور اسکی وجہ معلوم کی ہوگی فلا نعیدھا دہم نون تاکید جو تاکید فعل کے لئے مستعمل ہوتی ہیں اور فعل مضارع کے آخر میں لاحق ہوتے ہیں خواہ وہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ جیسے اضربنّ اضربن

یازدہم حروف زیادت وآن ہست حرف ست اِن واَن وما ولا ومِن وکاف و با ولام چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد دوازدہم حروف شرط وآن دواست اَمّا ولو واما برای تفصیل وفا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فمنہم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار واما الذین سعدوا ففی الجنۃ ولو برای انتفای ثانی بسبب انتفای اوّل چون لوکان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا سیزدہم لولا واو یازدہم حروف زیادت وآن ہشت حرف ست اِن واَن وما ولا ومِن وکاف وبا ولام چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد دوازدہم حروف شرط وآن دواست امّا ولو امّا برای تفسیر وفا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فمنہم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار واما الذین سعدوا ففی الجنۃ ولو برای انتفای ثانی بسبب انتفای اوّل چون لوکان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا سیزدہم لولا

واو موضوعست برای انتفای ثانی بسبب وجود اول چون لولا علی لہلک عمر چہاردہم لام مفتوحہ برای تاکید چون لزید افضل من عمرو پانزدہم مابعنی مادام چون اقوم ما جلس الامیر شانزدہم حرف عطف و آن دہ ست واو وفا وثم وحتی واما واو وام ولا وبل ولکن

تمت

یازدہم حروف زیادہ یعنی وہ حروف جو تحسین کلام کیلئے مستعمل کیا جاتا ہے اور انکو ساقط کر دینے سے معنی میں کوئی خلل پذیر نہ ہو اور وہ حروف زیادہ بحسب استقراء آٹھ ہیں جیسے ان وان وما ولا ومن وکاف وباء ولام یہ آٹھ حروف یہ حرف تحسین کلام وتزین کلام کیلئے مستعمل ہوتے ہیں اور عبارت سے ساقط کر دینے سے بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے اور یہ حروف کون کون مکان میں زائد ہوتے ہیں انکی تفصیل بہت طویل ہے مثل ہدایۃ النحو وغیرہ میں مذکورہ بندہ نے اس کو قصدا ترک کر دیا حروف زائد سے آخری چاروں حروف حروف جر بھی ہو سکتے ہیں فتامل دوازدہم حروف شرط شرط کا معنی لغوی واصطلاحی مذکور ہوگی باب اول کے آخر میں اور اصطلاح میں حروف شرط وہ حروف ہیں جو دو جملہ پر داخل ہوتے ہیں جملہ اول کو شرط اور جملہ ثانیہ کو جزا کہتے ہیں اور حروف شرط بحسب استقراء تین ہیں ان جنکی بحث اواخر باب اول میں مذکور ہوچکی اما بفتح ہمزہ وتشدید میم لو اما اصل میں کیا تھا اور وہ کتنی قسم ہے اوائل کتاب اما بعد میں مذکور ہوچکی فانظر فیہ۔ قولہ اما یہ موضوع ہے تفسیر کرنے اس چیز کیلئے جو متکلم نے اجمالا رکھا تھا یا تو تفصیل کرنے اس اجمال کے جو ذہن متکلم میں اجمال تھی اور مخاطب نے بواسطہ قرائن معلوم کیا ہو پس مذکورہ دونوں صورت میں اما کو لانا اور جواب اما میں فاجزائیہ لانا واجب ہے ورنہ تکرار اما واجب نہیں جیسے اما استینافیہ اور جواب اما میں فا کر لانے کے وجوب کی علت یہ ہے تاکہ اما تفصیلی شرطیہ پر دلالت کرے کیونکہ وہ فاجزائیہ اور فاجزائیہ شرط پر دال ہے فتامل قولہ تعالیٰ فمنہم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار۔ وامّا الذین سعدوا ففی الجنۃ۔ القرآن پس ان میں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت ہیں بہرحال وہ لوگ جو بدبخت تو وہ نار جہنم میں ہونے اور وہ لوگ جو نیک بخت ہوئے تو وہ جنت میں رہیں گے آیت مذکورہ میں لوگوں کی دو قسم کی گئی ایک شقی دوسرے سعید اور اسمیں اس امر کے بارے میں اجمال ہے کہ انجام کار ان دونوں قسم کا کیا ہوگا۔ ترکیب منہم جار ومجرور مل کر ظرف شقی معطوف علیہ سعید معطوف معطوف علیہ ومعطوف مل کر فاعل ظرف ظرف وفاعل ظرف جملہ ظرفیہ یا تو ثابت منہم خبر مقدم شقی وسعید معطوف ومعطوف علیہ مل کر مبتدا مؤخر جملہ اسمیہ یا تو ثابت منہم الخ جملہ فعلیہ خبریہ الحاصل منہم الخ میں تین ترکیب سے تین جملہ ہوگا ظرفیہ واسمیہ وفعلیہ فا تفسیریہ اما شرطیہ تفصیلیہ الذین اسم موصول شقوا فعل واو ضمیر بارز محلا مرفوع فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول وصلہ مل کر محلا مرفوع مبتدا قائم مقام شرط ففی النار ای فہم داخلون فی النار فا جواب اما ہم ضمیر مرفوع منفصل محلا مرفوع مبتدا داخلون شبہ فعل ھم

ضمیر محلاً مرفوع فاعل فی النار متعلق داخلون کے ساتھ داخلون شبہ فعل و فاعل و متعلق مل کر خبر مبتدا
اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر محلاً مرفوع خبر قائم مقام جزا مبتدا قائم مقام شرط خبر قائم مقام
جزا مل کر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہا واو حرف عطف اما حرف شرط الذین سعدوا صلہ و موصول مل
کر محلاً مرفوع مبتدا قائم مقام شرط ففی الجنۃ ای فہم داخلون فی الجنۃ مذکورہ کی مانند ہو کر جملہ اسمیہ خبریہ
ہو کر محلاً مرفوع خبر قائم مقام جزا مبتدا قائم مقام شرط خبر قائم مقام جزا مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر
معطوفہ معطوف علیہا و معطوفہ سے مل کر جملہ معطوفہ۔ ترکیب دوم اسکی ترکیب دوم مثل ترکیب اول کے
ہے مگر فرق یہ ہے کہ تقدیر عبارت ہو گی اما الذین شقوا فواقعون فی النار و اما الذین سعدوا فواقعون
فی الجنۃ ترکیب مذکورہ پر قیاس کر لو یعنی لو حرف شرط اس کے ظاہر کرنے کیلئے آتا ہے کہ جزا کی نفی
ہونے کی وجہ شرط کا منتفی ہونا جیسے لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا اگر ان دونوں زمین و آسمان
میں سوا اللہ تعالیٰ کے اور چند معبود موجود ہوتے تو یہ دونوں ضرور درہم برہم ہو جاتے ترکیب لو
حرف شرط کان فعل ناقص فیہما ثابتۃ یا ثابتین کے ساتھ متعلق ہو کر خبر ناقص مقدم الہۃ موصوف
الا بمعنی غیر مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر صفت الہۃ موصوف کی مطابقت
فیہما حکماً موصوف و صفت مل کر اسم ناقص مؤخر خبر مقدم و اسم ناقص مؤخر مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط
لام جواب لو فسدتا فعل الف ضمیر بارز محلاً مرفوع فاعل فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا شرط
و جزا مل کر جملہ شرطیہ (قولہ سیزدہم الخ) حروف غیر عاملہ کی تیرہویں قسم لولا ہے اور یہ حرف بعض
کے نزدیک مرکب ہے حرف شرط اور لائے نافیہ سے اور بعض کے نزدیک بسیط حرف ہے
کیونکہ حرف کی اصل تغیر کو قبول نہ کرنا ہے اور لولا یہ موضوع ہے واسطے نفی کرنے جزو ثانی یعنی جزا کے
سبب موجود ہونے جزو اول کے یعنی شرط کے یہ مذہب نحویان ہے ورنہ اہل البلاغہ و مناطقہ کے
اس کے خلاف ہیں کذا فی المختصر الحاصل لولا جزو اول کی موجودگی کے باعث سے جزو ثانی منتفی نہ ہو جیسے
لولا علی لہلک عمر و اگر علیؓ موجود ہوتا البتہ عمر و ہلاک ہو جاتا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کی
خلافت کے زمانہ میں ایک حاملہ عورت سے زنا کا ثبوت ہونے کے سبب سے حکم زنا یعنی رجم کیلئے
حکم فرمایا لیکن اتفاقاً اس مجلس میں حضرت اسد اللہ علی موجود تھے آپ نے فرمایا ای عمر اگرچہ حاملہ عورت
زنا کرنے کی وجہ سے قصور والی ہے لیکن اسکے باطن میں جو لڑکا ہے اسکا کوئی قصور تو نہیں تو زن
حاملہ کو رجم کرنے سے وہ بے قصور لڑکا بھی مر جاوے گا اور وہ ظلم سے خالی نہیں اس بات کو سنکر
حضرت فاروق اعظم نے فرمایا لولا علی لہلک عمر اگر اس مجلس میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوتے البتہ
عمر ہلاک ہو جاتا کما لا یخفی علی ارباب التحقیق ترکیب اول لولا حرف شرط علی مبتدا موجود شبہ فعل ضمیر ہو
مستتر محلاً مرفوع نائب فاعل شبہ فعل نائب فاعل مل کر خبر مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر شرط

لام تاکید جواب لولا ہلک فعل عمر فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ترکیب دوم تقدیر عبارت یہ ہوگی لولا علی الہلک عمر ای لولم یوجد علی لہلک عمر اگر علی موجود نہ ہوتا عمر ہلاک ہوجاتا لو حرف شرط لا بمعنی لم یوجد فعل علی نائب فاعل فعل ونائب فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط لہلک عمر ترکیب مذکورہ کی مانند ہوکر جزا شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ۔ ترکیب ثالث عند البعض تقدیر عبارت یہ ہوگی لولم یکن علی موجودا لہلک عمر ترکیب ظاہر ہے ترکیب رابع تقدیر عبارت یہ ہوگی لو انتفی علی لہلک عمر ترکیب ظاہر ہے۔ قولہ چہاردہم لام مفتوحہ برائے تاکید یعنی حروف غیر عاملہ کی چودھویں قسم لام تاکید مفتوحہ اور لام تاکید وہ لام ہے جو معنی تاکید کا فائدہ دیتا ہے اسم و فعل دونوں پر داخل ہوتے ہیں مثال اسم لزید افضل من عمر البتہ زید عمر سے افضل ہے مثال فعل لافعلن کذا ضرور آپ ایسا کرونگا ترکیب مذکورہ پر قیاس کرلو قولہ پانزدہم الخ حروف غیر عاملہ کے پندرہویں قسم ما بمعنی مادام ہے یعنی وہ ماجو مادام فعل ناقص کے معنی کا فائدہ دیتی ہیں اور اس کو مائے ظرفیہ بھی کہا جاتا ہے جیسے اقوم ما جلس الامیر قیام کروں جب امیر جلوس فرمائے ترکیب اقوم فعل ضمیر انا مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع فاعل ما بمعنی ما دام فعل ناقص مائے مصدریہ دام فعل، فعل ناقص ضمیر ہو مرفوع متصل مستتر محلا مرفوع اسم ناقص جلس فعل الامیر فاعل فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلا منصوب خبر ناقص مادام فعل ناقص اپنا اسم ناقص وخبر ناقص مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر تاویل مصدر مضاف الیہ ہوا مدۃ یا وقت یا حین مضاف محذوف کا مدۃ مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہوا اقوم فعل کا اقوم فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شانزدہم حروف عطف وآن دہ است الخ عطف کا معنی لغوی میل کرنا حروف عطف کے ذریعہ چونکہ معطوف کو حکم معطوف کی طرف میل کیا جاتا ہے اسلئے حروف عطف کہتے ہیں اور اصطلاح میں ان کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ دو اسم یا تو جملہ یا تو دو کلمہ کو حکم واحد میں کیا جاسکے اور وہ بحسب استقرار دس حروف ہیں بقول شاعر دہ حروف عطف دہ است یعنی واو وفا و ثم حتی او اما ولکن بل ولا لیکن علامہ سکاکی وصاحب المستوی ومبرد وکوفیاں حضرات ای مفسرہ ولو کو بھی حروف عطفوں میں سے شمار کئے لیکن جمہور نحات نے انکو شدومت کے ساتھ تردید فرمائے ۱۲ کذا فی حاشیۃ المتفرقہ ص ۳۸ قولہ واو وفا وثم وحتی چہار حرفوں معنی جمعیت پر دلالت کرنے کیلئے موضوع ہے لیکن فرق یہ ہے واو مطلقا جمع کیلئے بلا ترتیب ومہلت اور فا جمعیت کے لئے بشرط الترتیب بین المعطوف والمعطوف علیہ بلا مہلت اور ثم بھی جمعیت مع الترتیب کے لیکن مع المہلت اور حتی بھی مثل ثم نے مگر مہلت ثم زیادہ ہے مہلت حتی سے قولہ اما اور واو رام یہ تینوں معطوف ومعطوف علیہ سے کسی ایک کے لئے حکم ثابت کرنے کیلئے موضوع ہے بلا تعیین بطور مبہم کے مگر اما کیلئے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے اور ایک اما برائے تائید وتاکید کے

کے ہو جیسے العدد اما زوج واما فرد اور معطوف و معطوف علیہ سے کسی کو تردید کرے اور کسی کے لئے ثابت کرے ام دو قسم متصلہ و منقطعہ منقطع جو کہ بل اضرابیہ کے معنی میں ہو اور ام متصلہ اسکی خلاف ہو قولہ لا و بل ولکن یہ تینوں حروف معطوف و معطوف علیہ سے کسی ایک کیلئے حکم ثابت کرنے کے لئے موضوع ہے بطریق تعیین مگر فرق یہ ہے لا نفی کرنے واسطے اور بل اسکا برعکس ہے ولکن استدراک کے واسطے لیکن لکن کی پہلی نفی ہونا لازم ہے

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود برائے فائدہ طلاب افزودہ شد

بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد الّا و اخوات آن اعنی غیر و سوی و سواء و حاشا و خلا و عدا و ما خلا و ما عدا و لیس و لا یکون تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوی مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوی ماقبل وی و آن بر دو قسم ست متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ الا و اخوات وی مثل جاءنی القوم الّا زیداً پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجی خارج کردہ شد و منقطع آن باشد کہ مذکور بعد الا و اخوات وی و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جاءنی القوم الّا حماراً کہ حمار در قوم داخل نبود بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم ست اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد الّا در کلام موجب واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جاءنی القوم الّا زیداً و کلام موجب آنکہ دران نفی و نہی و استفہام نباشد و ہم چنیں در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو ما جاءنی الا زیداً احدٌ و مستثنای منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا واقع شود بر مذہب اکثر علما منصوب باشد و بعد ما خلا و ما عدا لیس و لا یکون ہمیشہ منصوب باشد نحو جاءنی القوم خلا زیداً و عدا زیداً الخ دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس دران دو وجہ روا است یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثنا و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل خویش چون ما جاءنی احد الّا زیداً و الّا زیدٌ سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الا در ہر صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو ما جاءنی الّا زیدٌ و ما رأیت الّا زیداً و ما مررت الّا بزید چہارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر و سوی و سواء واقع شود پس مستثنیٰ را

مجرور خوانند و بعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضی نصب ہم جائز داشتہ اند
چون جاءنی القوم غیرُ زید و سوی زید و سواءِ زید و حاشا زید و بدانکہ اعراب
لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بالا باشد در جمیع صورتہائے مذکورہ چنانکہ گوئی جاءنی القوم غیرَ
زید و غیرَ حمارٍ و ما جاءنی غیرُ زید ن القوم و ما جاءنی احد غیرُ زید و غیرَ زید
و ما جاءنی غیرُ زید و ما رأیتُ غیرَ زید و ما مررتُ بغیرِ زید و بدانکہ لفظ غیر
موضوعست برائے صفت و گاہے برای استثناء آید چنانکہ الا برای استثناء
موضوعست و گاہ در صفت مستعمل شود نحو قولہ تعالیٰ لو کان فیہما اٰلہۃ اِلّا اللہ
لفسدتا یعنی غیر اللہ و ہمچنیں لا الٰہ اِلّا اللہ ۔

تشریح ۔ قولہ مستثنیٰ لفظی است کہ مذکور باشد بعد اِلّا الخ واضح ہو کہ مصنف بحث استثنا
کو کتاب نحومیر میں نہیں لائے تھے شاید خوف اطناب کی طرف نظر فرماتے ہوئے ایسا کیا تھا لیکن
کسی تلمیذ دوسرے عبد من عباد اللہ نے بحث مستثنیٰ کو کتاب نحومیر کے آخر میں لاحق کر دیا
اور اپنے نام کی تصریح نہیں فرمائی یہ تو بڑی قبولیت اور اخلاص کی علامت ہے یہ قول تحقیق
ہے مگر بعض شارحین فرماتے ہیں کہ بحث مستثنیٰ مصنفؒ سے بھی تھا لیکن یہ قول ضعیف ہے ۔
واللہ اعلم بالصواب ۔ قولہ مستثنیٰ صیغۂ اسم مفعول از باب استفعال مادہ ثنی بمعنی الصرف والمنع پھرانا
اور روکنا لفظ مستثنیٰ کا معنی پھرایا ہوا یا روکا گیا حکم ماقبل سے یعنی الگ و علیحدہ کیا گیا حکم ماقبل
سے اور اصطلاح تعریف میں اختلاف ہے مشہور قول یہ ہے کہ مستثنیٰ ایک ایسا لفظ ہے جو
اِلّا اور اسکے مثل کلمات کے بعد واقع ہو اور علامہ رضی فرماتے ہیں اللفظ المذکور بعد الا واخواتہا
مخالفا لما قبلہا نفیا واثباتا یعنی مستثنیٰ وہ ایک ایسا لفظ جو اِلّا واخوات اِلّا کے بعد واقع ہو جب
ماقبل اِلّا مابعد اِلّا کی مخالف ہو از روئے اثبات کے یا تو از روئے نفی کے اور بعض کے
نزدیک صرف بعد جملہ مذکورہ عن دخول فی تلک الجملہ اور بعض کے نزدیک المستثنیٰ ای اخراج الشئ عما
دخل فیہ غیرہ اور ابن حاجبؒ فرمایا ہے کہ مستثنیٰ کے لئے مفہوم خاص نہیں بلکہ مستثنیٰ وہ ایسا لفظ
مشترک ہے متصل ومنفصل کے درمیان اور لفظ مشترک کی تعریف نہیں ہوتی ہے اسلئے اس نے
کافیہ میں مستثنیٰ کی تعریف بیان نہیں فرمایا پھر قبل التعریف تقسیم کر دیا کذا فی الدرایہ ص۱۲۵ ۔
قولہ اخوات اِلّا یعنی اِلّا کے ہم مثل کلمات یہ ہیں ۔ (۱) اِلّا استثنائیہ غیر بمعنی استثنائیہ جو
(۲) اِلّا صفتیہ جو غیر کے معنی میں نہ ہو اسی طرح غیر بھی دو قسم پر ہے (۱) صفتیہ جو حانی اِلّا دال ہو

(۲) استثنائیہ جو الاّ کے معنی میں ہو آئندہ آنے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (۳) سویٰ بالمدّ بفتح
سین یا بالکسر (۴) حاشا سے لیکر الیٰ آخر سات کلمے مثل ماخلا وما عدا وغیرہ یہ صرفیوں کے نزدیک افعال
ہیں اسلئے کہ ان کا وزن وصورت افعال جیسے ہیں مثلاً عدا رمی وغیرہ اور نحویوں کے نزدیک معنی
فعل جب کہ انکے اندر نہیں پائے گئے اور اقتران زمان بھی معلوم نہیں ہوا تو حروف استثناء قرار دیا
گیا قولہ تا ظاہر گردد الخ یہاں سے استثنا کرنیکی غرض وغایۃ بتانا چاہتے ہیں کہ استثناء سے فائدہ
یہ ہوگا کہ جو حکم مستثنیٰ منہ پر لگا یا گیا ہے مستثنیٰ پر لگا یا نہیں گیا۔ قولہ وآن بر دو قسم است الخ
یہاں سے تقسیم مستثنیٰ کی طرف اشارہ ہے مستثنیٰ دو قسم ہے وجہ حصریہ ہے کہ مستثنیٰ یا تو مستثنیٰ منہ میں قبل
استثنا داخل ہوگا یا نہ اول متصل ثانی منقطع کذا فی التحریر ص۱۶
قولہ متصل آنست الخ یہاں سے ہر ایک کی تعریف کرنا مقصود ہے اور مستثنیٰ متصل کو منقطع پر اسلئے
مقدم کیا کیونکہ وہ حقیقت میں اصل ہے اور منقطع فرع الاصل مقدم علی الفرع کی بنا پر متصل کو مقدم
کیا مستثنیٰ متصل ومنقطع کی تعریف میں محققین وعلماء عامہ کا اختلاف ہے مذہب عامہ یہ ہے مستثنیٰ متصل
وہ مستثنیٰ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو جیسے جاءنی القوم الاّ زیداً اور منقطع اسکے برعکس ہے،
مثلاً جیسے جاءنی القوم الاّ حماراً اور محققین کا مذہب یہ ہے کہ مستثنیٰ متصل وہ مستثنیٰ ہے
جو مستثنیٰ مستثنیٰ میں داخل تھا قبل الاستثناء بعد الاستثناء حکماً خارج ہوگیا برابر ہے کہ
مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو یا نہ ہو اور منقطع مذکورہ کے برعکس ہے۔ حضرت مصنف علام
فرماتے ہیں کہ مستثنیٰ متصل وہ ہے جسکو الاّ یا اخوات الاّ کے ذریعہ متعدد یعنی مستثنیٰ منہ سے خارج کیا
ہو جیسے جاءنی القوم الاّ زیداً پس زید جو کہ قوم کے اندر قبل الاستثناء داخل تھا الاّ کے ذریعہ
حکم مجی سے خارج کر دیا ہوا اور مستثنیٰ منقطع وہ مستثنیٰ ہے جو الاّ واخوات الاّ کے بعد ہو اور
مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ سے خارج نہیں کیا کیونکہ فی الحقیقت مستثنیٰ وہ مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں
تھا جیسے جاءنی القوم الاّ حماراً اس حمار قوم میں داخل قبل الاستثناء داخل نہیں تھا۔ ترکیب
مثال اول جاءنی القوم الاّ زیداً جاء فعل نون وقایہ یای متکلم مفعول بہ القوم مستثنیٰ منہ الاّ حرف
استثناء زیداً مستثنیٰ اب مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل اور
مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترکیب مثال ثانی جاءنی القوم الاّ حماراً جاء فعل نون وقایہ یای
متکلم مفعول بہ علی طریقۃ المذکورہ القوم مستثنیٰ منہ الاّ حرف استثناء حماراً مستثنیٰ اب مستثنیٰ منہ اور
مستثنیٰ مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
قولہ بدانکہ اعراب مستثنیٰ حضرت مصنف تعریف مستثنیٰ اور اسکی اقسام سے فارغ ہوکر اقسام اعراب
مستثنیٰ کو شروع فرمایا بقولہ بدانکہ اعراب مستثنیٰ الخ مستثنیٰ کی تفصیل اعراب جاننے سے پہلے

چند امور کو جاننا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جاوے (۱) مستثنیٰ دو قسم ہے اول مستثنیٰ مفرغ بصیغۂ
اسم مفعول از تفعیل تفریغ مصدر معنی جو مستثنیٰ منہ سے فارغ و خالی ہے یعنی جسکا مستثنیٰ منہ مذکور
نہیں اسکو مستثنیٰ مفرغ کہا جاوے گا (۲) مستثنیٰ غیر مفرغ جسکا مستثنیٰ منہ مذکور ہو (۲) اعراب مستثنیٰ
کے اعتبار سے کلام دو قسم پر ہے (۱) کلام موجب جسمیں نفی و نہی یا استفہام نہ ہو (۲) غیر موجب جو مذکورہ
کے برعکس ہو (۳) یہ کہ ایک ہی قسم کا اعراب مستثنیٰ کی متعدد صورتوں میں داخل ہیں چنانچہ ہر ایک کی تفصیل
آرہی ہے۔ اب تفصیل کیطرف غور کیجئے قولہ اول آنکہ الخ یعنی اعراب مستثنیٰ کی قسم اول یہ ہے کہ مستثنیٰ ہمیشہ
منصوب ہوگا جسکی پانچ صورتیں ہیں اول یہ کہ مستثنیٰ بعد الا کے کلام موجب میں ہو جیسا کہ جاءنی القوم
الا زیدا اس کی ترکیب گذر گئی دوسرا یہ کہ مستثنیٰ بعد الا کے کلام غیر موجب میں واقع ہو بشرطیکہ
مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے ما جاءنی الا زیدا احد کلام غیر موجب میں الا زیدا مستثنیٰ کو
مستثنیٰ منہ پر مقدم کیا نہیں آیا میرے پاس کوئی مگر زید۔ ترکیب ما نافیہ اور جاءنی فعل مع مفعول
بہ الا حرف استثناء زیدا مستثنیٰ مقدم احد مستثنیٰ منہ مؤخر جاء فعل اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ
مل کر فاعل نون وقایہ متکلم مفعول بہ فعل و فاعل و مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ تیسرا مستثنیٰ منقطع
ہو خواہ مقدم ہو مستثنیٰ یا مؤخر ہو مثال مذکور ہو گئی چوتھے یہ کہ مستثنیٰ بعد خلا و عدا کے مگر یہ
بنا مذہب اکثر علماء پانچواں یہ کہ مستثنیٰ بعد ما خلا و عدا و لیس و لا یکون کے ہو جیسے جاءنی القوم
خلا زیدا و عدا زیدا و ما خلا زیدا و ما عدا زیدا و لیس زیدا و لا یکون زیدا۔
(ف) مذکورہ خلا و عدا میں باعتبار ترکیب دو حیثیت ہے اگر فعل قرار دیا جائے جیسا
کہ اکثر نحاۃ کا مذہب ہے تب ماقبل سے حال ہے اور حرف جر قرار دینے کا بھی احتمال ہے اس وقت
زیدا مجرور ہوگا لیکن ما خلا و ما عدا وغیرہ میں صرف ایک صورت ہو گی کہ موضوع حال ہے کیونکہ
اسمیں حرف کا احتمال نہیں کیونکہ اسمیں ما نافیہ جو علامت فعل ہے وہ موجود ہے بہر صورت الا معنا
الا کے معنی کا مقید ہوگا جاءنی القوم خلا زیدا ترکیب اول جاءنی فعل مع مفعول بہ القوم ذو الحال خلا فعل
ضمیر ہو مستتر محلا مرفوع فاعل زیدا مفعول بہ فعل و فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محلا
منصوب حال ہوا القوم ذو الحال کا ذو الحال اور حال مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل
اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ گویا تقدیر عبارت یوں ہو گی جاءنی القوم حال کونہ خلا مجیئہم زیدا۔
ترکیب ظاہر ہے ایسا ہی عدا کی مثال بھی ہے۔ ترکیب دوم جاءنی القوم فعل اور فاعل اور مفعول بہ
خلا حرف جار زید مجرور جار و مجرور مل کر متعلق ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور
متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ لیکن ما خلا و ما عدا کی صورت میں زید مجرور نہیں ہوگا بلکہ مفعولیت کی بناء
پر منصوب ہوگا کیونکہ دونوں پر ما مصدریہ داخل ہے جو علامت فعل ہے اب ترکیب میں دونوں

بتاویل مفرد ہوکر مضاف الیہ وقت مضاف محذوف کا بعدہٗ دونوں مل کر مفعول فیہ واقع ہوا جیسے
جَاءَنِی القوم ماخلا زیداً ای جاءنی القوم وقت خلوہم زیداً وکذا ماعدا اور لایکون اپنا اسم وخبر
مل کر ماقبل سے حال واقع ہو جیسے جَاءنی القوم لایکون زیداً ای جَاءنی القوم حال کونہ لایکون فی
مجیئہم زیدٌ الترکیب ظاہر۔ قولہ دوم آنکہ دوسری قسم اعراب مستثنیٰ کی یہ ہے کہ بنا بر استثناءً
منصوب ہوگا اور یہ ساتھ ساتھ یہ بھی جائز ہوگا کہ مستثنیٰ بنا بر بدلیت اعراب مستثنیٰ کے موافق
ہو تو اس صورت میں رفع ونصب وجر تینوں اعراب یکے بعد دیگر مستثنیٰ پر آسکتے ہیں اس کی صورت
یہ ہے کہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں بعد اِلّا کے واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو یعنی مستثنیٰ غیر مفرغ
ہو جیسے مَاجَاءَنی احدٌ اِلّا زیداً ماجاء فعل نون وقایہ یای متکلم مفعول بہ احد مستثنیٰ منہ اِلّا حرف استثناءً
زیداً مستثنیٰ اب مستثنیٰ منہ ومستثنیٰ مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ
فعلیہ خبریہ۔ ترکیب صورت ثانی جاء فعل نون وقایہ یای متکلم مفعول بہ احد مبدل منہٗ اِلّا زائدہ زید
بدل مبدل منہ اور بدل مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ مثال منصوب مارأیت احداً اِلّا زیداً زید بدل بھی ہوسکتا ہے اور مستثنیٰ بھی مثال مجرور بدلی
ما ذھبت باحدٍ اِلّا زیدٍ زید بنا بر بدل زیداً بنا بر استثناء۔
قولہ سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد الخ تیسری قسم اعراب مستثنیٰ کی یہ ہے کہ عوامل کے موافق مستثنیٰ کا
اعراب پڑھا جائیگا یعنی اگر عامل ماقبل اِلّا کے واقع ہو تو مستثنیٰ کو مرفوع اور اگر ہو تو منصوب اور
اگر جر ہو تو مجرور پڑھیں گے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ ہو اور کلام غیر موجب میں واقع ہو
جیسے ماجاءنی اِلّا زیدٌ و مارأیت اِلّا زیداً و مامررت اِلّا بزید ان تینوں مثالوں میں مستثنیٰ منہ مذکور
نہیں اب اسکے عوامل کے موافق زید پر مستثنیٰ کے اعراب ہوا جیسے مثال اول رافع ہے اسلئے زید مرفوع ہوا
اور مثال ثانی عامل ناصب ہے اسلئے زید منصوب ہوا اور مثال ثالث میں عامل جار ہے اسلئے
زید مجرور ہوا مستثنیٰ منہ محذوف ہوا احد مثال اول احداً مثال ثانی میں اَحدٍ مثال ثالث میں ترکیب
ہر ایک کی جاء فعل یای متکلم مفعول بہ اِلّا حرف استثناء زید فاعل فعل و فاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ مثال ثانی مارأیت فعل بفاعل اِلّا حرف استثناء زیداً مفعول بہ فعل وفاعل ومفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ مثال ثالث مامررت اِلّا بزید مامررت فعل اِلّا حرف استثناء با حرف جار زید مجرور جار مجرور
مل کر متعلق ہوا مررت فعل کے ساتھ مررت فعل بفاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
قولہ چہارم آنکہ الخ چوتھی قسم اعراب مستثنیٰ کی یہ ہے کہ مستثنیٰ ہمیشہ مجرور ہوگا اور اسکی صورت یہ
ہے کہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر وسوی کے واقع ہو یا بعد حاشا کے واقع ہو مگر بنا بر مذہب اکثر علماء
نہ ہو ورنہ بعض کے نزدیک مستثنیٰ بہ حاشا کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے جیسے جَاءنی القوم غیر زید
وسوی زید وسواء زید وحاشا زیداً یعنی زید کے سوا قوم میرے نزدیک آگئے۔ ترکیب جاء فعل یای
متکلم منصوب متصل مفعول بہ القوم ذو الحال غیر مضاف زید مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر حال
ہوا القوم ذو الحال کا ذو الحال اور حال مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور جاءنی القوم سوی زید اور سواء زید کی ترکیب مثل مذکور کے ہے۔

اور جاءنی القوم فعل و فاعل اور مفعول بہ سوی زید اور سوا ر زید ترکیب اضافی ہو کر مفعول فیہ
فعل و فاعل و مفعول فیہ و بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ اور بھی متعدد تراکیب ہو سکتے ہیں مگر ناچیز نے اس
پر اختصار کیا وجاء القوم حاشا زیدًا ترکیب اوّل مذکور ہوئی قسم اوّل کا اخیر ترکیب دوم جاءنی
القوم فعل و فاعل و مفعول بہ حاشا حرف جار زید مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا جار فعل کا جار فعل و فاعل
و مفعول بہ اور متعلق سے مل کر فعلیہ خبریہ ۔ بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بہ الا در جمیع صور تہا
اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ سوی و سوا ر جیسے قابل اعراب ہے لفظ غیر بھی قابل اعراب ہے
اس بات کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ لفظ غیر کا اعراب مثل اعراب مستثنیٰ بالّا کے ہے یعنی الّا کے بعد
مستثنیٰ بالا کے ہے یعنی الّا کے بعد مستثنیٰ واقع ہونے کی صورت میں مستثنیٰ پر جو اعراب ہو اگر موقع
الّا میں لفظ غیر واقع ہو تب وہ مستثنیٰ کا اعراب لفظ غیر پہ جاری ہوگا اور حقیقی مستثنیٰ مضاف
الیہ ہو جائیگا کیونکہ لفظ غیر قابل اعراب ہے فلہٰذا لفظ غیر پر اعراب جاری کرنے سے کوئی نقصان نہیں
ہوگا بخلاف الّا کے کیونکہ وہ حرف ہے جیسے جاءنی القوم غیر زید ای جاءنی القوم الّا زیدًا وجاءنی
القوم الّا حمارًا ای غیر حمار مثال اوّل مستثنیٰ متصل مثال ثانی مستثنیٰ منقطع وما جاءنی غیر زید القوم
ای ما جاءنی القوم الا زیدًا   وما جاءنی احد غیر زید ای ما جاءنی احد الا زید او الّا زید کی مانند مثل
قسم ثانی وما جاءنی غیر زید وما رایت غیر زید وما مررت بغیر زید ای ما جاءنی الا زید ما مررت الّا
بزید وما رایت الّا زیدًا یہ مثال مستثنیٰ مفرغ کا ہے ۔ قول وبدانکہ لفظ غیر موضوع است الخ حضرت
مصنفؒ اس عبارت سے لفظ غیر کا استعمال بیان کرنا مقصود ہے حقیقت میں لفظ غیر صفت کے
واسطے موضوع ہے، کبھی مجازًا غیر کو استثناء کیلئے استعمال کرتے ہیں جیسے لفظ الّا کو واضع استثنا
کیلئے وضع کئے تھے لیکن مجازًا صفت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ الّا وغیر دونوں کے
مابین مناسبت ہے وہ یہ کہ لفظ غیر جیسے کہ معنی مغائرت پر دال ہے لفظ الّا بھی مغائرت پر دال
ہے کیونکہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کا مغائر ہوا کرتا ہے اور الّا بمعنی غیر ہونے کیلئے قرینہ ہے وہ یہ
ہے کہ الّا منکور یعنی وہ جمع ہو جو غیر محصور ہو یعنی اسکی حد معین نہ ہو اسکے بعد واقع ہو تب الّا بمعنی
غیر ہوگا کیونکہ اسوقت مستثنیٰ منہ میں اتنا تعدد نہیں جسکی وجہ سے استثناء صحیح ہو اسلئے تعذر
استثناء کی بنا پر الّا بمعنی غیر صفت پر حمل کرتے ہیں جیسے قول باری تعالیٰ لوکان فیہما الٰہۃ
الّا اللہ لفسدتا اب الّا الٰہۃ جمع منکور غیر محصور کے بعد واقع ہوا ہے اسلئے الّا بمعنی غیر ہوگا ای
لوکان فیہما الٰہۃ غیر اللہ لفسدتا ترکیب گذر گئی ۔ اسیطرح الّا صفتیہ ہونا کلمہ توحید میں جیسے لا الٰہ
الا ای غیر اللہ وجہ حصر یہ ہے کہ اگر کلمۂ توحید میں الا اللہ کو مستثنیٰ متصل قرار دیا جاوے تب مستثنیٰ
مستثنیٰ منہ میں داخل ہوگا اب الٰہ برحق کا متعدد ہونا لازم آویگا جو کہ باطل ہے ویسا ہی مستثنیٰ
منقطع کہنا بھی باطل ہے کیونکہ اس صورت میں معبود برحق کا اثبات نہیں ہوگا لہٰذا مجبورًا الّا کو بمعنی غیر
کہنا پڑیگا ۔ کوئی نقصان نہیں ہے جیسے لا الٰہ الا اللہ ترکیب لا لائ نفی جنس الٰہ اسم جنس لا الا بمعنی غیر
ومضاف اللہ مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر لا اسم لا وخبر لا ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ۔ ختم شد

واللہ اسئل حسن الختام وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سید المرسلین وآلہ
وصحبہ اجمعین